

مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَمِّدٍ أَفْلَيْتَبَوَّأُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (الحديث)

# ضَعِيفُ مَوْضُوعِ رِوَايَاتٍ

اُتَاذُ الْحَدِيثِ ابُو اس  
مُحَمَّدٌ يَحْيَى كُونْدَلَوِي حَفَظَ شَهِ

جَامِعَةُ تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ فِي الْحَدِيثِ  
سَاهُو وَال سِيَاكُوٹ



## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس  
پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب..... ضعیف اور موضوع روایات

تالیف..... استاذ الحدیث ابوسن محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ

ناشر..... الحاج محمد یعقوب روپڑی ناظم  
جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ

زیر اہتمام..... ڈاکٹر عبدالحمید مظہر ایم اے۔ حافظ محمد انس گوندلوی

ڈیزائننگ..... مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

طبع ثانی..... ستمبر 2006ء

قیمت.....

نوٹ: طباعت میں غلطی کی اطلاع دیکر شکریہ کا موقع دیں



**مکتبہ اسلامیہ**

لاہور [بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973]

فیصل آباد [بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204]

## فہرست عناوین

نمبر	تفصیل	صفحہ	نمبر	تفصیل	صفحہ
۱	۱- انتساب	۱۶	۲۱	وضع کا خطرناک انداز	۳۷
۲	۲- ابتدائیہ	۱۷	۲۲	مقدار وضع	۳۸
۳	عملی نوعیت	۱۹	۲۳	۲- بعض نام نہاد اہل سنت	۳۹
۴	مقدمہ	☆	۲۴	۳- زنادقہ	۴۰
۵	موضوع روایات تاریخ و اسباب	۲۲	۲۵	تعداد وضع	۴۰
۶	دین میں جھوٹ بولنا	۲۲	۲۶	۴- سیاسی گروہ	۴۲
۷	شدید وعید کیوں؟	۲۳	۲۷	۵- واعظین و خطباء	۴۲
۸	تاریخ افتراء	۲۴	۲۸	۶- مقلدین حضرات	۴۸
۹	اسلام میں وضع حدیث کی ابتداء	۲۵	۲۹	۷- صوفیاء حضرات	۴۹
۱۰	عمود خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم	۲۶	۳۰	۸- صالحین کی جماعت	۵۲
۱۱	خطرناک چال	۲۶	۳۱	۹- بدعتی اور قبوری حضرات	۵۴
۱۲	خلافت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما	۲۷	۳۲	اسباب وضع	۵۶
۱۳	موقف صحابہ رضی اللہ عنہم	۲۸	۳۳	حفاظت حدیث	۵۷
۱۴	تحقیق حدیث کا اہتمام	۲۸	۳۴	محدثین کی شرآ و رکاوٹیں	۵۷
۱۵	جھوٹ سے نفرت	۲۹	۳۵	موضوع روایات کی شناخت	۵۸
۱۶	روایت حدیث میں احتیاط	۳۰	۳۶	موضوع روایات کا اجمالی خاکہ	۶۰
۱۷	مراکز وضع	۳۲	۳۷	ضعیف روایات پر عمل	۶۳
۱۸	موضوع حدیث کے مختلف دور	۳۴	۳۸	اصطلاحات ضروریہ	۶۴
۱۹	واضعین حدیث کا تعارف	۳۴	۳۹	ضعیف روایت کی تعریف	۶۵
۲۰	۱- روافض (شیعہ)	۳۴	۴۰	اسباب ضعف	۶۵
			۴۱	سند کی وجہ سے ضعف کے اسباب	۶۶



نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
☆	۱- کتاب الایمان	☆	☆	نداء و پکار	☆
۴۲	ایمان کی تعریف و حدود	۱	۶۳	جنگ یمامہ میں شعار	۵۵
۴۳	ایمان میں کمی و بیشی	۴	۶۴	پاؤں کا سن ہونا	۵۶
۴۴	ایمان میں استثناء و شک	۱۲	۶۵	حضرت عمرؓ کی ساریہ گو آواز	۵۸
۴۵	ایمان اور عمل میں تمیز	۷۱	۶۶	علم غیب	۶۱
۴۶	ایمان کے ساتھ شرک	۱۸	۶۷	وسیلہ	۶۴
۴۷	کسی دوسرے کو مسلمان بنانا	۱۹	☆	۳- کتاب العلم	☆
۴۸	وطن کی محبت	۲۰	۶۸	معلم و عالم کی فضیلت	۹۰
☆	۲- کتاب التوحید	☆	۶۹	طلب علم	۹۷
۴۹	تعارف الہی	۲۱	۷۰	طلب علم کا مقصد	۱۰۷
۵۰	حجاب الہی	۲۴	۷۱	علم خزانہ ہے	۱۱۰
۵۱	شناخت الہی	۳۰	۷۲	حکمت گم گشتہ ہے	۱۱۱
۵۲	شناخت علیؓ	۳۳	۷۳	بچپن میں علم کا طلب	۱۱۲
۵۳	مسکن الہی	۳۴	۷۴	عاشہ سے علم حاصل کرنا	۱۱۳
۵۴	اللہ تعالیٰ کے برتن	۳۷	۷۵	عالم علم سے سیر نہیں ہوتا	۱۱۴
۵۵	اللہ تعالیٰ کے بارہ میں تفکر	۳۸	۷۶	تکلف سے پرہیز	۱۱۵
۵۶	ریا کاری	۴۳	۷۷	عالم کی لغزش	۱۱۶
۵۷	نصرت الہی	۴۴	۷۸	علماء سے سوال کر کرنا	۱۱۷
۵۸	اہل توحید کا باعمل ہونا	۴۵	۷۹	فقہ دین کا ستون ہے	۱۱۸
۵۹	خوف الہی	۴۷	۸۰	فقہاء کی فضیلت	۱۱۹
۶۰	کنبہ خدا	۴۹	۸۱	علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل	۱۲۲
۶۱	عورت عبادت میں رکاوٹ ہے	۵۱	۸۲	عالم کے لئے دعائے مغفرت	۱۲۳
۶۲	بدویوں اور عورتوں کا دین	۵۴	۸۳	اہل عراق کی علم میں برتری	۱۲۴

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۸۴	اساتذہ کی تعظیم	۱۲۵	۱۰۶	اہل کتاب سے سوال	۱۵۸
۸۵	اساتذہ کی لمبی عمر کے لئے دعاء	۱۲۶	۱۰۷	صرف قرآن کا صحیح ہونا	۱۸۶
۸۶	نا انصاف استاذ	۱۲۷	۱۰۸	حسب حال حدیث بیان کرنا	۱۸۷
۸۷	اساتذہ کا محتاج ہونا	۱۲۸	۱۰۹	اہل الحدیث کی فضیلت	۱۸۹
۸۸	اساتذہ بدترین مخلوق ہیں	۱۲۹	۱۱۰	حدیث کا با سند لکھنا	۱۹۰
۸۹	استاذ مشورہ کے قابل نہیں	۱۳۰	۱۱۱	حدیث لینے میں تحقیق	۱۹۱
۹۰	استاذ کی تنخواہ	۱۳۱	۱۱۲	حدیث لکھنے کا طریقہ	۱۹۲
۹۱	کتاب اللہ پر شرط اور اجرت	۱۳۲	۱۱۳	مرفوع حدیث روایت کرنا	۱۹۵
۹۲	قابل رحم عالم	۱۳۳	۱۱۴	حدیث میں احتیاط	۱۹۶
۹۳	علم کی آفت اور ضیاع	۱۳۶	☆	۵- کتاب البدعات	☆
۹۴	علم عبادت سے بہتر ہے	۱۴۰	۱۱۵	نا پسندیدہ بدعت	۱۹۷
۹۵	طالب علم کا مقام	۱۴۱	۱۱۶	عبادت میں بدعت	۱۹۸
۹۶	علم عمل سے بہتر ہے	۱۴۲	۱۱۷	بدعت کے نقصانات	۱۹۹
۹۷	عالم کی نیند	۱۴۷	۱۱۸	بدعتی کے اعمال	۲۰۱
۹۸	عالم کی موت	۱۴۸	۱۱۹	بدعتی بدترین مخلوق ہے	۲۰۳
☆	۴- کتاب الاعتصام	☆	۱۲۰	بدعتی مسلمان نہیں	۲۰۴
۹۹	کوئی سنت قابل قبول ہے	۱۵۲	۱۲۱	بدعتی کی موت اسلام کی فتح ہے	۲۰۵
۱۰۰	حفاظت حدیث	۱۶۴	۱۲۲	بدعتی کی توبہ	۲۰۶
۱۰۱	سنت سے محبت	۱۷۸	۱۲۳	بدعتی سے ناراضگی	۲۰۷
۱۰۲	سنت کا زندہ کرنا	۱۷۹	۱۲۴	بدعتی کی تعظیم	۲۰۸
۱۰۳	فساد کے وقت سنت پر عمل کرنا	۱۸۱	۱۲۵	فضیلت والی روایت پر عمل	۲۱۱
۱۰۴	قرآن سے سنت کی منسوخیت	۱۸۳	۱۲۶	بدعت کا مٹانا	۲۱۵
۱۰۵	سنت سے سنت کی منسوخیت	۱۸۴	۱۲۷	بدعت کے وقت علم کا پھیلانا	۲۱۶



نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۱۲۸	بدعتی سے تعلقات	۲۱۸	۱۵۰	وضو میں ترتیب ضروری نہیں	۲۸۸
۱۲۹	بدعت کا خاتمہ	۲۱۹	۱۵۱	اعضاء کا تین بار دھونا	۲۹۰
☆	☆ ۶- کتاب الطہارۃ	☆	۱۵۲	وضو میں وسوسہ	۳۰۰
۱۳۰	نظافت کی فضیلت	۲۲۰	۱۵۳	وضو میں اسراف	۳۰۲
۱۳۱	زمین کی طہارت	۲۲۵	۱۵۴	چھینٹے مارنا	۳۰۴
۱۳۲	کتے اور بلی کا برتن میں منہ ڈالنا	۲۲۸	۱۵۵	موزوں پر مسح	۳۰۶
۱۳۳	دھوپ سے گرم شدہ پانی کا حکم	۲۳۲	۱۵۶	پٹیوں پر مسح	۳۱۱
۱۳۴	نہید سے وضو	۲۳۴	۱۵۷	وضو سے بچا ہوا پانی	۳۱۲
۱۳۵	پانی پلید نہیں ہوتا	۲۳۸	۱۵۸	تولیہ کا استعمال	۳۱۳
۱۳۶	لوٹے کی فضیلت	۲۴۰	۱۵۹	وضو پورا کرنے کی فضیلت	۳۱۵
۱۳۷	لیٹرین میں وضو کرنا	۲۴۲	۱۶۰	ہمیشہ با وضو رہنا	۳۱۶
۱۳۸	مسواک کی فضیلت	۲۴۴	۱۶۱	وضو کرتے وقت باتیں کرنا	۳۱۷
۱۳۹	وضو نماز کی چابی ہے	۲۶۳	۱۶۲	وضو کی دعائیں	۳۱۸
۱۴۰	بسم اللہ پڑھ کر وضو کرنا	۲۶۴	☆	☆ نوافض وضو	☆
۱۴۱	وضو پر وضو کرنا	۲۶۵	۱۶۳	جو چیز قبل اور دبر سے خارج ہو اس	
۱۴۲	اچھے طریقے سے وضو کرنا	۲۶۷		سے وضو کرنا	۳۲۴
۱۴۳	انگوٹھی کو حرکت دینا	۲۶۸	۱۶۴	بوسہ سے وضو	۳۲۸
۱۴۴	خلال کرنا	۲۶۹	۱۶۵	نکسیر، قے اور خون سے وضو	۳۳۰
۱۴۵	کلی اور ناک میں پانی چڑھانا	۲۷۳	۱۶۶	قبضہ اور نفی سے وضو	۳۴۱
۱۴۶	کہنیوں پر پانی گھمانا	۲۷۸	۱۶۷	نہید سے وضو	۳۴۶
۱۴۷	سر کا مسح	۲۷۹	۱۶۸	عضو کا چھونا	۳۵۷
۱۴۸	گردن کا مسح	۲۸۳	۱۶۹	بت اور غیر مسلم کا چھونا	۳۶۱
۱۴۹	پاؤں کا دھونا	۲۸۷	۱۷۰	پھلہری والے کو چھونا	۳۶۳

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
☆	۷- کتاب الصلوٰۃ	۱۹۰	۳۶۴	جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے وضو کرنا	۱۷۱
☆	فضائل نماز	۱۹۱	☆	تیمم	☆
۴۱۴	بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم کرنا	۱۹۲	۳۶۵	طریقہ تیمم	۱۷۲
۴۲۶	نمازیوں کا قتل کرنا	۱۹۳	۳۷۵	ایک تیمم سے ایک نماز	۱۷۳
۴۲۸	نماز کی حفاظت	۱۹۴	۳۷۶	تیمم والا امام	۱۷۴
۴۲۹	صبح کے وقت سونا	۱۹۵	۳۷۸	جنبی کا سفر میں وضو کرنا	۱۷۵
۴۳۱	افضل نماز	۱۹۶	☆	جنابت	☆
۴۳۵	عشاء سے پہلے سونا	۱۹۷	۳۷۹	منی کا حکم	۱۷۶
۴۳۶	نماز عشاء باجماعت پڑھنا	۱۹۸	۳۸۱	جنبی وحائضہ کا قرآن پڑھنا	۱۷۷
۴۳۷	بدھ کے روز عشاء کی نماز کی فضیلت	☆	۳۸۷	قرآن چھوٹا	۱۷۸
☆	اوقات نماز	۱۹۹	۳۹۲	پانی و کپڑے پر جنابت کا حکم	۱۷۹
۴۴۰	نماز کا مؤخر کرنا	۲۰۰	۳۹۳	عدم انزال میں وضو	۱۸۰
۴۴۲	نماز کا اول و آخر وقت	۲۰۱	۳۹۴	غسل جنابت میں وضو	۱۸۱
۴۴۳	نماز کا وقت مقرر ہے	۲۰۲	۳۹۵	کلی اور ناک میں پانی چڑھانا	۱۸۲
۴۴۴	نماز جلدی پڑھنا	۲۰۳	۳۹۸	پانی کا بالوں کی جڑوں تک پہنچنا	۱۸۳
۴۴۵	اول وقت کی فضیلت	۲۰۴	۴۰۰	بالوں کا خشک رہ جانا	۱۸۴
۴۵۱	فجر کا روشن کرنا	۲۰۵	۴۰۱	غسل کے بعد وضو	۱۸۵
۴۵۸	دوپہر کے وقت نماز	۲۰۶	۴۰۲	غسل جنابت سے تمام غسلوں کا	۱۸۶
۴۵۹	ظہر کا وقت	۲۰۷		منسوخ ہونا	☆
۴۶۰	عصر کا وقت	۲۰۸	☆	حیض و نفاس	۱۸۷
۴۶۳	مغرب کا وقت	۲۰۹	۴۰۴	حیض کی کم و زیادہ مدت	۱۸۸
۴۷۰	مغرب جلدی پڑھنا	۲۱۰	۴۱۱	طریقہ غسل	۱۸۹
۴۷۲	کھانے کی وجہ سے مؤخر نہ کرنا	۲۱۱	۴۱۲	نفاس کی مدت	☆



نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۲۱۲	شفق کیا ہے؟	۴۷۳	۲۳۳	مؤذن بہتر شخص ہو	۵۲۰
☆	عشاء کا وقت	۴۷۴	۲۳۴	حی علی خیر العمل	۵۲۱
۲۱۳	۸- کتاب الأذان	☆	۲۳۵	تھویب (دوہری اذان)	۵۲۲
۲۱۴	اذان اور مؤذن کی فضیلت	۴۷۵	۲۳۶	امام مؤذن نہ بنے	۵۲۳
۲۱۵	بلال رضی اللہ عنہ سید المؤذنین	۴۹۶	۲۳۷	سفر میں اذان کہنا	۵۲۶
۲۱۶	تعظیم اذان	۴۹۸	۲۳۸	استقبالیہ اذان	۵۲۷
۲۱۷	آسمان والوں کے مؤذن	۴۹۹	۲۳۹	اذان با وضو ہو کر کہنا	۵۲۸
۲۱۸	عورتوں پر اذان نہیں	۵۰۰	۲۴۰	سواری پر اذان	۵۳۱
۲۱۹	پرندوں کی اذان	۵۰۱	۲۴۱	اذان کے وقت دعا کرنا	۵۳۲
۲۲۰	اذان سے عذاب ملنا	۵۰۲	۲۴۲	عورتوں کا جواب اذان	۵۳۵
۲۲۱	اذان سے سردی کا دور ہونا	۵۰۴	۲۴۳	جواب اذان	۵۳۶
	معراج میں رسول اللہ ﷺ کو		۲۴۴	فجر کی اذان کا جواب	۵۳۷
۲۲۲	اذان سکھائی گئی	۵۰۵	۲۴۵	اذان اور اقامت کے درمیان دعاء	۵۳۸
۲۲۳	دو کلہوں والی اذان	۵۰۷	۲۴۶	اذان کے بعد دعاء	۵۴۰
۲۲۴	سب سے پہلی اذان کے الفاظ	۵۰۸	☆	مروجہ صلوٰۃ و سلام	-
۲۲۵	بلال کی سین	۵۰۹	۲۴۷	باب الاقامة	☆
۲۲۶	منار کے اوپر اذان کہنا	۵۱۲	۲۴۸	کیفیت اقامت	۵۴۳
۲۲۷	کھڑے ہو کر اذان کہنا	۵۱۳	۲۴۹	مؤذن اقامت کا حقدار ہے	۵۴۹
۲۲۸	اذان میں ترتیل	۵۱۴	۲۵۰	امام کب کھڑا ہو	۵۵۱
۲۲۹	پاؤں کو حرکت نہ دینا	۵۱۶	۲۵۱	قد قامت الصلاة کا جواب	۵۵۲
۲۳۰	راگ لگانا	۵۱۷	☆	اقامت کے وقت امام پر سلام کہنا	۵۵۳
۲۳۱	حا کا ادغام	۵۱۸	۲۵۲	۹- کتاب المساجد	☆
۲۳۲	بچے کی اذان	۵۱۹	۲۵۳	مسجد بنانے کی فضیلت	۵۵۴

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۲۵۴	مسجد کی فضیلت	۵۵۶	۲۷۵	سینے پر ہاتھ باندھنا	۶۰۲
۲۵۵	مسجد انبیاء کی مجلس ہے	۵۵۷	۲۷۶	دعائے افتتاح	۶۰۴
۲۵۶	مسجد کی حفاظت	۵۵۸	۲۷۷	بسم اللہ بالجھر	۶۰۶
۲۵۷	مسجد کا فنا نہ ہونا	۵۵۹	۲۷۸	قرأت فاتحہ	۶۲۰
۲۵۸	مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعاء	۵۶۰	۲۷۹	قرأت خلف الامام	۶۲۹
۲۵۹	مسجد کے قریب رہائش رکھنا	۵۶۲	۲۸۰	واذا قرئ القرآن	۶۵۹
۲۶۰	مسجد میں دنیاوی باتیں	۵۶۵	۲۸۱	ظہر اور عصر میں قرأت	۶۶۳
۲۶۱	کن جگہوں پر نماز پڑھنی جائز نہیں	۵۶۷	☆	دن کی نماز خاموش قرأت والی ہے	۶۶۶
۲۶۲	محلے کی مسجد	۵۷۰	۲۸۲	باب آمین	☆
۲۶۳	تاریکی میں مسجد کی طرف جانا	۵۷۱	۲۸۳	آمین کی تعریف	۶۶۷
۲۶۴	مسجد کی طرف دوڑ لگانا	۵۷۳	۲۸۴	آمین آہستہ کہنا	۶۶۸
۲۶۵	بچوں کو مسجد سے دور رکھنا	۵۷۴	☆	قرأت، سکتہ اور جوابات	۶۷۵
۲۶۶	مسجد میں سنگی لگوانا	۵۷۶	۲۸۵	باب الرکوع	☆
۲۶۷	مسجد میں جوؤں کا دفن کرنا	۵۷۷	۲۸۶	رفع یدین نہ کرنے والے پر لعنت	۵۷۹
۲۶۸	مسجد کی صفائی	۵۷۸	۲۸۷	ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا	۶۸۰
۲۶۹	مسجد کے پڑوسی کی نماز	۵۸۱	۲۸۸	رفع یدین بدعت ہے	۶۸۲
☆	چٹائی بچھانا	۵۸۵	۲۸۹	رفع یدین کی نفی	۶۸۳
۲۷۰	باب القبلة	☆	۲۹۰	رفع یدین کا منسوخ ہونا	۶۹۵
۲۷۱	تحویل قبلہ	۵۸۶	۲۹۱	تسبیحات رکوع	۷۰۴
☆	قبلہ کی جانب تھوکرنا	۵۸۹	۲۹۲	کیفیت رکوع	۷۰۹
۲۷۲	۱۰- کتاب صفة الصلوة	☆	☆	مدرک رکوع	۷۱۴
۲۷۳	نیت	۵۹۵	۲۹۳	باب السجود	☆
۲۷۴	تکبیر تحریرہ	۶۰۱	۲۹۴	پیشاب والی جگہ پر سجدہ کرنا	۷۱۹



نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۲۹۵	سجدہ صرف زمین پر	۷۲۰	۳۱۴	فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	۸۰۰
۲۹۶	آدمی کی پشت پر سجدہ	۷۲۰ ب	۳۱۵	ظہر کی سنتیں	۸۰۱
۲۹۷	کیفیت سجدہ	۷۲۱	۳۱۶	عصر کی سنتیں	۸۱۱
۲۹۸	گڑی پر سجدہ	۷۲۵	۳۱۷	مغرب سے پہلے وبعد سنتیں و نوافل	۸۱۴
۲۹۹	پیشانی صاف کرنا	۷۳۵	☆	عشاء کی سنتیں	۸۲۷
۳۰۰	پیشانی اودھناک پر سجدہ	۷۳۶	۳۱۸	کتاب الامامة والجماعة	☆
۳۰۱	تسبیحات سجدہ	۷۳۹		جماعت سے پیچھے رہنے والا	۸۲۸
۳۰۲	عورتوں کے سجدہ کی کیفیت	۷۴۱	۳۱۹	مناقہ ہے	
۳۰۳	سجدہ میں جانے کی کیفیت	۷۴۴	۳۲۰	با جماعت نماز کی فضیلت	۸۲۹
☆	سجدہ میں سو جانا	۷۵۱	۳۲۱	بلا عذر نماز کا ترک کرنا	۸۳۰
☆	باب التشہد	☆	۳۲۲	عورتوں کا با جماعت نماز پڑھنا	۸۳۱
۳۰۴	تشہد اول	☆	۳۲۳	اوصاف امام	۸۳۲
۳۰۵	انگی کو حرکت دینا	۷۵۳	۳۲۴	عورت، بدوی اور مہاجر کی امامت	۸۳۲
۳۰۶	پہلے تشہد کی کیفیت	۷۵۵	۳۲۵	ہر نیک و بد کے پیچھے نماز	۸۳۳
☆	تشہد سے اٹھنے کی کیفیت	۷۵۶	۳۲۶	جنبی امام	۸۵۱
۳۰۷	آخری تشہد	☆	۳۲۷	عورتوں کو پیچھے رکھنا	۸۵۷
۳۰۸	تشہد کا پانا	۷۶۰	۳۲۸	دو یا اس سے زیادہ جماعت ہے	۸۵۸
۳۰۹	درود شریف کا حکم	۷۶۱	☆	بیٹھ کر جماعت کرنا	۸۶۳
۳۱۰	تشہد میں بے وضو ہونا	۷۶۶	۳۲۹	صف بندی	☆
۳۱۱	طریقہ سلام	۷۷۳	۳۳۰	صف سیدھی کرنا	۸۶۵
☆	سلام کے بعد ذکر	۷۷۷	۳۳۱	خلاء پر کرنا	۸۶۷
۳۱۲	کتاب النوافل	☆	۳۳۲	پہلی صف کی فضیلت	۸۷۰
۳۱۳	فجر کی سنتیں	۷۹۳	۳۳۳	امام کے پیچھے کھڑے ہونا	۸۷۲

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۳۳۴	دائیں طرف کی فضیلت	۸۷۳	۳۵۴	پہلو پر ہاتھ رکھنا	۹۴۲
۳۳۵	بائیں جانب کی فضیلت	۸۷۴	۳۵۵	پسینہ صاف کرنا	۹۴۳
۳۳۶	صف اول کو چھوڑنا	۸۷۵	۳۵۶	جھینک، جمائی اور اونگھ	۹۴۴
۳۳۷	امام کا درمیان میں ہونا	۸۷۶	۳۵۷	داڑھی چھونا	۹۴۷
۳۳۸	دیہاتی کہاں کھڑا ہو	۸۷۷	۳۵۸	کڑا کے ٹکالنا اور پھونک مارنا	۹۵۱
☆	صف سے آدمی کھینچنا	۸۷۹	☆	کنکریاں چھونا	۹۵۶
۳۳۹	تکبیر اولیٰ	☆	۳۵۹	باب السھو	☆
۳۴۰	تکبیر اولیٰ کی فضیلت	۸۸۱	۳۶۰	بھول سے سجدہ سھو کرنا	۹۶۰
۳۴۱	تکبیر اولیٰ کے لئے دوڑ لگانا	۸۸۲	۳۶۱	شک پڑ جانا	۹۶۸
۳۴۲	متابعت امام	۸۸۷	۳۶۲	سھو کہاں کہاں ہے؟	۹۷۲
☆	نماز کی قضا	۸۹۱	۳۶۳	کیفیت سھو	۹۷۳
۳۴۳	نماز میں لباس	☆	۳۶۴	نماز خوف میں سھو	۹۷۸
۳۴۴	ایک کپڑے میں نماز	۸۹۶	☆	مقتدی پر سھو نہیں	۹۷۹
۳۴۵	شلوار میں نماز	۹۰۰	۳۶۵	نماز قصر	☆
۳۴۶	عورت زینت کو چھپائے	۹۰۱	۳۶۶	قصر بہتر ہے	۹۸۱
۳۴۷	ٹخنوں کے نیچے چادر و شلوار کا حکم	۹۰۲	۳۶۷	مسافت قصر	۹۸۴
۳۴۸	جو توں سمیت نماز	۹۰۳	۳۶۸	پوری نماز پڑھنے والا مسافر	۹۸۵
۳۴۹	باب الاستسرة	۹۱۲	۳۶۹	قصر دو رکعت ہے	۹۸۶
۳۵۰	نمازی کے آگے سے گزرنا	۹۲۱	۳۷۰	جو مسافر چار رکعت پڑھے	۹۹۳
☆	آدمی اور قبر کو سترہ بنانا	۹۲۳	۳۷۱	اقامت کی نیت ضروری نہیں	۹۹۵
۳۵۱	نماز میں ممنوع افعال	☆	۳۷۲	دوسرے شہر اہل بنانے والا	۹۹۶
۳۵۲	نماز میں ادھر ادھر جھانکنا	۹۲۹	۳۷۳	قصر صرف حج میں ہے	۹۹۸
۳۵۳	ہنسی اور قہقہہ	۹۳۵	☆	مدت قصر	۹۹۹



نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۳۷۴	نمازوں کا جمع کرنا	☆	۳۹۵	وتر صرف تین ہیں	۱۰۶۴
۳۷۵	بغیر عذر کے جمع کرنا	۱۰۰۳	۳۹۶	ایک وتر منع ہے	۱۰۶۵
۳۷۶	سفر میں جمع کرنا	۱۰۰۴	۳۹۷	تین وتر میں سلام نہیں	۱۰۶۶
۳۷۷	مدینہ میں جمع کرنا	۱۰۰۶	☆	قنوت واجب ہے	۱۰۶۷
۳۷۸	سواری پر نماز وامامت	۱۰۰۸	۳۹۸	محل قنوت	۱۰۶۸
۳۷۹	کشتی میں نماز ☆	۱۰۱۰	۳۹۹	وتر کی قضا	۱۰۷۳
۳۸۰	قیدی کی نماز ☆	۱۰۱۱	☆	وتر سفر میں سنت ہے	۱۰۷۵
۳۸۱	مریض کی نماز ☆	۱۰۱۲	۴۰۰	صلوة التراويح	☆
۳۸۲	حالت بیہوشی کی نماز	۱۰۱۵	۴۰۱	خلفاء راشدین کی نماز تراویح پر بیہوشی	۱۰۷۶
☆	سجدہ تلاوت و شکر	۱۰۱۹	☆	تعداد تراویح	۱۰۷۷
۳۸۳	قیام اللیل	☆	۴۰۲	۱۴- کتاب الجمعة	☆
۳۸۴	قیام اللیل ضروری ہے	۱۰۳۰	۴۰۳	وجہ تسمیہ	۱۰۸۸
۳۸۵	قیام اللیل کی فضیلت	۱۰۳۱	۴۰۴	فرضیت و فضیلت	۱۰۸۹
۳۸۶	رات کو نماز پڑھنے والے کا حسین ہونا	۱۰۴۲	۴۰۵	جمع کے وتر کا کفارہ	۱۰۹۱
۳۸۷	مومن کا شرف	۱۰۴۵	۴۰۶	مسکینوں کا حج	۱۰۹۳
☆	تہجد کے لئے بیدار ہونے کا نسخہ	۱۰۴۷	۴۰۷	دنوں کا سردار	۱۰۹۵
۳۸۸	باب الوتر	☆	۴۰۸	آگ سے آزادی	۱۰۹۸
۳۸۹	وتر واجب ہے	۱۰۴۸	۴۰۹	رمضان میں جمعہ کی فضیلت	۱۰۹۹
۳۹۰	وتر اضافی نماز ہے	۱۰۵۰	۴۱۰	غسل و صفائی	۱۱۰۰
۳۹۱	جو وتر نہ پڑھے	۱۰۵۶	۴۱۱	جمع کے روز سگی لگوانا	۱۱۱۴
۳۹۲	وتر کا وقت	۱۰۵۸	۴۱۲	حجامت بخوانا	۱۱۱۵
۳۹۳	وتر مغرب کی طرح ہے	۱۰۵۹	۴۱۳	پگڑی باندھنا	۱۱۱۶
۳۹۴	وتر رسول اللہ ﷺ پر فرض تھا	۱۰۶۱	۴۱۴	خوشبو کا اہتمام	۱۱۱۹

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۴۱۵	دیہات میں جمعہ	۱۱۲۰	۴۳۷	قرأت اور خطبہ	۱۲۰۰
۴۱۶	جمعہ کس پر فرض ہے	۱۱۲۱	☆	مبارک باد	۱۲۰۴
۴۱۷	جمعہ کے لئے جانا	۱۱۲۷	۴۳۸	نماز عید کے بعد نماز	۱۲۰۶
۴۱۸	گردنیں پھاند کر گزرتا	۱۱۲۸	☆	جمعہ اور عید کا اجتماع	۱۲۰۷
۴۱۹	مسجد میں حلقہ بنانا	۱۱۳۰	۴۳۹	۱۶- کتاب اصلوات التطوعات	☆
۴۲۰	تعداد سامعین	۱۱۳۱	☆	فضیلت و کیفیت	۱۲۱۲
۴۲۱	امام کا لوگوں کو سلام کہنا	۱۱۳۶	☆	نماز تسبیح	☆
۴۲۲	دوران خطبہ کلام و نماز	۱۱۴۱	۴۴۱	فضیلت و کیفیت	۱۲۳۰
۴۲۳	کیفیت خطبہ	۱۱۴۵	۴۴۲	سورج گرہن کی نماز ☆	۱۲۳۹
۴۲۴	مستجاب گھڑی	۱۱۴۷	۴۴۳	خطبہ	۱۲۴۳
۴۲۵	نماز جمعہ	۱۱۵۰	☆	بارش طلب کی نماز ☆	۱۲۴۴
۴۲۶	جمعہ کی ایک رکعت پانا	۱۱۵۳	۴۴۴	ہفتہ بھر کی نمازیں	☆
۴۲۷	نماز جمعہ سے پہلے و بعد نوافل	۱۱۵۷	۴۴۵	جمعہ کے روز کی نمازیں	۱۲۴۸
۴۲۸	جمعہ کے روز تلاوت و استغفار	۱۱۶۲	۴۴۶	ہفتہ کے روز کی نمازیں	۱۲۵۰
☆	صدقہ و خیرات	۱۱۶۵	۴۴۷	اتوار کے روز کی نمازیں	۱۲۵۳
۴۲۹	۱۵- کتاب العیدین	☆	۴۴۸	سوموار کے روز کی نمازیں	۱۲۵۶
۴۳۰	عید کی رات عبادت	۱۱۶۸	۴۴۹	منگل کے روز کی نمازیں	۱۲۵۸
۴۳۱	عید کے روز غسل	۱۱۷۶	۴۵۰	عاشورہ کے روز کی نمازیں	۱۲۵۹
۴۳۲	کھانا کھانا	۱۱۷۸	۴۵۱	عرفہ کے دن کی نمازیں	۱۲۶۱
۴۳۳	نماز عید کے لئے جانا	۱۱۷۹	۴۵۲	ماہ رجب کی نمازیں	۱۲۶۴
۴۳۴	تکبیرات عید	۱۱۸۲	۴۵۳	ماہ شعبان کی نمازیں	۱۲۶۷
۴۳۵	اسلحہ ساتھ لے جانا	۱۱۸۹	۴۵۴	نماز توبہ ☆	۱۲۷۱
۴۳۶	نماز میں تکبیرات زوائد	۱۱۹۱	۴۵۵	نماز حاجت ☆	۱۲۷۲

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
۴۵۶	ضائع شدہ نمازوں کی تلافی کیلئے نماز ☆	۱۲۷۶	۴۷۸	رونا اور نوحہ کرنا	۱۳۳۹
۴۵۷	نماز فرقان ☆	۱۲۷۷	۴۷۹	حرمین میں موت کی فضیلت	۱۳۳۳
☆	حفظ القرآن کی خاطر نماز	۱۲۷۸	۴۸۰	بیت المقدس میں موت کی فضیلت	۱۳۳۹
۴۵۸	۱۳- کتاب الجنازہ	☆	۴۸۱	علاقہ شام میں موت کی فضیلت	۱۳۵۱
۴۵۹	فضیلت مرض	۱۲۸۰	۴۸۲	جمعہ کے روز موت کی فضیلت	۱۳۵۲
۴۶۰	مرض کا اظہار	۱۲۸۳	۴۸۳	غسل میت	۱۳۵۶
۴۶۱	عمدہ بیمار بننا	۱۲۸۴	۴۸۴	کفن	۱۳۷۱
۴۶۲	مریض کی خوراک	۱۲۸۵	۴۸۵	جنازہ اٹھانا اور اس کی فضیلت	۱۳۸۸
۴۶۳	تیار داری	۱۲۸۸	۴۸۶	جنازہ کے آگے چلنا	۱۴۰۴
۴۶۴	بیمار پر خرچ کرنا	۱۲۹۸	۴۸۷	جنازہ کے ساتھ سوار ہونا	۱۴۱۱
۴۶۵	نا قابل عیادت مریض	۱۲۹۹	۴۸۸	نماز جنازہ میں حاضری	۱۴۱۶
۴۶۶	مریض کی آہ وزاری	۱۳۰۰	۴۸۹	جنازہ میں ورد	۱۴۱۷
۴۶۷	بیماری میں موت	۱۳۰۱	۴۹۰	نماز جنازہ کا وقت مقرر کرنا	۱۴۱۸
۴۶۸	مختلف قسم کی موتوں سے پناہ	۱۳۰۲	۴۹۱	صف بندی	۱۴۱۹
۴۶۹	موت سے فرار و محبت	۱۳۰۸	۴۹۲	بچوں پر نماز جنازہ	۱۴۲۱
۴۷۰	وصیت	۱۳۱۰	۴۹۳	جنازہ میں تکبیرات	۱۴۲۲
۴۷۱	تلقین و قرآن خوانی	۱۳۱۲	۴۹۴	چار تکبیرات	۱۴۲۵
۴۷۲	اعمال کا پیش ہونا	۱۳۱۹	۴۹۵	رفع یدین اور ہاتھ باندھنا	۱۴۳۲
۴۷۳	کیفیت موت	۱۳۲۲	۴۹۶	نماز جنازہ کی دعائیں	۱۴۳۶
۴۷۴	انا للہ کہنا و دعائے خیر	۱۳۲۸	۴۹۷	سلام پھیرنا	۱۴۴۰
۴۷۵	عورتوں کی حاضری	۱۳۳۲	۴۹۸	ناقص اجساد پر نماز جنازہ	۱۴۴۳
۴۷۶	میت کو قبلہ رخ کرنا	۱۳۳۳	۴۹۹	غائبانہ نماز جنازہ	۱۴۴۵
۴۷۷	موت کفارہ ہے	۱۳۳۶	۵۰۰	شہداء بدر و احد کی نماز جنازہ	۱۴۵۰

نمبر	تفصیل	حدیث	نمبر	تفصیل	حدیث
	غیر مسلم کی نماز جنازہ	۱۴۶۰	۵۱۵	نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا	۱۴۹۵
۵۰۱	نومولود کی نماز جنازہ	۱۴۶۲	۵۱۶	پانی کا چھڑکاؤ	۱۴۹۶
۵۰۲	جنازہ میں عورتوں کی شمولیت	۱۴۶۳	۵۱۷	بعد از دفن تلقین و قرآن خوانی	۱۴۹۸
۵۰۳	مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	۱۴۶۹	۵۱۸	قبر کا جھکا اور پکار	۱۵۰۱
۵۰۴	جنازہ سے فراغت	۱۴۷۳	۵۱۹	عذاب قبر	۱۵۰۹
۵۰۵	قبر پر نماز جنازہ پڑھنا	۱۴۷۵	۵۲۰	امت محمدیہ کے زمانہ قدیم کے مدفونین	☆
☆	دفن	☆	۵۲۱	مصیبت کا چھپانا و تعزیت	۱۵۲۶
۵۰۶	دفن کی جگہ	۱۴۶۷	۵۲۲	مصیبت پر خوش ہونا	۱۵۳۵
۵۰۷	قبر کھودنا جہاد ہے	۱۴۸۱	۵۲۳	ایصال ثواب	۱۵۳۶
۵۰۸	قبر کا دروازہ	۱۴۸۲	۵۲۴	قبرستان کی زیارت	۱۵۳۸
۵۰۹	قبر میں زائد کپڑا بچھانا	۱۴۸۳	۵۲۵	سلام کہنا	۱۵۳۸
۵۱۰	قبر میں میت کا اتارنا	؟؟	۵۲۶	ارواح انبیاء علیہم السلام	۱۵۵۰
۵۱۱	قبر میں جھانکنا	۱۴۸۶	۵۲۷	قبر رسول ﷺ کی زیارت	۱۵۵۱
۵۱۲	مٹی ڈالنے کی کیفیت	۱۴۸۷	۵۲۸	جریدہ مصادر	☆
۵۱۳	میت کا دعا کی منتظر ہونا	۱۴۹۲	☆	☆☆☆	☆
۵۱۴	بچیوں کا دفن کرنا	۱۴۹۳			

## انتساب

محدثین کرام کے نام جن کی شب و روز کی کاوشوں  
نے دین اسلام کو تحریف و تبدل تغیر اور ہر قسم کی  
غلط بیانی سے محفوظ فرمایا۔

از مؤلف



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### ابتدائیہ

اس کتاب کے لکھنے کا بنیادی مقصد عوام میں پھیلی ہوئی ضعیف اور موضوع روایات کو صحیح احادیث سے الگ کرنا ہے تاکہ جو رسول اللہ ﷺ کا قول یا فعل نہیں وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو اور لوگ اسے حدیث رسول ﷺ سمجھ کر اس پر عمل نہ کریں۔ کیونکہ صحیح حدیث دین ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے جبکہ موضوع روایات نہ دین ہے اور نہ کلام رسول بنا بریں ان پر عمل کرنا حرام ہے اسی طرح ضعیف روایت اصل کے اعتبار سے مشکوک ہوتی ہے اور دین کی بنیاد یقین پر ہے شک پر نہیں جس سے اجتناب ضروری ہے۔

ہمارے ماحول میں مذہبی جہالت کا غلبہ ہے اور عوام کی اکثریت میں صحیح اور غیر صحیح میں تمیز کی صلاحیت نہیں ہے وہ تو بلا تحقیق ہر روایت جو جناب رسول مکرم ﷺ کی طرف منسوب ہو اسے حدیث سمجھتے ہیں گو نفس امر میں وہ فرمان رسول نہ بھی ہو۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی کی پیروکار ہے ان کے نزدیک حقیقت ہی دین ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس مذہب کی تائید میں صحیح احادیث کم ہیں اور زیادہ تر دار و مدار ضعیف روایات پر ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ برصغیر میں بدعات صوفیہ حضرات کی طرف سے پھیلی ہیں جن میں اکثریت ظاہر احنفی مذہب کی پیرو کار تھی اور کچھ صوفیہ کا تعلق شیعیت سے تھا چونکہ لوگ انہیں کے پیروکار ہیں جس کی وجہ سے کتاب و سنت کے مقابلہ میں صوفی ازم زیادہ مقبول ہے۔

برصغیر میں تقسیم سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کوئی بہتر اور مؤثر طریق سے نہ تھی صرف چند اہل حدیث مدارس تھے جن کے منہج میں حدیث کو اولیت حاصل تھی جیسا کہ شیخ الکل الامام سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا مدرسہ تھا یا حضرت نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کا اشاعتی پروگرام تھا عام حنفی مدارس میں حدیث صرف دورہ کی شکل میں پڑھائی جاتی ہے اور بحث صرف ان روایات کے رد کرنے میں ہوتی ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہیں اور پھر ان میں نا روا تاویلیں ہوتی ہیں اگر پھر بھی بات غبی نظر نہ آئے تو تقلید کے ہتھیار کو استعمال کیا جاتا ہے ”نحن مقلدون

یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفہ“ (تقریر ترمذی ص ۳۷)

بلکہ حدیث کی قبولیت کا معیار امام کا عمل ہے اگر امام نے کسی حدیث پر عمل کیا ہے تو خواہ وہ سنا ناقابل حجت ہے بر ملا قبول ہے اور اگر امام نے کسی حدیث پر عمل نہیں کیا ہے تو خواہ وہ اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو جیسا کہ رفع یدین کرنے اور امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کی متواتر احادیث ہیں تو قابل عمل نہیں ہیں گویا کہ حدیث رسول یعنی اصلی دین کو امام کے تابع اور محتاج بنا دیا گیا۔ تو ظاہر ہے اس سے حدیث میں تحقیق اور اس پر عمل کی پیش رفت کیسے ہو سکتی ہے؟

نیز ہمارے معاشرے میں صحیح احادیث پر عمل کم اور ضعیف احادیث پر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں کے اکثر واعظین اور خطباء صوفیہ حضرات کے افکار کے حامل ہیں بلکہ ان کے بارہ میں ایسے عالمانہ خیال رکھتے ہیں جن کے سامنے اہل کتاب کا غلو بیچ نظر آتا ہے جس سے شرک و بدعت کو خوب پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ان کا تمام تر سرمایہ صوفیاء حضرات کی کتب میں ہیں جن میں ضعیف اور من گھڑت روایات کا ایک سمندر موجزن ہے۔

ضعیف اور موضوع روایات کے پھیلنے سے امت مسلمہ میں بہت سے مفاسد پیدا ہوئے اور صحیح احادیث کی اہمیت باقی نہ رہی۔ اور اب ایسی صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ اگر کسی روایت کو ضعیف یا من گھڑت کہا جائے تو طرح طرح کے طعن سننے پڑتے ہیں اور پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ:-

جو حدیث ہم پیش کرتے ہیں وہابی اسے ضعیف کہہ دیتے ہیں اور جو حدیث یہ پیش کرتے ہیں اسے وہ صحیح کہتے ہیں اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو ضعیف کہتے ہیں بھلا رسول اکرم ﷺ کا فرمان کیسے ضعیف ہو سکتا ہے؟ اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ سے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ روایت ضعیف ہونے کا تعلق فرمان رسول ﷺ سے نہیں بلکہ اس سند سے ہے جس کے ذریعے فرمان رسول ﷺ تک پہنچا جاتا ہے اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ کے پیچھے دراصل بدعتی اور میلاد خواہ مولویوں کا ہاتھ ہے ان کو معلوم ہے کہ اگر لوگوں میں ضعیف روایات کے رد کرنے کا شعور بیدار ہو گیا تو ہماری بدعات ختم ہو جائیں گی۔

اس میں شک نہیں کہ برصغیر میں حدیث کی حفاظت اور اس پر عمل میں علماء اہل حدیث کا بڑا مؤثر کردار ہے مگر اہل بدعت اور مقلدین حضرات اپنے عقیدہ و مذہب کی اشاعت میں پوری توانائی صرف کر رہے ہیں اور منصوبہ بندی

کے تحت اپنے موقف کی حمایت میں ضعیف یا من گھڑت روایات عوام میں پھیلا رہے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح احادیث کی اشاعت اور اس پر عمل کے لیے اپنی توانائیاں صرف کی جائیں اور عوام میں صحیح اور ضعیف کے فرق کا شعور بیدار کیا جائے اور عملاً اس مفروضے کو غلط ثابت کیا جائے کہ ضعیف اور من گھڑت روایات دین ہیں تاکہ ضعیف اور من گھڑت روایات دین کا حصہ تصور نہ ہونے لگیں۔

اہل بدعت اور خنفی مقلدین پوری ڈھٹائی سے ضعیف اور من گھڑت روایات کی اشاعت پر کمر بستہ ہیں جس کا خاکہ ان حضرات کی کتابوں سے نظر آ جاتا ہے اگر ان کی کتابوں کو عمومی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ضعیف اور موضوع روایات کا ایک سمندر امنڈ آیا ہے اور پھر یہی بس نہیں بلکہ صحیح احادیث کو نہایت دیدہ دلیری اور بے شرمی سے رد کیا جا رہا ہے حتیٰ کہ متفق علیہ احادیث جن کی صحت پر پوری امت کا اجماع ہے ان کو بھی ناقابل عمل بنانے کی سعی نامشکور کی جا رہی ہے اور ضعیف اور من گھڑت روایات کو عوام میں اسلام کے نام پر ہی پیش کیا جا رہا ہے والی اللہ المشتکی۔

راقم نے ان وجوہ کو محسوس کرتے ہوئے انہی فی اللہ حسن اللہ بن محمد عبد اللہ بدخشانی کے مشورہ اور تعاون سے ضعیف اور موضوع روایات کو الگ کرنے کا عزم کیا ابھی کام کا آغاز کیا ہی تھا کہ مولانا حسن اللہ شہید ہو گئے ”اللہم اغفر لہ وارحمہ“ تاہم راقم نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور بحمد اللہ اس میں جتنی پیش رفت ہوئی اس کا کچھ حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور میں نے اس کاوش کا نام ”ضعیف اور موضوع روایات“ تجویز کیا ہے۔

## عملی نوعیت

راقم الحروف کی نظر میں ”ضعیف اور موضوع روایات“ اپنی نوعیت کی اردو زبان میں پہلی مستقل اور منفرد کتاب ہے اس سے پہلے موضوع روایات پر بعض عربی کتابوں کے اردو زبان میں ترجمے ضرور ہوئے ہیں مگر ان کا رنگ اور ڈھنگ برصغیر کے انداز اور اسلوب سے قدرے مختلف ہے۔

برصغیر میں ایک فقہی مسلک کی کثرت کے ساتھ صوفیہ حضرات کے بہت سے سلاسل بھی ہیں جن کا حدیث کی

بجائے اپنے ائمہ کے اقوال پر عمل زیادہ ہے اس لیے حدیث فقہی پر زیادہ توجہ نہیں ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ کتاب کا اسلوب عام فہم ہو اور ترتیب بھی آسان سی ہو اور علم حدیث کی فنی اصطلاحات جنہیں عوام سمجھنے سے قاصر ہیں کو آسان انداز میں پیش کیا جائے تاکہ عام حضرات بھی مستفید ہو سکیں۔

(۱) ہر حدیث کے عموماً مجروح راوی پر مفسر جرح ہے۔

(۲) راوی پر جرح اس کے حسب حال نقل کی ہے۔

(۳) ضعیف وغیرہ کا حکم ائمہ نقاد کے اقوال کی روشنی میں لگایا ہے۔

(۴) بعض روایات حکم کے لحاظ سے مختلف فیہ ہیں ان روایات میں قوی قرآن کو مد نظر رکھا ہے۔

(۵) بسا اوقات حدیث صحیح ہوتی ہے مگر کوئی ضعیف راوی جب اس کو روایت کرتا ہے تو اپنی طرف سے اصل حدیث میں چند الفاظ بڑھا دیتا ہے یا کوئی اور تغیر کر دیتا ہے اس روایت کو بھی ضعیف میں شامل کیا ہے اور عموماً واضح کیا ہے کہ اصل حدیث صحیح ہے مگر ضعیف راوی نے جن الفاظ کا اضافہ کیا ہے یہ الفاظ غیر ثابت ہیں۔

(۶) جو روایت مشہور کتابوں میں نہیں یا اس کی سند نہیں وہ بے اصل ہے کیونکہ جس روایت کی سند موجود نہیں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۷) راویوں پر جرح بحوالہ نقل کی ہے اور جس محدث نے راوی پر جرح کی ہے اس کا نام ذکر کیا ہے۔

(۸) اگر مختلف ائمہ کرام کے اقوال کا ماخذ ایک ہی ہے تو ان اہتمام اقوال کو ایک ہی ماخذ سے ذکر کیا ہے۔

(۹) ہر راوی پر مفسر جرح عموماً اس کی پہلی روایت کے ضمن میں کی گئی ہے اس راوی کے واسطے سے دوبارہ روایت آنے کی صورت میں تفصیلی جرح کے لیے پہلی روایت کے حوالہ (دیکھئے نمبر) کی طرف اشارہ کیا ہے۔

”ضعیف اور موضوع روایات“ کا تمام تر تنقیدی مواد ائمہ محدثین کرام کی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے اس میں سوائے ترتیب اسلوب اور ترجمہ کے باقی سب محدثین کرام کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور روایات پر حکم بھی ائمہ کرام کے

اقوال کی روشنی میں لگایا گیا ہے اگر اس میں درستی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اس کا کریڈٹ حضرات محدثین کرام کو جاتا ہے اور اگر غلطی اور غلطی ہے تو یہ راقم الحروف کی کم فہمی اور علمی کم مائیگی کی وجہ سے ہے بنا بریں اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور اپنی قیمتی آراء سے نوازیں تاکہ اس میں جو کمیاں، کوتاہیاں اور خامیاں رہ گئی ہیں وہ دوسری جلدوں میں دور کر دی جائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کے مولف کو اشاعت حق اور دفع باطل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کتبہ ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی

فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ و متخصص ادارہ علوم اشریہ فیصل آباد

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحديث ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

۱۹۹۸/۹/۹ء

TRUEMASLAK@INBOX.COM



## موضوع روایات تاریخ و اسباب

الحمد لله الذي نزل احسن الحديث كتابا والصلوة والسلام على من جاء  
ببيان ما نزل اليه سكوتا وفعلا وخطابا وعلى آله واصحابه ناقلی اخباره صدقا  
وامانة وعلى مدونى آثاره واحاديثه ومميزى الخبيث ما خلط فى حديثه حفظا  
لدينه اما بعد فقد قال الله تعالى ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا اولئك  
يعرضون على ربهم ويقول الاشهاد هولاء الذين كذبوا على ربهم ان لعنة الله  
على الظالمين۔

### معزز قارئین کرام!

عام گفتگو اور معاملات میں لوگوں نے جھوٹ کو کسی بھی دور میں پسند نہیں کیا بلکہ تمام قومیں اس کی برائی اور  
مذمت پر متفق رہی ہیں حتیٰ کہ جاہلیت کے معاشرہ میں بھی جھوٹ کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ہر عقل  
مند شخص جھوٹ کے الزام سے بچنے کی کوشش کرتا تھا مگر پھر بھی ہر معاشرہ میں ایسے افراد موجود رہے ہیں اور رہیں  
گے جن کے ہاں جھوٹ کا الزام کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ اسلام نے جھوٹ کی بھگنی کے لئے بہت سی ترغیب و ترہیب  
دی ہے حتیٰ کہ جھوٹ کو منافقت کی ایک علامت قرار دیا ہے ”واذا حدث كذب“ (بخاری ص ۱۰ ج ۱)۔

عام گفتگو میں جھوٹ بولنے والے کاذب کی مروت اور دیانت مجروح ہوتی ہے ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں  
گر جاتا ہے اور قابل اعتماد نہیں رہتا۔

### دین میں جھوٹ بولنا

مگر دین میں جھوٹ عام جھوٹ کی نسبت بہت سنگین جرم ہے جو نہایت خوفناک نتائج کا حامل ہے جس سے  
دین میں تغیر و تبدل کا عمل جاری ہوتا ہے اور محفوظ دین تحریف کا شکار ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے کذاب کی سزا

بھی عام مجرموں سے قدرے سخت اور تکلیف دہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾<sup>(۱)</sup>۔

”اور اس سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کی آیات کو جھٹلاتا ہے بلاشبہ ظالم نجات نہیں پائیں گے۔“

﴿فَمَنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾<sup>(۲)</sup>۔

”جو شخص اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے پس وہ لوگ ظالم ہیں۔“

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کو ظالم اور نجات نہ پانے والے قرار دیا گیا ہے دین میں جھوٹ بولنے کا اصل مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہوتا ہے بنا بریں اللہ تعالیٰ نے ان کے پروگرام کو بھی واضح کیا ہے تاکہ یہ لوگ جھوٹ سے باز رہ کر جہنم کی ابدی سزا سے بچ سکیں۔ فرمایا:-

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾<sup>(۳)</sup>۔

”اس سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔“

## شدید وعید کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے مفتری علی اللہ کی سزا اتنی سخت کیوں مقرر کی ہے اس کی وجہ مذکورہ بالا آیت سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دین میں جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ کی وجہ سے لوگوں کو صحیح رستہ سے گمراہ کرتا ہے اور محفوظ و مصفی دین کو غیر محفوظ اور گندلا کرتا ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے نام سے دھوکہ دینا چاہتا ہے حلال اور حرام کے معاملات میں دست درازی کی کوشش کرتا ہے۔ یقیناً یہ بڑا جرم ہے جس کی سزا بھی جرم کے برابر ہی ہے۔

## تاریخ افتراء

یہاں تک حقائق کا ادراک ہے ہمیں معلوم ہے کہ دین میں کذب اور افتراء کی ابتدا یہود کی طرف سے ہوئی پھر ان کی تقلید میں عیسائیوں نے بھی دین میں جھوٹ کو روا سمجھا جس وجہ سے دین میں تحریف کا عمل جاری ہوا اللہ تعالیٰ نے یہود کے محرّفانہ کردار کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:-

﴿وَان مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُونِ السَّنْتَهِمَ بِالْكِتَابِ لِتَحْسِبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكُذْبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (۴)۔

”ان میں ایک گروہ ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب کی قرأت کے وقت (موڑتے ہیں تاکہ (سننے والے) اس کو کتاب سے گمان کریں۔ حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے وہ جانتے ہوئے بھی اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔“

اس آیت نے یہود کے تحریفی طریقہ کار اور ان کے مقصد پر روشنی ڈالی ہے کہ وہ اللہ اور اس کی کتاب کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے یہ تو زبانی تحریف تھی دوسرے مقام پر ان کی تحریری تحریف کو بیان فرمایا ہے۔

﴿فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بَايْدِهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَتْ رُؤَايَا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ (۵)۔

”ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اپنی طرف سے کتاب لکھ کر اسے اللہ کے نام منسوب کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعہ دنیا کی دولت حاصل کریں ان کے ہاتھوں پر ہلاکت ہے جن سے انہوں نے لکھا اور جو وہ کماتے ہیں اس پر بھی ہلاکت ہے۔“

موجودہ مسیحیت کا بانی اور موجد پولس جسے عیسائی رسول کا درجہ دیتے ہیں وہ دین کی اشاعت کی خاطر جھوٹ کو جائز قرار دیتا ہے اور جھوٹ بولنے کے باوجود وہ خود کو جھوٹ کے نتائج سے بری بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ رومیوں کے نام اپنے مکتوب میں لکھتا ہے:-

”اگر میرے جھوٹ کے نسب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی

طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو۔“ (۶)

اس تصریح سے واضح ہوتا ہے کہ یہود نے دین میں تحریف دنیا کمانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر کی اور عیسائیوں نے دین میں جھوٹ کو نیکی پھیلانے کی غرض سے جائز قرار دیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ برائی سے نیکی نہیں پھیلتی کیونکہ شر سے خیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے دین میں جھوٹ کے جواز کا مذکورہ مفروضہ محض غلط اور باطل ہے۔

## اسلام میں وضع حدیث کی ابتدا

یہ بات کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ اسلام اپنے دور ابتداء (راہِ نبوت) سے لے کر تکمیل کے آخری مرحلہ (الہ) تک ہر قسم کے جھوٹ اور افتراء سے مبرا اور پاک تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں منافق اور یہود کثیر تعداد میں آباد تھے جو اسلام کے خلاف ہمہ وقت مکر و فریب اور دجل کاری کرتے رہتے تھے مگر ان میں یہ جرأت اور حوصلہ نہ تھا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کے نام کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں میں مشہور کر سکیں اس لئے کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ نزول وحی کا زمانہ ہے اگر ہم نے کوئی ایسی حرکت کی تو وحی کے ذریعہ ہمارا پول کھل جائے گا جس سے ہمیں رسوائی اور ندامت اٹھانی پڑے گی اور لوگ بھی ہم سے بدظن ہو گئے۔ اگر کسی فرد نے اپنے ذاتی مقصد کے حصول کے لئے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس کی کوشش کارگر نہ ہو سکی بلکہ وہ اس کی ہلاکت اور بربادی کا باعث بنی جیسا کہ عہد رسالت میں ایک واقعہ پیش آیا مدینہ منورہ کے متصل باہر ہی بنو لیث قبیلہ آباد تھا ان سے ایک شخص کہنے لگا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم مجھ سے فلاں عورت کا نکاح کرو۔

اس قبیلہ کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اس آدمی کے بارہ میں دریافت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ”اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر تو اسے زندہ پائے تو قتل کر دینا اور اگر مر چکا ہو تو اس کی لاش کو جلا دینا جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو جھوٹ بولنے والا سانپ کے ڈسنے سے مر چکا تھا جسے جلا دیا گیا۔ (۷)

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی ایسے کاذب کی نشاندہی نہیں ہوتی جس نے دین میں تحریف کی غرض سے کسی حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو بلاشبہ رسول مکرم ﷺ کا عہد مبارک دین میں جھوٹ کی آمیزش سے قطعی پاک تھا۔

### عہد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

رسول مکرم علیہ التحیۃ والسلام کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی حفاظت کا پورا پورا اہتمام کیا یہ وہ دور تھا جب عرب قبائل میں ارتداد کی آندھی پوری رفتار سے چل رہی تھی لیکن خلیفہ راشد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال نے اس آندھی کے سامنے بند باندھ دیا پھر اس دور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے جن کا شب و روز رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ صحبت میں گزرا تھا اور ان کی تربیت ایمانی خو اور خصلت پر ہوئی تھی وہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال سے اتم درجہ واقف تھے ایمانی جذبہ اور ترویج اسلام کا ہدف جوش و ارتقاء کی صورت میں موجزن تھا وہ دوست اور دشمن کو بخوبی جانتے تھے دشمن بھی ان سے اچھی طرح واقف تھا جن بنا پر کوئی دشمن اسلام میں دخل اندازی یا تحریف کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار ثلاثہ میں فتوحات کی وجہ سے اسلامی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا تھا اور اسلام حدود عرب سے تجاوز کر کے عجم کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا کفر کی شان و شوکت خاک میں مل چکی تھی اب کفر میں اسلام کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہ تھی کہ وہ تلوار کے ذریعہ اسلام کو شکست دے سکے۔ جن کے ہاتھ سے اقتدار نکل چکا تھا بھلا وہ اسلام کے خیر خواہ کیسے ہو سکتے تھے وہ تو اسلام کے خلاف اپنے دلوں میں حسد اور کینہ چھپائے ہوئے تھے ان کی اسلام کے بارہ میں سوچ منفی اور خطرناک تھی ان کا غیظ و غضب پورے جوہن اور شباب پر تھا وہ انتظار میں تھے کہ کوئی موقعہ ہاتھ میں آئے جس سے وہ اسلام کو نقصان پہنچا سکیں مگر فی الوقت خلفاء ثلاثہ کے ادوار میں ان کے لئے ایسے ممکن نہ تھا۔

### خطرناک چال

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور اور خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدا میں کچھ اسلام دشمنوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا جس سے مقصد مسلمانوں میں شامل ہو کر اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تھا



انہوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے عوامل و اسباب کا گہرا جائزہ لیا اور مسلمانوں کی مذہبی نفسیات کو معلوم کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمان اہل بیت کی محبت پر مر مٹنے کو تیار ہیں ہر شخص اہل بیت سے محبت رکھتا ہے لہذا مسلمانوں میں اثر و رسوخ قائم کرنے کے لیے اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کیا اور دوسری طرف خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے غلط الزام لگانے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مسلمانوں میں شدید اختلافات کی صورت میں نکلا۔ مگر اس کے باوجود وہ لوگ ان ادوار میں رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط حدیثیں منسوب کرنے سے خوف کھاتے تھے اس کی عام وجہ یہ تھی کہ ابھی علماء و فقہاء کثرت تعداد سے بقید حیات تھے جن کا خوف دشمنان اسلام کے دلوں پر طاری تھا کہ اگر ہم نے دین کے بارہ میں جھوٹ سے کام لیا تو ہمارا راز فاش ہو جائے گا اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا مقصد تو دین میں خرابی پیدا کرنا ہے جس سے وہ عام مسلمانوں کی نظروں میں گر جائینگے اور مشن کی تکمیل تشنہ رہ جائے گی کیونکہ رسول اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

لہذا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار کذب علی الرسول کے فعل شنیع سے محفوظ تھے کوئی واضح طور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

### خلافت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما

امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان سخت ابتلاء اور آفت میں گرفتار ہو گئے ملت واحدہ فرقوں میں تقسیم ہو گئی دشمنان اسلام بھی یہی کچھ چاہتے تھے چنانچہ انہیں اپنی کوششیں ثمر آور نظر آنے لگیں مسلمانوں کے باہمی مناقشات نے ان کے پست حوصلوں کو بلند کیا جس سے یہ لوگ برسر عام اسلام کے بنیادی اصولوں کی تنقیح و تدلیل پر اتر آئے عبد اللہ بن سباء جو دراصل یہودی تھا اس نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی خاطر اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھا تھا مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے میں اس کی پارٹی کا ہاتھ تھا اب وہ پارٹی بھی مستحکم ہو چکی تھی اور اہل بیت کی محبت کے پردہ میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سرعام تنقید کرتے تھے کہ خلافت کے اصل حق دار آل رسول تھے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زبردستی غصب کر لیا ظاہر ہے اس قسم کے الزامات کے لئے مواد کی ضرورت تھی

مگر ان کے پاس مواد کہا سے آتا لہذا انہوں نے دین میں جھوٹ کو داخل کیا اور پوری گرم جوشی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف من گھڑت روایات منسوب کیں۔

### موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سبائیوں نے اس منحوس امر کے آغاز کے لئے حالات کو سازگار پایا اس لئے کہ اکثر صحابہ کرام دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور جو باقی زندہ تھے ان میں اکثر مدینہ منورہ میں مقیم مسند علمی بچھوئے ہوئے تھے اور اسلام کی حفاظت میں انہیں نقوش پر گامزن تھے جن پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اکابر کو پایا تھا لہذا ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ سبائیوں کے اس ہلاکت خیز فتنے پر خاموش تماشائی بنے رہتے چنانچہ انہوں نے ان حالات میں اسلام کی حفاظت کا فریضہ اس طرح انجام دیا کہ کذب پردازوں کی کوششیں ان کی موجودگی میں ناکام ثابت ہوئیں۔

### تحقیق حدیث کا اہتمام

وہ ایسے کہ اہل علم صحابہ کرام نے روایت کے قبول کرنے کے لئے تحقیق کو لازم قرار دیا اور حدیث کے قبول کرنے کا ایک معیار مقرر کیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی من گھڑت بات منسوب نہ ہو جائے۔ جس کی توضیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ اس اصول سے ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں:-

”انا کننا مرة اذا سمعنا رجلاً يقول قال رسول الله ﷺ ابتدئته ابصارنا اليه واصغينا اليه باذاننا فلما ركب الناس الصعب لم نأخذ من الناس الا ما نعرف“ (۸)

”ہم جب کسی آدمی سے سنتے کہ وہ قال رسول اللہ کہتا ہے تو ہماری نظریں فوراً اس کی طرف اٹھ جاتیں اور ہم کانوں کو اس کی طرف جھکا دیتے مگر جب لوگوں نے ہر طرح کی حدیثیں روایت کرنا شروع کریں تو ہم انہیں حضرات سے حدیث قبول کرتے جن کو ہم جانتے تھے۔“

صحابہ کرام کے اس موقف کی ترجمانی اور توضیح مشہور تابعی امام محمد بن سیرین نے کی ہے فرماتے ہیں:-

”لم يَكُونُوا يَسْتَلُونِ عَنِ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمَوْا لَنَا رَجَالُكُمْ

فینظر الی اهل السنة فيؤخذ حديثهم وينظر الی اهل البدعة فلا يؤخذ حديثهم” (۹)  
 ”لوگ سند طلب نہیں کرتے تھے مگر جب (عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا) فتنہ رونما ہوا (تو حدیث کے بارہ میں سختی کی گئی اور سند کا مطالبہ شروع ہو گیا) وہ کہتے ہمیں بتاؤ یہ حدیث کس نے روایت کی ہے پھر دیکھا جاتا اگر اس حدیث کے راوی کا تعلق اہل سنت سے ہے تو اس کی حدیث قبول کر لی جاتی اہل بدعت کو دیکھا جاتا اگر حدیث کا راوی اہل بدعت سے ہوتا تو اس کی حدیث رد کر دی جاتی۔

یہ اصول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام نے وضع کئے تھے بعد والوں نے علم حدیث کو انہیں اصولوں پر مرتب کیا۔

## جھوٹ سے نفرت

یہ اصول اسکی غمازی کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت حدیث کے بارہ میں بڑے محتاط تھے وہ قطعاً پسند نہیں کرتے تھے کہ جھوٹ کو دین میں کچھ دخل ہو وہ ہر حال میں دین کو انہیں خطوط پر برقرار رکھتے تھے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پایا تھا یہی وجہ ہے کہ صحیح دین کے خلاف کسی امر کو پاتے تو فوراً اس کا تدارک چاہتے اور ایسے کرنے والے کو روک دیتے (جس کی متعدد مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں) اس لئے کہ انہوں نے دین براہ راست رسول اللہ ﷺ سے اخذ کیا تھا اور ان کی تربیت بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی تھی اس لئے ان کی جھوٹ سے نفرت بجا اور قرین قیاس تھی پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث رسول ﷺ کو اصل دین سمجھتے تھے اور دین کے لئے انہوں نے بے پناہ قربانیاں دی تھیں بھلا وہ جھوٹ بول کر صحیح دین کو باطل سے کد کر کے کر سکتے تھے بلکہ وہ حدیث پورے حزم و احتیاط سے روایت کرتے جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا مشہور تابعی حمید فرماتے ہیں ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا:-

”والله ما كل ما نحدثكم عن رسول الله ﷺ سمعناه منه ولكن لم يكن يكذب بعضنا بعضاً“ (۱۰)

”ہم آپ سے جو حدیثیں روایت کرتے ہیں وہ تمام ہم نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی ہوتیں

لیکن ہم ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولتے۔“

حضرت براء فرماتے ہیں:-

”لیس کلنا سمع حدیث رسول اللہ ﷺ کانت لنا ضیعة واشغال ولكن الناس كانوا لا یكذبون یومئذ ویحدث الشاهد الغائب“ (۱۱)

”ہمارے تمام حضرات رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہیں سنتے تھے کیونکہ ہمارا کاروبار تھا جس میں ہم مشغول رہتے لیکن بات یہ ہے کہ لوگ اس وقت جھوٹ نہیں بولتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا وہ اس تک حدیث پہنچا جیتا جو غائب ہوتا۔“

مشہور تابعی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”ایک شخص نے حدیث بیان کی تو کسی نے اس سے پوچھا کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے“ وہ فرمانے لگے:-

”نعم او حدثنی من لم یکذب واللہ ما کنا نکذب ولا ندری ما الکذب“ (۱۲)  
”جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتا اللہ کی قسم نہ ہم جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی ہم جھوٹ سے واقف ہیں۔“

ان آثار سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن کذب سے پاک تھا بلاشبہ کسی صحابی سے بصحت سند معلوم نہیں کہ اس نے عدا کسی جھوٹی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے اور اس عدالت سے کوئی ایک بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

### روایت حدیث میں احتیاط

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جھوٹ کے قریب جانا تو البعد الابعاد تھا وہ تو اس حدیث کی روایت میں بھی بڑی احتیاط کرتے تھے جو انہوں نے رسول مکرم ﷺ سے براہ راست سنی ہوتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ”من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار“ ان کی آنکھوں کے سامنے تھا جس کا خوف انہیں بسا اوقات

اصل حدیث کی روایت میں بھی محتاط کر دیتا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ جو اصحاب مکثرین میں سے ہیں روایت حدیث میں اپنی احتیاط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-  
 ”انه ليمنعني أن أحدثكم حديثاً كثيراً أن رسول الله ﷺ قال من تعمد علي كذباً فليتبوأ مقعده من النار“ (۱۳)

”مجھے تم سے بکثرت حدیثیں بیان کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روکتا ہے کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔“

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم جناب زبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہیں کہ:-  
 ”انی لا اسمعك تحدث عن رسول الله ﷺ كما يحدث فلان وفلان قال أما اني لم أفارقه ولكن سمعته يقول: من كذب على فليتبوأ مقعده من النار“ (۱۴)  
 ”میں نہیں سنتا کہ آپ بھی (اتنی کثرت سے) رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرتے ہوں جیسا کہ فلاں اور فلاں بیان کرتا ہے۔ وہ فرمانے لگے: میں رسول اللہ ﷺ سے جدا تو نہیں ہوا لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانا آگ ہے۔“  
 معروف تابعی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ:-

”ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار وما منهم من يحدث بحديث الا واد أن أخاه كفاه“ (۱۵)

”میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس (۱۲۰) انصار صحابہ کو پایا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث بیان کرنے کو تیار نہ ہوتا بلکہ ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا بھائی بیان کرے۔“

صحابہ کرام جیسا کہ خود حدیث روایت کرنے میں احتیاط سے کام لیتے اسی طرح کسی دوسرے سے یعنی روایت لینے میں پوری احتیاط کرتے تھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”كنت اذا سمعت من رسول الله ﷺ حديثاً نفعتني الله بما شاء أن ينفعتني به



و کان اذا حدثنی غیرہ استحلقتہ فاذا حلف صدقته۔“ (۱۶)

”میں جب رسول اللہ ﷺ سے براہ راست کوئی حدیث سنتا تو اللہ مجھے اس حدیث سے جو نفع پہنچانا چاہتا پہنچا دیتا اور جب کوئی غیر مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم اٹھواتا اگر وہ قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔“

## مراکز وضع

سابقہ سطور میں گذر چکا ہے کہ اسلام میں وضع حدیث کی ابتداء سبائی پارٹی کی طرف سے ہوئی تھی یہ لوگ مختلف بلاد اسلامیہ میں پھیل گئے تھے البتہ حجاز ان کی سرگرمیوں سے کسی حد تک محفوظ تھا اس لئے حجاز خصوصاً حرمین شریفین وضع حدیث کے فتنے سے کافی حد تک محفوظ رہے ہیں باقی تقریباً تمام قابل ذکر علاقوں میں خال خال وضع حدیث کے جراثیم پیدا ہو گئے تھے لیکن اس کا اصل مرکز سرزمین عراق تھی اس لئے کہ یہ علاقہ ابتداء سے ہی فتنوں کا گڑھ اور مرکز چلا آ رہا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس علاقہ کو فتنوں اور شیطان کے سینگ کی زمین قرار دیا تھا جس کی تفصیل حدیث کی عام کتابوں میں موجود ہے۔ فتنہ گروں کو اپنے پروگرام کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے کسی مرکز کی ضرورت تھی اس کے لئے ان کی نگاہ انتخاب سرزمین عراق پر پڑی اور اسے اپنے مشن کی آبیاری کے لئے موزوں خیال کیا۔

آئمہ کرام اور محدثین عظام نے اس صورت حال کو بھانپ لیا اور اس فتنے کے تدارک کے لئے مستعد ہو گئے روایات میں تحقیق و تفتیش کا عمل تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شروع ہو چکا تھا مگر جب اہل عراق سے کوئی روایت نقل ہو کر آتی تو اس میں مزید احتیاط ملحوظ رکھی جاتی۔ صرف ان آئمہ کرام کی روایت قبول کی جاتی جن کی امانت و صداقت اور عدالت انہیں من الشمس تھی اور عام روایات سے اجتناب کیا جاتا، اور یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری عہد میں ہی شروع ہو چکا تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عراقیوں کی ایک جماعت نے کسی حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا:۔

”أن من العراق قوماً يكذبون ويسخرون۔“ (۱۷)

’بلاشبہ عراق میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو جھوٹ بولتے اور تسخر اڑاتے ہیں۔‘

تابعین نے بھی تجربہ سے معلوم کیا تھا کہ اہل عراق حدیث روایت کرنے کے اہل نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی روایت قابل قبول ہے معروف تابعی حضرت طاؤس فرماتے ہیں:-

”اذا حدثك العراقي مائة حديث فاطرح تسعة وتسعين۔“

”جب کوئی عراقی سو حدیثیں روایت کرے تو ان میں سے نانوے (۹۹) کو پھینک دو۔“

امام ہشام بن عروہ فرماتے ہیں:-

”اذا حدثك العراقي بألف حديث فالتق تسعمائة وتسعين وكن من الباقي في

الشك“ (۱۸)

”عراقی اگر ہزار حدیث روایت کے تو ان میں سے نو سو نوے (۹۹۰) کو پھینک دو اور جو باقی (دس) ہیں ان کے بارہ میں بھی شک میں رہو۔“ امام المحمد ثین امام زہری فرماتے ہیں:-

”واخرج الحديث من عندنا شبراً فیرجع الينا من العراق زراعاً“ (۱۹)

”ہمارے پاس (حجاز) سے حدیث ایک بالشت نکلتی ہے مگر جب عراق سے ہو کر واپس ہماری طرف پہنچتی ہے تو ایک بازو ہو جاتی ہے۔“ یعنی اصل حدیث میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان آئمہ عظام کے مذکورہ اقوال و تجربات کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے رواۃ الحدیث پر لکھی گئی کتابوں کی اوراق گردانی ضروری ہے ان کتابوں میں آپ عراقی راویوں کا جم غفیر پائیں گے جنہوں نے اپنی طرف سے روایات بنانے اور پھر ان کو لوگوں میں پھیلانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے ثبوت دعویٰ کے لئے قارئین کرام کے سامنے ان کذاہین کی ہلکی سی فہرست پیش خدمت ہے جنہیں عراقی ہونے کا شرف حاصل ہے:-

داؤد بن زبرقان بن سفیان، داؤد بن یزید، جابر جعفی، بکلی، سدی، داؤد بصری، ابوسعج، براء بن سفیان، سعد بن عمر، حسن بن زیاد لولوی، ابابہ بن جعفر، ابراہیم بن اسماعیل، ابراہیم بن زکریا، ابراہیم بن عبد الواحد، زیاد بن میمون، زیاد بن ابی زیاد، احمد بن عبد اللہ الکندی، ابو عمرو زیاد، ابو داؤد نخعی، اسحاق بن نجیح، وہب بن وہب، محمد بن القاسم، اور

محمد بن زیاد وغیرہم۔ (۲۰)

## موضوع حدیث کے مختلف دور

وضع حدیث کا دھندہ کرنے والوں کے پیش نظر کئی مقاصد تھے ان مقاصد کو سامنے رکھ کر اگر موضوع روایات کی تاریخ پر ہم نظر دوڑائیں تو اس کو پانچ مختلف دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں:-

☆ پہلا دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر اموی حکومت کے خاتمے تک کا ہے اس دور میں موضوع روایات سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے وضع کی گئیں۔

☆ دوسرا دور خلافت عباسیہ کا ابتدائی دور ہے اس میں معتزلہ اور دیگر باطل فرقوں نے لایعنی مباحث کے میدانوں کو گرم رکھنے کے لئے بعض روایات وضع کیں خلق قرآن اور دیگر خلاف شرع مسائل اسی دور کے پیدا شدہ ہیں۔

☆ تیسرا دور تقلید اور مذہبی تعصب کا ظہور ہے جس میں فروعی مسائل کی تائید میں روایات وضع ہوئیں۔

☆ چوتھا دور متصوفین حضرات کا ہے جنہوں نے فضائل اعمال کے سلسلے میں موضوع روایات کے انبار لگا دیئے۔

☆ پانچواں دور جس کا تعلق برصغیر سے بہت گہرا ہے یہاں ہندو اور مسلم کے اختلاط نے ایک نام نہاد مصلحین گروہ کو جنم دیا جس گروہ نے اسلام کی بجائے بدعات اور غلو کو رواج دیا اس سلسلہ میں ان کا مواد اکثر موضوع یا ضعیف روایات پر مبنی ہے۔ یہ ترتیب راقم الحروف نے مختلف روایات اور واضعین کے عقائد کو سامنے رکھ کر دی ہے۔

## واضعین حدیث کا تعارف

### ۱- شیعہ اور روافض

اجمالاً گزر چکا ہے کہ اسلام میں وضع حدیث کی ابتدا سابیوں نے کی تھی بعد میں یہی لوگ شیعہ (☆) کے نام

۲۰- ان تمام کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان و دیگر کتب رجال۔

(☆) ان کو رافضی بھی کہا جاتا ہے۔

سے مستقل مذہبی طائفہ کی صورت اختیار کر گئے اب انہوں نے جو کچھ کیا وہ سیاست کی بجائے مذہب کے نام سے کیا جب آل بیت کا نعرہ پہلے ہی لگا رہے تھے اب اس کے ساتھ خلافت، امامت اور وراثت کا بھی اضافہ کر لیا عام مسلمانوں کی مخالفت سے بچنے کے لئے تقیہ جیسے مفروضہ کو مذہب کا حصہ بنایا جس کے ذریعے ہر قسم کے جھوٹ کو جائز قرار دیا۔ پس پھر کیا تھا! انہوں نے مطلب براری اور مشن کی تکمیل کے لئے موضوع روایات کے انبار لگا دیئے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوئیں مگر جلد ہی محدثین کرام اور ائمہ عظام ان کی ایسی حرکات سے واقف ہو گئے انہوں نے کمال جرأت کے ساتھ شیعوں کے اس گھناؤنے اور اسلام شکن کردار سے پردہ اٹھایا اور واضح کیا کہ اس طائفہ سے تعلق رکھنے والے اکثر راوی قابل اعتماد نہیں ہیں اور ان میں جو غلو پسند ہیں وہ ہر اعتبار سے اسلام دشمن ناقابل حجت ہیں اور ان کی روایت کردہ احادیث، رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں بلکہ جھوٹ کا پلندہ ہیں جو قابل تسلیم کی بجائے نامقبول اور ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہیں۔ امام مالک نے ان کے بارہ میں بڑا جامع تجزیہ کیا ہے فرماتے ہیں:-

”لا تکلمہم ولا ترو عنہم فانہم یکذبون۔“ (۲۱)

”تم ان سے نہ کلام کرو اور نہ ان سے روایت لو بلاشبہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔“

امام شافعی عراق میں کئی دفعہ تشریف لے گئے جس وجہ سے انہوں نے اس طائفہ کا قریب سے مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے جیسا کہ فرماتے ہیں:-

”ما رايت فی اهل الاھواء قومًا اشد بالزور من الرافضة۔“ (۲۲)

”میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا۔“

امام شریک رحمہ اللہ جن کی تمام تر زندگی عراق میں گزری وہیں پروان چڑھے اور بالآخر مسند قضا پر براجمان ہوئے قاضی ہونے کے ناطے سے تحقیق و تفتیش ان کی ذمہ داری تھی انہوں نے پوری تحقیق سے یہ معلوم کیا تھا کہ یہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:-

”احمل العلم عن کل من لقیتہ الا الرافضة فانہم یضعون الحدیث ویخذونہ

دیناً۔“ (۲۳)

”ہر شخص سے علم حاصل کرو مگر رافضیوں سے نہیں کیونکہ یہ لوگ حدیث وضع کر کے پھر اس کو دین بنا لیتے ہیں۔“

بلاشبہ قاضی شریک رحمہ اللہ کا تجزیہ سو فیصد (۱۰۰%) درست ہے ان کے مذہب کی بنیادی روایات اکثر وضع کے قبیل سے ہیں جو ان کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

معروف محدث امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”يكتب عن كل صاحب بدعة اذا لم يكن داعية إلى الرافضة فانهم يكذبون۔“ (۲۳)

”ہر اس بدعتی کی روایت لکھ لیا کرو جو بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو مگر رافضیوں سے روایت نہ لکھا کرو کیونکہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔“

الامام المحقق العلامة حافظ ابن القيم تو ان کے بارہ میں اس نتیجہ پر پہنچے تھے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:-

”انهم اكذب خلق الله۔“ (۲۴)

”اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے یہ (رافضی) سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔“

ان محدثین عظام نے شیعہ اور رافضیوں کے بارہ میں مذکورہ خیالات کا اظہار تعصب اور عناد کی بنا پر نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک چشم دید گواہ کی طرح ان کے کذب کا مشاہدہ کیا تھا جس کا اعتراف خود ارباب شیعہ نے بھی کیا ہے۔

امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے رافضیوں کے ایک شیخ نے بتایا کہ:-

”كانوا يجتمعون على وضع الاحاديث۔“ (۲۵)

”وہ حدیث کے وضع پر جمع ہوتے تھے۔“

یعنی یہ ایک یا دو کا معاملہ نہیں تھا بلکہ وضع حدیث کے بارہ میں ان کی سوچ اور کردار اجتماعی ہے۔ حافظ ابن حبان نے بھی ایک ایسا واقعہ امام عبد اللہ بن یزید مرقی کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ اہل بدعت میں سے ایک آدمی نے بدعت سے توبہ کی تو وہ کہنے لگا:-

”انظروا هذا الحديث عمن تاحذونه فانا كنا اذا رأينا رأيا جعلنا له حديثاً۔“ (۲۷)

”تم حدیث قبول کرتے وقت تحقیق کیا کرو ہم جب کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے لئے حدیث وضع کر لیے تھے۔“

ابن ابی الحدید کا شمار معتدل اور محققین شیعہ میں سے ہے وہ بھی وضع حدیث کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-  
 ”ان اصل الكذب في حديث الفضائل جاء من جهة الشيعة۔“ (۲۸)  
 ”بلاشبہ فضائل کی حدیث میں اصل جھوٹ شیعہ کی طرف سے آیا ہے۔“

## وضع کا خطرناک انداز

ویسے تو شیعہ حضرات نے ہر پہلو سے روایات وضع کی ہیں مگر ان کے وضع کا ایک نہایت خطرناک انداز ہے وہ یہ کہ یہ کسی ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے ہی مشہور ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسے کمال طریقہ سے جھوٹ کی آمیزش کرتے ہیں جس سے گمان ہوتا ہے کہ واقعہ بالکل درست ہے چنانچہ دور قریب کے معروف محقق علامہ محب الدین الخطیب ان کی اس تلمیسانہ چال کو طشت از بام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”انهم كانوا يعمدون الى حادثة وقعت بالفعل فيور دون منها ما كان يعرفه الناس ثم يلصقون بها لصيقا من الكذب والافك يوهمون انه اصل الخبر ومن جملة عناصره۔“ (۲۹)

”رافضی ایک ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے سے مشہور ہوتا ہے پھر اس واقعہ کے ساتھ جھوٹ ملا دیتے ہیں جس سے وہم ہوتا ہے کہ انہوں نے جو اپنی طرف سے آمیزش کی ہے وہ بھی اصل واقعہ میں سے ہے۔“  
 موصوف کا ان کے بارہ میں یہ تبصرہ بڑا پر مغز ہے جس سے رافضیوں کے وضع حدیث کے انداز پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اس کی مثالیں دیکھنی ہوں تو ایسے واقعات جو حدیث کی معروف کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں ان کی کتابوں میں سے ملاحظہ کریں تو آپ ان میں بعد المشرقین پائیں گے غدیر خم کا واقعہ ہی لیجئے جس کو انہوں

نے ایک لمبی چوڑی داستان بنا دیا ہے اس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ دیکھ لیں اس پر داستان کا رنگ کتنا غالب ہے کہ اصل حقیقت پرائی ہو کر رہ گئی ہے۔

## مقدار وضع

انہوں نے کتنی مقدار میں روایات وضع کی ہیں اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے ہاں البتہ وہ اتنی زیادہ مقدار میں ہیں شاید ان کا کما حقہ علم وضع کرنے والوں کو بھی نہ ہو، تاہم یہ بات یقینی ہے کہ ان کی وضع کردہ روایات کی تعداد دیگر فرقوں کی موضوع روایات کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے جس قدر انہوں نے اس میدان میں پیش قدمی کا مظاہرہ کیا ہے اس میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں ہے حافظ ابن القیم فرماتے ہیں:-

”وما وضعه الرافضة في فضائل علي فاكثر من ان يعد۔“ (۳۰)

”رافضیوں کی فضائل علی رضی اللہ عنہ میں وضع کردہ روایات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جو گنی نہیں جاسکتیں۔

حافظ ابو یعلیٰ خلیلی نے ان کی وضع کردہ روایات کا ایک محتاط اندازہ یوں بیان فرمایا ہے:-

”وضعت الرافضة في فضائل علي واهل البيت نحو ثلاث مائة الف حديث۔“

”ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت میں موضوع روایات کی تعداد تقریباً تین لاکھ ہے۔“

امام ابن القیم مذکورہ تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ولا تستبعد هذا فانك لو تتبع ما عندهم من ذلك لوجدت الامر كما

قال“ (۳۱)

”آپ اس تعداد کو بعید از قیاس نہ سمجھیں اس بارہ میں ان کے پاس جتنی روایات ہیں اگر آپ ان کی تتبع اور

جستجو کریں تو معاملہ ایسے ہی پائیں گے جیسا کہ حافظ خلیلی نے فرمایا ہے۔“

حافظ خلیلی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ تعداد صرف فضائل کی بیان کی ہے اگر اس کے ساتھ ان روایات کو بھی شامل کیا

جائے جو مثالب صحابہ رضی اللہ عنہم میں انہوں نے وضع کی ہیں تو تعداد یقیناً دو گنا زیادہ ہو جائے گی کیونکہ انہوں نے جیسے

اہل بیت کے فضائل میں دل کھول کر روایتیں گھڑی ہیں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قدغن اور عیب لگانے کے لئے

بھی اس بارہ میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا۔

پھر حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کا تین لاکھ کا اندازہ چوتھی صدی ہجری کے آخر کا ہے ان کے بعد کے ہزار سالہ دور میں روافض نے جس قدر موضوع روایات کے انبار لگائے ہیں وہ پہلے چار سو سالہ دور سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں کیونکہ ان حضرات میں وضع حدیث کی رفتار میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ قدرے پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوئی ہے۔ راقم الحروف نے ان کی چند عزائی مجالس سنی ہیں اور یوں محسوس کیا ہے کہ ان کے ذاکروں اور مجتہدین کے ہاں صحیح واقعات و روایات کو کوئی اہمیت ہی نہیں فضائل و مصائب میں نوے فیصد جھوٹ کی آمیزش ہوتی ہے اور یہ ایسا کیوں نہ کریں جھوٹ سے کام لینا تو ان کے دین اور مذہب کا ایک حصہ ہے جو ان کے نزدیک کار ثواب ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے جیسا کہ اس پارٹی کے ایک فرد میرہ بن عبد ربہ نے احادیث روایت کیں تو امام عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے دریافت کیا تیرے پاس یہ احادیث کہاں سے آگئی ہیں۔ وہ کہنے لگا میں نے لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے گھڑی ہیں جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس سے پوچھا گیا کیا تو اچھے ظن کے ساتھ ہے؟ وہ کہنے لگا اچھا ظن کیوں نہ ہو جبکہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت میں (۷۰) روایات گھڑی ہیں۔ (۳۲)

## ۲۔ اہل سنت

شیعہ و روافض کے مقابلہ میں بعض سنی حضرات نے بھی فضائل خصوصاً حضرات خلفاء راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم کے بارہ میں یہ روایات وضع کی تھیں جن کا مقصد شیعہ حضرات کا رد یا مقابلہ تھا جیسا کہ شیعہ حضرات نے یہ روایت گھڑی کہ ”اذا رايتم معاوية يخطب على منبري فاقتلوه“ تو کسی نادان سنی نے اس کے مقابلہ میں روایت گھڑی ”اذا رايتم معاوية على منبري فاقتلوه“۔

اہل سنت میں سے وضع کے مرتکب وہی لوگ ہیں جن کی ثقاہت اور عدالت پر محدثین نے کبھی گواہی نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کو بھی عام کذابین اور وضاعین کی صف میں ہی سمجھا تھا محدثین کرام نے جیسے اہل شیعہ کے کذابوں کا کھوج لگایا تھا ایسے ہی اہل سنت میں سے کذابین و وضاعین کو بھی لوگوں کے سامنے طشت ازہام کیا تاکہ لوگ ان



نام نہاد اہل سنت سے بھی ہوشیار رہیں کیونکہ وضع حدیث کا مرتکب خواہ شیعہ ہو یا سنی جرم دونوں کا ایک جیسا ہی ہے اس لئے محدثین کرام نے بغیر کسی پرواہ کے ہر اس شخص پر وضع اور افترا کا حکم صادر فرمایا جس نے بھی وضع حدیث کا ارتکاب کیا تھا اور اس بارہ میں کسی جانبداری یا ممانعت کا مظاہرہ نہیں کیا جو محدثین کی امانت و ثقاہت اور عدالت کا بین ثبوت ہے۔

### ۳- زنادقہ

زندیق کی جمع زنادقہ ہے حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کی تعریف ایسے کی ہے:-

”یہ وہ لوگ ہیں جو بے دینی اور کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں یہ مختلف شہروں میں اہل علم کے بھیس میں داخل ہوتے ہیں اور ثقہ علماء کے نام پر روایات وضع کرتے ہیں ان کا مقصد لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ہے یہ خود بھی گمراہ ہیں اور عام لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ثقہ لوگ ان سے روایات سنتے ہیں پھر وہ آگے لوگوں میں روایت کر دیتے ہیں جس سے وہ روایتیں لوگوں میں پھیل جاتی ہیں۔“ (۳۳)

دراصل ایسے لوگوں کا مقصد اسلام کے نام پر لوگوں میں الحاد اور بے دینی پھیلانا ہوتا ہے اس کے لئے وہ بہرہ و پیوں کا انداز اختیار کرتے ہیں لوگوں میں اثر و رسوخ پیدا کر کے پھر ان کو گمراہ کرتے ہیں ان لوگوں کی آج بھی کافی تعداد موجود ہے گو طریقہ کار مختلف ہو گیا ہے یہ لوگ اپنی بے دینی کی وجہ سے بسا اوقات موخوذ بھی کیئے جاتے اور کئی ایک کو حکومت وقت نے قتل جیسی سزائیں بھی دیں ان میں مشہور زندیق بیان بن سمان اور مغیرہ بن سعید تھا مؤخر الذکر جادوگر ماہر شعبہ باز تھا۔ ان دونوں کو امیر خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کر کے آگ میں جلا دیا تھا۔ (۳۴)

### تعداد وضع

شیعہ حضرات اور زنادقہ کا مشن قریب قریب ایک تھا کہ لوگوں کو اصل دین سے منحرف کر کے بے دینی کے سیلاب میں بہا دیا جائے اس لئے یہ حضرات بھی وضع حدیث میں شیعہ کے طریق کار پر چلے جس طرح انہوں نے

من گھڑت روایات کے انبار لگائے تھے اسی طرح زنادقہ نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں کی گوان کی روایات کی تعداد شیعہ کی تعداد سے کم ہی رہی ہیں مگر پھر بھی انہوں نے جو روایات وضع کیں وہ ہزاروں کی تعداد میں تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک زندیق کے قتل کا حکم جاری فرمایا جس پر وہ زندیق خلیفہ سے کہنے لگا آپ کو میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خلیفہ فرمانے لگے لوگ تیرے شر سے محفوظ ہو جائیں گے وہ کہنے لگا آپ ان ہزاروں روایتوں کا کیا حل کریں گے جو میں نے خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں ان میں ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے خلیفہ فرمانے لگے:-

تو ابو اسحق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تیری روایات کو جھاننی میں ڈال کر ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔ (۳۵)

اسی طرح خلیفہ مہدی نے اس دور کے زنادقہ کے سرغنہ عبد الکریم بن ابی العوجاء کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھانے کا حکم جاری کیا تو اس وقت عبد الکریم نے اقرار کیا کہ میں نے چار ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال سے بدلا ہے۔ (۳۶)

امیر المومنین خلیفہ مہدی فرماتے ہیں:-

”افر عندي من الزنادقة انه وضع اربعمائة حديث فھي تجول في ایدی الناس۔“ (۳۷)

”ایک زندیق نے میرے پاس اقرار کیا کہ میں نے چار سو حدیثیں گھڑی ہیں جو عام لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں۔“

ان واقعات سے واضح ہو جاتا ہے کہ زنادقہ نے بڑی کثرت سے حدیثیں وضع کر کے لوگوں میں پھیلا دی تھیں۔ محدثین کرام نے انکی وضع کردہ روایات کا کھوج لگانے کی جستجو اور کوشش فرمائی تھی امام حماد بن زید رحمہ اللہ جو دوسری صدی ہجری کے مشہور ثقہ محدث ہیں ان کی تحقیق کے مطابق زنادقہ نے بارہ ہزار روایتیں وضع کی ہیں۔ (۳۸)

یہ تعداد تو دوسری صدی ہجری کی ہے بعد کی تعداد کا تو اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ ان دشمنان اسلام نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے رسول ﷺ اور اسلام کی طرف کتنے ہزار جھوٹ منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

## ۴- سیاسی گروہ

بنو امیہ کے آخری دور میں جب کہ خلافت کے محل میں دراڑیں پڑ رہی تھیں ایک منظم سیاسی گروہ میدان میں کودا جن کے پیش نظر حکومت اسلامیہ کو خانوادہ اموی سے کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنا تھا اس کے لئے انہوں نے اولاً زمین دوز تحریک کا آغاز کیا اور اس کے لئے مختلف قسم کے محاذ زیر نظر رکھے ان میں ایک محاذ یہ تھا کہ لوگوں کو حکومت وقت کے خلاف مشتعل کیا جائے حج کے موقع پر جب عالم اسلام کے اطراف و اکناف سے لوگ جمع ہوتے تو یہ اپنی کوششیں تیز کر دیتے اس طرح انہوں نے اپنے مشن کو کافی حد تک کامیابی سے ہمکنار کیا اور ۱۲ھ کو اس پارٹی کے سرغنہ ابو مسلم خراسانی نے اموی خلافت کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا جس سے ان کی حکومت سے ترک و تازی شروع ہو گئی ابھی پانچ سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ۳۲ھ میں اموی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کی اس کامیابی کے پیچھے دیگر اسباب کے ساتھ ایک اہم سبب اموی خاندان کے خلاف نفرت اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار جس کو انہوں نے پورے منصوبہ کے ساتھ بنو امیہ کے خلاف اور بنو عباسیہ کے فضائل و مناقب میں کثیر تعداد میں روایات وضع کیں۔ جس سے لوگ ان کے حب اہل بیت کے دلفریب نعرہ میں آگئے نتیجہ اموی حکومت کے خاتمہ اور بنو عباسیہ کی حکومت کے قیام میں نکلا بنو امیہ کی خلافت کے رد میں اور بنو عباسیہ کے اقتدار کے حق میں جتنی روایات ہیں وہ سب اسی دور میں وضع کی گئیں۔

امام ابن القیم ان روایات کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

”کل حدیث فی ذم بنی امیہ فهو کذب۔ و کذا کل حدیث فی ذکر الخلافة فی ولد العباس فهو کذب۔“ (۳۹)

”ہر وہ حدیث جو بنو امیہ کی مذمت میں ہے وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح ہر وہ حدیث بھی جھوٹی ہے جس میں بنو عباسیہ کی خلافت کا ذکر ہے۔“

## ۵- واعظین و خطباء حضرات

وضع حدیث میں واعظین اور خطباء حضرات کا بھی بڑا ہاتھ ہے ان حضرات نے بھی اس منحوس امر میں بڑی

گرجوشی سے حصہ لیا ان کا مقصد عوام میں شہرت، طلب جاہ اور حب الدنیا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر لوگوں کے دلوں میں اپنی خطابت کا سکہ بٹھانا ہے تاکہ لوگ انکی طرف جھک جائیں یہ بڑے ماہر اور زیرک نبض شناس اور نفسیات کے ماہر ہوتے ہیں لوگوں کی چوآس اور رغبت کے مطابق سامان مہیا کرتے ہیں اور اس کے لئے ایسے واقعات لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جو بڑے دلقریب اور خوش کن دلچسپ ہوتے ہیں ان کے بیان کردہ واقعات میں غرابت اور ندرت ہوتی ہے جنہیں لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اور عیش عیش کر کے داد تحسین دیتے ہیں اور ایسی حیران کن روایات پیش کرتے ہیں جن سے لوگ ان کی علمیت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ مولانا عبدالحی ککھڑی ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”قوم حملہم علی الوضع قصد الاغراب والاعجاب وهو كثير في القصاص والوعاظ الذين لا نصيب لهم من العلم ولا حظ لهم من الفهم۔“ (۴۰)

”ایسے لوگ جن کو وضع حدیث پر عجیب و غریب واقعات بیان کرنے نے ابھارا یہ بہت سے قصہ گو اور واعظین حضرات ہیں جن کا علم اور فہم سے کوئی حصہ نہیں۔“

واعظین اور قصہ گو حضرات کی موضوع روایات کا سلسلہ تابعین کے آخری دور میں شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اور آئندہ بھی رکے کا کوئی امکان نہیں۔

یہ حضرات جھوٹی روایات پھیلانے میں زناوقہ اور شیعہ حضرات سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں کیونکہ عوام کا ان پر اندھا اعتماد ہوتا ہے ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو لوگ دین اور سچ سمجھتے ہیں حافظ ابن حبان ان کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

”قصہ گو حضرات خود روایات وضع کر کے پھر ان کو ثقہ راویوں کے نام سے روایت کر دیتے ہیں تو سننے والا وقتاً فوقتاً ان سے حسب تعجب روایات لیتا ہے جس سے وہ لوگوں کے ہاتھوں لگ جاتی ہیں اور لوگ ان کو آپس میں مشہور کر دیتے ہیں۔ پھر ان کے کچھ واقعات بیان کر کے تین صفحات کے بعد فرماتے ہیں:-

جب یہ لوگ جامع مسجد قبل کی محافل اور جاہل عوام میں ہوتے ہیں تو بلا خوف و خطر کسی کی پرواہ کیے بغیر بڑی جسارت اور ڈھٹائی سے حدیث وضع کر کے ثقہ راویوں کے نام سے روایت کرتے ہیں تو سننے والا تعجب کی بنا پر اسے

آگے روایت کر دیتا ہے جس سے وہ روایت لوگوں میں پھیل جاتی ہے۔<sup>(۴۱)</sup>

امام ابن حبان نے ان کے وضع کا جو انداز بیان فرمایا ہے اگر آپ اس کا نمونہ ملاحظہ کرنا چاہیں تو خطبات کے موضوع پر مارکیٹ میں آئی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں آپ پر ساری حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ ہم نے بھی اپنی زندگی کے بیالیس سالہ دور میں بڑے قریب سے ہر فرقے کے خطباء حضرات کو سنا ہے چند ہی ایسے افراد سنے ہیں جن کا خطاب ضعیف اور من گھڑت روایات سے پاک ہوگا ورنہ اکثر نامور خطباء تو صرف لوگوں کے ذوق کو سامنے رکھتے ہیں اور ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں جن سے عوام خوش ہو کر ان کے حق میں نعرے لگائیں فلاں مولانا زندہ باد جس سے اسلام کی تبلیغ تو شاید کم ہوتی ہے اور خطباء کا مقصد زیادہ پورا ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی بلا تردد کہا جاسکتا ہے کہ علماء راضیین کی نسبت عوام میں ان کی مقبولیت بہت زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ عوام کا رجحان علماء کی طرف کم اور خطباء کی طرف زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کی نظر میں عالم وہ ہوتا ہے جو بڑے جوش کا مقرر ہو جس کی عام سی ایک مثال یہ ملاحظہ فرمائیں کہ:-

امام ابو حنیفہ کے دور میں زرع نامی مشہور قصہ گو خطیب تھا امام صاحب کی والدہ محترمہ کو ایک مسئلہ پیش آ گیا جس کا حل حضرت امام صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کو بتا دیا۔ مگر وہ اس پر مطمئن نہ ہوئی اور کہنے لگی میں تو زرع سے فتویٰ پوچھوں گی۔ امام صاحب اپنی والدہ کو زرع کے پاس لے آئے اور فرمانے لگے یہ میری والدہ ہیں جو فلاں مسئلہ کے بارہ میں آپ سے فتویٰ دریافت کرنے کے لئے آئی ہیں زرع کہنے لگا آپ خود ہی ان کو فتویٰ دے دیں آپ تو مجھ سے بڑے عالم ہیں امام صاحب فرمانے لگے میں تو اس بارہ میں ان کو ایسے فتویٰ دیا ہے مگر وہ میرے فتویٰ کو تسلیم نہیں کرتیں زرع کہنے لگا ابو حنیفہ کا فتویٰ درست ہے تب مطمئن اور راضی ہو کر واپس لوٹیں۔<sup>(۴۲)</sup>

ایسے ہی ایک واقعہ راقم الحروف کے مشاہد میں آیا غالباً ۱۹۸۴ء کی بات ہے جامعہ رحمانیہ فاروق آباد کی سالانہ کانفرنس ہو رہی تھی نماز عصر کے بعد ایک کمرہ میں چند علماء کرام تشریف فرما تھے اور راقم بھی وہاں موجود تھا ایک آدمی آیا اور میرے پاس بیٹھ گیا وہ کہنے لگا میں ضلع سرگودھا سے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آیا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچہ پیدا ہوتے وقت بغیر چیخ مارے مر جائے تو کیا اس کو غسل دینا چاہیے یا نہیں؟

میں نے حضرت شیخ العلامة استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ جہاں خانوالے فیصل آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہماری جماعت کے بہت بڑے عالم ہیں آپ ان سے مسئلہ دریافت کریں۔ وہ کہنے لگا نہیں میں تو فلاں صاحب (ایک نامور خطیب کا نام لیا) سے پوچھنے آیا ہوں ہم تو اسے بڑا عالم مانتے ہیں وہ صاحب بھی مجلس میں موجود تھے اتنی بات کہہ کر وہ ان کے قریب پہنچ گیا اور ان سے مسئلہ بیان کر دیا اتفاق یہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب اس سائل کو مطمئن نہ کر سکے اور فرمانے لگے آپ ڈاک کا پتہ مجھے دے دیں میں فلاں مفتی صاحب سے پوچھ کر جواب آپ کو خط کے ذریعہ ارسال کر دوں گا۔

اس قسم کے واقعات روزانہ وقوع پزیر ہوتے رہتے ہیں جن سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ عوام میں بڑی مقبولیت کے حامل ہوتے ہیں اگر کوئی عالم ان کی جہالت سے پردہ اٹھانا چاہے تو وہ النا عوام کے غیظ و غضب کا شکار ہو جاتا ہے جس کی تاریخ اسلام کے اوراق میں متعدد مثالیں موجود ہیں، اس بارہ میں امام شععی سے ایک واقعہ پیش آیا جس کو آپ ان کی زبان سے سننے فرماتے ہیں:-

”میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کی داڑھی بڑی گھنی تھی لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے اور وہ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ مجھے فلاں صاحب نے فلاں صاحب سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:-

”ان الله خلق صورين له في كل صور نفختان نفخة الصعق ونفخة القيامة“  
 ”اللہ تعالیٰ نے دو صورتیں پیدا کئے ہیں ہر صورت میں دو نفعے ہونگے ایک نفعہ موت کا اور دوسرا نفعہ قیامت کے قائم ہونے کا۔“

امام شععی فرماتے ہیں اس کی یہ روایت سن کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیر کر کہا اے بوڑھے ایسی غلط بیانی سے اللہ کا خوف کرو اللہ تعالیٰ نے تو صرف ایک ہی صورت پیدا کیا ہے اور دو نفعے ایک نفعہ موت کا ہے اور دوسرا نفعہ قیامت کا ہے وہ مجھے کہنے لگا اے فاجر مجھے فلاں نے یہ حدیث بیان کی ہے اور تو اس کو رد کرتا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنا جوتا اٹھایا اور مجھے دے مارا بس پھر کیا تھا لوگ بھی مجھے مارنے پٹینے لگے اور اس وقت تک وہ مارنے سے رکے نہیں تھے جب تک کہ میں نے ان سے قسم اٹھا کر اقرار نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صورتیں پیدا کئے ہیں اور ہر صورت میں ایک نفعہ ہے۔ (۳۳)

شیخ جعفر بن جاج موصلی فرماتے ہیں ہمارے پاس موصل شہر میں محمد بن عبد اللہ سرقندی آیا اور اس نے منکر حدیثیں روایت کرنا شروع کر دیں شیوخ کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور ہم بھی اس کے پاس گئے تاکہ اس کی بیان کردہ روایات کی تردید کریں جب ہم پہنچے تو وہاں لوگوں کا بہت بڑا مجمع لگا ہوا تھا سرقندی نے ہمیں دور سے آتے دیکھ لیا اور اس نے محسوس کیا کہ یہ میری تردید کر دیں گے (چور کے پاؤں نہیں ہوتے) تو اس نے فی الفور یہ روایت سنا دی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے عوام کے خوف کی وجہ سے ہم اس تک جانے کی جسارت نہ کر سکے اور واپس لوٹ آئے۔ (۴۴)

آج بھی ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ کسی خطیب کی غلط بات پر تنقید کرنے والے کو عوام معاف نہیں کرتے امام ابن جوزی نے شاید انہی حالات کے پیش نظر فیصلہ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جاہل عوام کے وجد اور شوق کو ذریعہ بناتے ہیں نتیجتاً بہت سے مفاسد اور بدعتیں جنم لیتی ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-  
”ثم ما زالت بدعهم تزيد في تفاقم الامر فأتوا بالمنكرات في الافعال والاقوال والمقاصد“ (۴۵)

”ان کی بدعات ترقی پزیر ہیں جن میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے یہ اپنے افعال اور اقوال اور مقاصد میں منکرات کو لے آتے ہیں۔“

بلاشبہ عوام میں اکثر بدعات اور دین کے نام پر غیر شرعی امور پھیلانے میں ان کا بہت بڑا دخل ہے امام ابن جوزی اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”یہ لوگ عام طور پر جاہل ہوتے ہیں اور لاعلمی کی بنا پر اپنی تحریروں میں من گھڑت روایات درج کر دیتے ہیں۔“

نیز بسا اوقات کوئی من گھڑت روایت سنی جس کے من گھڑت ہونے کا انہیں علم نہیں ہوتا (کیونکہ اس شعبہ میں تحقیق کی ضرورت نہیں) اسے بغیر تحقیق کے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا بسا اوقات امام حسن بصری اور سری سقطی کے کلام کو حدیث رسول بنا کر پیش کر دیا۔ (۴۶)

امام احمد بن حنبل نے شاید اس بنا پر ان کے بارہ میں تجزیہ فرمایا ہے کہ:-

”قصہ گو تمام لوگوں سے زیادہ جھوٹے ہیں۔“ (۴۷)

اور ان کے بارہ میں بھی تجزیہ محمد بن کثیر صنعانی کا ہے فرماتے ہیں:-

”ہم اکذب الخلق علی اللہ وعلی انبیائہ۔“ (۴۸)

”یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور انبیاء پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھتے ہیں۔“

انہیں اسباب و حالات کی بنا پر محدثین کرام نے ان حضرات پر بھی کڑی نظر رکھی ہے تاکہ دین ان کی دست راز یوں سے محفوظ رہے ابو الولید طیلسی فرماتے ہیں میں امام شعبہ کے ساتھ تھا ان سے ایک نوجوان نے کسی حدیث کے بارہ میں استفسار کیا تو امام شعبہ فرمانے لگے تو قصہ گو تو نہیں۔ وہ کہنے لگا جی ہاں میں قصہ گو ہوں فرمایا آپ واپس تشریف لے جائیں ہم قصہ گو حضرات سے حدیث بیان نہیں کرتے۔ ابو الولید فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیوں؟ امام شعبہ نے فرمایا:-

”یاخذون الحدیث منا شبراً فیجعلونہ ذراعاً۔“ (۵۰)

”یہ ہم سے ایک باشت روایت لیتے ہیں پھر اس کو ایک بازو بنا دیتے ہیں۔“

امام شعبہ رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اصل روایت میں اپنی طرف سے کئی گنا اضافہ کر دیتے ہیں۔ امام شعبہ کا یہ مشاہدہ حرف بحرف صحیح ہے آپ اپنے اس دور کے نامور اور معروف خطباء اور واعظین کے خطابات کی تحقیق کر کے دیکھ لیں آپ امام شعبہ کے مشاہدہ کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائیں گے امام ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”ما افسد علی الناس حدیثہم الا القصاص۔“ (۵۱)

”قصہ گو حضرات نے لوگوں پر حدیث کو کس قدر خراب کر دیا ہے۔“

نوٹ: ایسے خطباء و واعظین جو ھقیقۃً دین حق کی تبلیغ خالص قرآن و حدیث کے دلائل سے کرتے ہیں اور تقریر کو لچھے دار بنانے کے لئے ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا نہیں لیتے ان کا ان خطباء سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کے بارہ میں آپ نے مذکورہ بالا تصریح ملاحظہ فرمائی ہے۔

۴۹- کتاب القصاص ص ۱۰۰۔

۴۸- کتاب القصاص ص ۱۰۱۔

۴۷- کتاب القصاص ص ۱۰۰۔

۵۱- کتاب القصاص ص ۱۰۲۔

۵۰- کتاب القصاص ص ۱۰۲۔



## ۶۔ مقلدین حضرات

وضع حدیث کا ایک اہم سبب تقلید بھی ہے چوتھی صدی ہجری میں تقلید نے جب مسلمانوں کو اپنے گھیرے اور احاطہ میں لے لیا تو مسلمانوں کی اکثریت مستقل طور پر تقلیدی مذاہب میں بھٹ گئی چند ہی لوگ ایسے بچے جنہوں نے کتاب و سنت پر تمسک قائم رکھا اور آراء الرجال پر اپنا مذہب قائم نہ کیا۔ ان تقلیدی مذاہب کی بنیاد آراء الرجال پر رکھی گئی تھی اور ظاہر ہے کہ افراد کے ذہنوں کے تفاوت سے آراء کا مختلف ہونا بدیہی امر ہے۔ چنانچہ آراء الرجال میں اختلاف کی لہر اٹھی جو امت مسلمہ کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گئی۔ ہر ایک نے اپنے امام کے قول کو حجت اور حرف آخر مانا اسلام کو اپنے امام کی شخصیت کے ترازو میں تولتا اور مخالف کے قول کو غلط قرار دیا جس سے مناقشات اور مناظرات کا میدان گرم ہو گیا بسا اوقات آراء کے درست ہونے پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تھی جس کے لئے انہیں روایات وضع کرنا پڑیں۔ امام ربانی محمد بن علی الشوکانی اس نقطہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ومن اسباب الوضع ما يقع ممن لا دين له عند المناظرة في المجامع استدلالاً على ما يقوله بما يطابق هواه تنفيقا لجداله وتقويما بمقاله واستطالة على خصمه ومحبة للقلب وطلباً للرياسة وفراراً من الفضيحة“ (۵۲)

”وضع کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ مجمع عام میں مناظرے کے وقت جس کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس سے وہ اپنے مذہب کے درست ہونے پر استدلال کر سکے تو وہ اپنے جھگڑے اور مقالے کو تقویت دینے اور مخالف پر غلبہ پانے اور دل کی چاہت اور طلب ریاست اور رسوائی سے بچنے کی خاطر روایتیں وضع کرتا ہے۔“ اگر امام شوکانی رحمہ اللہ کے اس حقیقت خیز بیان کی تصدیق مطلوب ہو تو فقہ کی کتابوں کی ورق گردانی کیجئے آپ پر ساری حقیقت کھل جائے گی دور نہ جائے صرف ہدایہ پر ایک نظر دوڑائیے تو اس میں آپ کو متعدد مقامات ایسے ملیں گے جہاں مخالف کے قول کو رد کرنے کے لئے کسی غیر کے قول کو قولہ علیہ السلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (☆)

امام قرطبی نے فقہاء کے اصول پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:-

”استحاز بعض فقهاء أهل الراى نسبة الحكم الذى دل عليه القياس الحلى

إلى رسول الله نسبة قولية فيقولون قال رسول الله كذا ولهذا ترى كتبهم مشحونة- تشهد متونها بانها موضوعة تشبه فتاوى فقهاء ولائهم لا يقيمون لها سنداً لبعض فقهاء اهل الرأى-“ (۵۳)

اہل الرائے (احناف) نے اس حکم کی نسبت جس پر قیاس جلی دلالت کرے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے کو جائز قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں:-

”وہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا ہے اگر آپ فقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ ایسی روایات سے بھری ہوئی ہیں جن کے متن من گھڑت ہونے پر گواہی دیتے ہیں وہ متن اس لئے ان کتابوں میں درج ہیں کہ وہ فقہاء کے فتوؤں کے موافق مشابہت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان کی سند بھی نہیں پاتے۔“

امام قرطبی کے اس پر مغز تبرہ کی تائید معروف حنفی محقق مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی کی ہے فرماتے ہیں:-

”قوم حملہم على الوضع التعصب المذهبي والتجمل التقليدى كما وضع مامون الهروى حديث من رفع يديه فلا صلوة له- ووضع حديث من قراء خلف الامام فلا صلوة له-“ (۵۴)

”حدیث ان لوگوں نے بھی وضع کی ہے جن کو مذہبی تعصب اور تقلیدی جمود نے وضع پر ابھارا ہے جیسا کہ مامون ہروی نے یہ روایتیں جو رفع یدین کرے اسکی نماز نہیں ☆ اور جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز نہیں ☆ وضع کی ہیں۔

(رفع یدین اور قرأت فاتحہ خلف الامام کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں روایتیں وضع کرنا اللہ کے دین میں کمال درجہ جرأت ہے)۔

## ۷۔ صوفیہ حضرات

قدامت کے اعتبار سے صوفیہ حضرات کا شمار دوسرے دور والوں کے ساتھ ہے عباسی دور میں فلسفہ اور منطق کی کتابوں کے ترجمہ سے ایک بہت بڑے فتنے کا آغاز ہوا جس سے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا۔ وہ یہ کہ مختلف قسم

کے نظریات کے اجتماع سے ایک نئے مذہب نے جنم لیا جو اسلام سے کم اور غیر مذاہب سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے یہی مذہب ان لوگوں کا تھا جو بعد میں صوفیہ کے لقب سے ملقب ہوئے ان لوگوں نے اپنے علم و عمل کی بنیاد کتاب و سنت کے برخلاف اپنے اسرار و رموز پر رکھی جسے طریقت کے نام سے موسوم کیا۔ وحی کے مقابلہ میں کشف و خواہوں کو حجت مانا زندہ علماء سے علم حاصل کرنے کے بجائے فوت شدگان سے کسب فیض کا دعویٰ کیا اور پانچویں صدی ہجری کے بھی بعض کذابوں اور دجالوں کو صحابی رسول تسلیم کیا۔ ویسے اپنے مزعومہ عقیدہ کے اعتبار سے ہر صوفی صحابی ہے وہ جب چاہتا ہے بس ذرا گردن جھکائی (صوفیاء کی اصطلاح میں مراقبہ میں گئے) تو رسول اللہ ﷺ سے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی براہ راست ملاقات کر لی۔

اگر آپ صوفیہ کے اعتقادات پر نظر ڈالیں تو آپ کو گندگی کا بہت بڑا ڈھیر نظر آئے گا طریقت بھی ان کی مذعومہ اصطلاح ہے جس کے اعتبار سے ان کا علم انبیاء علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ہے ان کے خیال میں انبیاء تو علم کے ساحل پر رک گئے تھے مگر انہوں نے علم کے سمندر میں غوطہ لگایا ہے خضنا بحرا و وقف الانبیاء بساحلہ۔

ان لوگوں نے اپنے وجود کو منوانے کے لئے ایک داستان وضع کی پھر اس کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی طرف منسوب کر دیا۔ (☆)

ان حضرات کی موضوع روایات کا دائرہ عقائد اور عبادات میں ترغیب و ترہیب تک ہے۔ یہ لوگ ثواب سمجھ کر روایات وضع کرتے تھے بظاہر نیکی کی طرف رغبت مگر نتیجتاً اسلام کی مصفی تعلیم مکدر ہوئی۔

برصغیر میں اعتقادی اور عملی بدعات اکثر انہیں حضرات کی وجہ سے پھیلی ہیں۔ اس کے لئے وضع حدیث میں وہ سب سے سبقت لے گئے ہیں ان کی کتابوں میں صحیح احادیث کا وجود کم ہے اور من گھڑت روایات زیادہ ہیں یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام کے نزدیک ان کی کتابوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے امام ابو زرہ سے حارث محاسبی کی کتابوں کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

”اس کی کتابوں سے بچو یہ بدعات اور گمراہی کی کتابیں ہیں تم حدیث کو لازم پکڑو تمہیں ضرورت کے مطابق وہاں سے ہی مسائل کا حل مل جائے گا۔“

(☆) اس کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب ”دین تصوف“۔

امام ذہبی امام ابو زرہ کے اس قول پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”حارث ۲۳۳ھ کو فوت ہوا اگر امام ابو زرہ متأخرین حضرات کی کتب جیسا کہ قوت القلوب ابو طالب کی بھیہ الاسرار ابن جھضم کی، حقائق التفسیر سلمیٰ کی دیکھ لیتے تو ان کے حواس گم ہو جاتے اور اگر ابو حامد طوسی کی احیاء العلوم اور غنیۃ شیخ عبد القادر کی اور نصوص الحکم اور فتوحات مکیہ ابن عربی کی دیکھ لیتے تو پھر کیا حالت ہوتی؟“ (۵۵)

دکتور ضیاء الدین اعظمی نے صوفیہ کی کتابوں پر بڑا سیر حاصل اور جامع تبصرہ کیا ہے فرماتے ہیں:-

”ولا شك ان الكتب الصوفية احدث في الامة انواعاً من البدع والخرافات وما ابتلى المسلمون اشد من ابتلائهم بطريق الصوفية وكتبها۔“ (۵۶)

”اس میں شک نہیں کہ صوفیوں کی کتابوں نے امت میں بہت سی بدعات اور خرافات کو جنم دیا ہے اور مسلمان ان صوفیوں کے سلسلوں اور کتابوں کی وجہ سے سخت آزمائش میں مبتلا ہوئے ہیں۔“

امام نووی نے بھی ان کو امت کے لئے سخت نقصان دہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

”الواضعون اقسام اعظمهم ضرراً قوم ينسبون الى الزهد وضعوه حسبة“ (۵۷)

”حدیث وضع کرنے والے کئی قسم کے لوگ ہیں ان میں سب سے زیادہ نقصان دہ وہ لوگ ہیں جو زہد کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ وضع حدیث کا دھندہ کار خیر سمجھ کر کرتے تھے۔“

ان کی ضرر کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا بھی خطباء کی طرح عوام میں بڑا اثر و رسوخ ہے لوگ ان کے ظاہری تزہد اور تورع سے مرعوب ہوتے ہیں ان کی اکثریت جبوں قبوں میں ملبوس شعبہ بازی کے ماہر ہیں بسا اوقات اپنی شعبہ بازیوں سے جاہل عوام کو بڑا مسموم کر دیتے ہیں اور ہتھیلی پر سروسوں جمانے کا کرتب کرتے ہیں جس سے عوام انکو بڑی کرنی والے اور تصرف والے سمجھتے ہیں حتیٰ کہ حوائج اور مشکلات کے وقت ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مزاروں میں غیر اللہ کی نذر و نیاز، نداء و پکار اور دیگر غیر شرعی حرکات قوالی، رقص اور حجروں میں بھرے ان کے دم بقدم ہیں۔

عقائد میں خرابی اور شرک و بدعات کا جو رواج ان کے ذریعہ ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ دوسرے واضعین سے نہیں ہوا اس لئے مذکورہ ائمہ کرام کے ان کے بارہ میں تجزیات بالکل درست ہیں ان حضرات نے کتنی تعداد میں روایات

وضع کی ہیں ان کا احاطہ طویل سفر ہے البتہ یہ حقیقت ہے کہ ان کی تعداد جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے ہزاروں سے متجاوز ہے۔

## ۸- صالحین کی جماعت

بعض صالحین حضرات بھی وضع حدیث کا شکار ہوئے ہیں گو ان کا مقصد روایات وضع کرنا یا لوگوں میں انکو پھیلانا نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے عمداً یہ ارتکاب کیا ہے بلکہ جہالت اور غفلت کی وجہ سے ان سے اس قسم کی روایات کا صدور ہو گیا تھا امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں:-

”لم تر الصالحین فی شیء اکذب منهم فی الحدیث“ (۵۸)

”آب صالحین کو حدیث میں بہت جھوٹ بولنے والے پائیں گے۔“

اس کے قریب قریب امام ابو عاصم نیل کا مشاہدہ ہے فرماتے ہیں:-

”ما رأیت الصالح یکذب فی شیء أكثر من الحدیث“ (۵۹)

میں نے صالحین کو حدیث میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے پایا ہے۔“

امام مسلم نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے:-

”یحجرى الکذب على لسانهم ولا يعتمدون الکذب“ (۶۰)

”جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے وہ عمداً ایسا نہیں کرتے۔“

ابو عبید نے ابراہیم بن ہراسہ پر کذاب کا اطلاق کیا ہے امام ابن حبان اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”هو من النوع الذى غلب عليها التقشف والعبادة وغفل عن تعاهد حفظ

الحدیث حتى صار كانه یکذب“ (۶۱)

”ان پر پراگندگی اور عبادت کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے حدیث یاد کرنے سے غافل ہو گئے اور ایسے ہو گئے جیسا

کہ جھوٹ بولتے تھے۔“

اسی طرح عباد بن کثیر اپنے دور کے نہایت صالح بزرگ تھے مگر حدیث ان کا فن نہیں تھا اور لاعلمی کی وجہ سے

انہوں نے موضوع حدیثیں روایت کر دیں۔ (۶۲)

ان کی ایسی غفلت کی وجہ سے محدثین کرام نے ان سے روایات لیتے وقت سخت احتیاط سے کام لیا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ذریعہ لوگوں میں روایات پھیلنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ یہ لوگوں کی نظروں میں قابل احترام ہوتے ہیں اور لوگ ان کے زہد اور ورع کی وجہ سے ان کی صدق و امانت پر اعتماد کرتے ہیں امام مالک حقیقت افزوں تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”لا یؤخذ العلم من اربعة ویؤخذ ممن سوی ذلک والنوع الرابع هو رجل له فضل وصلاح وعبادة ولكن لا یعرف ما یحدث“ (۶۳)

”چار قسم کے آدمیوں سے علم حاصل نہ کیا جائے اور ان کے علاوہ باقی لوگوں سے لے لیا جائے ان میں چوتھا آدمی وہ ہے جو فضل اور صلاح اور عبادت کا خوگر ہے مگر جو حدیث بیان کرتا ہے اسے اسکی تحقیق نہیں ہوتی۔“  
حافظ ابن مندہ فرماتے ہیں:-

”اذا رأیت فی حدیث حدثنا فلان الزاهد فاغسل یدک منه“ (۶۴)

”جب تم حدیث کی سند میں کسی زاہد راوی کو دیکھو تو اس حدیث سے اپنے ہاتھ دھو لو۔“

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں:-

”هؤلاء المشتغلون بالتعبد“

”یہ لوگ عبادت میں مشغول تھے حدیث کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے جس کی وجہ سے ان کی روایات میں وہم غالب آ گیا موقوف کو مرفوع اور مرسل کو متصل روایت کر دیا۔“ (۶۵)

گویا کہ محدثین نے ان کی دیانت پر انگشت نمائی نہیں کی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ حدیث ان کا فن نہیں تھا کہ وہ حدیث کی کما حقہ حفاظت کر سکتے بنا بریں انہوں نے بغیر تحقیق و تفحص کے حدیثیں روایت کر دیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی روایات میں جھوٹ جیسی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اس جیسی خرابیوں کو دیکھ کر محدثین کرام نے ان کے بارہ میں احتیاط کی اور ان کی خرابیوں کو واضح کرنا اپنا منصب سمجھا۔

۶۳- دراسات فی الجرح والتعديل ص ۱۱۱۔

۶۵- شرح علل الترمذی ص ۱۱۵۔

۶۲- تہذیب الہندیہ ص ۱۰۰ ج ۱۔

۶۴- شرح علل الترمذی ص ۱۱۵۔

امام عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں میں نے شعبہ، ابن مبارک، ثوری اور مالک رحمہم اللہ سے متھم بالکذب راوی کے بارہ میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے انشرہ فانہ دین۔<sup>(۶۷)</sup>

”اس کو عوام کے سامنے نشر کرنا چاہیے کیونکہ روایت حدیث دین ہے۔“

امام حماد بن زید فرماتے ہیں ہم نے امام شعبہ سے ابان بن ابی عیاش کے بارہ میں پوچھا کیا اس کی عمر اور اہل خانہ کی توقیر کے تحت اس کی عیب جوئی سے رک جانا چاہیے فرمانے لگے:

”لا یحل الکف عنہ لانہ الامر دین“<sup>(۶۸)</sup>

”رکنا حلال نہیں اس لئے کہ حدیث دین ہے۔“

## ۹۔ بدعتی اور قبوری حضرات

بدعت اسلام میں ناپسندیدہ اور شنیع امر ہے جب سے اسلام میں بدعات کا پھیلاؤ ہوا ہے بہت سے مفاسد نے جنم لیا ہے اکثر احادیث اور سنت صحیحہ متروک ہو کر رہ گئی ہیں بدعتی کے پاس بدعت کے جواز کے لئے دلیل تو ہوتی نہیں جس کی بنا پر اسے لایعنی اور من گھڑت روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان حضرات سے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور اب حالت تو یہ ہو گئی ہے کہ ان کی لغویات اور بدعات کو اصل اسلام سمجھا جانے لگا ہے ان حضرات کا زیادہ تر تعلق عجبی علاقوں سے ہے عوام سے ان کا رابطہ پیری مریدی کی سطح پر قائم ہے ان میں جو پیری کے مقام پر قائم ہیں وہ لوگوں کی نظروں میں بڑی کرنی والے بلکہ صفات الہی کے حامل ہیں۔ استمداد، حاضر و ناظر، علم غیب نور، اور دیگر شرکیہ عقائد ان کے ایجاد کردہ ہیں۔

ان لوگوں نے غلو کو بہت رواج دیا ہے اور عقیدت کے رنگ میں ہر قسم کے خرافات کو جائز قرار دیے دیتے ہیں انبیاء علیہ السلام کو مافوق الفطرت ہستیاں کہتے ہیں اور اپنے پیروں کے بارہ میں ان کے خیالات غلو اور مبالغہ آمیزی پر مبنی ہیں جن کو بقاعدہ اس پروگرام کے تحت عوام میں پھیلایا گیا ہے۔

برصغیر میں ان لوگوں کا کردار بڑا گھناؤنا اور اسلام شکن رہا ہے اہل سنت کے ٹائٹل اور لیبل پر شیعیت کے لئے کام کیا ہے آج عوام میں جتنی شیعیت طرز کی روایات پھیلی ہوئی ہیں وہ ان حضرات کی مرہون منت ہیں۔

مزاروں کے طواف اور نذر و نیاز ان لوگوں کا بنیادی عقیدہ ہے بلکہ پیر حضرات کی معیشت ہی مزاروں سے منسلک ہے ظاہر ہے ایسے خرافات کی اسلام میں تو قطعاً گنجائش نہیں مگر ان حضرات نے اپنا کاروبار چلانے کے لئے موضوع روایات کا سہارا لیا ہے امام ابن القیم فرماتے ہیں:-

”ولا ريب ان الحامل لهؤلاء على هذا الغلو انما هو اعتقادهم انه يكفر عنهم سيئاتهم ويدخلهم الجنة وكلما غلوا وزادوا غلوا فيه كانوا اقرب اليه واخلص به فهم أعصى الناس لأمره وأشدهم مخالفة لسنته وهؤلاء فيهم شبه ظاهر من النصرارى الذين غلوا فى المسيح اعظم الغلو وخالفوا شرعه ودينه اعظم المخالفة- والمقصود ان هؤلاء يصدقون بالاحاديث المكذوبة الصريحة ويحرفون الاحاديث الصحيحة عن مواضعها لترويج معتقداتهم“ (۶۸)

”اس میں شک نہیں کہ ان کی غلو پسندی کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غلو کو گناہوں کا کفارہ اور جنت میں داخلے کا سبب سمجھتے ہیں جب یہ لوگ غلو میں زیادتی کرتے ہیں تو ان کے خیال میں اتنا ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب اور آپ کے خواص سے ہو جاتے ہیں اس اعتبار سے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ نافرمانی اور سنت کی سخت مخالفت کرتے ہیں ان لوگوں کی شباهت عیسائیوں سے ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں سب سے زیادہ غلو کیا اور ان کے دین اور شریعت کی سخت مخالفت کی۔ ایسے ہی یہ لوگ صحیح احادیث کو جھٹلاتے ہیں اور جھوٹی روایات پر عمل کرتے ہیں اور اپنے اعتقادات کی اشاعت و ترویج کے لئے صحیح احادیث میں تحریف کرتے ہیں۔ (۶۹) ان کے ایک بڑے سرغنہ کا عقیدہ ہے کہ:-

رسول اللہ ﷺ کو صرف اللہ نہ کہو باقی جو چاہو کہو۔

یعنی ان کے عقیدہ میں غلو معیوب نہیں بلکہ کارثواب ہے۔

قبر پرستی کے جواز میں ان حضرات نے بہت سی روایات گھڑی ہیں جن میں ایک روایت یہ ہے:-

”اذا اعیتکم الامور فعلیکم باصحاب القبور“ (دیکھئے نمبر ۸۳)

”جب تمہیں امور عاجز کر دیں تو تم قبروں والوں کو لازم پکڑو۔“

۶۸- المنار العقیف ص ۸۴۔ (۶۹) ان کے ایسے اعتقادات و عمل کے بارہ میں راقم کی کتاب ”عقید اہل بدعت“ زیر تکمیل ہے۔



اس روایت کے وضع کرنے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ فوت شدگان بھی مدد کرتے ہیں، لہذا مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

## اسباب وضع

واضعین حضرات کے تفصیلی تعارف کے بعد آپ وضع حدیث کے اسباب بھی ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ ان حضرات کے گھناؤنے مقاصد کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

وضع کے اسباب مختلف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض واضعین حضرات کے اعتقادات اور نظریات اور پروگرام ایک دوسرے سے مختلف تھے جس بنا پر انکے وضع کے اسباب میں بھی اختلاف ہونا بدیہی امر تھا ان اسباب کی اجمالی تفصیل یہ ہے:-

- ۱- سیاسی مقاصد کا حصول
- ۲- تقلید اور تعصب اور فقہی مذاہب کی تائید
- ۳- ارباب اقتدار کی خوشنودی
- ۴- اسلام دشمنی
- ۵- ترغیب و ترہیب کے لئے
- ۶- اپنے اپنے علاقوں کی برتری ثابت کرنا
- ۷- عزت و علمی جاہ اور مناظرہ وغیرہ
- ۸- خوش اعتقادی
- ۹- اپنے آئمہ اور مقتدا کی مدح سرائی
- ۱۰- ثواب کی خاطر
- ۱۱- قصہ گوئی اور واعظ و تقریر کی دلنشینی اور جاذبیت
- ۱۲- قوم کی محبت
- ۱۳- غفلت

۱۴- بدعات کی ترویج

۱۵- علم حدیث سے جہالت کے باوجود شوق تحدیث کا غالب ہونا۔

## حفاظت حدیث اور محدثین کی شمر آ اور جدوجہد

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے ﴿انا نحن الذکر وانا له لحافظون﴾۔ اگر کوئی شخص اسلام کو متحرف کرنے یا اس کو مکدر کرنے کی ہزار کوشش بھی کرے وہ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ حدیث وضع کرنے والوں کے پروگرام میں اسلام میں تحریفی عمل جاری کرنا اور اسے غیر محفوظ بنانا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کے لئے اپنے ایسے بندے پیدا کئے جنہوں نے حفاظت حدیث بلکہ دین میں وہ متحیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ جن کی مثالیں مذاہب عالم کے تاریخی اوراق میں تلاش کرنا ناممکن اور محال ہیں۔ محدثین کرام نے جس حدیث کو سنایا پڑھا اس کی تحقیق میں تہہ تک پہنچے اور ہر جعلی اور من گھڑت حدیث بلکہ ایک ایک حرف کو الفاظ نبوی سے جدا اور الگ کیا۔ امام ثوری نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:-

”ان هم الرجل ان یکتب فی الحدیث وهو فی جوف بیت اظهر الله“ (۶۹) (☆)

”اگر کوئی اپنے گھر بیٹھ کر من گھڑت روایت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دیتا ہے۔“

محدثین کی ان کاوشوں کا تذکرہ ایوان خلافت میں بھی ہوتا تھا خلیفہ ہارون الرشید ایک زندیق کو قتل کرنے لگا تو وہ زندیق کہنے لگا امیر المومنین میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں ان کو آپ کیسے ختم کریں گے خلیفہ جواب میں فرمانے لگے:-

”این انت یا زندیق عن عبد الله بن المبارك وابن اسحاق الفرازی ینخلانہ

۶۹- الموضوعات الکبیر ص ۱۹۔

(☆) حال ہی میں اہل بدعت نے اپنی طرف سے ایک خط ”الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق“ شائع کی ہے جس میں انہوں نے ”اول ما خلق الله نور نبیک“ کو ثابت کرنے کی سعی نامشکور کی ہے جس کا رد علماء اہل حدیث نے دلائل سے کر دیا ہے کہ یہ کتاب امام عبد الرزاق کی نہیں بلکہ بدعتیوں نے اپنی طرف سے لکھ کر تاحق امام عبد الرزاق کی طرف منسوب کر دی ہے رد لکھے والوں میں محدث جلیل زبیر علیہی، محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری، مصنف نائد مولانا ابو مصیب داود ارشد اور راقم الحروف ہیں۔ مختلف رسائل میں یہ مقالات طبع ہو چکے ہیں والحمد للہ علیٰ ذلک۔

فیحز جانه حرفا حرفا“ (۷۰)

”اے زندیق! تو عبد اللہ بن مبارک اور ابن اسحاق فرازی رحمہم اللہ سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تو تیری وضع کی ہوئی روایات کا ایک ایک حرف باہر نکال پھینکیں گے۔“

خلیفہ ہارون الرشید کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جو کام حکومت کا رعب و دبدبہ اور تلوار نہ کر سکی وہ کام محدثین کی کاوش نے کر دکھایا اور ان کذابوں کی پھیلائی ہوئی روایات کو صحیح احادیث سے الگ کر دیا اگر کسی محدث سے کسی روایت کی جانچ و پرکھ اور تحقیق و تمحیص میں تساہل ہو گیا تو دوسرے محدث نے اس روایت کو تنقید و تحقیق کے ترازو میں تول دیا۔ ورنہ جس قدر واضعین حدیث نے اسلام کو من گھڑت روایات سے پرانگندہ کرنے کی ناپاک سعی کی تھی اس سے اسلام محفوظ نہ رہ جاتا بلکہ یہ ایک مرکب مغلوب ہوتا۔ جس میں ہر کسی کو تصرف و تحریف کا اختیار حاصل ہوتا مگر محدثین نے حدیث کی حفاظت کر کے ان کے تمام تشکیکی اور تحریفی حربوں کو ناکام بنا دیا ہے یہ سب کچھ محدثین کرام کی ثمر آور کوششوں سے ممکن ہوا امام ابن القیم فرماتے ہیں:-

”یہ وہی شخص جان سکتا ہے جو سنن پر حاوی ہو اور وہ اس کے خون اور گوشت میں مخلوط ہو گئی ہوں اور ان پر اسے ملکہ حاصل ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور افعال کے پہچاننے میں پوری مہارت ہو گویا کہ اسکی ملاست رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے۔“ (۷۱)

اس میں شک نہیں کہ محدثین کرام کے شب و روز حدیث کی حفاظت و اشاعت کے لئے وقف تھے جزا ہم اللہ احسن الجزاء۔

## موضوع روایات کی شناخت

محدثین کرام نے کمال جستجو سے موضوع روایات کی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے اور اسکی شناخت کے لئے چند ضابطے اور اصول مقرر فرمائے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

- ۱- وضع کا اعتراف مفتری اور کذاب خود کرے جیسا کہ نوح بن ابی مریم نے فضائل سور کی روایات وضع کرنے کا اعتراف و اقرار کیا۔

- ۲- حدیث مشاہدہ اور عقل کے صریحا خلاف ہو جیسا کہ روایت حضرت نوح کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی۔
- ۳- عمل چھوٹا ثواب بہت زیادہ جیسا کہ صوفیہ حضرات کی خود ساختہ نمازیں ہیں۔
- ۴- گناہ ہلکا اور وعید سخت ہو۔
- ۵- حادثہ بہت بڑا اور راوی صرف ایک ہو جیسا کہ ردشس والی حدیث ہے۔
- ۶- آئمہ ناقدین کی نظر میں راوی کذاب اور واضح ہو۔
- ۷- کسی مجہول اور نامعلوم راوی کی حدیث کتاب اللہ یا احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہو جیسا کہ: ”جب تمہیں عاجزی پیش آئے تو اصحاب القمور سے مدد طلب کرو“ ہے۔
- ۸- حدیث میں جو واقعہ بیان ہو اس کے متعلقہ افراد اس واقعہ میں موجود نہ ہوں یعنی واقعہ رونما ہونے سے پہلے فوت ہو چکا ہو یا بعد میں پیدا ہوا ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے خیبر کے موقع پر جزیہ معاف کیا تھا کی روایت کے راوی حضرت سعد بن معاذ ہیں اور گواہ حضرت معاویہ ہیں۔
- حضرت سعد رضی اللہ عنہ خیبر سے پہلے غزہ خندق میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت معاویہ خیبر کے بعد فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے۔
- ۹- حدیث حس کے خلاف ہو جیسا کہ یہ روایت اگر گفتگو کے دوران آدمی چھینک مارے تو وہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔
- ۱۰- روایت قابل تمسخر ہو۔
- ۱۱- ایسی روایت جس کے چھپانے پر صحابہ کا اجتماع ہوا ہو جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے دھی اور میرے بعد خلیفہ ہو گئے۔
- ۱۲- روایت کے الفاظ سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہو جیسا کہ صحبت کرنے والا صحبت کے وقت نیت کرے کہ اگر اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گا تو یقیناً بچہ پیدا ہوگا۔
- ۱۳- روایت کے الفاظ منصب نبوت کے منافی ہوں جیسا کہ خوبصورت چہرے کا دیکھنا عبادت ہے۔
- ۱۴- آئندہ پیش آنے والے واقعہ کو کسی خاص دن تاریخ اور وقت کے ساتھ متعین کیا جائے۔
- ۱۵- حدیث ظلم، فساد اور فضول مدح پر مشتمل ہو جیسا کہ بچے کا نام محمد اور احمد رکھنے کی فضیلت پر روایات ہیں۔

## موضوع روایات کا اجمالی خاکہ

امام ابن القیم نے المنار المہیف میں موضوع روایات کے بارہ میں قواعد و ضوابط تحریر کئے ہیں اور پھر ان روایات کی تفصیل بیان کی ہے جن کو واضعین حدیث نے وضع کیا ہے اور پھر ان کے من گھڑت ہونے پر علمی محاسبہ و محاکمہ فرمایا ہے جس سے موضوع روایات کی حقیقت و دوپہر کی طرح عیاں ہو گئی ہے ہم نے اختصار کے طور پر ان روایات کی اجمالی فہرست تیار کی ہے جس سے قارئین کرام کے سامنے من گھڑت روایات کا ایک خاکہ آ جاتا ہے۔ ترتیب وہی رہنے دی ہے جو امام ابن القیم کی ہے مراجعت کے لئے المنار المہیف کے صفحات حوالہ قرطاس کئے ہیں اور جس نمبر میں حوالہ نہیں وہ اضافہ شدہ ہے۔

- ۱- مرغ کے بارہ میں تمام روایات جھوٹ ہیں سوائے ایک روایت کے (المنار ص ۵۶)
- ۲- خلافت علی کی تمام روایات جھوٹ ہیں۔
- ۳- ہر حدیث جس میں حضرت عائشہ کو حمیرا کہا گیا ہے من گھڑت ہے۔ (المنار ص ۶۰)
- ۴- ہر حدیث جس میں خوبصورت چہرے کی تعریف اور ان کے دیکھنے کی طرف رغبت اور خوبصورت چہرے والوں کو آگ کا نہ چھوٹا کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۳)
- ۵- ہر حدیث جس میں آنے والے واقعات کو کسی تاریخ اور دن کے ساتھ متعین کیا گیا ہے جھوٹ ہے۔ (ص ۶۴)
- ۶- ہر حدیث جس میں کان کے گونجنے کا ذکر ہے جھوٹ ہے۔ (ص ۶۵)
- ۷- عقل کی مدح کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۶)
- ۸- حیات خضر کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۷)
- ۹- عوج بن عقیق کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۷۱)
- ۱۰- ہامہ بن الہیثم بن لاقیس بن الہیثم کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۷۹)
- ۱۱- زریب بن برشلہ و صی مسیح علیہ السلام کے بارہ میں جملہ روایات باطل ہیں۔ (ص ۷۹)
- ۱۲- قس بن ساعدہ کے بارہ میں روایات بے بنیاد ہیں۔
- ۱۳- بیت المقدس میں صحرہ میں قدم کے نشانات کی فضیلت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔
- سوائے ابن ماجہ کی روایت کے کہ یہ جنت سے ہے۔ (ص ۸۷)

- ۱۳- بیت المقدس کی فضیلت میں اور نماز کی فضیلت میں اکثر روایات بے بنیاد ہیں البتہ شد  
رحال اور اس کا مسجد حرام کے بعد تعمیر ہونا کی حدیثیں متفق علیہ ہیں۔
- ۱۵- صوفیہ کی ہفتے بھر کی نمازیں تمام من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۵)
- ۱۶- نماز رغائب کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۵)
- ۱۷- رجب میں روزہ رکھنے یا منع کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۸)
- ۱۸- شب برات میں نماز کی فضیلت کی تصوف کی کتابوں میں مذکور تمام روایات بے اصل ہیں۔
- ۱۹- جولاہوں، موچیوں اور انگریزوں کی مذمت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۰۰)
- ۲۰- حبشیوں اور سوڈانیوں کی مذمت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۰۰)
- ۲۱- ترکوں کی مذمت کی روایات باطل ہیں۔
- ۲۲- غلاموں کی مذمت کی روایات بے اصل ہیں
- ۲۳- کبوتر کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۱۰۶)
- ۲۴- سوائے اس روایت کے کہ ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے دیکھا تو فرمایا شیطان شیطان کے  
پیچھے جا رہا ہے۔
- ۲۵- اولاد کی مذمت کی جملہ روایات جھوٹ ہیں۔ (ص ۱۰۹)
- ۲۶- عاشوراء کے دن سرمہ اور زینت لگانا وغیرہ کی فضائل کی جملہ روایات غیر صحیح ہیں۔ (ص ۱۱۱)
- ۲۷- فضائل سور کی اکثر حدیثیں من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۳)
- ۲۸- فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۱۱۶)
- (بعض حسن درجہ کی روایات ہیں۔) (گوندلوی)
- ۲۹- فضائل ابو حنیفہ و مذمت شافعی کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۹)
- ۳۰- مذمت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)
- ۳۱- مذمت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)
- ۳۲- بنی امیہ کی مذمت کی جملہ روایات اور انکی تعداد کی جملہ روایات

- ۳۳- خلفاء و عباسیہ کی فضیلت و تبشیر اور انکی تعداد کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)
- ۳۴- بغداد، بصرہ، کوفہ، مرو، عسقلان، اسکندریہ، نصیبن اور اناطاکیہ کی مدح و مذمت کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)
- ۳۵- ولید اور مروان کی مذمت کی جملہ روایات من گھڑت ہیں (ص ۱۱۷)
- ۳۶- ایمان میں واضح الفاظ کہ کمی و بیشی ہوتی ہے یا نہیں کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۹)
- ۳۷- گردن کے مسح کی جملہ روایات باطل ہیں۔ (ص ۱۲۰)
- ۳۸- وضو کے بعد تولیے سے ہاتھ صاف کرنے کی جملہ روایات غیر صحیح ہیں۔ (ص ۱۱۹)
- ۳۹- وضو کے ہر عضو دھوتے وقت کی دعائیں باطل اور غیر صحیح ہیں۔ (ص ۱۲۰)
- ۴۰- ہر وہ حدیث جس میں حیض کے دنوں کے اقل یا اکثر ہونے کا تعین ہے باطل ہیں۔ (ص ۱۲۲)
- ۴۱- مجرد (کنوارے) رہنے کی فضیلت کی جملہ احادیث (ص ۱۲۷)
- ۴۲- بیری کے درخت کاٹنے کے بارہ میں جملہ روایات غیر صحیح ہیں۔ (ص ۱۲۷)
- ۴۳- بازار میں کھانے پینے سے منع کی جملہ روایات (ص ۱۳۰)
- ۴۴- بعض پھولوں کی فضیلت کی احادیث (ص ۱۳۰)
- ۴۵- انگوٹھی میں عقیق کی فضیلت کی جملہ روایات (ص ۱۳۲)
- ۴۶- عورتوں سے خواب کی تعبیر کی تمام روایات (ص ۱۳۲)
- ۴۷- ولد الزنا کی مذمت کی جملہ روایات (ص ۱۳۳)
- ۴۸- فاسق کی نسیبت کے جواز کی روایات (ص ۱۳۴)
- ۴۹- برغوث (چچڑ) کو گالی دینے کی روایات (ص ۱۳۷)
- ۵۰- نماز میں رفع یدین سے منع کی تمام روایات (ص ۱۳۹)
- ۵۱- قیامت کے روز والدہ کے نام سے آواز پڑنے کی روایات (ص ۱۳۹)
- ۵۲- صوفیوں کے حال پڑنے اور رقص کی روایات بے اصل ہیں۔ (ص ۱۳۹)



## ضعیف روایات پر عمل

موضوع روایت پر عمل تمام محدثین کے نزدیک حرام ہے البتہ ضعیف روایات پر عمل میں معمولی سا اختلاف ہے اکثر محدثین کا یہی خیال ہے کہ ضعیف روایات بھی قابل عمل نہیں ہیں البتہ بعض ائمہ نے صرف ترغیب و ترہیب اور فضائل اعمال میں عمل کو جائز قرار دیا ہے مگر یہ رائے درست نہیں ہے کیونکہ حدیث خواہ کسی بھی باب سے تعلق رکھتی ہو وہ دین ہے اس لئے کہ وہ فرمودہ رسول ہے اور وہ بھی ”وما یَنطِقُ عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی“ میں شامل ہے اور اس آیت کریمہ کی روشنی میں احکام و فضائل میں تفریق نہیں ہے بلکہ تمام کا ایک جیسا ہی درجہ ہے لہذا جتنا ثبوت احکام کے لئے درکار ہے اتنا ہی ثبوت فضائل کے لئے بھی چاہئے۔ محدثین کرام اور ائمہ عظام ہر قسم کی حدیث کو دین سمجھتے تھے جیسا کہ امام ابن سیرین فرماتے تھے:-

”ان هذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔“ (۷۱)

”اور امام انس بن سیرین فرماتے ہیں:-

”اتقوا یا معشر الشباب فانظروا عمن تاخذون هذه الاحادیث فانها دینکم“ (۷۲)

”اے نوجوانوں تم احتیاط کرو۔ اور جس سے یہ حدیثیں حاصل کرتے ہو اسے دیکھو (کہ یہ اس لائق بھی ہے یا کہ نہیں) کیونکہ یہ احادیث تمہارا دین ہیں۔“

امام مالک فرماتے ہیں:-

”حدیث کا علم دین ہے تم دیکھو دین کس سے حاصل کرتے ہو میں نے ستر ایسے لوگ پائے ہیں جو مسجد نبوی میں بیٹھ کر کہتے تھے مجھ سے فلاں نے روایت کی رسول اللہ نے فرمایا: مگر میں نے ان کی روایات قبول نہیں کیں۔“ (۷۳)

ان آثار سے ظاہر ہے کہ متقدمین محدثین ہر قسم کی روایات میں تحقیق کرتے تھے اور وہ صرف ثقہ راویوں کی روایات قبول کرتے تھے جیسا کہ امام سعید بن ابراہیم فرماتے ہیں:-

”لا یحدث عن رسول الله الا الثقات“ (۷۴)

”صرف ثقہ راویوں سے حدیث رسول لی جائے۔“



امام مسلم فرماتے ہیں:-

”محمد شین نے خود پر راویوں کے عیوب ظاہر کرنے کو لازم کر رکھا ہے اس لئے کہ اس میں بہت سا خطرہ ہے کیونکہ دین کے بارہ میں جو خبریں (حدیثیں) ہیں وہ حلال، حرام، امر، نہی اور ترغیب و ترہیب کو بیان کرتی ہیں ایسا راوی جو صدق و امانت کا خوگر نہیں اس کا لوگوں پر عیب ظاہر نہ کرنے والا شخص مسلمان عوام کو دھوکہ دیتا ہے۔“ (۷۵)

یہی وجہ ہے کہ ائمہ نفاذ بلا تفریق فضائل و دیگر معاملات میں ضعیف روایت کو قابل عمل نہیں سمجھتے تھے جن میں امام یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حزم اور ابوبکر العربی اور احمد شاکر مصری رحمہم اللہ اجمعین (۷۶) ہیں۔

ان ائمہ کا موقف ہی درست ہے کیونکہ روایت کے ضعیف ہونے سے اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف مشکوک ہو جاتی ہے اور اس کی قبولیت میں تردد پیدا ہو جاتا ہے اگر ضعیف روایت کو قابل عمل سمجھا جائے تو اس سے محدثین کرام کی اس بارہ میں شب و روز کی محنتیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں اور صحت حدیث کے درجات کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا۔

پھر بحمد اللہ صحیح احادیث مکمل دین ہیں جن پر عمل کرنے سے ضعیف روایت کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

موضوع روایات کے مالِ لہا و ما علیہا کی تفصیل کے بعد اب ہم اصل مقصد ضعیف اور موضوع روایات کی تفصیل ضروری اصطلاحات کی توضیح و تشریح بیان کرتے ہیں۔

وبالله التوفیق وعلیه توکلت وهو نعم المولی ونعم النصیر۔

کتبہ ابوالانس محمد یحییٰ گوندلوی

## اصطلاحات ضروریہ

ایسی اصطلاحات جو ”ضعیف اور موضوع روایات“ میں حکم لگانے کے ضمن میں آئی ہیں ان کی مختصر تشریح و توضیح پیش خدمت ہے تاکہ جس روایت پر جو حکم لگایا ہے اس کی کیفیت اور نوعیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

### ضعیف حدیث:

ضعیف حدیث وہ ہے جس کا راوی عادل اور ضابط اور متقن نہ ہو۔ بلکہ اس کے حافظہ میں کمی اور نقص ہو یا عقیدہ اور مروت کے لحاظ سے مجروح ہو۔ ضعف دو طرح سے ہوتا ہے:-

۱- راوی کی وجہ سے۔  
۲- سند کی وجہ سے۔

### راوی کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

- ۱- سوء حفظ: راوی کا حافظہ زیادہ قوی نہ ہو بلکہ خطا کر جاتا ہو۔ اگر حافظہ مستقل خراب ہو گیا ہو تو ایسے راوی کو غلط کہتے ہیں۔ اختلاط سے پہلے کی روایت قابل قبول ہے اور بعد والی مردود ہے۔
- ۲- کثرت غفلت: راوی حدیث کے بارہ میں اکثر غفلت کا شکار ہوا ہو۔
- ۳- فحش خطا: راوی روایت حدیث میں اکثر غلطی کرتا ہو۔
- ۴- جہالت: راوی کے نام کا علم نہ ہو یا نام کا تو علم ہو مگر حال معلوم نہ ہو۔
- ۵- فسق: راوی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو، بعض نے اس کے کبیرہ پر مصر ہونے کی شرط لگائی ہے۔
- ۶- وہم کی وجہ سے سند یا متن میں تبدیلی واقع ہو جائے۔
- ۷- کذب: راوی عمداً رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کر دے۔
- ۸- متہم بالکذب: جس کا حدیث کے بارہ میں جھوٹ ظاہر نہ ہو ہاں البتہ عام باتوں میں اس کا جھوٹ ثابت اور معلوم ہو۔

۹- بدعت: بدعتی راوی کی ایسی روایت مردود ہے جو اسکی بدعت سے موافقت کرتی ہو یا بدعتی بدعت مکرہ کا مرتکب ہو۔

۱۰- اضطراب ایک راوی یا متعدد ایک ہی روایت کو مختلف اسناد یا متن سے روایت کریں جس میں ترجیح یا تطبیق ممکن نہ ہو۔

### سند کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

- ۱- مرسل: تابعی صحابی کے واسطہ کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کرے۔
- ۲- معطل: سند سے کسی ایک جگہ سے مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔
- ۳- معلق: سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔
- ۴- منقطع: سند سے کسی بھی جگہ سے ایک راوی چھوٹ گیا ہو۔
- ۵- مدلس: راوی اپنے شیخ کے نام میں اختفاء کرے اور اس کا ذکر اس طریقہ سے کرے جس سے وہ لوگوں میں پہچانا نہ جائے یا لوگوں میں معروف نہ ہو یہ ایسی صورت میں ہوتا ہے جب راوی کا شیخ مجروح ہو۔ مدلس کی معنعن روایت ناقابل قبول ہے۔
- ۶- شاذ: ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی یا بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔
- ۷- منکر: ضعیف اور مجروح راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔
- ۸- موضوع: کذاب راوی نے اپنی بات یا کسی غیر کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو۔
- ۹- باطل: بے ثبوت روایت۔
- ۱۰- بے اصل: جس کی سند معلوم نہ ہو۔

## ۱- کتاب الایمان

(۱) الایمان بالنیة واللسان (عمر رضی اللہ عنہ)۔

ایمان کا تعلق نیت اور زبان کے ساتھ ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی نوح بن ابی مریم نے فضائل قرآن میں حدیث وضع کی ہے (حاکم) منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان الاعتدال ص ۲۷۹ ج ۴) حدیث وضع کرتا تھا (ابن مبارک ☆ تاریخ الصغیر ص ۱۸۹) کذاب تھا (ابوعلی نیشاپوری) موضوع روایات روایت کرتا تھا (نقاش ☆ تہذیب التہذیب ص ۳۸۸ ج ۱۰) مزید تفصیل داستان حنفیہ ص ۱۸۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) الیقین الایمان کله (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

یقین تمام کا تمام ایمان ہے۔ ☆

صفانی کہتے ہیں من گھڑت ہے (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۱ والموضوعات الکبیر ص ۱۳۶)، راوی محمد بن خالد مخزومی مجروح ہے (میزان الاعتدال ص ۵۳۳ ج ۳) اور اس روایت میں مقروہ ہے (تاریخ بغداد ص ۲۲۶ ج ۱۲)۔

(۳) الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان (علی رضی اللہ عنہ)۔

ایمان دل کی معرفت، زبان کا اقرار اور ارکان کے ساتھ عمل کا نام ہے۔ ☆

۱- رواہ عبد الخالق الشحامی فی الأربعین ضعیف الجامع الصغیر ج ۲۳۰۷، سلسلة الأحادیث

الضعیفة والموضوعة ص ۱۳۷ ج ۲، ودیلمی ص ۱۴۷ ج ۱ ح ۳۶۹۔

۲- شرح السنة ص ۳۹۶ ج ۱، العلل المتناهیة ص ۳۳۱ ج ۲۔

۳- ابن ماجہ مقدمة ح ۶۵، طبرانی اوسط ص ۱۴۷ ج ۷ ح ۶۲۵۰، دیلمی ص ۱۴۸ ج ۱، تاریخ بغداد

ص ۳۸۶ ج ۹ ص ۴۷ ج ۱۱، کتاب المجروحین ص ۱۰۶ ج ۲۔

نوٹ ۱: عربی متن کے ساتھ نام سے مراد وہ صحابی یا تابعی ہے جس سے یہ روایت مروی ہے۔

نوٹ ۲: جرح کے بعد بریکٹ ( ) جیسا کہ حدیث نمبر ۱ میں (حاکم) ہے سے مراد امام ناقد ہے جس کا جرح میں قول نقل کیا گیا

ہے اور ( ) میں کتاب کا نام جیسا کہ (میزان الاعتدال) ہے سے مراد وہ کتاب ہے جس سے ناقد محدث کا قول نقل کیا

گیا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں امام حاکم اور بخاری ہیں کہ ان کا قول میزان الاعتدال سے نقل کیا گیا ہے۔

من گھڑت ہے، راوی ابو صلت عبد السلام بن صالح وضع حدیث میں متہم ہے (دارقطنی ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۴ ج ۱)۔ رافضی خبیث ہے (عقیلی) متہم ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۱۶ ج ۲)۔ اس کا دوسرا راوی علی بن موسیٰ الرضا ہے جو اپنے باپ سے عجائبات روایت کرتا تھا۔

## ایمان میں کمی و بیشی

(۴) الایمان قول وعمل یزید وینقص ومن غیر هذا فهو مبتدع (أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

ایمان قول اور عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے اور جو اس میں تبدیلی کرے وہ بدعتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی احمد بن محمد بن حرب کذاب تھا حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب البحر وحین ص ۱۵۴ ج ۱) باطل روایتیں کرتا تھا (الکامل ص ۲۰۵ ج ۱) نیز اس کا استاد ابن حمید واہ کذاب ہے (ابوزرعہ ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۵ ج ۱)۔

(۵) الایمان قول وعمل یزید وینقص لا یکون قولاً بلا عمل ولا عملاً بلا قول وعلیکم بالسنة فالزموها (وائلة رضی اللہ عنہ)۔

ایمان قول اور عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے قول بغیر عمل کے نہیں اسی طرح عمل بغیر قول کے نہیں تم پر سنت لازم ہے کہ اسے لازم پکڑو۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی معروف بن عبد اللہ بن خیاط سخت منکر الحدیث ہے (الکامل ص ۲۳۸ ج ۲) نیز اس کی جملہ روایات پر متابعت نہیں اور مذکورہ روایت من گھڑت ہے (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۸ ج ۱)۔

(۶) الایمان قول والعمل شرائعہ لا یزید ولا ینقص (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۴- تاریخ بغداد ص ۴۱۹ ج ۵، دیلمی ص ۱۴۸ ج ۱ ح ۳۷۳، الکامل ص ۲۰۴ ج ۱، وکتاب الموضوعات

ص ۸۵ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۴۰ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۰ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۱۳۴ ج ۱۔

۵- الکامل ص ۲۳۲۷ ج ۶، کتاب الموضوعات ص ۸۵ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۴۰ ج ۱۔

۶- کتاب المجروحین ص ۱۴۲ ج ۱ ص ۴۵۰ ج ۳، لسان المیزان ص ۱۹۳ ج ۱، میزان الاعتدال

ص ۴۲۹ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۴۳ ج ۱۔

ایمان قول (زبان کا اقرار) ہے اور عمل اس کے شرائع ہیں نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی احمد بن عبد اللہ بن خالد جو بیاری دجال ہے (ابن حبان) کذاب ہے (نسائی  
 ودارقطنی وحاکم) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی) اس نے ایک ہزار سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں (بیہقی)  
 کذب میں ضرب المثل تھا (میزان ص ۱۰۶ تا ص ۱۰۸ ج ۱)۔

(۷) زیادة الایمان کفر و نقصانہ شرک (أبی هريرة رضي الله عنه)۔

ایمان میں زیادتی کفر ہے اور کمی شرک ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی ابو مطیع حکم بن عبد اللہ ثنی مرجمی کذاب تھا (ابو حاتم) مذکورہ حدیث اسی کی  
 گھڑی ہوئی ہے (ابن جوزی) نیز اس سند میں ابو الھزوم راوی بھی کذاب ہے (کتاب الموضوعات  
 ابن جوزی ص ۸۶ ج ۱)۔

(۸) الایمان مثبت فی القلوب کالجبال الرواسی زیادته ونقصانه کفر  
 (أبی هريرة رضي الله عنه)۔

ایمان دلوں میں پہاڑوں کی طرح مضبوط ہے اس میں زیادتی اور کمی کفر ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، اولاً ابو الھزوم راوی کذاب ہے۔ ثانیاً ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بھی  
 کذاب ہے ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۶ ج ۱)۔

(۹) «الایمان لا یزید ولا ینقص» (ابن عمر رضي الله عنهما)۔

ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی احمد جو بیاری کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

۷- کتاب المجروحین ص ۲۵۰ ج ۱ و ص ۱۰۳ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۸۵ ج ۱، اللالی ص ۴۱ ج ۱،

میزان الاعتدال ص ۵۷۴ ج ۱، لسان المیزان ص ۳۳۴ ج ۱۔

۸- میزان الاعتدال ص ۴۲ ج ۳، کتاب المجروحین ص ۱۰۳ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۸۶ ج ۱،

اللالی المصنوعة ص ۴۱ ج ۱، لسان المیزان ص ۳۳۲ ج ۴۔

۹- کتاب الموضوعات ص ۸۶ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۲۱ ج ۴، اللالی ص ۴۲ ج ۱۔

(۱۰) الایمان لا یزید ولا ینقص (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔ ☆

من گھڑت ہے، ایک تو احمد جو بیباری کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶) اور دوسرا راوی مامون بن احمد سلمی دجال ہے (ابن حبان) اس نے ایک لاکھ حدیثیں گھڑی ہیں (کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱)۔

(۱۱) جس کا یہ گمان ہے کہ ”ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے ایمان میں زیادتی نفاق ہے اور کمی کفر ہے پس اگر ایسے لوگ تو بہ کر لیں تو ٹھیک ورنہ انکی گردن اڑا دی جائے یہ اللہ کے دشمن، دین سے خارج اور کفر کو قبول کرنے والے ہیں اللہ کے معاملہ میں جھگڑا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے زمین کو پاک کرے ان کی نہ کوئی نماز، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج اور نہ دیں۔ یہ رسول ﷺ سے بری ہیں اور رسول ﷺ ان سے بری ہیں۔“ (عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن قاسم طالقانی مرثیٰ کا سرغنہ تھا جو اپنے مذہب کی خاطر روایتیں وضع کرتا تھا (ابو حاتم) اور ایسی خبریں لاتا تھا جن کے باطل ہونے کی گواہی مخلوق دیتی ہے۔ (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱)۔

نوٹ: ایمان میں کمی اور زیادتی کے نہ ہونے پر مرجح نے مذکورہ روایات کے علاوہ اور بھی متعدد روایات وضع کی ہیں مقصد صرف اپنے مذہب (کہ ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں) کو تقویت پہنچانا ہے اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کی متعدد آیات ایمان کے بڑھنے اور بہت سی صحیح احادیث ایمان کے بڑھنے اور کم ہونے پر نص قطعی ہیں تفصیل کے لئے ”عقیدہ اہل حدیث“ ص ۷۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲) ان امتی علی الخیر ما لم یتحولوا عن القبلة ولم یستثنوا فی ایمانہم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۱۰۔ کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱۔

۱۱۔ کتاب المجروحین ص ۳۱۱ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۴۳ ج ۱،

۱۲۔ کتاب الموضوعات ص ۸۸ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۴۵۳، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۰ ج ۱،

اللالی ص ۴۴ ج ۱۔

اس وقت تک میری امت بھلائی پر ہوگی جب تک قبلہ نہ بدلیں اور ایمان میں استثناء (ان شاء اللہ میں ایمان دار ہوں) نہ کریں۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کو مرجحہ نے گھڑا ہے اس میں بعض ضعیف اور اکثر مجہول راوی ہیں (کتاب الموضوعات ص ۸۹ ج ۱) اس کی سند میں ایک راوی جعفر بن ہارون موضوع روایات لاتا تھا (ذہبی ☆ میزان ص ۴۲۰ ج ۱) مذکورہ روایت کی طرف ذہبی نے من گھڑت ہونے کا اشارہ کیا ہے (الفوائد المجموعہ ص ۳۵۳)۔

(۱۳) من قال انا مؤمن ان شاء الله فليس له في الاسلام نصيب (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو کہے کہ میں ان شاء اللہ ایماندار ہوں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، محمد بن تیم سعدی روایتیں وضع کرتا تھا (کتاب المعجزین ص ۳۰۶ ج ۲)۔

(۱۴) من شك في ايمانه فقد حبط عمله وهو في الآخرة من الخسرين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے اپنے ایمان میں شک کیا اس کے عمل برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی غنیم بن یغتم بن سالم مشہور کذاب ہے جو روایتیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۳۳۷ ج ۳) یہ روایت اسی کی گھڑی ہوئی ہے اس کا شاگرد عثمان بن عبد اللہ اموی بھی متہم بالوضع ہے۔ (میزان ص ۴۱ ج ۳)۔

(۱۵) آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جب ان سے ایمان کے بارہ میں پوچھا جائے گا تو وہ کہیں گے ہم ان شاء اللہ ایماندار ہیں (ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہوگا)۔

۱۳- کتاب الموضوعات ص ۸۹ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۴۴ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۰ ج ۱۔

۱۴- کتاب الموضوعات ص ۸۹ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۰ ج ۱، الفوائد المجموعہ ص ۴۵۳، اللالی ص ۴۴ ج ۱۔

۱۵- اللالی المصنوعة ص ۴۴ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۰ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۸۸ ج ۱، الفوائد المجموعہ ص ۴۵۲۔



من گھڑت ہے، راوی مامون سلمیٰ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۰) نیز اس کی سند میں راوی عبد اللہ بن مالک بن سلیمان عن ابیہ ہے دونوں باپ بیٹا مرجئیوں میں سے تھے (ابن عدی) مالک ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں۔ (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۸۸)۔

(۱۶) ان من تمام ایمان العبد الاستثناء ان یشثنیٰ فیہ (أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

بندے کا کامل ایمان یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان میں ان شاء اللہ کہے۔ ☆

باطل ہے، راوی معمارک بن عباد منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف ہے اور اس کا استاذ عبد اللہ بن سعید مقبری بہت کمزور ہے اور یہ روایت باطل ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۱۳۲ ج ۴)۔

(۱۷) من لم یميز ثلاثة فليس له في الجماعة نصيب ومن لم يميز العمل من الايمان والرزق من العمل والموت من المرض (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو تین چیزوں کو تین چیزوں سے الگ نہ کرے اس کا جماعت میں کوئی حصہ نہیں ہے عمل کو ایمان سے، رزق کو عمل سے اور موت کو مرض سے۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کی سند میں تین راوی سلمہ بن سلام بن بکر بن حمیس اور ابان متروک ہیں، اور تیسرا راوی احمد جو بیاری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۸۸)۔

(۱۸) كما لا ينفع من الشرك شيء وكذا لا يضر مع الايمان شيء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل فائدہ مند نہیں اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی شے نقصان دہ نہیں۔ ☆

۱۶- میزان ص ۱۳۴ ج ۴، اللالی المصنوعة ص ۴۵ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۴۵۲ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۲ ج ۱۔

۱۷- کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۴۹ ج ۱ ح ۵۰۔

۱۸- تاریخ بغداد ص ۱۳۴ ج ۷، تنزیہ الشریعة ص ۱۵۲ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۹۰ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۴۵۴، الكامل ص ۶۵۰ ج ۲، اللالی المصنوعة ص ۴۶ ج ۱، کنز العمال ص ۶۸ ج ۱، میزان ص ۱۸۱ ج ۴۔

مکر ہے، راوی منذر بن زیادہ طائی متروک ہے (دارقطنی) مکر ہے (ابن عدی) کذاب ہے (فلاس) ☆  
میزان ص ۱۸۱ ج ۴)۔

(۱۹) من اسلم علی یدیه رجل وجبت له الجنة (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)۔

جس کسی کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ ☆

سخت مکر ہے، محمد بن معاویہ نیشاپوری راوی متروک ہے (مسلم، نسائی) کذاب ہے (ابن معین و دارقطنی)  
اور یہ روایت سخت مکر ہے (میزان ص ۴۵ ج ۴) اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (ابن معین و خطیب) من  
گھڑت ہے (امام احمد ☆ الفوائد ص ۴۵۵) اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (محمد بن معاویہ کی سعید بن کثیر  
نے متابعت کی ہے مگر سعید کا شاگرد عبد السلام بن محمد اموی مکر الحدیث ہے خطیب فرماتے ہیں صاحب  
المناکیر ہے (لسان المیزان ص ۷۷ ج ۴)۔

## وطن سے محبت

(۲۰) حب الوطن من الایمان۔ ☆

وطن کی محبت ایمان ہے۔ ☆

یہ حدیث نبوی نہیں، سخاوی فرماتے ہیں میں نے اس پر اطلاع نہیں پائی (المقاصد الحسنہ ص ۱۸۳)  
صفوی کہتے ہیں ثابت نہیں (الموضوعات الکبیر ص ۱۶)۔



۱۹۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۵ ج ۱۹، طبرانی اوسط ص ۳۳۱ ج ۴، کتاب الموضوعات

ص ۹۱ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۲۷۱ ج ۳، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۲۶۷ ج ۱ ح ۴۳۹۔

۲۰۔ ضعیفہ ص ۵۵ ج ۱، المقاصد الحسنہ ص ۱۸۳، الموضوعات الکبیر ص ۲۱۶۔

## ۲- کتاب التوحید

(۲۱) ان الله خلق خيلا واجراها فعرقت وخلق نفسه من ذلك العرق (أبي هريرة رضي الله عنه)۔

اللہ تعالیٰ نے گھوڑا پیدا کیا اور اسے دوڑایا جس سے اسے پسینہ آ گیا اور اس سے اپنے نفس کو پیدا کیا۔ ☆  
من گھڑت ہے، محمد بن شجاع راوی کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۶۴ ج ۱)۔

(۲۲) كنت كنزا مخفيا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا وعرفتهم بي وعرفوني۔ ☆

میں پوشیدہ خزانہ تھا پہچانا نہیں جاتا تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا میں نے ان کو اپنی وجہ سے جانا اور انہوں نے مجھے پہچانا۔ ☆  
جھوٹ ہے، جس کی کوئی سند موجود نہیں، کسی ملحد صوفی کا مقولہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۳) من عرف نفسه عرف ربه۔ (يحيى بن معاذ)

جس نے خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ ☆

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے (المقاصد الحسنہ ص ۴۱۹) جسے جاہل صوفیوں نے حدیث بنا ڈالا۔

(۲۴) لما اسرى بي الى السماء فرأيت ربي بيني وبينه حجاب بارز فرأيت كل شيء منه حتى رأيت تاجا (أنس رضي الله عنه)۔

مجھے جب آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو دیکھا میرے اور اس کے درمیان ظاہری پردہ تھا

۲۱۔ الأسماء والصفات ص ۱۱۱ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۶۴ ج ۱، تنزيه الشريعة ص ۱۳۴ ج ۱، الكامل ص ۲۲۹۲ ج ۶، لسان ص ۲۳۹ ج ۲۔

۲۲۔ تذكرة الموضوعات ص ۱۱، الدرر المنتشرة ص ۱۲۵، مجموع الفتاوى ص ۱۲۲ و ص ۳۷۶ ج ۱۸۔

۲۳۔ مقاصد الحسنه ص ۴۱۹، الدرر المنتشرة ص ۱۵۲، كشف الخفاء ص ۲۶۲ ج ۲، الحاوي للفتاوى ص ۲۳۸ ج ۲۔

۲۴۔ میزان ص ۳۶۷ ج ۳، الفوائد المجموعة ص ۴۴۱، کتاب الموضوعات ص ۷۲ ج ۱، لسان ص ۴۵۶ ج ۴، تاریخ ص ۱۳۵ ج ۱۰، اللالی المصنوعة ص ۲۰ ج ۱۔

میں نے رب کی ہر چیز دیکھ لی حتیٰ کہ موتیوں سے جڑا ہوا تاج بھی دیکھا۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن یسع ثقہ نہیں اور اس کا استاذ قاسم ملطی کذاب ہے  
(الآلی المصنوعہ ص ۱۴ ج ۱)۔

(۲۵) رأیت ربی فی المنام فی احسن صورة شابا موقرا رجلاه فی خضرة علیہ  
نعلان من ذهب علی وجهه فراش من ذهب (أم طفیل رضی اللہ عنہا)۔  
میں نے بحالت خواب اپنے رب کو ایک خوبصورت اور معزز نوجوان کے روپ میں دیکھا اس کے پاؤں  
ایک سبزہ میں تھے اور سونے کا جوتا پہنا ہوا تھا اور چہرے پر سونے کا ہی پردہ تھا۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی مردان بن عثمان یہ کون ہے جس کی روایت کی اللہ تعالیٰ کے بارہ میں تصدیق کی  
جائے۔ (نسائی ☆ میزان ص ۲۷۹ ج ۴)۔

(۲۶) رأیت ربی جعداً امرد علیہ حلة خضراء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
میں نے اپنے رب کو گھنگریلے بالوں والا بغیر داڑھی کے دیکھا اس پر سبز حلہ تھا۔ ☆  
(۲۷) ان محمدا رأی ربہ فی صورة شاب امرد دونہ ستر من لؤلؤء قدمیہ فی  
خضرة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

محمد ﷺ نے اپنے رب کو نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کے درمیان موتیوں کا پردہ حائل تھا اور اس  
کے قدم سبزہ میں تھے۔ ☆  
یہ دونوں روایتیں حماد بن سلمہ کی ان روایات میں سے ہیں جن کا محدثین نے انکار کیا ہے۔ (میزان  
ص ۵۹۴ ج ۱)۔

- ۲۵۔ تاریخ بغداد ص ۳۱۱ ج ۱۳، تنزیہ الشریعة ص ۱۴۵ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۴۴۸، اللالی  
المصنوعة ص ۳۳ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۸۱ ج ۱۔  
۲۶۔ اللالی ص ۳۴، کامل ابن عدی ص ۶۷۷ ج ۲، علل المتناہیة ص ۲۲ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات  
ص ۱۲، تاریخ بغداد ص ۲۱۴ ج ۱۱۔  
۲۷۔ الکامل ص ۲۷۷ ج ۲، میزان الاعتدال ص ۵۹۴ ج ۱۔

(۲۸) رأیت ربی بمنی علی جمل علیہ جبة (أبی رزین رضی اللہ عنہ)۔

میں نے اپنے رب کو منی میں دیکھا جس پر جبہ تھا۔ ☆

(۲۹) رأیت ربی بعز مات علی جمل أحمر علیہ أزار (أبو رزین رضی اللہ عنہ)

میں نے رب کو عرفہ میں سرخ اونٹ پر دیکھا جس کے اوپر چادر تھی۔ ☆

یہ دونوں روایتیں من گھڑت ہیں، ان دونوں روایتوں کا راوی حسن بن علی بن ابراہیم اخوی حدیث اور قرأت میں کذاب تھا (خطیب بغدادی) اس روایت میں جو متھم ہے یہ تمام لوگوں سے جھوٹا ہے جو قرأت کے بارہ میں روایات کا دعویٰ کرتا ہے۔ (ابن عساکر ☆ میزان ص ۵۱۳ ج ۱)۔

(۳۰) بین الله و بین الخلق سبعون الف حجاب (سہل بن سعد)۔

اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں (اور مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ ان کے درمیان چار پردے ہیں آگ کا پردہ، تاریکی کا پردہ، بادلوں کا پردہ اور پانی کا پردہ)۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی حبیب بن ابی حبیب ثقہ نہیں کذاب تھا (احمد)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی)، اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص ۷۳ ج ۱)۔

(۳۱) دون الله تعالى سبعون الف حجاب من نور وظلمة ومن ماء لا تسمع

نفس شیئاً من حسن تلك الحجب الا زهقت نفسها (سہل رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے دروازے ستر ہزار نور اور تاریکی اور پانی کے پردے ہیں کوئی نفس بھی ان پردوں کی خوبصورتی

۲۸۔ میزان ص ۵۱۳ ج ۱ ولسان ص ۲۳۸ ج ۲۔

۲۹۔ میزان الاعتدال ص ۵۱۲ ج ۱، لسان ص ۲۳۸ ج ۲۔

۳۰۔ کتاب الموضوعات ص ۷۳ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱۴۲ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۴۴۲، اللالی ص ۲۱ ج ۱۔

۳۱۔ مجمع الزوائد ص ۷۹ ج ۱، عقیلی ص ۱۵۲ ج ۳، تنزیہ الشریعة ص ۱۴۲ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۷۳ ج ۱، أبو یعلیٰ ح ۷۴۸۷ ص ۴۹۴ ج ۶، طبرانی کبیر ص ۱۴۸ ج ۶ ح ۵۸۰۲۔

نہیں سنتا مگر اس کی جان نکل جاتی ہے۔ ☆ بے اصل ہے، راوی موسیٰ بن عبیدہ کی روایت لینا حلال نہیں (احمد) کوئی شیئی نہیں (ابن معین) اس کا استاذ عمرو بن حکم بن ثوبان ذاہب الحدیث ہے۔ (کتاب الموضوعات ص ۳۷ ج ۱)۔

(۳۲) قال لجبریل هل ترى ربك قال ان بيني وبينه سبعين حجابا من نار أو نور لو رأيت ادناها لاحترقت (أنس رضي الله عنه)۔

جبریل سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا میرے اور اللہ کے درمیان آگ یا نور کے ستر پروے ہیں اگر میں ان میں سے کسی ہلکے پردہ کو بھی دیکھ لوں تو جل جاؤں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی ابو مسلم قائد اعمش کی حدیث میں نظر ہے (بخاری) خطا کرتا ہے (ابن حبان) اس کے پاس من گھڑت حدیثیں ہیں (ابوداؤد ☆ میزان ص ۳۹ ج ۳)۔

نوٹ: حجاب الہی کے بارہ میں اور بھی چند روایات ہیں جن میں اکثر من گھڑت اور باقی ضعیف ہیں (گوند لوی)۔

(۳۳) جناب علی سے پوچھا گیا کیا تم نے اللہ کو محمد ﷺ کے واسطے سے پہچانا ہے یا اللہ کے واسطے سے محمد ﷺ کو۔ فرمایا: میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی طرف محتاج نہیں ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نفس سے پہچانا ہے جیسے اس نے بلا کیف چاہا (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، اس کا راوی محمد بن سعید ہروی اس روایت کے وضع میں متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص ۳۵۵)۔

(۳۴) ما وسعني سمائي ولا ارضي ولكن وسعني قلب عبد المومن۔ ☆

میری وسعت آسمان اور زمین سے زیادہ ہے مگر میں بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ ☆

۳۲۔ طبرانی الأوسط ص ۱۰۱ ج ۱، ح ۶۲، والالی المصنوعة ص ۲۲ ج ۱، ومجمع ص ۷۹ ج ۱۔

۳۳۔ الفوائد المجموعہ ص ۴۵۵۔

۳۴۔ مجموع الفتاوی ص ۱۲۲ ج ۱۸، كشف الخفاء ص ۱۹۵ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۳۰۔

بالکل بے اصل ہے (کشف الخفاء ص ۱۹۵ ج ۲)۔

(۳۵) ان السموات والأرض ضعفن عن ان یسعی ووسعنی قلب عبد المومن (وہب بن منبہ)۔

تمام آسمان اور زمین میری وسعت سے عاجز ہیں مگر بندہ مومن کا دل وسیع ہے۔ ☆  
باطل ہے جس کو بعض محدثوں نے وضع کیا ہے اور علی بن وئی نے (اپنے صوفیانہ) مقاصد کی خاطر عام لوگوں کے سامنے روایت کیا ہے یہ وجد اور رقص کے وقت کہتا تھا اپنے رب کے گھر کا طواف کرو (کشف الخفاء ص ۱۹۶ ج ۲)۔ رب کے گھر سے مراد دل لیتا تھا۔

(۳۶) القلب بیت الرب۔ ☆

دل رب کا گھر ہے۔ ☆ حدیث نہیں کسی محدث کا قول ہے۔

(۳۷) آنية ربکم قلوب عباده الصالحین (أبی عتبہ)۔

تمہارے رب کے برتن نیک بندوں کے دل ہیں۔ ☆

ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس روایت کا مدار بقیہ بن ولید پر ہے جو قابل حجت نہیں اسرائیلی روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی معروف سند نہیں (کشف الخفاء ص ۱۹۵ ج ۲)۔

(۳۸) تفکروا فی کل شیء ولا تفکروا فی ذات اللہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم ہر چیز میں تفکر کرو مگر اللہ کی ذات میں نہیں۔

ضعیف ہے، عاصم اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں، عطاء غلط ہے۔

(۳۹) تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق فانکم لا تدرون قدرہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۳۵۔ کشف الخفاء ص ۱۹۵ ج ۲۔

۳۶۔ تنزیہ الشریعة ص ۱۴۸ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۸۰۔

۳۷۔ کشف الخفاء ص ۱۹۵ ج ۲۔

۳۸۔ الاسماء والصفات ص ۶۲، کشف الخفاء ص ۳۱۱ ج ۱۔

۳۹۔ احیاء العلوم ص ۴۴ ج ۶، کنز العمال ص ۱۰۶ ج ۳، در المنثور ص ۱۱۰ ج ۲، ص ۱۳۰ ج ۶، المغنی

عن حمل الأسفار ص ۱۹۲ ج ۲، تفسیر قرطبی آل عمران ص ۱۹۱، ص ۲۹۴ ج ۴۔

- تم مخلوق کے بارہ میں فکر کرو اور خالق کے بارہ میں نہیں کیونکہ تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ☆
- ضعیف ہے، راوی وازع بن نافع متروک ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۱۹۲ ج ۲ دیکھئے نمبر ۳۲)۔
- (۴۰) تفکروا فی خلق الله ولا تفکروا فی الله۔ (عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ)
- تم ہر چیز کے بارہ میں غور و فکر کرو مگر اللہ کے بارہ میں نہیں۔ ☆ ضعیف، ان تینوں روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے اور ان پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔
- (۴۱) تفکروا فی خلق الله ولا تفکروا فی الله فتهلکوا (أبی ذر رضی اللہ عنہ)۔
- تم اللہ کی مخلوق کے بارہ میں غور و فکر کرو اور اللہ کے بارہ میں نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ ☆ اس کو بھی سیوطی نے ضعیف کہا ہے۔
- (۴۲) تفکروا فی الاء الله ولا تفکروا فی الله (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
- اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرو اور اللہ کے بارہ میں نہ کرو۔ ☆
- سخت ضعیف ہے، راوی وازع بن نافع متروک ہے (نسائی)۔ ثقہ نہیں (ابن معین واحد)۔ منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان الاعتدال ص ۳۲۷ ج ۳)۔
- (۴۳) کنا نعد الریا علی عهد رسول الله الشریک الا صغر (شداد بن اوس)۔
- ہم ریا کاری کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھوٹا شرک کہتے تھے۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، صحیح الفاظ میں (ان أخوف ما أخاف - مسند احمد ص ۲۲۸ ج ۵ و شرح السنہ)
- ضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص ۲۷۵ ج ۲ طبقات المدلسین ص ۳۲)۔
- (۴۴) نصره الله للعبد خیر من نصرته لنفسه۔

- ۴۰۔ احیاء العلوم ص ۴۴ ج ۶، کشف الخفاء ص ۳۱۱ ج ۱، کنز العمال ص ۱۰۶ ج ۳۔
- ۴۱۔ ابو الشیخ فی العظمة جامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۲۶۲ ج ۱۔
- ۴۲۔ شعب الایمان ج ۱۲۰ ص ۱۳۶ ج ۱، کشف الخفاء ص ۳۱۱ ج ۱، الکامل ص ۳۵۵ ج ۷، در المنثور ص ۱۱۰ ج ۲، طبرانی اوسط ص ۱۷۱ ج ۷، کتاب المجروحین ص ۸۳ ج ۳۔
- ۴۳۔ طبرانی کبیر ص ۷۱۶ ج ۷، ۷۱۶ ج ۷۔
- ۴۴۔ کشف الخفاء ص ۳۱۶ ج ۲، المقاصد الحسنة ص ۴۴۶، موضوعات کبیر ص ۱۳۲۔



اللہ کی مدد اپنے بندے کے لئے بہتر ہے اپنے نفس کی مدد سے۔

حدیث نہیں ہے بلکہ کسی نامعلوم کا قول ہے۔

(۴۵) لیس علی اهل لا اله الا الله وحشة في قبورهم ولا في تشورهم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

توحید والوں پر قبر اور حشر میں وحشت نہیں ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی بہلول بن عبید کندی ضعیف الحدیث ذاہب ہے (ابو حاتم) کوئی شے نہیں (ابوزرہ)

حدیث چور تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۵۵ ج ۱) اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی عبد الرحمن

بن زید بن اسلم مجروح ہے۔ (دیکھیے نمبر ۶۸)۔

(۴۶) من قال لا اله الا الله قبل كل شيء ولا اله الا الله بعد كل شيء عوفي من

الهم والحزن (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد لا اله الا الله کہا تو وہ غم اور پریشانی سے محفوظ ہو گیا۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عباس بن یکاری ضعیف کذاب ہے (دارقطنی ص ۳۸۲ ج ۲) یہ حدیث اس کی گھڑی

ہوئی ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص ۶۶ ج ۳)۔

(۴۷) من خاف الله خوف الله منه كل شيء ومن لم يخف خوفه الله من كل

شيء (واٹلہ رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ سے ڈرے اللہ ہر چیز کو اس سے ڈراتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ ☆

۴۵۔ شعب الایمان ص ۱۱۱ ج ۱، ح ۱۰۰، تاریخ بغداد ص ۲۶۶ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۲۱۶ ج ۱۰

ح ۹۷۴، میزان الاعتدال ص ۳۵۵ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۸۲ ج ۱۰، ص ۳۳۳ ج ۱۰، تاریخ

جرجان ح ۱۲۴، الکامل ص ۱۵۸۲ ج ۴، کشف الخفاء ص ۱۷۰ ج ۲، احیاء العلوم ص ۳۹۴ ج ۱،

المغنی عن حمل الاسفار ح ۹۳۹۔

۴۶۔ الترغیب والترہیب ص ۶۱۷ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۳۷ ج ۱۰، طبرانی ص ۲۹۰ ج ۱۰، ضعیفہ

ص ۴۲۷ ج ۱، کنز العمال ص ۱۲۳ ج ۲، مسند فردوس دیلمی ص ۴۶ ج ۴، ص ۵۵۱۳۔

۴۷۔ المغنی عن حمل الاسفار ص ۴۵۵ ج ۱، ضعیفہ ص ۴۹۵ ج ۱، الترغیب والترہیب ص ۲۶۷ ج ۴،

الفوائد المجموعہ ص ۲۸۶، کشف الخفاء ص ۲۴۹ ج ۲۔

منکر ہے، اس سند کے راوی سوائے سلیمان بن عمرو کے باقی تمام نامعلوم ہیں منذری کہتے ہیں اس کا مرفوع ہونا منکر ہے۔

(۴۸) حضرت ابو ہریرہ سے یہی روایت عقلی نے ضعفاء میں روایت کی ہے اور یہ دونوں روایتیں منکر ہیں (سلسلہ احادیث ضعیفہ ص ۳۹۵ ج ۱)۔

(۴۹) الخلق کلہم عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ انفعہم لعیالہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔  
تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اللہ کے نزدیک اچھے لوگ وہ ہیں جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ☆  
سخت ضعیف ہے، راوی ابو ہارون عمیر قرشی متروک ہے (مجمع ص ۱۹۱ ج ۸)۔

(۵۰) الخلق عیال اللہ فاحبہم الی اللہ انعمہم لعیالہ (أنس رضی اللہ عنہ)۔  
مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اللہ کے نزدیک اچھے لوگ وہ ہیں جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ☆  
راوی یوسف بن عطیہ صفار متروک ہے۔ (مجمع ص ۱۹۱ ج ۸)۔

یہ روایت متعدد طریق سے مروی ہے مگر تمام ضعیف ہیں بعض میں الفاظ ”الخلق کلہم عیال اللہ“ ہیں اور بعض میں ”تحت کنفہ“ کے ہیں (ابن حجر کی ☆ کشف الخفاء ص ۳۸۱ ج ۱)۔  
(۵۱) لو لا النساء لعبد اللہ حقاً (عمر رضی اللہ عنہ)۔

اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی کما حقہ عبادت کی جاتی۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی عبد الرحیم بن زید غی کذاب ہے۔ (میزان ص ۲۰۵ ج ۲) اور اس کا باپ اور استاد زید غی ضعیف ہے۔ (میزان ص ۱۰۲ ج ۲)۔

- ۴۸۔ ضعیفہ ص ۴۹۰ ج ۱۔  
۴۹۔ طبرانی الأوسط ص ۲۵۲ ج ۶ ح ۵۵۳۷، طبرانی کبیر ص ۸۶ ج ۱۰ ح ۱۰۰۳۳، تاریخ بغداد ص ۳۳۴ ج ۶، مجمع الزوائد ص ۱۹۱ ج ۸، کشف الخفاء ص ۳۸۱ ج ۱۔  
۵۰۔ مجمع ص ۱۹۱ ج ۸۔  
۵۱۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶۲ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۱۱۹، تنزیہ الشریعہ ص ۲۰۴ ج ۲، اللالیء المصنوعہ ص ۱۳۴ ج ۲، ضعیفہ ص ۷۴ ج ۱، کنز العمال ص ۲۸۶ ج ۱۶، کشف الخفاء ص ۱۶۵ ج ۲، الکامل ص ۱۹۲ ج ۵۔

(۵۲) لو لا المرأة لدخل الرجل الجنة (أنس رضی اللہ عنہ)

اگر عورت نہ ہوتی تو مرد جنت میں داخل ہوتے۔

من گھڑت ہے، راوی بشر بن حسین عن زبیر بن عدی متروک ہے (دارقطنی) اس میں نظر (قابل قبول نہیں) ہے (بخاری) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں پس (ابن عدی) یہ زبیر پر جھوٹ بولتا تھا (ابو حاتم) اس نے زبیر کے نام پر ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ سو روایات ہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۰۷ ج ۱)۔

(۵۳) علیکم بدین العجائز۔

تم پر بوڑھی عورتوں کا دین لازم ہے۔ ☆ کسی لمحہ کا قول ہے۔

(۵۴) اذا كان في آخر الزمان واختلف الاهواء فعليكم بدین اهل البادية والنساء (ابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

آخر زمانہ میں جب ابواء میں اختلاف پیدا ہوگا تو تم پر بدویوں اور عورتوں کا دین لازم ہے۔ ☆ من گھڑت ہے، راوی محمد بن حارث حارثی کوئی شی نہیں محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے اور مذکورہ روایت اس کے عجائب میں سے ہے (میزان ص ۵۰۴ ج ۳) مگر اس روایت کو محمد بن عبد الرحمن بیلمانی نے وضع کیا ہے بخاری اور ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں اس نے اپنے باپ سے دو سو روایات کے قریب ایک نسخہ روایت کیا ہے جو پورا ہی من گھڑت ہے (میزان ص ۶۱۷ ج ۳) مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

۵۲۔ اللالی المصنوعة ص ۱۳۴ ج ۲، تذکرة الموضوعات ص ۱۲۹، کنز العمال ص ۲۸۵ ج ۱۶ ح ۴۴۹۷۔

۵۳۔ احياء العلوم ص ۲۰۸ ج ۳، ضعيفة ص ۶۹ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۵۰۰، تذکرة الموضوعات ص ۱۶، كشف الخفاء ص ۷۰ ج ۱، المقاصد ص ۲۹۰، المغنی عن حمل الاسفار ص ۷۴۵ ج ۲۔

۵۴۔ کتاب المجروحین ص ۲۶۴ ج ۲، مغنی عن حمل الاسفار ص ۷۴۵ ج ۲، الکامل ص ۲۱۸۵ ج ۶ مختصراً، اللالی المصنوعة ص ۲۳۲ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۲۰۰ ج ۱۔

## نداء و پکار

(۵۵) جنگ یمامہ میں صحابہ کرام کا شعار یا محمد اہ تھا۔

من گھڑت ہے، یہ روایت طبری نے اپنی تاریخ میں اور اس کے طریق سے ابن کثیر نے البدایہ میں اور ابن اثیر نے الکامل میں نقل کی ہے اس کا ایک راوی شعیب بن ابراہیم مجہول ہے (میزان ص ۲۷۵ ج ۲) اور اس کا استاد سیف بن عمر تمیمی برجمی ضعیف ہے ابن معین کہتے ہیں اس سے تو ایک پیسہ بہتر ہے ابو داؤد کہتے ہیں کہ کوئی شئی نہیں ابو حاتم کہتے ہیں متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات منکر ہیں ابن نمیر کہتے ہیں حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۵۵ ج ۲) اس کے استاد ضحاک بن یزید کی روایت درست نہیں (میزان ص ۳۲۷ ج ۲) وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ بنی سہیم کے ایک آدمی سے روایت کرتا ہے اور یہ مجہول ہے۔

(۵۶) ابن عباس کے پاس ایک آدمی کا پاؤں سن ہو گیا، ابن عباس نے کہا جو تیری طرف سب سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کر تو وہ کہنے لگا محمد ﷺ (ابن عباس رضی اللہ عنہما)۔

باطل ہے، راوی غیاث بن ابراہیم غمی کی روایت ترک کر دی گئی تھی (احمد) ثقہ نہیں (ابن معین) محدثین نے ترک کر دیا تھا (بخاری) بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ حدیثیں وضع کرتا تھا (جوز جانی ☆ میزان ص ۳۳۷ ج ۳)۔

(۵۷) ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے کہا اس کو یاد کر جو تیری طرف سب سے زیادہ محبوب ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمد (ابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

ضعیف ہے، راوی ابو اسحاق سہمی مدلس اور مختلط تھے (نہایہ الاغیاب ص ۲۷۶ و طبقات المدلسین ص ۱۰۶) مذکورہ روایت تین طرق سے مروی ہے مگر تمام طرق کا مدار ابو اسحاق پر ہے جو مختلط تھے اور اس روایت میں وہ مضطرب بھی ہیں کبھی انہوں نے اس روایت کو ہشیم بن حنشل سے روایت کیا ہے اور کبھی عبد الرحمن

۵۵۔ تاریخ طبری ص ۵۱۳ ج ۲، اسی کے حوالہ سے الکامل لابن اثیر اور البدایہ میں ہے۔

۵۶۔ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنن ص ۱۴۱ ح ۱۶۹۔

۵۷۔ الأدب المفرد ص ۲۵۰ ح ۹۶۴، عمل الیوم واللیلۃ ص ۱۴۱ ح ۱۶۸ و ص ۱۷۰۔

بن سعد سے اور کبھی ابوسعید سے یہی اضطراب اس کے ضعیف ہونے کی مؤثر علت ہے۔  
نوٹ: یہ روایت الادب المفرد بخاری کی ہے مگر الادب المفرد کے صحیح نسخوں میں لفظ ”محمد“ ہے ”یا محمد“ نہیں۔  
(۵۸) قول عمر یا ساریۃ الجبل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑو۔ ☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عجلان کو احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور دیگر محدثین کہتے ہیں سبی الحفظ ہے (الکاشف ص ۶۹ ج ۳) اور طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۰۶) اس نے مذکورہ حدیث نافع سے روایت کی ہے اور جب نافع سے روایت کرے تو مضطرب ہوتا ہے (تہذیب ص ۳۳۳ ج ۹) اس روایت میں تدلیس کے علاوہ اضطراب بھی ہے کیونکہ ابن عجلان اس حدیث کو کبھی نافع سے روایت کرتا ہے اور کبھی ایاس بن معاویہ سے (دلائل النبوة ص ۷۰ ج ۳)۔

اسی روایت کو ابونعیر بن خلاد نے الفوائد میں روایت کیا اس کا راوی ایوب بن خوط متروک ہے۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں اور نووی نے تہذیب ص ۱۰ ج ۲ میں بھی روایت کی ہے اس کا راوی فزت بن سائب متروک مقہم ہے۔ اسی نے سیف بن عمر اور داقری نے بھی روایت کی ہے اور یہ دونوں کذاب ہیں۔

(۵۹) اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلا فليناد يا عباد الله احبسوه فان لله حاصرا في الارض سيجبسه فان لله عبادا لا ترونهم (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جب تم میں سے کسی ایک کی سواری جنگل میں بدک جائے تو تم آواز دو اللہ کے بندو اس کو روک دو۔ پس اللہ کی طرف سے اس کو زمین میں روکنے والا ہے جو اس کو روک دے گا، پس اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔ ☆

ضعیف ہے، معروف بن حسان راوی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰ ج ۱۰) منکر الحدیث ہے اس نے عمر بن زر سے ایک طویل نسخہ روایت کیا ہے جو تمام غیر محفوظ ہے۔ (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۳۳ ج ۴)۔ نیز ابن مسعود سے راوی کا انقطاع ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۰۹ ج ۲)۔

۵۸۔ دلائل النبوة ص ۴۷۰ ج ۶، أسد الغابة ص ۲۴۴ ج ۲، تہذیب الاسماء نووی ص ۱۰ ج ۲۔

۵۹۔ طبرانی کبیر ص ۲۱۷ ج ۱۰، عمل اليوم والليلة ص ۴۵۵ ج ۵۰۸۔

(۶۰) اذا ضل احدكم شيئاً واراد عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اعينوني فان لله عبداً لا تراهم (عتبة بن غزوان)۔

جب تم میں سے کسی کی چیز گم ہو جائے اور وہ اس زمین میں کسی مددگار کو طلب کرنا چاہے جس میں اس کا کوئی ساتھی نہیں تو وہ آواز دے اے اللہ کے بندو تم میری مدد کرو۔ پس اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھتے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کا راوی عبد الرحمن اور اس کا باپ شریک بن عبد اللہ دونوں ضعیف ہیں (مؤلف) شریک مدلس بھی ہیں (طبقات المدلس ص ۶۷) گویا کہ راویوں کے ضعف کے ساتھ انقطاع بھی ہے۔

## علم غیب

(۶۱) انه عرضت عليه الخلائق من لدن آدم الى قيام الساعة فعرفتهم كلهم۔

رسول اللہ ﷺ پر آدم سے لے کر قیامت تک آنے والی تمام مخلوق پیش کی گئی تو آپ نے تمام کو پہچان لیا۔ ☆ حدیث رسول نہیں گپ ہے۔

(۶۲) معراج کی رات عرش کے نیچے میرے خلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو جو گذشتہ ہو چکا تھا اور آئندہ ہونے والا ہے سب کچھ معلوم ہو گیا۔ ☆ من گھڑت ہے، جس کا کوئی وجود ہی نہیں۔

(۶۳) لقد تركنا رسول الله ﷺ وما يحرك طائر جناحيه الا ذكر لنا منه علما (أشياخ من تيم)۔

رسول اللہ ﷺ ہمیں اس حالت میں چھوڑ کر گئے کہ کوئی پرندہ اپنے پر نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں اس میں سے علم بتایا۔ ☆ ضعیف ہے، اشیاخ میں ”من تيم“ نامعلوم ہیں۔

۶۰۔ طبرانی کبیر ص ۱۱۷ ج ۱۷ ح ۲۹۰۔

۶۱۔ حدیث رسول نہیں بعض متاخرین اہل بدعت کی کتب میں پائی جاتی ہے۔

۶۲۔ اس کا وجود بھی بعض اہل بدعت کی کتب میں ہے۔

۶۳۔ مجمع الزوائد ص ۲۶۴ ج ۸۔

## وسیلہ

(۶۴) اللھم انی اسئلك بمعاقذ العز من عرشك (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ ☆

باطل ہے، راوی عمر بن ہارون کذاب ہے (ابن معین کتاب الموضوعات ص ۶۳ ج ۲)۔

(۶۵) بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تیرے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ ☆ ضعیف ہے، راوی

روح بن صلاح سے منکر روایتیں کی گئی ہیں دارقطنی فرماتے ہیں حدیث ضعیف ہے ابن ماکولا کہتے ہیں

محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے البانی کہتے ہیں ائمہ جرح کی عبارات اس کے ضعف پر متفق ہیں جس کا

سبب اسکی منکر روایات ہیں (سلسلہ ضعیف ص ۳۳ ج ۱)۔

(۶۶) توسلوا بجاہمی فان جاہمی عند اللہ عظیم۔

تم میری جاہ سے وسیلہ پکڑو بلاشبہ اللہ کے نزدیک میری جاہ بہت بڑی ہے۔ ☆ باطل اور بے اصل ہے

جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۶۷) اذا سالتم اللہ فاسئلوا بجاہمی۔

تم میری جاہ کے وسیلہ سے سوال کرو۔ ☆

من گھڑت ہے (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۴۱۵) اس کا کوئی اصل نہیں۔

۶۴۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۵۱، نصب الرایۃ ص ۲۷۲ ج ۲، الترغیب والترہیب

ص ۴۷۷ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۶۳ ج ۱، کتاب الدعوات بیہقی، الترغیب للاصفہانی،

اللالی ص ۶۸ ج ۲، تنزیہ الشریعۃ ص ۱۱۳ ج ۲

۶۵۔ حلیۃ الأولیاء ص ۱۲۱ ج ۳، ضعیفۃ ص ۳۳ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۱۵۲ ج ۱،

۶۶۔ التوصل إلى حقیقۃ التوسل المشروع والممنوع ص ۲۳۸

۶۷۔ اقتضاء الصراط المستقیم ص ۴۱۵، التوصل إلى حقیقۃ التوسل المشروع والممنوع ص ۲۳۸۔

(۶۸) دعائے آدم یا رب اسئلك بحق محمد (عمر رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے محمد کے وسیلہ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم سخت ضعیف ہے (مؤلف) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (المدخل للحاکم ص ۱۵۴) اس کا دوسرا راوی عبد اللہ بن مسلم بن رشید فہری وضع روایت میں متہم ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۷۳۹) یہ روایت من گھڑت ہے (ذہبی) ☆ تلخیص المسند رک ص ۳۳۲ ج ۳) اور باطل ہے (کتاب الموضوعات)۔

(۶۹) قال آدم اللهم انی اسئلك بحق محمد عليك (أبی الزناد رضی اللہ عنہ)۔

آدم نے فرمایا اے اللہ جو محمد کا تجھ پر حق ہے میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ ☆ باطل ہے، راوی عثمان بن خالد عثمانی ضعیف ہے اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری)۔ منکر الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۲ ج ۳)۔ اس کا استاد عبد الرحمن بن ابی الزناد امام ترمذی وعلی کے نزدیک ثقہ ہے مگر اکثر ائمہ جیسا کہ ابن معین، احمد، ابن مدینی اور نسائی کے نزدیک ضعیف ہے۔ خصوصاً جب اپنے باپ سے روایت کرے تو ضعیف قرار پاتا ہے (تہذیب ص ۶۷ ج ۲)۔ مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

(۷۰) یہودیوں کی دعاء اے اللہ ہم محمد نبی امی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں۔

من گھڑت ہے، راوی عبد الملک بن ہارون بن عمرہ متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ کذاب ہے (ابن معین)۔ دجال ہے (سعدی)۔ روایتیں وضع کرتا تھا (ابن حبان)۔ اس کی عام روایات جھوٹ ہیں (صالح بن محمد ☆ لسان ص ۴۷ ج ۴)۔ اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (المدخل ص ۱۷۰)۔

۶۸۔ المستدرک ص ۶۱۵ ج ۲، دلائل النبوة ص ۴۸۹ ج ۵، طبرانی اوسط ص ۲۵۹ ج ۷ ح ۶۴۹۸،

طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۸۲ ج ۲ ح ۹۹۲۔

۶۹۔ ضعیفہ ص ۴۰ ج ۱۔

۷۰۔ التوصل إلى حقيقة التوصل المشروع والمنوع ص ۳۱۶۔



(۷۱) انک ادنی المرسلین وسیلة (سواد بن قارب رضی اللہ عنہ)۔

آپ تمام رسولوں میں وسیلہ کے زیادہ قریب ہیں۔☆

باطل ہے، اس کے چند طرق ہیں ایک طریق میں زیاد بن یزید بن بادویہ اور محمد بن نواس دونوں مجہول ہیں خدشہ ہے کہ یہ روایت ابو بکر بن عباس کی وضع کردہ ہو۔

دوسرے طریق میں ابو عبد الرحمن عثمان بن عبد الرحمن الوقاص کے ترک پر تمام کا اتفاق ہے اور اسی طریق کے دوسرے راوی علی بن منصور میں جہالت ہے اور پھر یہ روایت اس طریق سے منقطع بھی ہے۔

تیسرے طریق میں محمد بن سائب کلبی رافضی متھم بالکذب ہے۔

چوتھے طریق میں علاء بن یزید مکر الحدیث ہے (بخاری)۔ حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن مدینی)۔ اس نے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے (ابن حبان)۔

پانچویں طریق میں حسن بن عمارہ سخت ضعیف ہے (التوصل ص ۳۰۰)۔

(۷۲) انی فرار الخلق الا الی الرسل۔

مخلوق کی دوڑ تو صرف رسولوں کی طرف ہے۔☆

یہ حدیث نہیں بلکہ کسی شاعر کا شعر ہے جس کا راوی مسلم بن کیسان ملائی متروک الحدیث ہے (فلاس)۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد)۔ اس میں کلام ہے (بخاری)۔ غلط ہو گیا تھا (ابن معین)۔ متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۱۰۷ ج ۲)۔

(۷۳) کسی اعرابی کا رسول اللہ ﷺ کی قبر پر کھڑے ہو کر کہنا اے اللہ یہ تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں لمبادا قہ ہے، جس کے آخر میں ہے ”اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو تیرا حبیب ناراض ہو جائے گا اور تیرا دشمن راضی ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔“

۷۱۔ طبرانی کبیر ص ۹۴ ج ۷، مجمع الزوائد ص ۲۵۰ ج ۸، دلائل النبوة للبيهقي ص ۲۵۱ ج ۲،

مستدرک حاکم ص ۶۱۰ ج ۳، قال الذہبی الاسناد منقطع (تلخیص)، دلائل النبوة أبو نعیم

اصفہانی ص ۱۱۴ ج ۱ ح ۶۲۔

۷۲۔ التوصل الی حقيقة التوسل المشروع والمنوع ص ۲۹۲۔

۷۳۔ التوصل الی حقيقة التوسل المشروع والمنوع ص ۲۶۶۔

سفید جھوٹ ہے جس کی دنیا میں کوئی معقول سند نہیں ہے۔

(۷۴) ایک اعرابی نے آپ کی قبر مبارک پر خود کو پھینکا اور سر پر مٹی ڈالی اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں قرآن میں فرمایا ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ أَذْطَلَمُوا أَنفُسَهُمْ﴾ تو میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس آ گیا ہوں تاکہ آپ میرے لئے استغفار کریں تو قبر سے آواز آئی جا تجھے معاف کیا۔  
من گھڑت ہے، اس کا راوی ہیشم بن عدی ثقہ نہیں کذاب تھا (بخاری و ابو داؤد ☆ میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔ ہیشم سے روایت کرنے والے محمد بن ہیشم اور احمد بن محمد یعنی اس کا بیٹا اور پوتا ہیں جن کا کوئی حال معلوم نہیں۔

(۷۵) اللھم انی اسئلك بحق السائلین علیک واسئلك بحق ممشائی فانی لم اخرج شرا وبطرا (أبی سعید خدری رضی اللہ عنہ - ابن ماجہ)۔  
اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے جو تجھ پر سوال کرنے والوں کا ہے کہ میں شر اور تکبر کے ساتھ نہیں نکلا۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عطیہ عوفی کے ضعیف ہونے پر تمام کا اجماع ہے (المغنی ص ۴۳۶ ج ۲) اور مدلس تھا (تقریب ص ۲۴۰)۔

(۷۶) اللھم بحق السائلین علیک وبحق مخرجی هذا (بلال رضی اللہ عنہ)۔  
اے اللہ میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق اور اپنے نکلنے کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ ☆  
باطل ہے، راوی وازع بن نافع متروک مکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۴۲)۔  
(۷۷) اسئلك بنور وجهك الذی اشرقت له السموات والارض وبكل حق هو

۷۴۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص ۲۶۵۔

۷۵۔ مسند أحمد ص ۲۱ ج ۳، المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۲۶ ج ۱، ترغیب الترهیب ص ۴۵۸ ج ۲،

ابن ماجہ ح ۷۷۸ باب المشی الى الصلاة، میزان ص ۴۴۷ ج ۲، عمل اليوم والليلة ص ۷۶ ح ۸۵۔

۷۶۔ عمل اليوم والليلة ص ۷۵ ح ۸۴۔

۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۲۶۴ ج ۸ ح ۸۰۲۷۔

لك وبحق السائلين عليك (أبى أمامة رضي الله عنه)۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے چہرے کے نور کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے آسمان اور زمین کو روشن کیا ہے اور اس حق کے واسطے ہر جو تیرے لئے ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے حق سے جو تجھ پر ہے سے سوال کرتا ہوں۔ ☆

بے اصل ہے، راوی فضال بن جبیر کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایات محفوظ نہیں ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے۔ یہ ایسی روایت کرتا ہے جن کا کوئی اصل نہیں (میزان ص ۳۳۷ ج ۳)۔

(۷۸) يستفتح بصعاليك المهاجرين (أمية بن خالد)۔

آپ فقراء مهاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔ ☆  
مرسل ہے، اولاً راوی ابو اسحاق غنط اور مدلس ہے (تقریب ص ۲۶۱ وطبقات المدلسین ص ۱۰۱)۔ اور امیہ بن خالد صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے (اصابہ ص ۱۲۸ ج ۱)۔

(۷۹) جناب عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عباس کے لئے ایسے حق دیکھتے تھے جیسا کہ بیٹے پر باپ کا حق ہو تم بھی رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو (عمر رضی اللہ عنہ)۔  
سخت ضعیف ہے، راوی داؤد بن عطاء کوئی شی نہیں (احمد)۔ منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۱۲ ج ۲)۔

(۸۰) عہد فاروقی میں قحط پڑ گیا تو ایک آدمی قبر رسول پر آیا اور کہنے لگا آپ ﷺ امت کے لئے بارش کی دعاء کریں لوگ ہلاک ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اس کو خواب میں فرمایا کہ تو عمر کے پاس جا (مالک الدار)۔

ضعیف ہے، مالک الدار مجہول ہے (مجمع الزوائد ص ۱۳۵ ج ۳)۔

۷۸۔ شرح السنة ص ۶۲ ج ۷، طبرانی کبیر ص ۲۹۲ ج ۱، مشکاة للالبانی ص ۱۴۴ ج ۳۔

۷۹۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والمنوع ص ۲۵۳۔

۸۰۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والمنوع ص ۲۹۰۔

- (۸۱) ایک روایت میں ہے کہ قبر پر فریاد کرنے والا بلال بن حارث صحابی تھے۔  
باطل ہے، راوی سیف بن عمر ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (کتاب الحجر و حین ص ۱۷۳۵)۔
- (۸۲) لو لا عباد رکع وصیبة رضع وبهائم رتع لصبت علیکم البلیا صبا (مالک بن عبید عن أبیه عن جدہ)۔  
اگر عبادت گزار بندے اور دودھ پیتے بچے اور چرنے والے چارپائے نہ ہوتے تو تم پر بہت مصیبتیں آتیں۔ ☆
- ضعیف ہے، راوی مالک اور اس کا باپ عبید دونوں مجہول ہیں (التوصل ص ۳۰۸ و میزان ص ۴۲۸ ج ۳)۔
- (۸۳) اذا اعیتکم الامور فعلیکم باصحاب القبور۔  
جب تمہیں امور عاجز کر دیں تو تم قبر والوں کا وسیلہ طلب کرو۔ ☆
- من گھڑت ہے، جس کا حدیث کی کتابوں میں کوئی وجود نہیں بلکہ یہ کسی مشرک لحد کا قول ہے۔ جسے بدعتیوں نے حدیث کا درجہ دے دیا ہے (العیاذ باللہ)۔
- (۸۴) قال داؤد علیہ السلام اسئلک بحق آبائی ابراہیم واسحاق و یعقوب (عباس رضی اللہ عنہ)۔  
داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ میں تجھ سے اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے حق اور واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔ ☆
- بے اصل ہے، راوی ابوسعید حسن بن دینار بھری متروک ہے اور اس کا استاد علی بن زید بن جدعان منکر الحدیث ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۳۳۳ ج ۱)۔

۸۱۔ التوصل الی حقیقة التوصل المشروع والممنوع ص ۲۴۸۔

۸۲۔ الکامل ص ۱۶۲۲ ج ۴ ص ۲۳۸۸ ج ۶، التوصل الی حقیقة التوصل المشروع والممنوع ص ۳۰۸۔

۸۳۔ التوصل الی حقیقة التوصل ص ۲۴۴۔

۸۴۔ ضعیفہ ص ۳۴۲ ج ۱ مجمع الزوائد ص ۲۰۲ ج ۸۔

(۸۵) دعائے حفظ قرآن کے الفاظ اللہم انی اسئلك بانك مسؤل لم یسئل مثلك واسئلك بمحمد نبیک وابراہیم خلیلک وموسى نجیثک وعیسی روحک وکلمتک ووجیہک (أبی بکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھ سے ہی سوال کیا جاتا ہے تیری مثل کسی اور سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ میں تجھ سے محمد، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی ابن عبد الرحمن صنعانی کذاب ہے (ابن تیمیہ) دجال ہے حدیث وضع کرتا تھا (کتاب البحر چین ص ۲۳۳ ج ۲ والتوصل ص ۳۱۵) نیز اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی عبد الملک بن ہارون بن عمر کذاب دجال ذاہب الحدیث وضاع ہے (دیکھئے نمبر ۷۰)۔

(۸۶) مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قبر رسول کی چھت پھاڑ کر آسمان کی طرف روشندان بنا لو، تو ایسا کرنے سے بارش ہوگی (اوس بن عبد اللہ)۔

ضعیف ہے، راوی سعید بن زید ضعیف ہے (یحییٰ بن سعید) قابل حجت نہیں ضعیف ہے (سعدی)۔ قوی نہیں (نسائی و میزان ص ۱۳۸ ج ۲)۔

(۸۷) جوف کعبہ میں عبد اللہ بن زبیر کی دعاء ”اسئلك بحرمة عرشك وحرمة نبیک“ اور عبد الملک بن مروان کی دعاء ”اسئلك بحقک علی خلقک وبحق الطائفین بحول عرشك“۔

من گھڑت ہے، ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس واقع کا راوی اسماعیل بن ابان کذاب ہے احمد فرماتے ہیں اس نے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں خلیفہ مامون کے ہنز لباس کی تعریف پر اس نے روایت گھڑی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابوزرعة، ابو حاتم اور دارقطنی فرماتے ہیں کذاب ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں اس کا جھوٹ ظاہر ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر

۸۵۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص ۳۱۲۔

۸۶۔ دارمی ص ۴۳ ج ۱ ح ۹۳، التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص ۲۵۹، التوصل البانی ص ۱۲۹۔

۸۷۔ رواہ ابن عساکر القاعدة الجلیلة ص ۱۲۲۔

حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ دوسرا راوی طارق بن عبد العزیز مجہول ہے (القاعدة الجلیة ص ۱۲۲ ملخصاً)۔

(۸۸) هو وسیلتک و وسیلة ابيک آدم الی يوم القيامة (قول امام مالک)۔

رسول اللہ تیرا اور تیرے باپ آدم کا قیامت تک کے لئے وسیلہ ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، امام مالک اس سے بری ہیں۔ اس کا راوی محمد بن حمید رازی کا امام مالک سے سماع نہیں خصوصاً خلیفہ منصور کے زمانہ تک تو قطعاً حدیث ثابت نہیں۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے فرمایا ہے علاوہ ازیں محمد بن حمید کثیر المناکیر ہے (یعقوب سدوسی)، اس میں نظر ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی)، بقسم خدا کذاب ہے (خراش)، جھوٹ بولنے کا بڑا ماہر تھا (صالح جزرہ)، میں اس کے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہوں (علی بن مہران ☆ میزان ص ۵۳۰ ج ۳)۔

(۸۹) امام شافعی کا ابو حنیفہ کی قبر سے وسیلہ پکڑنا ناقابل ثبوت ہے اس کا راوی اسحاق بن ابراہیم مجہول ہے ابن تیمیہ فرماتے ہیں جھوٹ ہے (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۴۳)۔



۸۸ التوصل الی حقيقة التوصل ص ۲۲۲۔

۸۹ رواہ ابن حجر المکی فی الخیرات الحسان، التوصل الی حقيقة التوصل المشروع والممنوع ص ۳۳۱۔

## ۳۔ کتاب العلم

(۹۰) فضل العالم علی العابد کفضل علی ادناکم (أبو أمانة باہلی)۔

عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہے جیسا کہ میری تمہارے ادنیٰ پر فضیلت ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی ولید بن جمیل صدوق خطا کرتا تھا (تقریب ص ۳۶۹)۔ اس کی روایت قاسم ابو عبد الرحمن سے منکر ہے (میزان ص ۳۳۷ ج ۳)۔ یہ روایت قاسم کے طریق سے ہے۔

(۹۱) لیوم واحد من العالم الذی یعلم الناس الخیر افضل عند اللہ واعظم اجرا من عبادة العابد مائة سنة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

عالم کا ایک دن جس میں وہ لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اللہ کے نزدیک عابد کی سو سالہ عبادت سے بہتر ہے اور بڑے اجر والا ہے۔ ☆ سندنا معلوم ہے۔

(۹۲) عالم ینتفع بعلمه خیر من الف عابد (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو عالم اپنے علم سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ ہزار عابد سے بہتر ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی عمرو بن جمیع ہے حدیث کے وضع کرنے میں متہم ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۲۸۳ ج ۲)۔ ابن معین کہتے ہیں جھوٹ بولتا تھا (میزان ص ۲۵۱ ج ۲)۔

(۹۳) من جاءه اجله وهو يطلب العلم لیحیی به الاسلام لم یفضله النبیون الا بدرجة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

(جس کو علم طلب کرتے موت آ جائے اور اس کا ارادہ اسلام کو زندہ کرنے کا ہو نبی اس سے صرف ایک

۹۰۔ طبرانی کبیر ح ۷۹۱۱ ص ۲۳۳ ج ۸، ترغیب التریب ص ۱۰۱ ج ۱، علل المتناہیہ ص ۶۹ ج ۱،

ترمذی ح ۲۶۸۵ باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، در المنثور ص ۲۵۱ ج ۵۔

۹۱۔ دیلمی ص ۵۰۵ ج ۳ ح ۵۴۴۸۔

۹۲۔ کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۰۔

۹۳۔ دارمی ص ۸۵ ج ۱ ح ۳۶۰، کشف الخفاء ص ۲۴۳ ج ۲، کنز العمال ص ۱۶۰ ج ۱۰۔

درجہ فضیلت رکھیں گے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی ابو العلاء مجہول ہے۔ دارمی میں یہ روایت حسن بصری کی مرسل ہے۔

(۹۴) طالب العلم بین الجہال کالحی بین الاموات (حسان بن أبی سنان)۔

جاہلوں کے درمیان طالب علم ایسے ہے جیسا کہ زندہ مردوں کے درمیان ہو۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی حسان کی روایت منقطع ہے۔

(۹۵) طالب العلم رحمة طالب العلم ركن الاسلام ويعطى أجره مع النبيين (أنس رضي الله عنه)۔

طالب علم رحمت ہے اور اسلام کا رکن ہے اس کو نبیوں کے ساتھ اجر دیا جائے گا۔ ☆  
البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (جامع الصغیر ص ۵۲۹)۔

(۹۶) العلم خليل المومن فالعقل دليله والعمل قيمه والحلم وزيره والصبر أمير جنوده والرفق والده واللين أخوه (حسن بصری)۔

علم ایماندار کا دوست ہے عقل اس کی راہنما ہے عمل اس کا قیم ہے حلم اس کا وزیر ہے صبر اس کے لشکروں کا امیر ہے رفق اس کا والد ہے اور نرمی اس کا بھائی ہے۔ ☆

مرسل اور ضعیف ہے، راوی سوار بن عبد اللہ غزیری کوئی شی نہیں (ثوری)۔ اور دوسرا راوی عبد الرحمن بن عثمان بکراوی کی لوگوں نے حدیث چھوڑ دی تھی (احمد ☆ فیض القدیر ص ۳۸۹ ج ۴)۔

☆☆ یہی روایت حضرت ابو ہریرہ سے مرفوع متصل بھی مروی ہے۔

راوی محمد بن فوز بن عبد اللہ نے معاذ بن عیسیٰ سے روایت کی ہے ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث من گھڑت ہے جس کو محمد بن فوز یا اس کے استاذ معاذ نے وضع کیا ہے (میزان ص ۱۰ ج ۴)۔

☆☆ اور حضرت انس سے بھی مروی ہے حافظ عراقی فرماتے ہیں ضعیف ہے (المغنی عن حمل الاسفار

۹۴۔ کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۰، کشف الخفاء ص ۴۳ ج ۲۔

۹۵۔ کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۰۔

۹۶۔ کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰۔



ص ۲۶۱ ج ۲)۔ طبرانی کی سند میں یحییٰ بن ہاشم السمرکندی (مجمع ص ۱۲۰ ج ۱)۔

(۹۷) من طلب العلم کان كفارة لما مضى (سجبرہ الازدی)۔

جس نے علم حاصل کیا ہے وہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ ☆

باطل ہے، راوی ابو داؤد نفع بن حارث متروک ہے ابن معین نے اس کو جھوٹا کہا ہے (تقریب ص ۳۵۹)۔

(۹۸) طلب العلم فريضة علي كل مسلم (علی رضی اللہ عنہ)۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ☆

اس روایت کے متعدد طرق ہیں مگر تمام ضعیف ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں محمد بن ایوب اور جعفر بن محمد سخت ضعیف ہیں اور ایک راوی منکر روایتیں روایت کرتا ہے یعنی اس سند میں تین علتیں ہیں اس روایت کی دوسری سند میں خوارزمی متروک ہے اور تیسری سند میں ایک تو عباد بن یعقوب منکر روایات کرتا تھا جو ترک کا مستحق ہے اور دوسرا راوی عیسیٰ بن عبد اللہ ضعیف ہے۔

(۹۹) یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کا ایک راوی عثمان بن عبد الرحمن قابل حجت نہیں اور دوسرا راوی ہزبل غیر معروف ہے۔

(۱۰۰) ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جس کی چار سندیں ہیں ایک میں محمد بن عبد الملک کذاب حدیث وضع کرتا تھا دوسری سند میں احمد بن ابراہیم بن موسیٰ امام مالک سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کو امام مالک نے کبھی روایت نہیں کیا (اور یہ حدیث بھی امام مالک کی روایت سے ہے) تیسری سند میں محمد بن ابی حمید کوئی شئی نہیں اور نہ ہی قابل حجت ہے۔ چوتھی سند میں لیث بن ابی سلیم آخری عمر میں مغلط ہو گیا تھا سند کو بدل دیتا اور مرسل کو مرفوع روایت کر دیتا تھا امام ابن مہدی، یحییٰ اور امام احمد نے اسے ترک کر دیا تھا

۹۷۔ ترمذی ح ۲۶۴۸ باب فضل طلب العلم، سنن دارمی ص ۱۱۴ ج ۱۔

۹۸۔ عقیلی ص ۵۸ ج ۲، ص ۴۱۰ ج ۳، ص ۲۵۰ ج ۴، علل المتناہیة ص ۵۴، ص ۶۲ ج ۱، ص ۱۰۵ ج ۱۔

۹۹۔ طبرانی کبیر ص ۱۹۵ ج ۱۰، ص ۱۰۴۳۹ ج ۱۰۔

۱۰۰۔ کتاب المجروحین ص ۱۴۱ ج ۱، لسان ص ۱۳۲ ج ۱، عقیلی ص ۵۸ ج ۲، علل المتناہیة ص ۵۵ ج ۱۔

الغرض ابن عمر سے اس روایت کا کچھ اصل نہیں۔

(۱۰۱) یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے اس کا ایک راوی عائد بن ایوب مجہول اور دوسرا عبد

اللہ بن عبد العزیز ایک پیسے کے برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔

(۱۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نام سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کی سند میں ایک تو محمد بن عبد الملک کذاب

حدیث وضع کرتا تھا اور دوسرا راوی عباس بن ولید مطعون ہے۔

(۱۰۳) اس روایت کی نسبت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی کی جاتی ہے جس کی مختلف سندیں ہیں ایک میں ثنی

بن دینار حدیث میں قابل نظر ہے۔ دوسری سند میں راوی عبد القدوس کذاب ہے (تعلیق علی العلل

المتناہیہ)۔ تیسری سند میں عبد اللہ بن خراش کوئی شی نہیں۔ چوتھی سند میں موسیٰ بن داؤد مجہول ہے۔

پانچویں سند میں ایک تو عثمان بن عبد الرحمن کذاب ہے، اور دوسرا راوی حفص بن سلیمان موقوف ہے،

تیسرا اور چوتھا راوی اسماعیل بن عمر اور اسماعیل بن عیاش دونوں ضعیف ہیں۔ چھٹی سند میں سلیمان بن

قرم کوئی شی نہیں۔ ساتویں سند میں حسان بن سیاہ ضعیف ہے۔ آٹھویں سند میں زیاد بن میمون کذاب

ہے۔ نویں سند میں احمد بن صلت حدیثیں وضع کرتا تھا۔ اور پھر یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی حضرت انس سے

ہے حالانکہ ابو حنیفہ کا کسی صحابی سے بھی سماع اور روایت ثابت نہیں۔ دسویں سند میں عمران بن عبد اللہ

ضعیف ہے۔ گیارھویں سند میں معان بن رفاعہ ضعیف ہے جو ترک کا مستحق ہے بارھویں سند میں ایک تو

سلمان بن کران مقدوح اور ضعیف ہے اور دوسرا راوی ابو النضر مجہول ہے۔ تیرھویں سند میں ایک تو مسلم

ملائی سخت منکر الحدیث کوئی شی نہیں ہے، اور دوسرا راوی حسان بن مصک کی روایت کوئی شی نہیں ہے، اور

اس میں تیسرا راوی عبد الوہاب بن ضحاک کذاب ہے۔ چودھویں سند میں النجاشی موقوف الحدیث ہے۔

۱۰۱۔ عقیلی ص ۴۱۰ ج ۲، طبرانی اوسط ص ۶۲ ج ۵، ح ۴۱۰۸، لسان ص ۲۲۵ ج ۳۔

۱۰۲۔ العلل المتناہیہ ص ۵۷ ج ۱۔

۱۰۳۔ طبرانی اوسط ص ۲۷۸ ج ۹، ح ۸۶۰۶، میزان ص ۴۳۵ ج ۳، وص ۹۵ ج ۲، جامع بیان العلم

ص ۸۰۷ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۱۵۶، وص ۲۰۷ ج ۴، وص ۱۱۱ ج ۹، وص ۲۲۲ ج ۱۳، وص ۲۰۴ ج ۵،

وشعب الایمان ص ۲۵۴، وص ۲۵۶ ج ۲، تاریخ اصفہان ص ۵۲ ج ۲۔

(۱۰۴) یہ روایت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اس کے راوی اسماعیل بن عمرو اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں۔  
امام احمد نے فرمایا ہے ہمارے نزدیک اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ملخصاً ص ۵۴ ج ۱)۔

نوٹ: بعض حضرات لفظ مسلمہ کا بھی اضافہ کرتے ہیں اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۵) اطلبوا العلم ولو كان بالصين۔

تم علم حاصل کرو خواہ وہ چین میں ہو۔ ☆

باطل ہے، راوی طریف بن سلیمان یا سلمان بن طریف منکر الحدیث ہے (بخاری)۔ ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ ثقہ نہیں (نسائی)۔ ضعیف ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۳۳۵ ج ۲)۔ یہ روایت باطل ہے جس کا کوئی اصل نہیں (ابن حبان ☆ المقاصد الحسنہ ص ۶۳)۔

(۱۰۶) یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے جس کا راوی احمد جو بیاری کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

(۱۰۷) تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکينة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

تم علم سیکھو اور اس کے لئے اطمینان اور وقار بھی سیکھو اور جس سے علم حاصل کرتے ہو اس کے لئے تواضع اور عاجزی کرو۔ ☆ سخت ضعیف ہے، عباد بن کثیر راوی متروک الحدیث ہے (مجمع الزوائد ص ۱۱۳ ج ۱)۔

۱۰۴۔ طبرانی أوسط ص ۲۵۸ ج ۹ ح ۸۵۶۲، العلل المتناہیہ ص ۶۲ ج ۱۔

۱۰۵۔ میزان الاعتدال ص ۳۳۵ ج ۲، اللالی المصنوعة ص ۱۷۵ ج ۱، اتحاف ص ۹۸ ج ۱، المغنی عن

حمل الاسفار ص ۱۶ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۳۸۲ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۵۸ ج ۱،

موضوعات ص ۱۵۴ ج ۱، کنز العمال ص ۱۳۸ ج ۱، کامل ابن عدی ص ۱۸۲ ج ۱، عقیلی

ص ۳۳۰ ج ۱، تاریخ اصفہان ص ۱۵۶ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۲۷۲۔

۱۰۶۔ اللالی المصنوعة ص ۱۷۶ ج ۱۔

۱۰۷۔ طبرانی أوسط ص ۱۰۵ ج ۷ ح ۶۱۸۰، مجمع الزوائد ص ۱۲۹ ج ۱، ص ۲۷ ج ۸، الترغیب

والترہیب ص ۱۱۴ ج ۱، کامل ابن عدی ص ۱۴۴ ج ۴۔

(۱۰۸) تعلموا العلم وتعلموا للعلم الوقار (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم علم حاصل کرو اور علم کی خاطر وقار سیکھو۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی جیوش مجہول ہے اور اس کا استاذ عبدالمعتم بن بشر سخت منکر الحدیث ناقابل حجت ہے (کتاب البحر وجمعین ص ۱۵۸ ج ۲)۔

(۱۰۹) من طلب العلم لله لم يصب منه بابا الا ازداد به في نفسه ذلا وفي الناس تواضعا (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ کی خاطر علم حاصل کرتا ہے وہ اس سے ایک باب حاصل نہیں کرتا مگر وہ اپنے نفس میں ذلیل اور لوگوں میں متواضع اور خدا کا خوف رکھنے والا اور دنیا میں اجتہاد کرنے والا ہو جاتا ہے۔

ایک لمبی من گھڑت روایت کا حصہ ہے جس کا گھڑنے والا عمر بن صحیح کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۷ ج ۱)۔ حدیث وضع کرتا تھا (کتاب البحر وجمعین ص ۸۸ ج ۲)۔

(۱۱۰) العلم خزائن ومفاتيحها السوال (علی رضی اللہ عنہ)۔

علم خزانے ہیں اور ان کی چابیاں سوال ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی واؤد بن سلیمان جرجانی کذاب ہے ذہبی کہتے ہیں اس نے علی رضا کے نام پر ایک من گھڑت مجموعہ تیار کیا ہے ہر حال میں شیخ کذاب ہے (میزان ص ۸ ج ۲)، مذکورہ روایت بھی علی رضا کے طریق سے ہے۔

(۱۱۱) الكلمة الحکمة ضالة المومن (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

حکمت ایماندار کی گمشدہ ہے۔ ☆

غریب ہے، راوی ابراہیم بن فضل مخزومی حدیث میں ضعیف ہے (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۳۸۳ ج ۳)۔ متروک ہے (نسائی میزان ص ۵۲ ج ۱)۔

۱۰۸۔ انکی تخریج حدیث نمبر ۱۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۹۔ اللالی المصنوعة ص ۱۸۹ ج ۱، کنز العمال ص ۲۶۰ ج ۱۰، ضعیفہ ص ۲۹۶ ج ۱۔

۱۱۰۔ کشف الخفاء ص ۶۵ ج ۲، حلیۃ الأولیاء ص ۱۹۲ ج ۳، کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰۔

۱۱۱۔ ترمذی ح ۲۶۸۷، ابن ماجہ ح ۴۱۶۹، کشف الخفاء ص ۳۶۳ ج ۱، المقاصد الحسنہ ص ۱۹۱۔

(۱۱۲) العلم فی الصغر كالنقش فی الحجر (حسن بصری)۔

بچپن میں علم سیکھنا ایسے ہے جیسا کہ پتھر پر لکیر ہو۔ ☆ حدیث رسول نہیں حسن بصری کا قول ہے۔

(۱۱۳) نخذوا شطر دینکم عن الحمیراء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم نصف دین حمیراء (عائشہ) سے لیکھو۔ بعض روایات میں ثلث کے الفاظ بھی ہیں۔ ☆

یہ ان واہیات روایات میں سے ہے جن کی کوئی سند معلوم نہیں ہے (کشف الخفاء ص ۵۷۳ ج ۱)۔ ہر وہ

حدیث جس میں حمیراء کا ذکر ہے محض جھوٹ ہے (النار المنیف ص ۶۰)۔

(۱۱۴) چار چیزیں چار سے سیر نہیں ہوتیں زمین بارش سے، عورت مرد سے، آنکھ نظر سے اور عالم علم

سے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن فضل بن عطیہ کذاب ہے (ابن معین، بخاری، مسلم اور فلاس) اس کی حدیث

کذابوں کی حدیث ہے (احمد)۔ نیز اسکو حسین بن علوان کلبی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کذاب ہے

(میزان ص ۷۷ ج ۴ و ۵۴۲ ج ۱)، نیز عبد السلام بن عبد القدوس نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے

اور یہ ہشام سے موضوع چیزیں روایت کرتا تھا یہ اس لائق نہیں کہ اس سے کسی بھی حالت میں حجت پکڑی

جائے (کتاب الحجر وحین ص ۱۵۱ ج ۲)۔

(۱۱۵) انا والاتقیاء برئیون من التكلف (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ)۔

میں اور متقی لوگ تکلف سے بری ہیں۔ ☆

نووی فرماتے ہیں ثابت نہیں ہے (الفوائد المجموعہ ص ۱۸۶)۔

۱۱۲۔ المدخل للبيهقي ص ۱۶۰ ج ۲، كشف الخفاء ص ۶۶ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۲۲۔

۱۱۳۔ الفوائد المجموعة ص ۳۹۹، تذكرة الموضوعات ص ۱۰۰، كشف الخفاء ص ۳۷۴ ج ۱، وديلمي

ص ۲۶۵ ج ۲ ح ۲۶۵۔

۱۱۴۔ حلية الأولياء ص ۲۸۱ ج ۲، كتاب المجروحين ص ۱۵۱ ج ۲، عقيلي ص ۲۹۷ ج ۲، كامل ابن عدي

ص ۱۹۶۷ ج ۵، كتاب الموضوعات ص ۱۷۰ ج ۱، اللالی ص ۹۹ ج ۱، تنزيه الشريعة ص ۲۶۲ ج ۱،

الفوائد المجموعة ص ۲۷۵۔

۱۱۵۔ كشف الخفاء ص ۲۰۵ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۱۸۶۔

(۱۱۶) اتقوا زلّة العالم وانتظروا فيّته (کثر بن عبد الله عن ابيه عن جده)۔

تم عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کر لینے کا انتظار کرو۔ ☆

من گھڑت ہے، کثیر بن عبد الله بن عمرو جھوٹ کا ایک رکن تھا (شافعی و ابو داؤد)۔ اس کے پاس عن ابیہ وعن جده کے طریق سے من گھڑت مجموعہ ہے (میزان ص ۴۰۷ ج ۳)۔

(۱۱۷) جالس الکبراء وخالط الحكماء وسائل العلماء (ابو جحيفة)۔

بڑوں کی مجلس کر حکما سے مل جل کر رہ اور علماء سے سوال کر۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المالك بن حسین نخعی کوئی ہی نہیں (ابن معین)۔ قوی نہیں (بخاری)۔ ضعیف ہے (ابوزرعة و دارقطنی میزان ص ۶۵۳ ج ۲)۔

(۱۱۸) لكل شيء عماد وعماد هذا الدين الفقه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

ہر چیز کا ستون ہے اور اسلام کا ستون فقہ ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کی تین سندیں ہیں ایک میں راوی یزید بن عیاض منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (نسائی)، کذاب کا الزام ہے (مالک ☆ میزان ص ۴۷۴ ج ۳)۔ دوسری سند میں خلف بن یحییٰ کی ابو حاتم نے تکذیب کی ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۱) اور اس کا استاذ ابراہیم بن محمد متروک ہے (العلل المتناہیہ ص ۱۴۷ ج ۱)۔ اور تیسری سند کا راوی ابو الریح کذاب ہے (ہیثم)، ثقہ نہیں ابن معین متروک ہے (دارقطنی)، آئمہ کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص ۱۲۸ ج ۱)۔

۱۱۶۔ دیلمی ص ۱۳۲ ج ۱ ح ۳۰۷، بیہقی ص ۲۱۱ ج ۱۰، والمدخل ص ۲۸۴ ج ۲ ح ۸۳۱، کشف الخفاء ص ۴۱ ج ۱، کامل ابن عدی ص ۲۰۸ ج ۶، میزان الاعتدال ص ۴۰۷ ج ۳، کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۱۰، المقاصد الحسنة ص ۱۹، فیض القدير ص ۱۱۴ ج ۱۔

۱۱۷۔ المدخل ص ۲۱ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۱۲۵ ج ۲۲ ح ۳۲۳، میزان الاعتدال ص ۶۵۳ ج ۲، الكامل ص ۱۹۴۱ ج ۵ ص ۱۹۴۲ ج ۵۔

۱۱۸۔ جامع بیان العلم ص ۲۶ ج ۱، شعب الایمان ص ۲۶۶ ج ۲ ح ۱۷۱۲، طبرانی أوسط ص ۹۶ ج ۷ ح ۶۱۶۲، تاریخ بغداد ص ۴۰۲ ج ۲، در المنثور ص ۳۵۰ ج ۱، تذکرة الموضوعات ص ۲۰۔

(۱۱۹) فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عبادت گزار سے سخت ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی روح بن جناح قوی نہیں (نسائی)، قابل حجت نہیں (ابو حاتم)، اس کے معاملہ میں نظر ہے (ابوعلی نیشاپوری ☆ میزان ص ۲۵۷ ج ۲)۔

(۱۲۰) مذکورہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی یزید بن عیاض کذاب ہے (مشکوٰۃ تحقیق البانی ص ۱۷۵ ج ۱)۔

(۱۲۱) اذا کان یوم القيامة وضعت منابر من نور علیها قباب من درثم ینادی مناد این الفقهاء واین الائمة والمؤذنون اجلسوهم علی هذه (أبو سعید وابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

قیامت کے روز نور کے منبر رکھے جائے گے جن پر موتیوں کے قبة ہوں گے پھر آواز دینے والا کہے گا فقہاء، آئمہ اور مؤذن کہاں ہیں ان کو ان قبابوں پر بٹھا دو۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ ابو یحییٰ تمیمی جھوٹ کا ایک رکن ہے (ازدی)، حدیث وضع کرتا تھا (صالح جزرہ)، کذاب ہے (ابوعلی نیشاپوری - دارقطنی - حاکم)، اس کی عام روایات باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

۱۱۹۔ ترمذی ح ۲۶۸۱ باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ، ابن ماجہ ح ۲۲۲ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ترغیب الترهیب ص ۱۰۲ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۶۵ ج ۱۱ ح ۱۱۰۹۹، کنز العمال ص ۴۸۵ ج ۹، جامع بیان العلم لابن عبد البر ص ۲۶ ج ۱، امالی الشجرى ص ۴۱ ج ۱، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۴ ج ۱ للعراقی ص ۷ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۸۵، تہذیب تاریخ دمشق ص ۳۳۹ ج ۵، تذکرۃ الموضوعات لابن القیرانی ص ۵۲۹، احیاء العلوم ص ۱۴ ج ۱۔

۱۲۰۔ جامع بیان العلم ص ۲۶ ج ۱، مشکوٰۃ البانی ص ۷۵ ج ۱۔

۱۲۱۔ حلیۃ الأولیاء ص ۲۵۵ ج ۷، کتاب الموضوعات ص ۱۶۶ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۸۸ ج ۱، تنزیہ الشریعة المرفوعة ص ۲۵۹ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۵۰۵، العلل المتناهیۃ ص ۱۰۱ ج ۱۔

(۱۲۲) علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ ☆

بالکل بے اصل ہے، جو حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے، خدشہ ہے کہ کسی لحد صوفی نے گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دی ہو کیونکہ اس کا اکثر وجود صوفیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

(۱۲۳) العالم فی الأرض یدعو له کل شیء حتی الحوت فی جوف البحر (علی رضی اللہ عنہ)۔

عالم کے لئے ہر چیز حتیٰ کہ مچھلی سمند کے اندر دعا کرتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن خالد قرشی حدیثیں وضع کرتا تھا (کبج ☆ میزان ص ۲۵۷ ج ۳)۔

(۱۲۴) اکثر الناس علما اهل العراق وأقلهم انتفاعا به (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عراقی تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور علم سے سب سے کم فائدہ اٹھانے والے ہیں۔ ☆

باطل ہے، راوی صہیب بن شریک متروک الحدیث ہے (نسائی)، کوئی شی نہیں (ابن معین)، قابلِ حجت نہیں (ابن حبان) اور دوسرا راوی جعفر بن عباس مجہول ہے (ابو حاتم) اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے (کتاب

الموضوعات ص ۱۵۵ ج ۱)۔

(۱۲۵) استاذ تمام لوگوں سے بہتر ہیں تم ان کی تعظیم کرو، اور مزدوری پر نہ رکھو کہ تم ان کو نکال دو، استاذ جب بچے

کو بسم اللہ پڑھاتا ہے اور بچہ بسم اللہ پڑھتا ہے تو استاذ اور بچے اور اس کے والدین کے لئے آگ سے

خلاصی لکھی جاتی ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۲۔ المقاصد الحسنة ص ۲۸۶، تذکرة الموضوعات ص ۲۰، كشف الخفاء ص ۶۴ ج ۲، الفوائد

المجموعة ص ۲۸۶، الدرر ص ۱۱۳، ضعيفة ص ۴۸۰ ج ۱۔

۱۲۳۔ الكامل ص ۱۷۷ ج ۵، میزان الاعتدال ص ۲۵۸ ج ۳۔

۱۲۴۔ کتاب الموضوعات ص ۱۵۵ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۵۱ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۹۳ ج ۱،

الفوائد المجموعة ص ۲۷۵۔

۱۲۵۔ کتاب الموضوعات ص ۱۵۸ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۵۲ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۲۷۶،

اللالی ص ۱۸۰ ج ۱۔



من گھڑت ہے، اس کو احمد جو بخاری کذاب نے وضع کیا ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

(۱۲۶) اللهم اغفر للمعلمين واطل اعمارهم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ اساتذہ کو بخش دے اور ان کی عمریں لمبی کر۔ ☆ من گھڑت ہے، راوی نھشل بن سعید اور اس کا شاگرد ابن حوشب دونوں کذاب ہیں (الموضوعات ص ۱۵۹ ج ۱)۔

(۱۲۷) معلم الصبيان إذا لم يعدل بينهم كذب يوم القيامة مع الظلمة (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

استاذ جب شاگردوں کے درمیان انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن ظالموں کے ساتھ لکھا جائے گا۔ ☆ باطل ہے، راوی ابو الھزیم کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۷) اور اس کا شاگرد عبد الرحمن بن القطامي بھی کذاب ہے (الموضوعات ص ۱۶۰ ج ۱)۔

(۱۲۸) اللهم افقر معلمين كيلا يذهب القرآن واغن العلماء كيلا يذهب الدين (أنس رضي الله عنه)۔

اے اللہ تو استاذوں کو فقیر کر دے تاکہ قرآن ختم نہ ہو جائے اور علماء کو غنی کر دے تاکہ دین ختم نہ ہو جائے۔ ☆

من گھڑت ہے، سعدان بن عبدۃ القراجی اور اس کا شاگرد احمد بن اسحاق بن یونس دونوں مجہول ہیں۔ اور تیسرا راوی محمد بن داؤد کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۰ ج ۱)۔

(۱۲۹) شرارکم معلموکم اقلهم رحمة علي اليتيم وأغلظهم علي المسكين

۱۲۶۔ تاریخ بغداد ص ۶۳ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۱۵۹ ج ۱، اللالی ص ۱۸۱ ج ۱، تنزیہ ص ۲۵۲ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۲۷۶۔

۱۲۷۔ کتاب الموضوعات ص ۱۵۹ ج ۱، اللالی ص ۱۸۱ ج ۱، تنزیہ ص ۲۵۲ ج ۱، تنکرة الموضوعات ص ۱۹۔

۱۲۸۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶۰ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۱۰ ج ۳، لسان المیزان ص ۱۶۱ ج ۵، اللالی ص ۱۸۱ ج ۱، الکامل ص ۱۶۳۹ ج ۴۔

۱۲۹۔ کامل ابن عدی ص ۱۲۷۱ ج ۳ و ص ۱۹۸۶ ج ۵، کتاب المجروحین ص ۳۵۷ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۱۶۰ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۸۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۵۳ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۲۷۶۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تمہارے شریر تمہارے استاذ ہیں جو یتیم پر بہت کم رحم کرتے ہیں اور مسکین پر زیادہ سختی کرتے ہیں۔ ☆  
من گھڑت ہے، اس کی سند میں مجروحین کی ایک جماعت ہے مگر سیف بن عمر تیمی اور اس کا استاذ سعد بن  
طریف الاسکاف دونوں وضع حدیث میں متہم ہیں سعد بنی الفور حدیث وضع کر لیتا تھا (کتاب الموضوعات  
ص ۱۶۱ و کتاب البحر و چین ص ۳۵۷ ج ۱)۔

(۱۳۰) لا تشيروا الحاکمة والمعلمین (أبو أمامہ رضی اللہ عنہ)۔

جولا ہے اور استاذوں سے مشورہ طلب نہ کرو، کیونکہ اللہ نے ان کی عقلیں چھین لی ہیں اور ان کی کمائی  
میں سے برکت ختم کر دی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن محمد بن غالب غلام خلیل متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس نے حدیث  
کے وضع کا اقرار کیا ہے نیز اس کی ایک اور سند بھی ہے جس میں عبید اللہ بن زحر کوئی شی نہیں (ابن  
معین)، صاحب معطل ہے (ابو مسھر) ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا خصوصاً  
جب علی بن یزید سے روایت کرے تو طامات لاتا ہے جس سند میں عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید اور ابو  
عبد الرحمن قاسم جمع ہوں تو یہ روایت ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۲ ج ۱)۔

(۱۳۱) أجرة المعلمین والمؤذنین والائمة حرام (انس رضی اللہ عنہ)۔

استاذوں، اذان کہنے والوں اور امامت کرانے والوں کی اجرت حرام ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، اس کے راوی حضری اس کا استاذ محمد اور اس کا استاذ حسان تینوں مجہول ہیں اور زیادہ بن  
ابی زیاد کوئی شی نہیں متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱)، نیز حسن بصری مدلس ہیں (مؤلف)۔

۱۳۰۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶۱ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۸۲ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۵۴ ج ۱،

فوائد المجموعة ص ۲۳۶۔

۱۳۱۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱، تنزیہ الشریعة المرفوعة ص ۲۵۵ ج ۱، فوائد المجموعة

ص ۲۷۷، اللالی المصنوعة ص ۱۸۸ ج ۱۔

(۱۳۲) إياك والشرط على كتاب الله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم کتاب اللہ پر اجرت لینے کی شرط سے پرہیز کرو۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی نھشل کذاب ہے (دیکھیے نمبر ۱۲۶)۔

(۱۳۳) نهی عن التعليم والاذان بالأجرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تعلیم دینے اور اذان کہنے پر اجرت لینے سے منع فرمایا۔ ☆

غیر صحیح ہے، راوی صالح بن بیان اور اس کا استاذ فرات بن سائب دونوں متروک ہیں (دارقطنی ☆

کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱)۔

(۱۳۴) ارحموا من الناس ثلاثة عزيز قوم ذل، وغنى قوم افتقر وعالما بين

الجهال (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تین آدمیوں پر رحم کھاؤ، قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے، مالدار جو فقیر ہو جائے اور وہ عالم جو جاہلوں کے

درمیان ہو۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عیسیٰ بن طھمان انس رضی اللہ عنہ سے منکر روایتیں کرنے میں متفرد ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے

ایسی روایتیں کرتا ہے جو ان کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اور

یزید رقاشی سے تدلیس کرتا ہے اس کی روایت قابل حجت نہیں ہے (کتاب البحر وجین ص ۱۱۸ ج ۲)۔

(۱۳۵) ارحموا ثلاثة غنى قوم افتقر وعزيز قوم قد ذل و فقيها تتلاعب به الجهال

(أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم تین افراد پر رحم کھاؤ غنی آدمی جو فقیر ہو جائے، باعزت جو ذلیل ہو جائے اور وہ فقیہ جس سے جاہل

۱۳۲۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۵۵ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۲۷۷، اللالی

ص ۱۸۷ ج ۱۔

۱۳۳۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱، اللالی ص ۱۸۸ ج ۱، تنزیہ ص ۲۵۵ ج ۱۔

۱۳۴۔ کتاب المجروحین ص ۱۱۸ ج ۲، تذکرة الموضوعات ص ۲۲، کشف الخفاء ص ۱۱۵ ج ۱۔

۱۳۵۔ کتاب المجروحین ص ۷۴ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۱۷۱ ج ۱، المنار المنیف ص ۱۰۰، اللالی

ص ۱۹۳، تنزیہ ص ۲۶۳ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۲۷۸۔

مذاق کریں۔☆

من گھڑت ہے، راوی دھب بن دھب اکذب الناس ہے (کتاب الموضوعات ص ۷۲ ج ۱)، حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد)، قیامت کو دجال بن کر اٹھے گا (عثمان بن ابی شیبہ ☆ میزان ص ۳۵۴ ج ۴)۔

(۱۳۶) ضاع العلم فی أفخاذ النساء۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہو گیا۔☆

کسی صوفی کا قول ہے جسے حدیث بنا دیا گیا ہے۔

(۱۳۷) آفة العلم النسيان واضاعته أن تحدث به غير أهله (أعمش)۔

علم کی آفت بھولنا ہے اور اس کا ضائع کرنا یہ ہے کہ نا اہل کو بیان کیا جائے۔☆

مصل ہے، اعمش اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کئی واسطے ہیں جو اس روایت میں مفقود ہیں۔

(۱۳۸) عليكم بالعلم قبل أن يقبض وقبل أن يرفع (أبو أمامه)۔

علم کے قبض ہونے اور اٹھائے جانے سے پہلے علم حاصل کرنا لازم ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی علی بن یزید البہانی منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی)، متروک ہے

(دارقطنی ☆ میزان ص ۱۶۱ ج ۳)۔

(۱۳۹) آفة الحديث الكذب وآفة العلم النسيان (علی رضی اللہ عنہ)۔

حدیث کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت بھول ہے۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد اللہ الخطیبی ضعیف ہے (اشب ص ۱۵۶ ج ۴)۔

(۱۴۰) العلم خير من العبادة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۶۔ کشف الخفاء ص ۳۴ ج ۲، موضوعات کبیر ص ۷۹ ج ۸۔

۱۳۷۔ دارمی ص ۱۲۱ ج ۱، کشف الخفاء ص ۱۷ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۸۸ ج ۱۔

۱۳۸۔ کامل ابن عدی ص ۱۸۱ ج ۵۔

۱۳۹۔ شعب الایمان ص ۱۰۷ ج ۴، کنز العمال ص ۱۱۳ ج ۱۶، کشف الخفاء ص ۱۸ ج ۱۔

۱۴۰۔ الکامل ص ۱۲۹ ج ۳، تاریخ بغداد ص ۴۳۶ ج ۴، مجمع ص ۱۲۰ ج ۱، جامع بیان العلم

ص ۲۳ ج ۱، کشف الخفاء ص ۶۵ ج ۲۔

علم عبادت سے بہتر ہے۔

ضعیف ہے، راوی سواد بن مصعب ضعیف ہے اور اس کا استاذ لیث مغلط ہے۔

(۱۴۱) العلم خیر من العبادۃ وملاک الدین الورع والعالم حق یعمل بعلمہ (عبادۃ)۔

علم عبادت سے بہتر ہے اور دین کا بقا پرہیز گاری ہے اور عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرے۔ ☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ۵۶۵)، راقم کے سامنے اس کی سند نہیں ہے۔

(۱۴۲) طالب العلم أفضل عند الله عز وجل من الصلوة والصیام والحج والجهاد فی سبیل الله (انس رضی اللہ عنہ)۔

علم کا طلب کرنے والا اللہ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد سے افضل ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن تمیم السعدی حدیث وضع کرتا تھا (کتاب البحر وجین ص ۳۰۶ ج ۲)۔

(۱۴۳) طلب العلم ساعة خیر من قیام لیلة وطلب العلم یوما خیر من صیام ثلاثة أشهر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایک گھڑی علم کا طلب رات کے قیام سے بہتر ہے اور ایک دن طلب کرنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی نہشل بن سعید کذاب ہے (ابن راہویہ)، یہ ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں لاتا تھا

جو ان کی احادیث سے نہ ہوتیں (کتاب البحر وجین ص ۵۲ ج ۳ ☆ دیکھئے نمبر ۱۲۶)۔

(۱۴۴) طالب العلم لله أفضل عند الله من المجاهد فی سبیل الله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۱۴۱۔ کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰، کشف الخفاء ص ۶۵ ج ۲، ضعیف الجامع ص ۵۶۵۔

۱۴۲۔ جامع بیان العلم ص ۹۹، کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱۰، دیلمی ص ۱۶ ج ۳ عن ابن عباس۔

۱۴۳۔ دیلمی ص ۱۷ ج ۳، ۳۷۳۰، تنزیہ الشریعة ص ۲۷۸ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۸،

کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱۰۔

۱۴۴۔ کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۰۔

- طالب علم اللہ کے ہاں مجاہد سے افضل ہے۔ ☆ البانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے۔
- (۱۴۵) طالب العلم للہ کالغازی والرائح فی سبیل اللہ عز وجل (عمار و انس رضی اللہ عنہما)۔
- طالب علم اس مجاہد کی طرح ہے جو صبح اور شام کو اللہ کے رستہ میں جائے۔ ☆
- البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ۵۶۴)۔
- (۱۴۶) العلم أفضل من العمل وخیر الأعمال أوسطها (بعض الصحابة رضی اللہ عنہم)۔
- علم عمل سے بہتر ہے اور بہتر اعمال درمیانے ہیں۔ ☆
- البانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۵۶۴)۔
- (۱۴۷) نوم العالم عبادة (عبد اللہ بن ابی أوفی)۔
- عالم کی نیند عبادت ہے۔ ☆
- من گھڑت ہے، راوی سلیمان بن عمر غنئی کذاب ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۱۲۸ ج ۱)، عراقی فرماتے ہیں
- سلیمان کذابوں میں سے ایک ہے (المغنی حمل الاسفار ص ۱۸۲ ج ۱)۔
- (۱۴۸) نوم العالم عبادة ونفسه تسبیح (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
- عالم کی نیند عبادت ہے اور اس کی سانس تسبیح ہے۔ ☆
- ضعیف ہے، عراقی فرماتے ہیں معروف روایت کے الفاظ عالم کے بجائے الصائم کے ہیں (المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۲۵ ج ۱)، اور یہ روایت ضعیف ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۸۲ ج ۱)۔
- (۱۴۹) موت العالم مصیبة لا تجبر وثلمة لا تسد وموت قبيلة أیسر من موت
- 
- ۱۴۵۔ دیلمی ص ۱۶ ج ۳، کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۰، ضعیف الجامع ص ۵۲۹۔
- ۱۴۶۔ در منثور ص ۱۹۳ ج ۱، کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰، ضعیف الجامع ص ۵۶۴۔
- ۱۴۷۔ احیاء العلوم ص ۲۲ ج ۲، موضوعات کبیر ص ۱۳۳، المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۲۵ ج ۱، کشف الخفاء ص ۳۲۵ ج ۲۔
- ۱۴۸۔ احیاء العلوم ص ۲۲ ج ۲، کشف الخفاء ص ۳۲۹ ج ۲، المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۲۵ ج ۱۔
- ۱۴۹۔ دیلمی ص ۴۳۶ ج ۴ ح ۴۷۷۱، مجمع الزوائد ص ۲۰۱ ج ۱ بحوالہ طبرانی کبیر۔

عالم (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

عالم کی موت مصیبت ہے جو ناقابل تلافی ہے اور ایسی دراڑ ہے جو بند نہیں کی جاسکتی۔ قبیلہ کی موت عالم کی موت سے ہلکی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، اس میں کئی علتیں ہیں ایک علت راوی ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا قاتل تھا (تقریب) اور یہ روایت مععن ہے دوسرا راوی خالد بن یزید بن ابی مالک کوئی شئی نہیں (احمد)، ثقہ نہیں (نسائی)، اس کی کتاب ”الذیات“ ذن کرنے کے قابل ہے اس نے اپنے باپ پر ہی جھوٹ بولنے پر اکتفا نہیں کیا حتیٰ کہ صحابہ کرام پر جھوٹ بولا ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۶۳۵ ج ۱)۔

(۱۵۰) موت العالم ثلثة فی الاسلام لا تسد ما اختلف اللیل والنهار (عائشة وابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

عالم کی موت اسلام میں دراڑ ہے جو بند نہیں کی جاسکتی جب تک رات اور دن کا نظام موجود ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی یزید کذاب ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۵۳ ج ۲)، روایت من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۸۵۰)، دراصل یہ حسن بصری کا قول ہے (دارمی ص ۸۰ ج ۱)، جسے کذاب راویوں نے مرفوع بنا دیا ہے۔

(۱۵۱) موت العالم موت العالم۔

عالم کی موت جہان کی موت ہے۔ ☆ اس کا اصل معلوم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔



۱۵۰۔ مجمع الزوائد ص ۲۰۱ ج ۱، دیلمی ص ۴۳۶ ج ۴، کنز العمال ص ۱۴۹ ج ۱۰، کشف

الخفاء ص ۲۸۹ ج ۲، دارمی ص ۸۰ ج ۱۔

۱۵۱۔ کسی نامعلوم کا قول ہے حدیث نہیں۔

## ۴۔ کتاب الاعتصام بالسنة

(۱۵۲) ما جاء من الله فهو حق وما جاء مني فهو سنة وما جاء من أصحابي فهو سعة (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ حق ہے اور جو میری طرف سے آئے وہ سنت ہے اور جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے ہے اس میں وسعت ہے۔

ضعیف ہے۔ ☆ راوی عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید مقبری کوئی شی نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ہے (احمد و بخاری و دارقطنی)، اس کا ایک جھوٹ بھی واضح ہوا ہے (یحییٰ بن سعید ☆ میزان ص ۳۲۹ ج ۲)۔

(۱۵۳) اذا حدثتم عني حديثا يوافق الحق فخذوه به حدثت به أو لم أحدث (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جب میرے نام سے تمہیں کوئی حدیث بیان کی جائے جو حق کے ساتھ موافقت رکھے خواہ میں نے وہ حدیث بیان کی ہو یا نہ تم اس پر عمل کرو۔ ☆

ضعیف ہے، راوی اشعث بن براز بھی منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ میزان ص ۲۶۲ ج ۱)۔

(۱۵۴) لا أعرفن ما حدث أحدكم عني الحديث وهو متكفي على أريكته فيقول اقرأ قرآنا ما قيل من قول حسن فأنا قلته (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

۱۵۲۔ الکامل ص ۷۵۱ ج ۲ و ص ۱۱۹۱ ج ۳۔

۱۵۳۔ کتاب الموضوعات ص ۱۸۷ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۹۵ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۶۴ ج ۱۔

کنز العمال ص ۲۳۰ ج ۱۰، الفوائد المجموعة ص ۲۷۸، عقيلي ص ۳۳ ج ۱، میزان ص ۲۶۲ ج ۱۔

لسان ص ۴۵۵ ج ۱، المقاصد الحسنة ص ۵۹، كشف الخفاء ص ۲۲۰ ج ۱۔

۱۵۴۔ تاریخ بغداد ص ۴۴ ج ۱۴ مختصراً



تم میں سے کوئی بھی میری حدیث سے اعراض نہ کرے درانحالیکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور کہے میں تو قرآن پڑھتا ہوں (یاد رکھو) جو بھی اچھی بات ہے وہ میری فرمودہ ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری متروک ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۲)۔

(۱۵۵) اذا حدثتم عنی بحديث تعرفونه ولا تنكرونه قلته أو لم أقله فصدقوا به  
فإني أقول ما يعرف ولا ينكر وإذا حدثتم بحديث تنكرونه ولا تعرفونه  
فإني لا أقول ما ينكر ولا يعرف (سعید المقبری وأبو هريرة رضي الله عنهما)۔

تم سے جب بھی میری حدیث بیان کی جائے جس کو تم پہنچاتے ہو اور انکار نہیں کرتے ہو خواہ وہ میری فرمودہ ہو یا نہ ہو تم اس کی تصدیق کرو کیونکہ میں تو وہی کہتا ہوں جو معروف ہوتی ہے منکر نہیں ہوتی۔ اور جب تمہیں ایسی حدیث بیان کی جائے جس کا تم انکار کرو اور پہنچانو نہ، تو ایسی حدیث میری نہیں ہوتی، کیونکہ میں منکر نہیں ہوتا جو پہنچائی نہ جائے۔ ☆

مرسل ہے، ابن ابی ذئب نے سعید المقبری سے مرسل روایت کی ہے یحییٰ بن آدم نے ابو ہریرہ سے متصل روایت کی ہے مگر وہ منکر ہے کیونکہ ثقہ راوی اس کو مرفوع روایت نہیں کرتے (ابو حاتم)۔

(۱۵۶) ما جاءكم عنی من خیر قلته أو لم أقله فأنا أقول وما أتاكم من شر فإنی  
لا أقول الشر (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

میری طرف سے تمہارے پاس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ میں نے بیان کی ہو یا نہ وہ حدیث میری ہوتی ہے۔ اور جو میری طرف سے تمہارے پاس شر کی خبر پہنچے تو میں شر نہیں کہتا۔ ☆

عبد اللہ بن سعید راوی متروک ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، مقبری اور نافع سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے (میزان ص ۲۳۶ ج ۳) مذکورہ روایت بھی مقبری کے واسطے سے ہے۔

(۱۵۷) ما حدثتم عنی مما تعرفونه فخذوه وما حدثتم عنی مما تنكرونه فلا

۱۵۵۔ الکامل ص ۲۶ ج ۱، دار قطنی ص ۲۰۸ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۳۹۱ ج ۱۱، کنز العمال ص ۱۳۴ ج ۱۰۔

۱۵۶۔ مسند أحمد ص ۴۸۳ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۷۔

۱۵۷۔ الکامل ص ۱۱۶۶ ج ۳۔

تأخذوا به فإنني لا أقول المنكر (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

میری ایسی حدیث روایت کی جائے جس کو تم پہچانتے ہو تو اس پر عمل کر لو، اگر ایسی حدیث بیان کی جائے جس کو تم اوپر اے جانتے ہو تو اس پر عمل نہ کرو، کیونکہ میں منکر نہیں کہتا۔ ☆  
سخت ضعیف ہے، راوی سلم بن مسلم کی خشاب جھمی خبیث ہے (ابن محین)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، اس کی روایت کی قیمت ایک پیہہ بھی نہیں ہے (احمد ☆ میزان ص ۱۳۲ ج ۲)۔

(۱۵۸) من حدث عني حديثا هو لله رضى فأنا قلته وبه أرسلت (أبو هريرة رضي الله عنه)۔  
جو مجھ سے ایسی حدیث روایت کرے جس میں اللہ کی رضا ہو وہ میری فرمودہ ہے اور میں اس کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی بختری بن عبید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور یہ اپنے باپ کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابو نعیم ☆ میزان ص ۲۹۹ ج ۱)، اور اس کا باپ مجہول ہے (میزان ص ۱۹ ج ۳)۔

(۱۵۹) ستشفوا عني أحاديث فما آتاكم من حديثي فاقروا كتاب الله واعتبروا فما وافق كتاب الله فأنا قلته وما لم يوافق فلم أقله (عبد الله بن عمر رضي الله عنه)۔  
میری حدیثیں عام پھیل جائیں گی جب تمہارے پاس میری حدیث پہنچے تو اللہ کی کتاب پڑھو اور حدیثوں کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو کتاب اللہ کے موافق ہے وہ میری فرمودہ ہے اور جو موافق نہ ہو تو میں نے اسے نہیں کہا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابو حاضر عبد الملک بن عبد ربہ مکر الحدیث ہے (مجمع ص ۱۷۰)۔

(۱۶۰) واني لا ادري لعلكم أن تقولوا على بعدى ما لم اقل ما حدثتم عني مما يوافق القرآن فصدقوا به، وما حدثتم عني مما لا يوافق القرآن فلا تصدقوا به، وما

۱۵۸۔ الکامل ص ۴۹۱ ج ۲، کنز العمال ص ۲۳۰ ج ۱۰۔

۱۵۹۔ مجمع ص ۱۷۰ ج ۱، والتعليق المغني ص ۲۰۸ ج ۴۔

۱۶۰۔ الاحکام فی اصول الاحکام ص ۷۷ ج ۲۔

لرسول اللہ ﷺ حتی یقول مالا یوافق القرآن۔ (حسن بصری مرفوعاً)  
مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد مجھ پر وہ بات کہو گے جو میں نے نہیں کہی تم سے میری جو حدیث بیان کی جائے اگر وہ قرآن کے موافق ہو تو اس کی تصدیق کرو اور جو قرآن کے موافق نہ ہو تو تم اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کرے جو قرآن کے موافق نہیں ہے ☆  
ضعیف ہے مرسل ہونے کے باوجود سند بھی ضعیف ہے راوی عمرو بن ابی عمرو ضعیف ہے اور اسکا استاد مجہول ہے۔ (الاحکام ص ۷۷ ج ۲)

(۱۶۱) سیاتی عنی أحادیث مختلفة قد جاء کم موافقا بکتاب الله وستی فهو منی وما جاء کم مخالفا لکتاب الله وستی فلیس هو منی (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔  
تمہارے پاس میری مختلف حدیثیں آئیں گی ان میں جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہوں وہ میری حدیثیں ہیں اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے مخالف ہوں پس وہ میری حدیث نہیں ہے۔ ☆  
باطل ہے، راوی صالح بن موسیٰ کوئی شی نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی) ☆ میزان ص ۴۰۲ ج ۲۔

(۱۶۲) اعرضوا حدیثی علی الکتاب فما واقفه فهو شیء منی (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔  
تم میری حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو جو اس کے موافق ہو وہ میری حدیث ہے۔ ☆  
نخت ضعیف ہے، راوی یزید بن ربیعہ متروک الحدیث ہے (نسائی) ☆ میزان ص ۴۰۲ ج ۲۔

(۱۶۳) أنها تكون بعدی رواة یروون عنی الحدیث فاعرضوا حدیثهم علی القرآن فما وافق القرآن فخذوا به وما لم یوافق القرآن فلا تأخذوا به (علی بن حسین رضی اللہ عنہ)۔

میرے بعد ایسے راوی ہونگے جو مجھ سے حدیث بیان کریں گے تم ان کی حدیث کو قرآن پر پیش کرو جو

۱۶۱۔ دار قطنی ص ۲۰۸ ج ۴۔

۱۶۲۔ طبرانی کبیر ص ۹۷ ج ۲، کنز العمال ص ۱۷۹ ج ۱، مجمع ص ۱۷۰ ج ۱۔

۱۶۳۔ دار قطنی ص ۲۰۹ ج ۴، ذم الکلام ص ۷۸ ج ۲۔

- قرأت کے موافق ہو اس پر عمل کر لو اور جو نا موافق ہو اس پر عمل نہ کرو۔ ☆
- مرسل ہے، راوی علی بن حسین تابعی ہیں، راوی ابو بکر بن عیاش نے حضرت علی سے مرفوع روایت کی ہے دارقطنی فرماتے ہیں مرفوع روایت کرنا وہم ہے درست مرسل ہے (دارقطنی ص ۲۰۹ ج ۴)۔
- (۱۶۴) من حفظ علی أمتی حدیثاً واحداً کان له أجر أحد وسبعین نبی صدیقاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
- جس نے میری امت میں سے ایک ہی حدیث یاد کی اس کے لئے (۷۱) نبیوں صدیقوں کا اجر ہے۔ ☆
- من گھڑت ہے، ابن رزام کذاب ہے اور ممکن ہے کہ یہ روایت اسی کی گھڑی ہو (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۳۹ ج ۴)۔
- (۱۶۵) من حفظ علی أمتی أربعین حدیثاً فی أمر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت له یوم القیامة شافعاً وشہیداً (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔
- جس نے میری امت میں سے اپنے دین کے معاملہ میں چالیس حدیث یاد کیں اللہ اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کے لئے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ ☆
- من گھڑت ہے، راوی عبد الملک بن ہارون بن عمرہ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۷۰)۔
- (۱۶۶) من حفظ علی أمتی أربعین حدیثاً ینفعون بها بعثہ اللہ یوم القیامة فقیہا عالماً (علی رضی اللہ عنہ)۔
- جس نے میری امت میں سے چالیس حدیثیں فائدہ مند یا کیں قیامت کے دن اللہ اسے فقیہ اور عالم اٹھائے گا۔ ☆
- باطل ہے، راوی عبد اللہ بن احمد بن عامر طائی اپنے باپ کے طریق سے اہل بیت کی طرف منسوب باطل نسخہ روایت کرتا تھا (میزان ص ۳۹۰ ج ۲)۔
- (۱۶۷) من حفظ - إلی - أدخل من آی أبواب الجنة شئت (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

۱۶۴۔ اتحاف ص ۷۵ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۳۹ ج ۴۔

۱۶۵۔ کتاب المجروحین ص ۱۳۳ ج ۲، العلل المتناہیة ص ۱۱۳ ج ۱، اتحاف ص ۷۵ ج ۱۔

۱۶۶۔ العلل المتناہیة ص ۱۱۲ ج ۱، اتحاف ص ۷۷ ج ۱، کنز العمال ص ۲۹۴ ج ۱۰۔

جس نے چالیس حدیثیں یاد کیں، قیامت کے روز اس کو کہا جائے گا تو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔ ☆

باطل ہے، راوی محمد بن حفص الخزامی متفرد ہے اور یہ روایت اس کی یا اس کے استاد کی وضع کردہ ہے (میزان ص ۵۸۸ و ۵۲۶ ج ۲)۔

(۱۶۸) علاوہ ازیں اس موضوع کی روایات بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی جاتی ہیں جن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کی تین سندیں ہیں، ایک سند میں محمد بن ابراہیم کذاب ہے، اور دوسری سند میں حسین بن علوان حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۵۳۲ ج ۱)، اور تیسری سند میں اسماعیل بن ابی زیاد کذاب ہے اور دجال ہے (میزان ص ۲۳۰ ج ۱ ترجمہ نمبر ۸۸)۔

(۱۶۹) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی سند مظلم ہے محمد بن یزید دونوں باپ بیٹا ضعیف ہیں اور ایک راوی عبد الرحمن بن معاویہ ناقابل حجت ہے۔

(۱۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت چار اسناد سے مروی ہے پہلی سند میں ابن علاش راوی موضوع روایات کرتا تھا، اور دوسرا راوی عمرو بن حصین کوئی شئی نہیں متروک ہے، دوسری سند میں خالد بن اسماعیل وضاع ہے، تیسری سند میں ابو البخری کذاب ہے چوتھی سند میں اسحاق بن نجیح معروف کذاب حدیثیں وضع کرنے والا ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابو غالب حذور قابل حجت نہیں۔

(۱۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کی تین سندیں ہیں ایک میں حسن بن قتیہ متروک الحدیث ہے،

۱۶۷۔ حلیۃ الأولیاء ص ۱۸۹ ج ۴، در المنثور ص ۳۴۳ ج ۵، العلل المتناہیۃ ص ۱۱۲ ج ۱، شرف أصحاب الحديث ص ۱۱ و میزان ص ۵۸۸ ج ۲، ص ۵۲۶ ج ۳۔

۱۶۸۔ العلل المتناہیۃ ص ۱۱۲ ج ۱، المحدث الفاصل ص ۱۷۳، جامع بیان العلم ص ۴۴ ج ۱۔

۱۶۹۔ العلل المتناہیۃ ص ۱۱۳ ج ۱۔

۱۷۰۔ العلل المتناہیۃ ص ۱۱۴ ج ۱، میزان ص ۲۵۳ ج ۳، جامع بیان العلم ص ۴۲ ج ۱، المحدث الفاصل ص ۱۷۳۔

۱۷۱۔ العلل المتناہیۃ ص ۱۱۵ ج ۱، میزان ص ۱۲۱ ج ۳۔

- دوسری سند میں اسحاق بن نجیح کذاب ہے اور تیسری سند میں احمد بن بکر ہے جس کی روایات منکر ہیں۔
- (۱۷۳) روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے نیز یعقوب بن اسحاق عسقلانی کذاب ہے۔
- (۱۷۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جس میں ایک تو حسن بصری مدلس ہیں اور دوسرا اس میں ایک مجہول راوی ہے جس نے اس روایت کو اپنے جیسے ہی مجہول راوی سے مرفوع روایت کیا ہے۔
- (۱۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جس کی چار سندیں ہیں ایک میں حصن بن جحج نا قابل حجت ہے اور دوسرا راوی ابان متروک ہے، دوسری سند میں سلیمان بن سلمہ جھوٹا ہے، تیسری سند میں ابو داؤد نفع بن حارث کذاب ہے اور چوتھی سند میں سدی ہے جس کو ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے۔
- (۱۷۶) اسی طرح یہ روایت نویرہ سے بھی مروی ہے جس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور صحابہ میں نویرہ نام کا کوئی معروف آدمی نہیں، اور عمر بن ہارون کذاب خمیث ہے (مذکورہ تمام روایات کی تفصیل وحوالہ جات کے لئے العلل المتناہیہ ص ۱۱۱ تا ص ۱۲۱ ج ۱) ملاحظہ فرمائیں۔
- (۱۷۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کی روایت میں محمد بن مضر بن معن انماطی اور اس کا استاذ بوری بن فضل ہرمزی ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک نے اس روایت کو وضع کیا ہے (میزان الاعتدال ص ۳۵۶ ج ۱)۔
- امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام طرق ضعیف ہیں کوئی شیء ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ص ۱۲۱ ج ۱)۔
- (۱۷۸) من أحب سنتی فقد أحببني ومن أحببني كان معي في الجنة (أنس رضی اللہ عنہ)۔
- جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ

۱۷۲۔ العلل المتناہیہ ص ۱۱۶ ج ۱، جامع بیان العلم ص ۱۴۴ ج ۱، میزان ص ۲۰۱ ج ۱۔

۱۷۳۔ العلل المتناہیہ ص ۱۱۷ ج ۱، جامع بیان العلم ص ۴۳ ج ۱، میزان ص ۴۴۹ ج ۱۔

۱۷۴۔ العلل ص ۱۱۷ ج ۱۔

۱۷۵۔ العلل ص ۱۱۹ ج ۱، شرف أصحاب الحديث ص ۱۱۔

۱۷۶۔ العلل ص ۱۱۸ ج ۱، الاصابة ص ۷۸ ج ۳ فی ترجمة نویره من القسم الأول۔

۱۷۷۔ العلل ص ۱۱۷ ج ۱، میزان ص ۳۰۶ ج ۱۔

۱۷۸۔ اطراف الحديث ص ۳۰ ج ۸ بحوالہ ابن عساکر ص ۱۴۵ ج ۳۔

جنت میں ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے، علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۳۶ - مزید دیکھئے نمبر ۸۴)۔

(۱۷۹) من أحيى سنة من سنتي قد أميتت بعدى فإن له من الأجر مثل أجور من

عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم شيئاً (بلال بن حارث مزنی)۔

جس نے میرے بعد میری مردہ سنت کو زندہ کیا اس کے لئے اتنا اجر ہے جتنا کہ اس پر عمل کرنے والا

کا ہے عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ ☆ سخت ضعیف ہے۔

(۱۸۰) طوبى للغرباء وهم الذين يصلحون ما أفسد الناس من بعدى من سنتي

(کثیر بن عبد اللہ عن أبيه عن جدہ)۔

غرباء کے لئے مبارک ہے یہ وہ لوگ ہیں جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن کو لوگ میرے بعد

خراب کریں گے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، ان دونوں روایتوں کا راوی کثیر بن عبد اللہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک رکن ہے

(دیکھئے نمبر ۱۱۶)۔

(۱۸۱) من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جس نے امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لئے سو (۱۰۰) شہید کا ثواب ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن قتیہ متروک ہے (دارقطنی)، ضعیف ہے (ابوحاتم)، کثیر الوهم (لعقلی)،

حاکک ہے (میزان ص ۵۱۹ ج ۱)۔

(۱۸۲) التمسك بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

امت میں فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرنے والے کے لئے شہید کا اجر ہے۔ ☆

۱۷۹۔ ترمذی ح ۲۶۷۹، ابن ماجہ ح ۲۰۹ و ۲۱۰، شرع السنة ص ۲۳۳ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۱۶ ج ۱۷۔

۱۸۰۔ ترمذی ح ۲۷۶۵، طبرانی کبیر ص ۱۶ ج ۱۷۔

۱۸۱۔ الکامل ص ۷۳۹ ج ۲، ترغیب الترهیب ص ۸۰ ج ۱، مشکاة ص ۶۲ ج ۱، ضعیفة ص ۳۳۳ ج ۱۔

۱۸۲۔ طبرانی اوسط ص ۱۹۷ ج ۶ ح ۵۴۱۰، حلیۃ الأولیاء ص ۲۰۰ ج ۸، مجمع ص ۱۷۲ ج ۱۔

ضعیف ہے، ایک تو راوی عبد العزیز بن ابی رواد ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمود بن صالح الندری مجہول ہے (پیشی، مشکوٰۃ البانی ص ۶۲ ج ۱)۔

(۱۸۳) کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی (جابر رضی اللہ عنہ)۔  
میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی جبرون بن واقد افریقی متھم ہے اور یہ روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۳۸۸ ج ۱)۔

(۱۸۴) إن أحادیثنا ینسخ بعضها بعضا کنسخ القرآن (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔  
احادیث ایک دوسری کو منسوخ کر دیتی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات ایک دوسری کو منسوخ کر دیتی ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، محمد بن عبد الرحمن بیلانی راوی کذاب ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس نے اپنے باپ سے تقریباً دو صد من گھڑت روایات کا مجموعہ روایت کیا ہے (کتاب المجروحین ص ۲۶۲ ج ۲، دیکھئے نمبر ۵۴)۔  
(۱۸۵) لا تسئلوا عن أهل الكتاب فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا (عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تم یہود و نصاریٰ سے سوال نہ کیا کرو وہ تمہاری ہرگز راہنمائی نہیں کریں گے کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں۔ ☆  
باطل ہے، راوی جابر بھی متروک ہے (نسائی)، کذاب ہے (لیف بن ابی سلیم وابن معین اور جوزجانی) ☆  
(میزان ص ۱۸۰ ج ۱) ہاں موقوفاً صحیح ہے۔

(۱۸۶) أبی اللہ أن یصح إلا کتابہ۔

- 
- ۱۸۳۔ دارقطنی ص ۱۴۵ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۳۸۸ ج ۱، مشکاة ص ۶۸ ج ۱۔  
۱۸۴۔ دارقطنی ص ۱۴۵ ج ۱، علل المتناہیة ص ۱۲۵ ج ۱، مشکاة ص ۶۸ ج ۱۔  
۱۸۵۔ مصنف عبد الرزاق ص ۱۱۰ ج ۶، مسند أحمد ص ۳۳۸ ج ۳، بیہقی ص ۱۱ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۷۳ ج ۱، ۱۷۴ ج ۱، ۱۵۸ ج ۱۰، در منثور ص ۱۴۷ ج ۵، کنز العمال ص ۲۰۰ ج ۱، فتح الباری ص ۳۳۴ ج ۱۳۔



اللہ سوائے قرآن کے کسی اور کتاب کی صحت کا انکار کرتا ہے۔ ☆ کسی ملحد کا قول ہے۔

(۱۸۷) حدثوا الناس بما يعرفون ولا تحدثوهم بما ينكرون فيكذبون الله ورسوله (حسین بن علی رضی اللہ عنہ)۔

تم لوگوں سے وہ بیان کرو جس کو وہ جانتے ہیں اور تم وہ نہ بیان کرو جس کا وہ انکار کرتے ہیں پس وہ اللہ اور رسول کو جھٹلائیں۔ ☆

مرفوعاً غیر ثابت ہے ابن الفرس فرماتے ہیں اس کی سند واہ ہے بلکہ کہا گیا ہے موضوع ہے (کشف الخفاء ص ۱۷۳۵)، اصل روایت بخاری میں حضرت علی سے موقوف ہے۔

(۱۸۸) ما نسمع منك نخدت به كله فقال نعم الا أن تحدث قوما حديثا لا تضبطه عقولهم فيكون على بعضهم فتنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ سے جو ہم سنتے ہیں کیا وہ تمام کا تمام لوگوں کو بیان کر دیا کریں فرمایا جی ہاں مگر یہ کہ تم ایسی قوم کو بیان کرو جن کی عقلیں محفوظ نہیں رکھ سکتیں تو بعض کے لئے فتنہ ہوگا۔ ☆ ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ سے صحیح ثابت نہیں اس کا راوی عمر بن داؤد مجہول ہے اور یہ حدیث صرف اسی سے پہچانی جاتی ہے (العلل المتناہیہ ص ۱۲۳)۔

(۱۸۹) إذا كان يوم القيامة جاء أصحاب الحديث بأيديهم المحابر الحديث (أنس رضی اللہ عنہ)۔ جب قیامت کا دن ہوگا اہل حدیث آئیں گے ان کے طریقوں میں رواقلمیں ہوئیں اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم کریں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور پوچھو تم کون ہو حالانکہ وہ انہیں زیادہ جانتا ہے وہ کہیں گے ہم اصحاب الحدیث ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ☆ من گھڑت ہے، راوی محمد بن یوسف بن یعقوب الرقی کذاب ہے (خطیب)، اس نے مذکورہ باطل

۱۸۶۔ کشف الخفاء ص ۳۵ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۷۷۔

۱۸۷۔ دیلمی ص ۲۰۵ ج ۲، ح ۲۴۷۸، کنز العمال ص ۲۴۷ ج ۱۰، کشف الخفاء ص ۳۵۲ ج ۱، المقاصد الحسنۃ ص ۹۳۔

۱۸۸۔ العلل المتناہیہ ص ۱۲۳ ج ۱، میزان ص ۱۹۳ ج ۳۔

۱۸۹۔ کتاب الموضوعات ص ۱۸۹ ج ۱، اللالی المصنوعۃ ص ۱۹۸ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۴۱۰ ج ۳، میزان ص ۷۳ ج ۴، لسان المیزان ص ۴۳۶ ج ۵، فوائد المجموعۃ ص ۲۹۱، دیلمی ص ۳۱۵ ج ۱، ح ۹۸۹۔

حدیث گھڑی ہے (میزان ص ۳۷ ج ۴)۔

(۱۹۰) إذا كتبتم الحديث فاكتبوه بأسنادہ (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب تم حدیث لکھو تو سند سمیت لکھو۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی مسعد بن صدقہ متروک ہے (دارقطنی) اور یہ روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۹۸ ج ۴)۔

(۱۹۱) إن هذا العلم دين فليَنْظُرْ أَحَدُكُمْ عَمَّنْ يَأْخُذُ دِينَهُ (أنس)۔

حدیث کا علم دین ہے تم دیکھو کس سے دین حاصل کرتے ہو۔ ☆

منکر ہے، راوی خلید بن ولید قوی نہیں (المغنی فی الضعفاء ص ۲۱۳ ج ۱)، ضعیف ہے (احمد)، کوئی شی نہیں

(ابن معین)، ثقہ نہیں (نسائی)، حدیث میں متین نہیں قتادہ سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں (ابو حاتم)،

اس کے ضعف پر اجماع ہے (ساجی ☆ تہذیب ص ۱۵۹ ج ۳)، مذکورہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔

(۱۹۲) مذکورہ حدیث حضرت علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت بھی قتادہ سے ہے، اصل میں یہ امام ابن

سیرین کا قول ہے (مسلم ص ۱۴ ج ۱)۔

(۱۹۳) دينك إنما هو لحمك ودمك وأنظر عمن تأخذ خذ عن الذين استقاموا

ولا تأخذ عن الذين مالوا (ابن عمر)۔

اے ابن عمر تیرا دین تیرا گوشت اور خون ہے تو دیکھ کس سے دین حاصل کرتا ہے ان سے دین حاصل کرو

جو درست ہیں اور جو ٹیڑھے ہیں ان سے حاصل نہ کرو۔ ☆

غیر صحیح ہے، راوی عطف بن خالد مجروح ہے ابن حبان فرماتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے ایسی

حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہ تھیں قابل حجت نہیں (العلل المتناہیہ ص ۱۲۴ ج ۱)۔

(۱۹۴) إذا فرغ أحدكم فلا يكتب عليه بلغ فإن بلغ اسم شيطان ولكن يكتب

عليه الله (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

۱۹۰۔ میزان ص ۹۸ ج ۴، ضعیف الجامع ص ۹۹، ضعیفہ ص ۲۲۵ ج ۲۔

۱۹۱۔ تاریخ جرجان (۴۳۰) الاماع ص ۱۰ ج ۲، العلل المتناہیہ ص ۱۲۴، ضعیفہ ص ۵۰۳ ج ۵،

ضعیف الجامع ص ۲۹۴۔

۱۹۲۔ کنز العمال ص ۲۴۰ ج ۱۔

۱۹۳۔ العلل المتناہیہ ص ۱۲۳ ج ۱، الکفایہ ص ۱۹۵۔

جب تم میں سے کوئی لکھنے سے فارغ ہو تو آخر میں لفظ بلغ کا نہ لکھے کیونکہ بلغ شیطان کا نام ہے لیکن اس پر لفظ اللہ لکھے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی مسلم بن عبد اللہ من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا اس روایت کا کچھ اصل نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۸۹ ج ۱)۔

(۱۹۵) علیکم بالعلم فإن الرجل من أمتی فی آخر الزمان یروی الحدیث ویرفعه إلی الحدیث (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم پر علم لازم ہے میری امت کا آدمی آخری زمانہ میں حدیث روایت کرے گا اور اس کی نسبت میری طرف کرے گا وہ سند میں کسی راوی کا ذکر نہیں کرے گا مگر فرشتوں کی طرف سے خوشخبری دینے والا اس کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ فلاں نے تجھ سے تیرے مرنے کے بعد ایسے ایسے حدیث روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز فرمائیں گے اے اللہ مجھے قدرت دے کہ میں اس کو آگ سے رہائی دلاؤں جیسا کہ اس نے مجھے میرے مرنے کے بعد یاد کیا ☆

بے اصل ہے راقم کو سند نہیں ملی (فردوس الاخبار ص ۳۸ ج ۳)۔

(۱۹۶) لا تأخذوا الحدیث إلا ممن تجوز شہادته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم اس شخص کی حدیث قبول کرو جس کی شہادت قابل قبول ہے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی صالح بن حسان نظری منکر الحدیث ضعیف ہے (ابو حاتم)، کوئی شی نہیں (احمد)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۲۹۱ ج ۲)۔



۱۹۴۔ کتاب المجروحین ص ۳۹ ج ۳، لسان المیزان ص ۱۱۲ ج ۶، الفوائد المجموعة ص ۲۹۱، کتاب

الموضوعات ص ۱۸۸ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۹۷ ج ۱، تنزیہ الشریعة المرفوعة ص ۲۵۷ ج ۱۔

۱۹۵۔ دیلمی ص ۴۷ ج ۳ ح ۳۸۳۵۔

۱۹۶۔ تاریخ بغداد ص ۳۰۱ ج ۹، الکفایة ص ۹۵، کنز العمال ص ۲۲۴ ج ۱۰، العلل المتناهیة

ص ۱۲۴ ج ۱، المحدث الفاضل ص ۴۱۱۔

## ۵- کتاب البدعات

(۱۹۷) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله الحديث (كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده)۔

جس نے کوئی ایسی بدعت جاری کی جسے اللہ اور رسول پسند نہ کریں تو اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہے جو اس بدعت پر عمل کرتے ہیں اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ☆  
باطل ہے، راوی کثیر بن عبد اللہ متروک بلکہ متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)۔

(۱۹۸) كل بدعة ضلالة إلا بدعة في عبادة (أنس رضي الله عنه)۔

عبادت میں بدعت کے علاوہ باقی ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی یثیم بن عدی طائی ثقہ نہیں کذاب ہے (میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔

(۱۹۹) ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة (غضيف بن حارث رضي الله عنه مرفوعاً)۔

جو قوم ایک بدعت جاری کرتی ہے تو اس کے بدلے ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی بقیہ بن ولید بالا جماع قابل حجت نہیں (بیہقی)، ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا (ابن القطان ☆ تذهیب ص ۴۷۷ ج ۱) اور اس کا استاذ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی بھی ضعیف اور ردی الحفظ ہے جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان) کوئی شی نہیں (احمد ☆ میزان ص ۴۹۸ ج ۱)۔

۱۹۷۔ ابن ماجه ح ۲۱۰ باب من احياء سنة قد اميت، سنن ترمذی ح ۲۶۷۷ باب ما جاء الخذ بالسنة واجتناب البدعة، طبرانی ص ۱۶ ج ۱۔

۱۹۸۔ دیلمی ص ۳۱۰ ج ۳ ح ۴۸۰۸، الموضوعات کبیر ص ۹۲، تذکرة الموضوعات ص ۱۶، تنزیہ الشریعة ص ۳۲۰ ج ۱۔

۱۹۹۔ مسند أحمد ص ۱۰۵ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۱۸۸ ج ۱، مشکاة ص ۱۸۶ ج ۱، کنز العمال ص ۲۱۹ ج ۱، ترغیب الترهیب ص ۸۶ ج ۱، فتح الباری ص ۲۵۴ ج ۱۳۔

واضح رہے کہ ابن عباس سے موقوف روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۰۰) لا يذهب من السنة شيء حتي يظهر من البدعة مثله وتظهر البدعة حتي ينشأ في البدعة من لا يعرف السنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
سنت تب ختم ہوتی ہے جب اس کی مثل بدعت ظاہر ہو جاتی ہے اور بدعت اس سے پیدا ہوتی ہے جو سنت کو نہیں جانتا۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی کا دح بن رحمۃ الزاہدی ثقہ راویوں سے منقول روایتیں کرتا تھا خیال یہی ہے کہ یہ عمداً ایسے کرتا تھا اس کی اکثر روایات موضوع اور منقول ہیں (کتاب البحر وچمن ص ۲۳۰ ج ۲)۔  
(۲۰۱) أبی اللہ أن یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
اللہ تعالیٰ اس وقت تک بدعتی کے عملوں کو قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت کو چھوڑ نہیں دیتا۔ ☆  
غیر صحیح ہے، اس کی سند کے راوی ابو زید، ابو مغیرہ اور بشر بن منصور تینوں مجہول ہیں (العلل المتناہیہ ص ۱۳۸ ج ۱ و ۵۲۷ ج ۴)۔

(۲۰۲) لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صوماً ولا صلوة ولا صدقة ولا حجاً ولا عمرة ولا جهاداً الحديث (حذیفہ رضی اللہ عنہ)  
اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز، صدقہ (زکوٰۃ)، حج، عمرہ، جہاد، نفل، اور فرض کچھ بھی قبول نہیں کرتا یہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسا کہ آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی محمد بن مھسن عکاشی کذاب ہے (تقریب ص ۳۱۴)۔  
(۲۰۳) أهل البدع شر الخلق والخلق (أنس رضی اللہ عنہ)

۲۰۰۔ العلل المتناہیہ ص ۱۳۵ ج ۱، کنز العمال ص ۲۲۲ ج ۱۔

۲۰۱۔ ابن ماجہ ح ۵۰، باب اجتناب البدع والجدل، تاریخ بغداد ص ۱۸۶ ج ۱۳، الترغیب والترہیب ص ۸۶ ج ۱، كشف الخفاء ص ۳۶ ج ۱، السنة لابن ابی عاصم ص ۲۲ ج ۱، کنز العمال ص ۲۱۹ ج ۱، علل المتناہیہ ص ۱۳۸ ج ۱۔

۲۰۲۔ ابن ماجہ ح ۴۹، باب اجتناب البدع والجدل، ترغیب والترہیب ص ۸۷ ج ۱، کنز العمال ص ۲۲۰ ج ۱۔

۲۰۳۔ حلیۃ الأولیاء ص ۲۹۱ ج ۸، تاریخ اصفہان ص ۹۰ ج ۲، کنز العمال ص ۲۱۸ ج ۱، ۲۲۳ ج ۱۔

بدعتی مخلوق میں بدترین ہیں۔ ☆ البانی کہتے ہیں ضعیف ہے (جامع الضعیف ص ۳۰۷)۔

(۲۰۴) لیس من امتی أهل البدع (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بدعتی میری امت میں سے نہیں ہیں۔ ☆

سند نامعلوم ہے، دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔ (فردوس الاخبار ص ۳۲۹ ج ۳)۔

(۲۰۵) إذا مات صاحب بدعة فتح في الإسلام فتح (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو فتح ہوتی ہے۔ ☆

البانی کہتے ہیں من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۹۹)، خطیب فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے اور متن منکر ہے (تاریخ بغداد ص ۱۵۹ ج ۳)۔

(۲۰۶) ما تحت ظل السماء من اله يعبد من دون الله اعظم عند الله من هوى

متبع (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

آسمان کے نیچے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو اللہ کے ہاں بڑا ہو اس خواہش سے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے، حسن بن دینار متروک ہے جسے امام بخاری عبدالرحمان ابن مبارک اور کعب نے ترک کر دیا تھا (میزان ص ۳۸۷ ج ۱)۔

(۲۰۷) من أعرض عن صاحب بدعة بوجهه بغضاله في الله ملأه الله قلبه أما

وإيماننا ومن انتهر صاحب بدعة أئمنه الله يوم الفزع الأكبر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

میزان الاعتدال ص ۲۷ ج ۴، لسان المیزان ص ۳۶۰ ج ۵۔

۲۰۴۔ دیلمی ص ۴۲۹ ج ۳ ص ۲۰۷ ج ۵۔

۲۰۵۔ تاریخ بغداد ص ۱۵۹ ج ۴، العلل المتناهية ص ۱۳۹ ج ۱، کنز العمال ص ۲۱۹ ج ۱، تذکرۃ

الموضوعات ص ۱۶، کشف الخفاء ص ۹۹ ج ۱، ضعیفۃ ص ۲۲۹ ج ۶، وضعیف الجامع ص ۹۹

وقال موضوع، دیلمی ص ۳۵۱ ج ۱ ص ۱۱۲۵۔

۲۰۶۔ طبرانی کبیر ص ۱۰۳ ج ۸ ص ۷۵۰۲۔

۲۰۷۔ حلیۃ الأولیاء ص ۲۰۰ ج ۸، تنزیہ الشریعۃ ص ۳۱۴ ج ۱، اللالی ص ۲۳۰ ج ۱، الفوائد

المجموعۃ ص ۵۰۴۔

جو بدعتی سے بغض کی وجہ سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو بدعتی سے ناراض ہو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا، اور جو بدعتی کو سلام کہتا ہے اور خوش روئی سے ملتا ہے جس سے وہ خوش ہو تو جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر اتارا ہے اس کی توہین کی ہے۔ ☆ باطل ہے، راوی عبد العزیز بن ابی رواد وہم پر روایت بیان کرتا تھا جس کی وجہ سے قابل احتجاج نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۹۹ ج ۱)، اس پر تفتیش غالب تھا جو روایت کرتا اسے جانتا نہ تھا نافع سے ایسی روایتیں کرتا گویا کہ موضوع ہیں یہ وہم کی بنا پر تھا عمداً ایسے نہ کرتا تھا (کتاب البحر وچین ص ۱۳۷ ج ۲)، مذکورہ حدیث بھی عبد العزیز نے نافع سے روایت کی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت میں خرابی حسین کی وجہ سے ہے اس کا غیر اس سے زیادہ ثقہ ہے (الملائی المصنوعہ ص ۲۳۱ ج ۱)۔

(۲۰۸) من وقر صاحب بدعة فقد أعان علی هدم الإسلام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ختم کرنے پر تعاون کیا۔ ☆ باطل ہے، راوی بھلول بن عبید حدیث چور ناقابل احتجاج ہے (کتاب البحر وچین ص ۲۰۲ ج ۱)۔

(۲۰۹) یہ روایت حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے جو باطل ہے راوی حسن بن یحییٰ حشبی ثقہ راویوں سے بے اصل حدیثیں روایت کرتا تھا ابن عدی فرماتے ہیں یہ حدیث باطل موضوع ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۹۹ ج ۱)۔  
(۲۱۰) من مشی إلی صاحب بدعة لیوقره فقد أعان علی هدم الإسلام (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جو بدعتی کی طرف جائے تاکہ اس کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ختم کرنے پر تعاون کیا۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی بقیہ ضعیف ناقابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۲۰۶)۔

- ۲۰۸۔ تفسیر قرطبی ص ۱۳ ج ۷، حلیۃ الأولیاء ص ۲۱۸ ج ۵، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۹۹ ج ۱، فوائد المجموعۃ ص ۲۱۱، اللالی المصنوعۃ ص ۲۳۱ ج ۱، الکامل ص ۲۳۶ ج ۲، تنزیہ ص ۳۱۴ ج ۱۔  
۲۰۹۔ الکامل ص ۷۳۶ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۱۹۹ ج ۱، اللالی ص ۲۳۱ ج ۱، میزان ص ۵۲۵ ج ۱۔  
۲۱۰۔ مجمع الزوائد ص ۱۸۸ ج ۱، کنز العمال ص ۲۲۲ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۹۷ ج ۶، اللالی المصنوعۃ ص ۲۳۲ ج ۱۔  
۲۱۱۔ تاریخ بغداد ص ۲۹۶ ج ۸، کنز العمال ص ۷۹۱ ج ۱۵، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۸ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۱۸۸ ج ۱، کشف الخفاء ص ۲۳۶ ج ۲، موضوعات کبیر ص ۱۱۵، ضعیفۃ ص ۴۵۳ ج ۱، اللالی ص ۱۹۶ ج ۱۔

(۲۱۱) من بلغه عن الله عز وجل شيء فيه فضيلة فاحذ به إيماناً ورجاءاً أو ثعاباً أعطاه الله ذلك وإن لم يكن كذلك (جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ)۔

جس کو اللہ کی طرف سے کوئی فضیلت والی چیز پہنچے تو وہ اس پر ایمان و امید اور ثواب کی خاطر عمل کرے تو اللہ اس کو اجر دے گا اگرچہ وہ حقیقت میں ایسے نہ ہو۔ ☆ من گھڑت ہے، راوی ابو جابر بیاضی متروک الحدیث ہے (نسائی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۸۸ ج ۱)۔

(۲۱۲) مذکورہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کے آخر میں ہے اسے جو خبر پہنچی ہے خواہ وہ جھوٹ ہی ہو۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی ابو معمر عباد بن عبد الصمد منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس نے حضرت انس سے ایک نسخہ روایت کیا ہے جس کا اکثر حصہ من گھڑت ہے (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۶۹ ج ۲)، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں چند الفاظ کا اضافہ ہے اس کا راوی ابو الخلیل بزیج بن حسان معتمد ہے (میزان ص ۳۰۶ ج ۱)، جو ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایتیں کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۹۹ ج ۱)۔

(۲۱۳) اور یہی روایت ابن عمر کے طریق سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی اسماعیل بن یحییٰ کذاب تھا (حاکم دارقطنی)، جو حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۵۳)، نیز اس کے دونوں شاگردو علماء بن مسلمہ اور عبد الرحیم بن حبیب بھی کذاب ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص ۳۱۰ ج ۲)۔

(۲۱۴) من بلغه عن الله فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها (أنس رضی اللہ عنہ) جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضیلت والی بات پہنچے وہ اس کی تصدیق نہ کرے تو وہ اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ ☆

۲۱۲۔ کتاب المجروحین ص ۱۹۹ ج ۱، اللالی ص ۱۹۶ ج ۱

۲۱۳۔ اللالی ص ۱۹۶ ج ۱، تنزیہ ص ۲۶۵ ج ۱۔

۲۱۴۔ طبرانی أوسط ح ۵۱۲۵ ص ۶۰ ج ۶، أبو يعلى ص ۳۸۷ ج ۳ ح ۳۴۳۰، الكامل ص ۴۹۳ ج ۲، کنز

العمال ص ۲۶۲ ج ۱، ضعیفہ ص ۴۵۸ ج ۱، تنزیہ ص ۲۶۵ ج ۱۔



من گھڑت ہے، راوی ابو الخلیل یزید بن حسان متھم ہے (دیکھئے نمبر ۲۱۲)۔

(۲۱۵) من أدی إلى أمتی حدیثا یقیم به سنة أو یثلم به بدعة فله الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو میری امت تک ایسی حدیث پہنچائے جس سے سنت کو قائم کرے اور بدعت کو گرائے تو اس کے لئے

جنت ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ کذاب ہے حدیث وضع کرتا تھا (سلسلہ ضعیف ص ۴۱۰ ج ۲)۔

(۲۱۶) إذا ظهر البدع فی أمتی و شتم أصحابی فلیظهر العالم علمه فإن لم یفعل

فعليه لعنة الله (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری امت میں جب بدعتیں ظاہر ہوں اور صحابہ کو گالیاں دی جائیں تو عالم اپنا علم ظاہر کرے اگر وہ ایسے

نہ کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ ☆ سندنا معلوم ہے۔

(۲۱۷) إذا ظهرت البدع ولعن آخر هذه الأمة أولها فمن كان عنده علم

فلینشره (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب بدعتیں ظاہر ہوں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت بھیجیں تو جس کے پاس علم ہو وہ

اسے پھیلائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن رطل دمشقی کی جرح و تعدیل معلوم نہیں اس کا استاذ ولید بن مسلم مدلیس

تسویہ کا قاتل تھا اور یہ روایت معصن ہے عبد الرحمن کی متابعت محمد بن عبد الجبید نے کی ہے اور وہ ضعیف

ہے (سلسلہ ضعیف ص ۱۴۳ ج ۴)۔

(۲۱۸) ایاکم والركون الی أصحاب الهوی فانهم بطروا النعمة وأظهروا البدعة

۲۱۵۔ حلیۃ الأولیاء ص ۴۴ ج ۱، ضعیفہ ص ۴۱۰ ج ۲، شرف أصحاب الحدیث۔ ضعیف الجامع ص ۷۷۵۔

۲۱۶۔ میزان ص ۶۳۰ ج ۳، ضعیفہ ص ۱۴ ج ۴۔

۲۱۷۔ سلسلۃ الضعیفہ ص ۱۴ ج ۴۔

۲۱۸۔ الکامل ص ۲۰۸ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۱۹۷ ج ۱، تنزیہ الشریعہ ص ۳۱۰ ج ۱، الفوائد

المجموعۃ ص ۵۰۴، اللالی المصنوعۃ ص ۲۲۸ ج ۱۔

وخالفوا السنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اہل اہواء سے سکون نہ پکڑو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تکبر کیا ہے اور بدعت کو ظاہر کیا ہے اور سنت کی مخالفت کی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن محمد بن علی حدیث وضع کرتا تھا ابن عدی فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۹۸ ج ۱ والکامل ص ۲۰۸ ج ۱)۔

(۲۱۹) إن لله عز وجل عند كل بدعة كيد بها للإسلام وليا من أوليائه يذب عن دينه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں جو ہر بدعت کے وقت جس سے اسلام کے خلاف تدبیر کی جاتی ہے اس کے دین کا دفاع کرتے ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الغفار المدینی مجھول بالنقل ہے اور اس کی مذکورہ حدیث غیر محفوظ ہے (عقیلی ص ۱۰۰ ج ۳)، ذہبی فرماتے ہیں عبد الغفار نا معلوم ہے گویا کہ یہ ابو مریم ہے اس کی حدیث من گھڑت ہے (میزان ص ۶۳۱ ج ۲)، ابو مریم کہہ کر جس راوی کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے مراد عبد الغفار بن قاسم انصاری رافضی غیر ثقہ ہے (ذہبی)، حدیث وضع کرتا تھا (علی بن مدینی ☆ میزان ص ۶۳۰ ج ۲)۔



## ۶- کتاب الطہارۃ والوضوء

(۲۲۰) إن الله نظيف يحب النظافة (سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ)۔

☆ اللہ تعالیٰ صاف ستھرا ہے وہ ستھرائی کو پسند کرتا ہے۔

سخت ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس کوئی شی نہیں (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایتیں روایت کرتا تھا جنہیں وہ خود وضع کرتا تھا (ابن حبان)۔ تحفۃ الاخوان ص ۲۰ ج ۳۔

(۲۲۱) بنی الإسلام على النظافة۔ ☆

☆ دین کی بنیاد نظافت پر ہے۔

حدیث رسول نہیں کسی کا قول ہے، جس کو غزالی نے احیاء ص ۶۶ ج ۱ میں مرفوعاً ذکر کیا ہے علم حدیث سے سخت نادانی ہے۔

(۲۲۲) تنظفوا فإن الإسلام نظيف ولا يدخل الجنة إلا نظيف (عائشہ رضی اللہ عنہا)

☆ صاف ستھرے رہا کرو اسلام صاف ستھرا دین ہے اور جنت میں صرف صاف ستھرا داخل ہوگا۔

☆ ضعیف ہے، راوی نعیم بن مورع بن توبہ الغمری ناقابل حجت ہے (کتاب المعجمین ص ۵۷ ج ۳)۔

(۲۲۳) إن الله طيب يحب الطيب (سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ)۔

☆ اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک کو پسند کرتا ہے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک ہے

(احمد و نسائی)، کوئی شی نہیں (بخاری) ☆ ابن معین ☆ میزان ص ۶۸ ج ۱، صحیح حدیث "إن الله طيب

لا يقبل إلا طيباً" (مسلم) ہے۔

۲۲۰۔ ترمذی ح ۲۷۹۹ باب ما جاء في النظافة، العلل المتناهية ص ۲۲۴ ج ۲، کامل ابن عدی ص ۸۷۸ ج ۳۔

۲۲۱۔ احیاء العلوم ص ۶۶ ج ۱۔

۲۲۲۔ مغنی عن حمل الاسفار ص ۳۴ ج ۱۔

۲۲۳۔ ترمذی ح ۲۷۹۹ باب ما جاء في النظافة، العلل المتناهية ص ۲۲۴ ج ۲، کامل ابن عدی ص ۸۷۸ ج ۳۔

- (۲۲۴) إن من کرامة المؤمن علی الله عز وجل نقاء ثوبه ورضاه بالیسیر۔☆  
 مومن کی کرامت اور عزت اس کے لباس کے صاف ہونے اور تھوڑی چیز پر راضی ہونے میں ہے۔☆  
 من گھڑت ہے راوی عباد بن کثیر ثقفی متروک ہے (ابن حجر)، اس نے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں  
 (امام احمد ☆ تقریب ص ۱۲۳)۔
- (۲۲۵) زکوة الأرض ییسها (باقر رضی اللہ عنہ)۔  
 زمین کی پاکیزگی اس کا خشک ہونا ہے۔☆ حدیث رسول نہیں امام باقر کا قول ہے۔
- (۲۲۶) إذا جفت الأرض فقد ذکیت (محمد بن حنفیہ)۔  
 زمین جب خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔☆ حدیث رسول نہیں محمد بن حنفیہ کا قول ہے۔
- (۲۲۷) زمین کا خشک ہونا یہی اس کا پاک ہونا ہے۔☆  
 ابو قلابہ کا قول ہے حدیث رسول نہیں (تینوں آثار کے حوالے درایہ ص ۹۲ ج ۱)۔
- (۲۲۸) إذا ولغ الکلب فی أناء أحدکم فلیغسله بالماء سبع مرات احداهن  
 بالبطحاء (علی رضی اللہ عنہ)۔  
 جب کتابرتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے ان میں ایک مرتبہ نگر یوں سے۔☆  
 حدیث صحیح ہے مگر بطحا کا لفظ غیر ثابت ہے اس کا راوی جارود بن ابی یزید متروک ہے (واقطنی  
 ص ۶۵ ج ۱)۔
- (۲۲۹) الکلب یلغ فی الأناء إنه یغسل ثلاثا أو خمسا أو سبعا (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۲۲۴۔ ضعیفہ ص ۲۷ ج ۱۰، ضعیف الجامع ص ۷۶۷۔

۲۲۵۔ نصب الرایۃ ص ۲۱۱ ج ۱، درایۃ ص ۹۲ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳۔

۲۲۶۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳، نصب الرایۃ ص ۲۱۱ ج ۱، درایۃ ص ۲۹ ج ۱۔

۲۲۷۔ نصب الرایۃ ص ۲۱۲ ج ۱، درایۃ ص ۹۲ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳۔

۲۲۸۔ ابن ماجہ ح ۳۶۳، ۳۶۴ باب غسل الأناء من ولوغ الکلب، دارقطنی ص ۶۵ ج ۱۔

۲۲۹۔ دارقطنی ص ۶۵ ج ۱۔

کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونا چاہئے۔ ☆  
منکر ہے، راوی عبد الوہاب بن ضحاک متروک الحدیث ہے (دارقطنی ص ۶۵ ج ۱)، متروک ہے (نسائی)،  
کذاب ہے (ابو حاتم ☆ میزان ص ۶۷۹ ج ۲)۔

(۲۳۰) إذا ولغت السنور في الأثناء يغسل سبع مرات (أبو هريرة رضي الله عنه موقوفاً)۔

بلبی جب برتن میں منہ ڈالے تو برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی لیث بن ابی سلیم سیء الحفظ ہے اور یہ روایت ثابت نہیں ہے (دارقطنی ص ۶۸ ج ۱)،  
لیث آخری عمر میں غلط ہو گئے تھے اور تمیز باقی نہیں رہی کہ یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی  
لہذا ترک کر دئے گئے (تقریب ص ۲۸۷)۔

(۲۳۱) يغسل الأثناء من الهرة كما يغسل من الكلب (أبو هريرة رضي الله عنه موقوفاً)۔

بلبی کے منہ ڈالنے سے برتن ایسے ہی دھویا جائے جیسا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے دھویا جاتا ہے۔ ☆  
غیر ثابت ہے، یحییٰ بن ایوب راوی کی بعض روایات میں اضطراب ہے (دارقطنی ص ۶۸ ج ۱)۔

(۲۳۲) نهى أن يتوضأ عن الماء المشمس أو يغسل به (عائشة رضي الله عنها)۔

دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو اور غسل کرنے سے منع فرمایا۔ ☆

منکر ہے، راوی عمرو بن محمد الاعشم منکر الحدیث ہے (دارقطنی ص ۳۸ ج ۱)، ثقہ راویوں کے نام سے منکر  
حدیثیں روایت کرتا تھا (کتاب الحجر وحین ص ۷۴ ج ۲)۔

(۲۳۳) سخنت ماء ا في الشمس فقال لا تفعلی یا حمیراء فإنه یورث

البرص (عائشة رضي الله عنها)۔

۲۳۰۔ دارقطنی ص ۶۸ ج ۱۔

۲۳۱۔ دارقطنی ص ۶۸ ج ۱۔

۲۳۲۔ دارقطنی ص ۳۸ ج ۱۔

۲۳۳۔ کتاب الموضوعات ص ۷۲، تنزیہ الشریعة المرفوعة ص ۶۹ ج ۲، فوائد المجموعة ص ۸،

اللالی المصنوعة ص ۶ ج ۲۔

میں نے دھوپ میں پانی گرم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء ایسے نہ کر کیونکہ یہ پانی پھلہری کو وارث بناتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن اسماعیل مخزومی کسی بھی حالت میں قابلِ حجت نہیں (ابن حبان)، ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۲۷ ج ۱)۔

(۲۳۴) قال ليلة الجن ما في ادواتك قال نبذ قال تمر طيبة وماء طهور (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جس رات رسول اللہ ﷺ نے جنوں سے ملاقات کی تو مجھے فرمایا تیرے برتن میں کیا ہے میں نے کہا نبذ ہے آپ ﷺ نے فرمایا پاکیزہ کھجور اور پاک پانی ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اس حدیث کو شریک بن عبد اللہ نے ابو فرارہ عن ابی زید کے طریق سے روایت کیا ہے شریک مدلس ہے (طبقات مدلسین ص ۶۷)، اور کثیر الخطاء ہیں جن کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب ص ۱۳۵)، اس کا استاذ ابو زید مجہول ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۱۹۰ ج ۱)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں حسین بن عبد اللہ علی ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (احادیث ضعاف ص ۴۸)، اس کی ایک تیسری سند بھی ہے جس کو محمد بن عیسیٰ بن حیان نے حسن بن قتیہ سے روایت کیا ہے یہ دونوں استاذ اور شاگرد ضعیف اور متروک ہیں اور یہ روایت غیر صحیح ہے (احادیث ضعاف ص ۴۸)۔

(۲۳۵) إنه توضأ ليلة الجن بالنبذ وقال شرابا وطهورا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے جنوں سے ملاقات والی رات میں نبذ سے وضو کیا اور فرمایا پینا ہے اور پاک ہے۔ ☆ دارقطنی فرماتے ہیں ابن لہیہ قابلِ حجت نہیں (دارقطنی ص ۶۷ ج ۱)، اور یہ حدیث ثابت نہیں (العلیق المغنی ص ۶۷ ج ۱)، صاحب ہدایہ نے اس روایت کو مشہور کیا ہے جو اصطلاحاً غلط ہے اور پھر کہا ہے کہ اس پر صحابہ کا عمل ہے حالانکہ کسی ایک صحابی کا اس پر عمل ثابت نہیں (درایہ ص ۶۶ ج ۱)۔

۲۳۴۔ ترمذی ح ۸۸ باب ما جاء في الوضوء بالنبذ، أبو داؤد ح ۸۴، باب الوضوء بالنبذ، ابن ماجه

باب الوضوء بالنبذ ح ۳۸۴، تفسیر قرطبی ص ۵۲ ج ۱۳، مسند أحمد ص ۴۴۹ ج ۱، بیہقی ص ۹ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۱۷۹ ج ۱۔

۲۳۵۔ دارقطنی ص ۷۶ ج ۱، طحاوی ص ۹۵ ج ۱، تفسیر قرطبی ص ۱۹۷ ج ۱۶۔

(۲۳۶) إِذَا لَمْ يَجِدْ أَحَدًا مَاءً أَوْ جِدَ نَبِيذًا فَلْيَتَوَضَّأْ بِهِ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی پانی نہ پائے اور نبیذ موجود ہو تو اس سے وضو کرے۔ ☆ منکر ہے، راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (تقریب ص ۱۸)، اور اس کا شاگرد مجاہد ابو عبیدہ ضعیف ہے (دارقطنی ص ۷۶ ج ۱)۔

(۲۳۷) النَبِيذُ وَضُوءٌ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو پانی نہیں پاتا نبیذ اس کے لئے وضو کا پانی ہے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک کا راوی مسیب بن واضح متکلم فیہ ہے دارقطنی و بیہقی فرماتے ہیں مسیب کو اس روایت میں وہم ہو گیا ہے دراصل یہ عکرمہ کا قول ہے جسے اس نے ابن عباس کے نام سے مرفوع روایت کر دیا ہے اور یہ کثیر الوہم ہے (دارقطنی مع التعلیق ص ۷۵ ج ۱)، راقم کہتا ہے عکرمہ سے راوی یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہے (تقریب ص ۳۷۸)، مذکورہ روایت معصن ہے۔

دوسری سند کا راوی عبد اللہ بن محرر متروک ہے (دارقطنی ص ۷۶ ج ۱)، اور ابن عباس سے یہ روایت صحیح نہیں ہے (احادیث ضعاف ص ۴۶)۔

(۲۳۸) إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قَلَةً لَا يَحْمِلُ الْحَبْثُ (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)۔

پانی جب چالیس مکے ہو تو پلید نہیں ہوتا۔ ☆

من گھڑت ہے راوی قاسم بن عبد اللہ عمری کذاب (ابن معین)، حدیثیں وضع کرتا تھا (امام احمد ☆ التعلیق المغنی ص ۲۶ ج ۱)۔

(۲۳۹) لَا يَنْجَسُ مَاءٌ أَشْيَاءَ إِلَّا غَيْرَ رِيحِهِ أَوْ طَعْمِهِ أَوْ لَوْنِهِ (أبو أمامہ رضی اللہ عنہ)۔

۲۳۶۔ دارقطنی ص ۷۶ ج ۱، اللعل المتناہیہ ص ۳۵۹ ج ۱۔

۲۳۷۔ دارقطنی ص ۷۶ ج ۱، اللعل المتناہیہ ص ۳۵۹ ج ۱، بیہقی ص ۱۲ ج ۱۔

۲۳۸۔ دارقطنی ص ۲۶ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۱۱۰ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳، الفوائد المجموعۃ ص ۷، تنزیہ الشریعۃ ص ۶۹ ج ۲، عقیلی ص ۴۷۳ ج ۳، الکامل ص ۲۰۵۸ ج ۶، میزان الاعتدال ص ۳۷۲ ج ۳۔

۲۳۹۔ مصنف عبد الرزاق ص ۸۰ ج ۱، مجمع ص ۲۱۴ ج ۳، دارقطنی ص ۲۸ ج ۱،

تمہید ص ۳۳۲ ج ۱۔

پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی مگر جو اس کی بو، ذائقہ اور رنگ بدل دے۔ ☆  
 ضعیف ہے، رشدین بن سعد ضعیف اور غلط ہے (تقریب ص ۱۰۳)، تمام محدثین کا اس روایت کے  
 ضعیف ہونے پر اتفاق ہے (نوی ☆ التلخیص ص ۱۵ ج ۱ والعلیق المغنی ص ۲۹ ج ۱)۔

(۲۴۰) أكرموا طهوركم۔ ☆

وضو کے برتن کی عزت کرو۔

(۲۴۱) من قدم أريقاً يتوضأ به قدم جوادا۔ ☆

جس نے وضو کے لئے برتن پیش کیا اس نے گھوڑا پیش کیا۔ ☆

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں دونوں روایتیں من گھڑت ہیں (الفوائد المجموعہ ص ۱۲)، راقم کو ان دونوں  
 روایتوں کی سندیں نہیں ملیں۔

(۲۴۲) لا تتوضأ في الكنيف فإن وضوء المؤمن يوزن مع حسناته (أنس رضي الله عنه)۔

تم لیٹرین میں وضو نہ کرو بلاشبہ مومن کے وضو کے پانی کا اس کی دیگر نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائے  
 گا۔ ☆ من گھڑت ہے۔

(۲۴۳) لا يتوضأ أحدكم في موضع استنجائه فإن الوضوء يوضع مع الحسنات

في الميزان (أنس رضي الله عنه)۔

استنج گاہ میں وضو نہ کرو کیونکہ وضو کو دوسری نیکیوں کے ساتھ ترازو میں رکھا جائے گا۔ ☆

من گھڑت ہے، ان دونوں کا راوی یحییٰ بن عنبہ قرشی و جال حدیثیں گھڑتا تھا (ابن حبان - دارقطنی ☆

میزان ص ۴۰۰ ج ۴)، اور یہ اسی کی وضع کی ہوئی ہیں (تذکرۃ الموضوعات ص ۳۲)۔

۲۴۰۔ الفوائد المجموعۃ ص ۱۲۔

۲۴۱۔ مجموع الفتاویٰ ابن تیمیہ ص ۳۸۳ ج ۱۸، الفوائد المجموعۃ ص ۱۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۱۔

۲۴۲۔ الفوائد المجموعۃ ص ۱۳، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ ص ۷۴ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۲۔

ضعیفۃ ص ۲۲۳ ج ۲۔

۲۴۳۔ الکامل ص ۲۷۰ ج ۷، میزان ص ۴۰۰ ج ۴۔



(۲۴۴) صلوٰۃ بالسواک خیر بسبعین صلوٰۃ بغیر سواک (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

مسواک سے پڑھی گئی نماز اس نماز سے ستر گنا بہتر ہے جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہو۔ ☆  
ضعیف ہے، اس کی چار سندیں ہیں ایک میں واقدی کذاب ہے اور دوسری میں ابن ابیہیہ ضعیف اور مدلس ہے تیسری سند میں محمد بن اسحاق امام زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہیں ثقہ ہونے کے باوجود مدلس ہیں اور جب عن سے روایت کریں تو قابل حجت نہیں۔ اور چوتھی سند میں فرج بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص ۲۷۳) اور یہ روایت قوی الاسناد نہیں (بیہقی ص ۱۳۸)۔

(۲۴۵) رکعتان بعد السواک أحب إلى الله من سبعین رکعة قبل السواک (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

مسواک کے بعد دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مسکواک سے پہلے کی ستر رکعتوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ ☆  
غیر ثابت ہے، راوی واقدی قابل حجت نہیں (المنار المنیف ص ۲۳)، کذاب ہے (احمد)، حدیث وضع کرتا تھا (نسائی)، اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۶۳ ج ۳)۔

(۲۴۶) السواک سنة فاستاكوا أى وقت شئتم (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

مسواک سنت ہے تم جس وقت چاہو مسواک کرو۔ ☆ سندنا معلوم ہے۔

(۲۴۷) السواک واجب وغسل الجمعة واجب علي كل مسلم (عبد الله بن عمرو بن طلحة ورافع)۔

مسواک اور جمعہ کا غسل ہر مسلمان پر واجب ہے۔ ☆ ضعیف ہے (جامع الضعیف ص ۴۹۳)۔

(۲۴۸) السواک نصف الإیمان والوضوء نصف الإیمان (حسان بن عطیہ)۔

۲۴۴۔ بیہقی ص ۳۸ ج ۱، مسند أحمد ص ۲۷۲ ج ۶، كشف الخفاء ص ۲۶ ج ۲، تنزیہ الشریعة

ص ۱۱۵ ج ۲، فوائد المجموعة ص ۱۱، المنار المنیف ص ۱۹۔

۲۴۵۔ بیہقی ص ۳۸ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۹۸ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۱۶۸ ج ۱، در منثور

ص ۱۱۳ ج ۱، كشف الخفاء ص ۴۳ ج ۱، المنار المنیف ص ۲۳۔

۲۴۶۔ حلیۃ الأولیاء ص ۴۹ ج ۳، كشف الخفاء ص ۴۵ ج ۱، ضعیف الجامع ص ۴۹۳۔

۲۴۷۔ أبو یعلیٰ، دیلمی ص ۴۸۷ ج ۲ ح ۳۳۶۶، در منثور ص ۱۱۴ ج ۱، ضعیف الجامع ص ۴۹۳۔

۲۴۸۔ اتحاف ص ۳۵۰ ج ۲ ضعیف الجامع ص ۴۹۳۔

مسواک آدھا ایمان ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔ ☆ مرسل ہے۔

(۲۴۹) السواک مجلدة للبصر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

مسواک نظر روشن کرتی ہے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی جویر متروک ہے (ارواء الغلیل ص ۱۰۵ ج ۱)۔

(۲۵۰) السواک یزید الرجل فصاحة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مسواک آدمی کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن داؤد اور اس کا استاذ شان بن ابی دونوں مجہول ہیں اور حدیث معلول ہے

(عقیلی)، ابن عدی اس روایت کے ایک راوی معالیٰ بن میمون کے ترجمہ میں فرماتے ہیں اس کی روایات

غیر محفوظ، منکر ہیں صنعانی فرماتے ہیں اس کا من گھڑت ہونا ظاہر ہے، ابن جوزی فرماتے ہیں اس کا کچھ

اصل نہیں (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۰۰ ج ۲)۔

(۲۵۱) یحجزی من السواک الأسابیح (أنس رضی اللہ عنہ)۔

انگی مسواک سے کفایت کر جاتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عیسیٰ بن شعیب ضعیف ہے اور اس کا استاذ عبد الحکم القسملی منکر الحدیث ہے (ارواء

الغلیل ص ۱۰۸ ج ۱)۔

(۲۵۲) فإن عند فقد السواک لیعالج بالأصبع۔

آپ ﷺ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگی پھیرتے۔ ☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

۲۴۹۔ طبرانی اوسط ص ۲۴۲ ج ۸ ح ۷۴۹۲، مجمع الزوائد ص ۲۲۰ ج ۱، مجمع البحرین ص ۳۱۲ ج ۱۔

۲۵۰۔ دیلمی ص ۴۸۶ ج ۲ ح ۳۳۶۵، عقیلی ص ۱۵۶ ج ۳، العلل المتناہیة ص ۳۳۶ ج ۱، موضوعات

الکبیر ص ۷۴، ضعیفہ ص ۱۰۰ ج ۲، تذکرة الموضوعات ص ۳۰، العلل المتناہیة ص ۳۳۶ ج ۱،

میزان ص ۱۹۳ ج ۳۔

۲۵۱۔ الکامل ص ۱۹۷ ج ۵، بیہقی ص ۴۰ ج ۱۔

۲۵۲۔ ہدایہ ص ۱۸ ج ۱۔

(۲۵۳) قلت یا رسول اللہ الرجل یذهب فوہ ایستاک قال نعم قلت فکیف یصنع قال یدخل اصبعہ فی فیہ فیدلکہ (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

میں نے کہا اللہ کے رسول آدمی کا منہ خراب ہو جائے، کیا وہ مسواک کرے؟ فرمایا: جی ہاں، میں نے کہا کیسے کرے، فرمایا: انگلی کو منہ میں داخل کرے اور اسے ملے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عیسیٰ بن عبد اللہ انصاری ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۰ ج ۲)، اس کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ۱۸ ج ۱)۔

(۲۵۴) الأصابع تجزی مجزی السواک إذا لم یکن سواک (کثیر بن عبد اللہ بن عمرو المزنی عن أبیہ عن جدہ)۔

انگلیاں مسواک کی جگہ کفایت کر جاتی ہیں جب مسواک موجود نہ ہو۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی کثیر بن عبد اللہ سخت مجروح ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)۔

(۲۵۵) أمرت بالسواک حتی خشیت أن أورد (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ مجھے دانتوں کے گرنے کا ڈر پیدا ہو گیا۔ ☆

ضعیف ہے، اور اس کے بعض طرق میں نامعلوم راوی ہے اور بعض میں حسان بن مسک ہے (مجمع ص ۹۹ ج ۲)، حسان کوئی شی نہیں (بخاری)، مطروح الحدیث ہے (احمد)، قوی نہیں (بخاری)، ضعیف ہے (نسائی)، متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۷۷ ج ۱)۔

(۲۵۶) أمرت بالسواک حتی خشیت أن یکتب علی (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔

مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ میں ڈر گیا کہ مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن سلیم غلط ہے تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اس کی حدیث ترک کی گئی ہے

۲۵۳۔ الکامل ص ۱۸۹ ج ۵، طبرانی اوسط ۳۵۰ ج ۷ ص ۶۶۷۔

۲۵۴۔ طبرانی الاوسط ص ۲۲۴ ج ۷ ص ۶۴۳۔

۲۵۵۔ مسند البزار، الترغیب والترہیب ص ۱۶۶ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۹۸ ج ۲۔

۲۵۶۔ مسند احمد ص ۴۹۰ ج ۳، طبرانی کبیر ص ۷۶ ج ۲۲ ص ۱۹۰۔

(تقریب ص ۲۸۷)۔

(۲۵۷) یستاک من اللیل مرارا (أبو أيوب)۔

آپ ﷺ رات کو کئی بار مسواک کرتے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی واصل بن سائب ضعیف ہے (مجمع ص ۹۹ ج ۲)۔

(۲۵۸) ربما استاك من اللیل أربع مرات (ابن عمر)۔

بسا اوقات ایک رات میں چار بار مسواک کرتے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن مطیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۰ ج ۲)۔

(۲۵۹) لا ینام لیلة ولا ینتبه إلا استن (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ رات کو سوتے اور بیدار ہوتے تو مسواک کرتے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کی سند میں نامعلوم راوی ہے (مجمع ص ۹۹ ج ۲)۔

(۲۶۰) کان یستاک عرضا (بہز)۔

آپ ﷺ مسواک عرض جانب سے کرتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی نعیم بن کثیر ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۰ ج ۲)۔

(۲۶۱) نعم السواک الیون من شجرة مبارکة، وهو سواکی وسواک الأنبیاء قبلی

(معاذ بن جبل)۔

بہترین مسواک زیتون کی ہے جو بابرکت درخت سے ہے، یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مسواک ہے۔ ☆

۲۵۷۔ طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص ۹۹ ج ۲۔

۲۵۸۔ طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص ۹۹ ج ۲۔

۲۵۹۔ مجمع الزوائد ص ۹۹ ج ۲۔

۲۶۰۔ طبرانی کبیر ص ۴۷ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۰ ج ۲، تمہید ص ۳۹۴ ج ۱، ضعیفہ ص ۳۴۲ ج ۲،

الفوائد المجموعہ ص ۱۱، کنز العمال ص ۴۲ ج ۷، عقلی ص ۲۲۹ ج ۳۔

۲۶۱۔ طبرانی اوسط ص ۳۹۰ ج ۱ ح ۶۸۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۰ ج ۲، کشف الخفاء ص ۳۱۹ ج ۲۔

ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک نامعلوم راوی ہے (مجمع ص ۱۰۱ ج ۲)۔

(۲۶۲) طیبوا أفواہکم بالسواک فإنہا أبواب القرآن (سمرة بن جندب)۔

تم اپنے منہوں کو مسواک کے ساتھ پاکیزہ کرو کیونکہ یہ قرآن کے دروازے ہیں۔ ☆  
سخت ضعیف ہے، ایک راوی غیاث بن کلوب مجہول ہے (فیض القدير ص ۳۲ ج ۴)، دارقطنی فرماتے ہیں  
ضعیف ہے (میزان ص ۳۳۸ ج ۱)۔

(۲۶۳) الوضوء مفتاح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو نماز کی چابی ہے۔

ضعیف ہے، راوی طریف بن شہاب قوی نہیں، اور اس روایت کا دار و مدار طریف پر ہے (بیہقی  
ص ۳۸۰ ج ۲)۔

(۲۶۴) من توضع اسم الله تطهر جسده كله ومن توضع اسم الله لم يتطهر إلا موضع الوضوء (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جو وضو کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور جو وضو کرے اور اللہ کا نام ذکر  
نہ کرے اس کے صرف وضو کے اعضاء پاک ہوتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو بلال اشعری ضعیف ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۵۰۷ ج ۴)۔

(۲۶۵) الوضوء علی الوضوء نور علی نور۔

وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہے۔ ☆

ضعیف ہے (المقاصد الحسنہ ص ۴۵۲)، عراقی فرماتے ہیں اس کا اصل معلوم نہیں (المغنی عن حمل الاسفار

۲۶۲۔ جامع الصغير مع فيض القدير ص ۲۸۴ ج ۴، كنز العمال ص ۶۰۳ ج ۱۔

۲۶۳۔ بیہقی ص ۳۸۰ ج ۲، دارقطنی ص ۳۵۹ ج ۱، الكامل ص ۱۴۳۷ ج ۴، كنز العمال ص ۴۲۹ ج ۷۔

۲۶۴۔ بیہقی ص ۴۵ ج ۱، دارقطنی ص ۷۴ ج ۱، مشکاة ص ۱۳۳ ج ۱۔

۲۶۵۔ الفوائد المجموعة ص ۱۱، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۸۴ ج ۱، فتح الباری ص ۲۳۴ ج ۱۔

كشف الخفاء ص ۳۳۶ ج ۲، المقاصد الحسنہ ص ۴۵۱، تذكرة الموضوعات ص ۳۱۔

ص ۱۸۴ ج ۱۔

(۲۶۶) من توضأ على طهر كتب الله له عشر حسنات (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جس نے وضو پر وضو کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۰۲)، اور مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۳۳)، اس حدیث کی سند ضعیف ہے (ترمذی ص ۱۱۰ ج ۱)۔

(۲۶۷) من توضأ فأحسن الوضوء وإعاد أخاه المسلم محتسبا بوعده من جهنم ميسرة سبعين خريقا (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی ثواب سمجھ کر تیار داری کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری پر رکھا جائے گا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی فضل بن لہم ضعیف ہے (ابن معین)، نہ قوی ہے نہ حافظ (ابوداؤد)، جب مفرد ہو تو قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان - میزان ص ۳۵۸ ج ۳)۔

(۲۶۸) إذا توضأ حرك خاتمه (أبو رافع)۔

جب وضو کرتے تو انگلی کو حرکت دیتے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی معمر اور اس کا باپ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع دونوں ضعیف ہیں اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے (دارقطنی ص ۱۸۳ ج ۱)۔

(۲۶۹) خللوا أصابعكم قبل أن تتخلها نار جهنم۔

۲۶۶۔ ابو داؤد ح ۶۲ باب الرجل يجدد الوضوء من غير حدث، ابن ماجہ ح ۵۱۲ باب الوضوء على

طهارة، طحاوی ص ۴۲ ج ۱، اللعل المتناهية ص ۳۵۳ ج ۱، بیہقی ص ۱۶۲ ج ۱، تذكرة الموضوعات

ص ۳۱، فوائد المجموعة ص ۱۱، ترمذی ح ۶۱ باب انه يصلى صلاة بوضوء واحد۔

۲۶۷۔ أبو داؤد ح ۳۰۹۷، باب فی فضل العیادة علی وضوء، الترغیب والترہیب ص ۳۱۹ ج ۴۔

۲۶۸۔ دارقطنی ص ۸۳ ج ۱۔

۲۶۹۔ ہدایہ ص ۱۹ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۲۶ ج ۱، كشف الخفاء ص ۳۸۲ ج ۱۔

تم انگلیوں کا خلال کرو اس سے پہلے کہ ان کا خلال جہنم کی آگ کرے۔ ☆  
ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں، صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۲۷۰) خللوا أصابعکم لا یتخللہا اللہ یوم القیامۃ فی النار (أبو ہریرۃ)۔

تم اپنی انگلیوں کا خلال کرو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ میں ان کا خلال نہیں کرے گا۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی یحییٰ بن میمون التمار کذاب ہے (ابن معین ☆ اہلعلیق المغنی ص ۹۵ ج ۱)۔

(۲۷۱) مذکورہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جو باطل ہے اس کا راوی عمرو بن قیس متروک ہے  
(نصب الراية ص ۲۶ ج ۱)۔

(۲۷۲) حضرت واثلہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جو باطل ہے اس کا راوی علاء بن کثیر دمشقی منکر الحدیث ہے  
(بخاری)، کوئی شی نہیں (احمد)، اس کے پاس مکحول کے طریق سے صحابہ کے چند مسوے ہیں جو تمام غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۰۳ ج ۳)، ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایتیں کرتا تھا  
حدیث میں کوئی شی نہیں اور نہ ہی قابل حجت ہے (کتاب البحر وجین ص ۱۸۲ ج ۲)۔

(۲۷۳) حبذا المتخللون قالوا وما المتخللون یا رسول اللہ! قال: المتخللون بالوضوء والمتخللون من الطعام أما تحلیل الوضوء فالمضمضة والاستنشاق وبين الأصابع (أبو أيوب)۔

خلال کرنے والے بہت اچھے ہیں صحابہ نے پوچھا کون ہیں خلال کرنے والے فرمایا جو وضو اور کھانے سے خلال کرتے ہیں، وضو سے خلال کلی اور ناک میں پانی چڑھانا ہے اور انگلیوں کے درمیان خلال

۲۷۰۔ دارقطنی ص ۹۵ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۱۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۱۔

۲۷۱۔ دارقطنی ص ۹۵ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۱۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۱۔

۲۷۲۔ طبرانی کبیر ص ۶۴ ج ۲۲ ح ۱۵۶، نصب الراية ص ۲۶ ج ۱۔

۲۷۳۔ طبرانی کبیر ص ۱۷۷ ج ۴ ح ۴۰۶۱، ابن أبی شیبۃ ص ۱۹ ج ۱ ح ۹۷، مسند أحمد ص ۴۱۶ ج ۵،

أرواء الغلیل ص ۳۵ ج ۷، الترغیب والترہیب ص ۱۶۸ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۱۱،

تذکرۃ الموضوعات ص ۳۰، مجمع الزوائد ص ۲۳۵ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۶۰۔

کرنا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی واصل بن سائب اور اس کا استاذ ابو سوره دونوں ضعیف ہیں ارواء الغلیل ص ۷۳۵ ج ۷۔

(۲۷۴) تخللوا فإنه نظافة والنظافة تدعو إلى الإيمان (ابن مسعود مرفوعاً)۔

تم خلال کرو کیونکہ وہ نظافت ہے اور نظافت ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔☆  
مرفوعاً من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن حیان کی حدیث من گھڑت ہیں (ابن عدی ☆ مجمع ص ۲۳۶ ج ۱)۔

(۲۷۵) التحلیل سنة (عبد الله بن عکبرہ)۔

خلال کرنا سنت ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی عبد الکریم بن ابی الخارق ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۶ ج ۱)۔

(۲۷۶) المضمضة والاستنشاق من الوضوء الذی لا بد منه (عائشة)۔

کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کے لئے ضروری ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عصام بن یوسف کی متابعت نہیں کی جاتی (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۷ ج ۳)، عصام نے یہ حدیث (لا یتیم الوضوء إلا بهما) کہ وضو ان کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ کے الفاظ سے روایت کی ہے دارقطنی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ عصام نے اس روایت کو حافظ سے بیان کیا ہے جس کی وجہ سے اختلاط اور انتہاء کا شکار ہو گیا ہے (دارقطنی ص ۸۳ ج ۱)۔

(۲۷۷) من نسی المضمضة والاستنشاق فلیمض ولا ینصرف (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو کلی اور ناک میں پانی چڑھاتا بھول جائے وہ نماز جاری رکھے اور نہ پھرے۔☆

۲۷۴۔ مجمع الزوائد ص ۲۳۶ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۱۵۳ ج ۸ ص ۷۳۰۷۔

۲۷۵۔ طبرانی اوسط ص ۳۱۲ ج ۸ ص ۷۶۳۵، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۴۹ ج ۲ ص ۹۴۱

الاصابة ص ۳۴۶ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۲۳۶ ج ۱۔

۲۷۶۔ الکامل ص ۱۱۱۶ ج ۳، دارقطنی ص ۸۴ ج ۱، نصب الراية ص ۱۶ ج ۷۷، بیہقی ص ۵۲ ج ۱،

میزان ص ۲۲۵ ج ۲۔

۲۷۷۔ دیلمی ص ۹۵ ج ۴ ص ۵۷۹۰، کنز العمال ص ۳۰۵ ج ۹ ص ۲۶۱۲۷۔



ضعیف ہے، راوی مکحول کا حضرت جابر سے سماع نہیں ہے (تہذیب ص ۲۹۲ ج ۱۰)۔

(۲۷۸) کان إذا يتوضأ أمر الماء علي مرفقيه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جب وضو کرتے تو کہنیوں پر پانی گھماتے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی قاسم بن محمد بن عبد اللہ بن عقیل عن جدہ متروک ہے (ابو حاتم)، ضعیف ہے (احمد - ابن

معین)، منکر الحدیث ہے (ابو زرہ)، اور یہ حدیث ضعیف ہے (ابن جوزی - منذری - ابن الصلاح -

اور نووی ☆ تلخیص ص ۱۵۷ ج ۱)۔

(۲۷۹) من نسی مسح الرأس وذكر وهو يصلي ووجد في لحيته بللاً فليأخذ منه

ويمسح رأسه فإن ذلك يحزيه فإن لم يجد فيها بللاً فليعد الصلوة

والوضوء (ابن مسعود)۔

جو سر کا مسح بھول جائے اور اسے نماز پڑھتے وقت یاد آئے اگر وہ داڑھی میں تری پائے تو اس سے سر کا

مسح کر لے یہ اس کے لئے کافی ہوگا اور اگر تری نہ پائے تو نماز اور وضو لوٹائے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی نہشل بن سعید کذاب ہے (مجمع ص ۲۴۰ ج ۱ ☆ دیکھئے نمبر ۱۲۶)۔

(۲۸۰) رأيت النبي ﷺ يتوضأ وعليه عمامة قطرية فادخل يده من تحت

العمامة فمسح مقدم رأسه ولم ينقض العمامة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ نے پگڑی باندھی ہوئی تھی پگڑی کے نیچے ہاتھ داخل کیا اور

سر کے مقدم حصے کا مسح کیا اور پگڑی نہ اتاری۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابو معقل مجہول ہے (تقریب ص ۳۲۷)۔

(۲۸۱) توضأ وحسر العمامة عن رأسه ومسح مقدم رأسه (عطاء رضی اللہ عنہ)۔

۲۷۸۔ دار قطنی ص ۸۳ ج ۱، بیہقی ص ۵۶ ج ۱، تلخیص ص ۵۷ ج ۱۔

۲۷۹۔ مجمع الزوائد ص ۲۴۰ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۲۸۲ ج ۸، ۵۷۶۹۔

۲۸۰۔ ابو داؤد ج ۱۴۷، ابن ماجہ ج ۵۶۴، بیہقی ص ۶۱ ج ۱۔

۲۸۱۔ بیہقی ص ۶۱ ج ۱۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پگڑی کو سر سے ہٹایا اور مقدم سر کا مسح کیا۔ ☆ مرسل ہے۔

(۲۸۲) مسح برأسه ثلاثا (علی)۔

سر کا مسح تین مرتبہ کیا۔ ☆

منکر ہے، اس حدیث کو ابو حنیفہ نے خالد بن علقمہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس میں انہوں نے حفاظ اور ثقہ راویوں جن میں (۱) زید بن قدامہ (۲) سفیان ثوری (۳) شعبہ (۴) ابوعوانہ (۵) شریک (۶) ابوالاحنف (۷) جعفر بن حارث (۸) حارون بن سعد (۹) جعفر بن محمد (۱۰) حجاج بن ارطاة (۱۱) ابان بن ثعلب (۱۲) علی بن صالح بن جی (۱۳) حازم بن ابراہیم (۱۴) حسن بن صالح (۱۵) جعفر بن احمد وغیرہم کی مخالفت کی ہے۔ ان تمام حفاظ نے اس روایت کو خالد بن علقمہ سے روایت کیا ہے اور تمام نے ایک دفعہ مسح کا ذکر کیا ہے ابو حنیفہ کے علاوہ کسی اور نے سر کے مسح کا تین دفعہ ذکر نہیں کیا۔ ان تمام حفاظ کی مخالفت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسح کے بارہ میں جو روایات مروی ہیں جن میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کو بیان فرمایا ہے کہ وضو میں سر کا مسح ایک دفعہ ہی سنت ہے کے بھی خلاف ہے (دارقطنی ص ۹۰ ج ۱ ملخصاً)، ابو حنیفہ قوی نہیں اور ان کو اس حدیث میں دھم ہو گیا ہے (احادیث ضعاف ص ۵۳)۔

(۲۸۳) مسح الرقبة أمان من الغل۔

گردن کا مسح طوق سے امان ہے۔ ☆

نودی فرماتے ہیں من گھڑت ہے کلام رسول نہیں (التلخیص ص ۹۲ ج ۱)۔

(۲۸۴) من مسح قفاه مع رأسه وقى الغل يوم القيامة (موسی بن طلحة)۔

جس نے سر کے ساتھ گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔ ☆

باطل ہے اولاً مرسل ہے، ثانیاً اس کا راوی مسعودی مغلط ہو گیا تھا اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہے

۲۸۲۔ دارقطنی ص ۸۷ ج ۱۔

۲۸۳۔ تنزیہ الشریعة ص ۷۵ ج ۲، موضوعات کبیر ص ۱۰۸، کشف الخفاء ص ۲۰۸ ج ۲، ضعیفہ

ص ۹۷ ج ۱۔

۲۸۴۔ التلخیص ص ۹۲ ج ۱، ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱، کشف الخفاء ص ۲۰۸ ج ۲۔

(سلسلہ ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱)۔

(۲۸۵) من توضاً ومسح بیدیه علی عنقه وقی الغل یوم القیامۃ (ابن عمر)۔  
جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔ ☆

غیر صحیح ہے، اس کو ابن فارس نے فلیح سے روایت کیا ہے ابن حجر فرماتے ہیں ان دونوں کے درمیان طویل فاصلے (کئی انقطاع) ہیں (تخصیص ص ۹۳ ج ۱)۔

(۲۸۶) من توضاً ومسح عنقه لم یغل بالأغلال یوم القیامۃ (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور گردن کا مسح کرے تو قیامت کے دن اسے طوق نہیں پہنایا جائے گا۔ ☆

باطل ہے اس کے ایک راوی محمد بن عمر ابوسہل انصاری کے ضعیف ہونے پر تمام کا اتفاق ہے اور دوسرا راوی محمد بن احمد بن علی بن الحرم بھی ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱)، نووی فرماتے ہیں گردن کے مسح کے بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور گردن کا مسح سنت نہیں بلکہ بدعت ہے (التخصیص ص ۹۲)۔

(۲۸۷) إذا توضأ أحدکم فلا یغسل قدمیه بیدہ الیمنی (أبو ہریرۃ)۔

تم جب وضو کرو تو دائیں ہاتھ سے پاؤں نہ دھوؤ۔ ☆

من گھڑت ہے، اس میں کئی علل ہیں (۱) حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع نہیں (۲) سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۲۳)، (۳) ابوالبراء ایم محمد بن القاسم ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی احادیث سے نہ ہوتیں اور ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں لاتا جن کو انہوں نے بیان نہیں کیا کسی بھی حالت میں قابل حجت نہیں امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے (کتاب البحر وحین ص ۲۸۸ ج ۲)۔

(۲۸۸) ما أبالی إذا أتم وضوئی بأی أعضائی بدأت (علی موقوفاً)۔

۲۸۵۔ ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱۔

۲۸۶۔ تاریخ اصفہان ص ۱۱۵ ج ۲، ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱۔

۲۸۷۔ الکامل ص ۱۱۰ ج ۳۔

۲۸۸۔ دار قطنی ص ۸۹ ج ۱۔

مجھے پرواہ نہیں کہ جب میں نے وضو پورا کرتا ہے تو جس عضو سے چاہوں ابتدا کر لوں (ترتیب ضروری نہیں)۔ ☆

منقطع اور منکر ہے، اولاً عبداللہ بن عمرو بن ہند کا حضرت علی سے لقاء نہیں انقطاع ہے اور اس کا شاگرد عوف قوی نہیں (العلیق المغنی ص ۸۹ ج ۱)۔

(۲۸۹) لا بأس أن تبدأ برجليك قبل يديك (عبد الله بن مسعود موقوفاً)۔

کوئی حرج نہیں کہ تو پاؤں کو ہاتھوں سے پہلے دھو لے۔ ☆

منقطع ہے، راوی مجاہد کی روایت ابن مسعود سے مرسل ہے (کتاب المراسیل ص ۲۰۵)، ثابت نہیں (دارقطنی ص ۸۹ ج ۱)۔

(۲۹۰) غسل ثلاثاً ثلاثاً ثم قال هكذا البوضوء فمن زاد على هذا أو نقص فقد أساء وظلم (عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده)۔

آپ نے وضو کرتے وقت اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا اور فرمایا وضو کا یہی طریقہ ہے جو تین سے زیادہ مرتبہ اعضاء کو دھوئے یا کم مرتبہ تو اس نے زیادتی اور ظلم کیا ہے۔ ☆

نقص کا لفظ شاذ ہے جو صحیحین کی احادیث کے خلاف ہے، جن میں ہے کہ آپ نے دو مرتبہ اور ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔

(۲۹۱) الوضوء من البول مرة مرة ومن الغائط مرتين مرتين ومن الجنابة ثلاثاً ثلاثاً (أبو هريرة)۔

پیشاب کرنے سے وضو میں اعضاء کا ایک ایک بار دھونا ہے اور پاخانہ کرنے سے دو دو بار اور جنابت سے تین تین بار۔ ☆

باطل ہے، راوی عمرو بن قاید اسواری متروک ہے (دارقطنی)، منکر الحدیث ہے (ابن عدی)، اور یہ حدیث

۲۸۹۔ دارقطنی ص ۸۹ ج ۱۔

۲۹۰۔ ابو داود باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً ج ۱۳۵۔

۲۹۱۔ الکامل ص ۱۷۹ ج ۵، تاریخ اصفہان ص ۲۷۸ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۴۔

باطل ہے (ذہبی ☆ میزان ص ۲۸۳ ج ۳)۔

(۲۹۲) آپ نے ایک ایک مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا ہے یہ وہی وضو ہے جسے اللہ نے فرض کیا ہے پھر دو مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا جو زیادہ مرتبہ دھوئے اللہ اس کے اجر میں اضافہ کرے گا، پھر تیسری مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ انبیاء کا وضو ہے (عائشہ)۔

بے اصل ہے، اس کا راوی یحییٰ بن میمون التمار کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۲۷۰)، ابو زرہ فرماتے ہیں یہ حدیث واہ مکر ضعیف ہے جس کی کوئی اصل نہیں (التلخیص ص ۸۲ ج ۱)۔

(۲۹۳) تَوْضُأً ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ هَذَا وَضُوءِي وَوَضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي وَوَضُوءُ خَلِيلِي إِبْرَاهِيمَ (ابن عمر)۔

تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء اور میرے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اس کو عبد الرحیم نے اپنے باپ زید العمی سے روایت کیا ہے عبد الرحیم متروک ہے اور اس کا باپ ضعیف ہے ابن عمر سے راوی معاویہ بن قرہ نے ابن عمر کو پایا نہیں، اس کو عبد اللہ بن عرارہ نے ابن عمر سے متصل روایت کیا ہے لیکن یہ متروک ہے اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہے اس روایت کی ایک سند سلام بن سلیم کے طریق سے بھی ہے اور سلام سے مراد سلام الطویل ہے جو متروک ہے اور اس کے استاذ زید بن اسلم سے مراد زید عمی ہے جو متروک ہے، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی میثب بن واضح ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس پر سند مقلوب ہو گئی ہے، ابو حاتم کہتے ہیں میثب صدوق ہے مگر کثیر الخطاء ہے، بیہقی فرماتے ہیں قابل حجت نہیں ہے اصل حدیث معاویہ بن قرہ کی روایت سے ہے اور وہ منقطع ہے اور معاویہ سے راوی زید عمی مفرد ہے (التلخیص ص ۸۲ ج ۱)۔

(۲۹۴) أَلَا أُرِيكُمْ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ؟ قُلْنَا: بَلَى، فَغَسَلَ كَفَيْهِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ

۲۹۲۔ علال الحدیث ص ۶۶ ج ۱ مختصرًا، التلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

۲۹۳۔ التلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

۲۹۴۔ الدراية ص ۲۸ ج ۱، نصب الراية ص ۳۳ ج ۱۔

إلى المرفقين ثلاثاً ثلاثاً ومسح برأسه ثلاثاً بماء واحد ومضمض واستنشق ثلاثاً ثلاثاً بماء واحد وغسل رجله ثلاثاً (علی رضی اللہ عنہ)۔

کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھاؤں ہم نے کہا جی ہاں پس (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اپنی دونوں ہتھیلیوں اور چہرہ تین تین بار دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین تین بار اور ایک پانی سے سر کا تین بار مسح کیا اور تین تین گلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور تین بار پاؤں دھوئے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عبد العزیز بن عبید اللہ ضعیف ہے (تعلیق بر درایہ ص ۱۲۸ ج ۱)۔

(۲۹۵) هذا وضوئي ووضوء المرسلين من قبلي (ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

یہ میرا اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، عبد اللہ بن عرارہ راوی اور اس کا استاذ زید بن حواری عی دونوں متروک ہیں (دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۲۹۶ و ۲۹۷) مذکورہ حدیث حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جو سخت ضعیف ہے، علی بن حسن شامی ان دونوں روایتوں کے روایت کرنے میں متفرد ہے اور ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۲۶ ج ۱)۔

(۲۹۸) یہی روایت حضرت عکراش رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو غیر ثابت ہے اس کے راوی عبید اللہ کی حدیث ثابت نہیں اور اس کا شاگرد نضر بن ضاہر سخت ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۲۶ ج ۱)۔

(۲۹۹) حضرت انس سے یہ حدیث مختلف الفاظ سے روایت کی جاتی ہے جو ضعیف اور منقطع ہے۔ اس کے راوی انس بن یحییٰ نے حضرت انس کو پایا نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور ابن حجر فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے

(ارواء الغلیل ص ۱۲۶ ج ۱)۔

۲۹۵۔ ابن ماجہ ح ۴۲۰ باب ما جاء في الوضوء مرة ومرتين وثلاثاً، أرواء الغلیل ص ۱۳۲ ج ۱، عقیلی

ص ۲۸۸ ج ۲، بیہقی ص ۸۰ ج ۱، دار قطنی ص ۸۰ ص ۸۱ ج ۱۔

۲۹۶۔ ابن ماجہ ح ۴۲۰ باب ما جاء في الوضوء مرة ومرتين وثلاثاً، أرواء الغلیل ص ۱۳۲ ج ۱، عقیلی

ص ۲۸۸ ج ۲، بیہقی ص ۸۰ ج ۱، دار قطنی ص ۸۰ ص ۸۱ ج ۱۔

۲۹۷۔ تلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

۲۹۸۔ تلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

۲۹۹۔ تلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

(۳۰۰) أن للوضوء شيطاناً يقال له ولهان فاتقوا وسواس الماء (أبي بن كعب رضي الله عنه)۔

وضو کا شیطان ہے جس کو ولهان کہا جاتا ہے تم پانی کے وسواس سے بچو۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اس کا راوی خارجہ بن مصعب متروک ہے جو کذاب راویوں سے تالیس کرتا تھا ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے (تقریب ص ۸۷)۔ اس حدیث کی سند محدثین کے نزدیک قوی نہیں اس کو صرف خارجہ نے روایت کیا ہے جو محدثین کے نزدیک قوی نہیں (ترمذی مع تحفة الاحوذی ص ۶۱ ج ۱)۔

(۳۰۱) آسمان اور زمین کے درمیان ایک شیطان ہے جس کا نام ولهان ہے اس کے پاس اولاد آدم سے آٹھ گنا بڑا لشکر ہے اس کے ایک خلیفے کا نام خزب ہے الحدیث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے، اس کا راوی حبیب بن ابی حبیب خطی اس روایت کے وضع کرنے میں متہم ہے، ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (العلل المتناہیہ ص ۳۳۸ ج ۱)۔

(۳۰۲) لا تسرف (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

وضو میں ضرورت سے زائد پانی نہ بہاؤ۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص ۳۳۲ ج ۳)، اور اس کا استاذ محمد بن فضل بن عطیہ محدثین کے نزدیک کذاب ہے (تقریب ص ۳۱۵)۔

(۳۰۳) ما هذا السرف فقال أفي الوضوء اسراف قال نعم وان كنت علي نهر جار (عبد الله بن عمرو رضي الله عنه)۔

آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا یہ فضول خرچی کیسی؟ سعد نے پوچھا کیا وضو میں بھی اسراف اور فضول خرچی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں! خواہ تو چلتی نہر پر بھی ہو۔ ☆

۳۰۰۔ ترمذی ح ۵۷۷، ابن ماجہ ح ۴۲۱، مسند أحمد ص ۱۲۵ ج ۵، بیہقی ص ۱۹۷ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۴۶ ج ۱، ابن خزيمة ص ۶۳ ج ۱، المستدرک ص ۱۶۲ ج ۱، الموضع ص ۳۸۳ ج ۲، میزان الاعتدال ص ۶۲۵ ج ۱۔

۳۰۱۔ کتاب المجروحین ص ۲۶۶ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۴۸ ج ۱، تنزیہ ص ۷۲ ج ۲۔

۳۰۲۔ ابن ماجہ ح ۴۲۴ باب ما جاء في القصد في الوضوء وكرهية التعدى فيه۔

ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف اور مدلس ہے (دیکھئے نمبر ۴۳ و ۲۳۱)، اور اس کا استاذ حنی بن عبد اللہ معافری بھی ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۷۱ ج ۱)۔

(۳۰۴) علمنی جبریل الوضوء وأمرنی أن أنضح تحت ثوبی (زید بن حارثہ)۔

مجھ کو جبریل نے وضو کا طریقہ سکھایا اور حکم دیا کہ میں کپڑے کے نیچے سے چھینے ماروں۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(۳۰۵) إذا توضأت فانتضح (أبو هريرة)۔

جب تو وضو کرے تو چھینے مار۔ ☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن علی ہاشمیکر الحدیث ہے (بخاری) اور یہ حدیث غریب ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۱۷۵ ج ۱)۔

## موزوں پر مسح

(۳۰۶) أن أقطع رجلي أحب إلي من أن أمسح علي الخفين (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

پاؤں کا کاٹنا مجھے پسند ہے اس سے کہ میں موزوں پر مسح کروں۔ ☆

باطل ہے، راوی محمد بن مہاجر حدیث وضع کرتا تھا (التلخیص ص ۱۵۹ ج ۱)۔

(۳۰۷) مسح أعلى الخف وأسفله (مغیرہ رضی اللہ عنہا)۔

آپ ﷺ نیوزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔ ☆

۳۰۳۔ ابن ماجہ ح ۴۲۵ باب ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدى فيه، تلخیص ص ۱۰۱ ج ۱۔  
ارواء الغلیل ص ۱۷۱ ج ۱۔

۳۰۴۔ ابن ماجہ ح ۴۶۲ باب ما جاء في النضح بعد الوضوء۔

۳۰۵۔ ابن ماجہ ح ۴۶۳ باب ما جاء في النضح بعد الوضوء۔

۳۰۶۔ التلخیص ص ۱۵۹ ج ۱۔

۳۰۷۔ مسند أحمد ص ۲۵۱ ج ۴، المنتقى ص ۳۸، أبو داود ح ۱۶۵، ترمذی ح ۹۷، ابن ماجہ ح ۵۵۰، دار

قطنی ص ۱۹۵ ج ۱، بیہقی ص ۲۹۰ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۱۷۶ ج ۵، تاریخ بغداد ص ۱۳۵ ج ۲۔



منقطع اور ضعیف ہے، اس کے راوی ثور بن یزید کا اپنے استاذ رجاء سے سماع نہیں پھر یہ روایت مرسل ہے۔ امام بخاری اور ابوزرعہ نے فرمایا یہ روایت صحیح نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۹۹ ج ۱)، اس میں ایک علت یہ بھی ہے کہ اس کا ایک راوی ولید بن مسلم تدلیس بالتسویہ سے کام لیتا تھا (تقریب ص ۳۷۱)۔

(۳۰۸) یمسح علی ظہور الخف خطوطاً بالأصابع (مغیرۃ فی التہذیب)۔

موزوں پر انگلیوں سے مسح کرتے تھے۔ ☆

مرفوعاً غیر ثابت ہے، اس کے ہم معنی روایت طبرانی میں ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے (التلخیص ص ۱۶۰ ج ۱)۔

حاف ابن حجر نے طبرانی کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے:-

(۳۰۹) توضعاً ومسح علی خفيه فما أنس أثر أصبعه علی الخفين لأنها جديدين (قیس بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے موزوں پر مسح کیا میں موزوں پر آپ کی انگلیوں کے نشان کو نہیں بھول رہا اس لئے کہ وہ موزوے نئے تھے۔ ☆

اس میں راوی ابو اسحاق مدلس اور مختلط ہیں، نیز ان کے استاذ یریم بن اسعد سے صرف انہوں نے ہی روایت کی ہے (مجمع ص ۲۵۸ ج ۱)، گویا وہ مجھول ہے۔

(۳۱۰) أمسح علی الخفين قال نعم قال یوما ویومین حتی بلغ سبعاً قال له ما بدا لك (أبی بن عمارہ رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا میں موزوں پر ایک یا دو دن حتیٰ کہ سات دن تک مسح کروں تو آپ نے فرمایا: جتنی دیر تجھے مناسب معلوم ہو۔ ☆

غیر صحیح ہے، اس کا راوی عبد الرحمن بن رزین اس کا استاذ محمد بن یزید بن ابی زیاد اور اس کا استاذ ایوب

۳۰۸۔ التلخیص ص ۱۶۰ ج ۱۔

۳۰۹۔ طبرانی کبیر ص ۳۴۷ ج ۱۸ ح ۸۸۲، مجمع الزوائد ص ۲۵۵ ج ۲۵۷ ج ۱۔

۳۱۰۔ ابوداؤد ح ۱۵۸، ابن ماجہ ح ۵۵۷، العلل المتناہیة ص ۳۶۰ ج ۱، دارقطنی ص ۱۹۸ ج ۱، طحاوی

ص ۷۹ ج ۱، ابن ابی شیبہ ح ۱۸۷۰ ص ۱۶۳ ج ۱، المستدرک ص ۱۷۰ ج ۱۔

بن قطن تینوں مجہول ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں اس کے رجال مجہول ہیں، دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ص ۱۰۳ ج ۱)۔

(۳۱۱) یمسح علی الجبائر (ابن عمر)۔

زخموں کی پٹیوں پر مسح کرتے تھے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی ابو عمارہ سخت ضعیف ہے (دارقطنی ص ۲۰۵ ج ۱)۔

(۳۱۲) الشرب من فضل وضوء المومن فيه شفاء من سبعين داء أدناه اللهم (جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم)۔

مومن کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے پینے میں ستر بیماریوں سے شفاء ہے، جن میں سب سے ہلکی بیماری پریشانی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن اسحاق عکاشی کذاب تھا (ابن معین)، جو اوزاعی کے نام سے منکر اور من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی ☆ العلل المتناہیہ ص ۳۵۴ ج ۱)۔

(۳۱۳) كانت لرسول الله ﷺ خرقة ينشف بها بعد الوضوء (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ کے پاس کپڑا تھا جس سے وضو کے بعد اعضاء کو خشک کرتے تھے۔ ☆

منکر ہے، راوی ابو معاذ ہے ابن جوزی فرماتے ہیں اس سے مراد سلیمان بن ارقم ہے جو متروک ہے (میزان ص ۱۹۶ ج ۲)، حاکم فرماتے ہیں ابو معاذ سے مراد فضیل بن مسیرہ ہے تو اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح ہے، واللہ اعلم (تعلیق بر العلل المتناہیہ ص ۳۵۵ ج ۱)۔

(۳۱۴) إذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب وضو کرتے تو چہرے کو کپڑے کے کنارے سے پونچتے۔ ☆

۳۱۱۔ دارقطنی ص ۲۰۵ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۱۱۵ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۶۱ ج ۱۔

۳۱۲۔ العلل المتناہیہ ص ۳۵۴ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۲۶۵ ج ۲، فوائد المجموعة ص ۲۶۳، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۰۹۔

۳۱۳۔ ترمذی ح ۵۳، المستدرک ص ۱۴۵ ج ۱، بیہقی ص ۱۸۵ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۵۵ ج ۱۔

۳۱۴۔ ترمذی باب المنديل بعد الوضوح ص ۵۴، بیہقی ص ۲۳۶ ج ۱، کنز العمال ص ۳۹ ج ۷۔

غریب ضعیف ہے، راوی رشدین بن سعد اور عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی دونوں ضعیف ہیں  
(تقریب ص ۱۰۳ و ص ۲۰۲، ترمذی مع تحفہ ص ۱۸۳ ج ۱)۔

(۳۱۵) اسبغ الوضوء یزد فی عمرک (أنس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اچھے طریقہ سے کر تیری عمر میں اضافہ ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی اشعث بن براز متروک ہے (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۲۶۲ ج ۱)  
نیز اس روایت کو ازور نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے اور یہ ضعیف منکر الحدیث ہے (العلل المتناہیہ  
ص ۳۵۱ ج ۱)۔

(۳۱۶) ان استطعت ان تكون أبداً على الوضوء فكن الحديث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اگر تو وضو پر ہمیشگی کی طاقت رکھے تو ایسا کر کیونکہ ملک الموت جب ایسے بندے کی روح قبض کرتا ہے تو جو  
با وضو ہوتا ہے اس کے لئے شہادت (کی موت) لکھ دیتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی کثیر بن سلیم ابو ہاشم اپنی طرف سے روایت گھڑ کر حضرت انس کی طرف منسوب کر  
دیتا تھا (العلل المتناہیہ ص ۳۵۳ ج ۱)۔

(۳۱۷) وضو کرتے وقت باتیں منع ہیں۔ ☆ کسی نامعلوم کا قول ہے جسے جاہل لوگ حدیث سمجھ بیٹھے ہیں۔

## وضو کی دعائیں

(۳۱۸) چہرہ دھوتے وقت اللهم بیض وجهی، وایاں ہاتھ دھوتے وقت اللهم آتني کتابي یسمی، بایاں  
ہاتھ دھوتے وقت اللهم لا تأتني کتابي بشمالی، سر کے مسح کے وقت اللهم حرم شعری علی

۳۱۵۔ عقیلی ص ۱۱۹ ج ۱، علل المتناہیہ ص ۳۵۱ ج ۱، میزان ص ۲۶۳ ج ۱، لسان ص ۳۴۰ ج ۱۔

۳۱۶۔ کتاب المجروحین ص ۲۲۳ ج ۲، علل المتناہیہ ص ۳۵۳ ج ۱۔

۳۱۷۔ کتب حدیث میں وجود نہیں۔

۳۱۸۔ کتاب المجروحین ص ۱۶۵ ج ۲، کنز العمال ص ۴۶۵ ج ۹، میزان الاعتدال ص ۳۶۷ ج ۲، لسان

المیزان ص ۲۳۰ ج ۳، العلل المتناہیہ ص ۳۳۹ ج ۱، التلخیص ص ۱۰۰ ج ۱۔

النار اور دیگر دعائیں کانوں کے مسح کے وقت اللہم اجعلنی من الذین یسبقون القول، پاؤں دھوتے وقت اللہم ثبت قدمی علی الصراط وغیرہ اور باقی دوران وضو کی دعائیں جو فضائل اور صوفیوں کی کتابوں میں درج ہیں کے بارہ میں فرماتے ہیں ان کا کوئی اصل نہیں اور نہ ہی پہلے لوگوں نے ان کو ذکر کیا ہے۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں اس بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (التلخیص ص ۱۰۰ ج ۱)۔

(۳۱۹) حضرت علی سے بھی ایسی دعاؤں کے بارہ میں روایت مردی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے اور اس میں کئی مجہول راوی ہیں (التلخیص ص ۱۰۰ ج ۱)۔

(۳۲۰) حضرت براء سے بھی ایک مختصر روایت کی جاتی ہے ابن حجر فرماتے ہیں لمبی نہ ہونے کے باوجود واسی الاسناد ہے (التلخیص ص ۱۰۰ ج ۱)۔

(۳۲۱) وضو کے بعد جو تین مرتبہ (أشهد أن لا إله إلا الله) پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں (انس فی اللہ)۔

مذکورہ متن یعنی تین عدد کے ساتھ ضعیف ہے اس کا راوی زید اعمی ضعیف اور متروک ہے (دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔  
(۳۲۲) جو شخص وضو کر کے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے اور (أشهد أن لا إله إلا الله) پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (عمر بن الخطاب)۔

آسمان کی طرف نظر اٹھانے کے الفاظ ضعیف ہیں باقی حدیث صحیح ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے (مختصر ابی داود مع معالم السنن ص ۱۲۷ ج ۱)، راقم کہتا ہے وہ ابو عقیل کا استاذ ابن عمہ ہے جو مجہول ہے۔

(۳۲۳) من توضأ ولم يتكلم ثم قال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن

۳۱۹۔ التلخیص ص ۱۰۰ ج ۱۔

۳۲۰۔ التلخیص ص ۱۰۰ ج ۱۔

۳۲۱۔ ابن ماجہ ح ۴۶۹، مسند أحمد ص ۲۶۵ ج ۳، عمل الیوم واللیلۃ ص ۳۵ ج ۳۳۔

۳۲۲۔ أبو داؤد ح ۱۷۰ باب ما یقول الرجل إذا توضأ، طبرانی کبیر ص ۳۳۲ ج ۱۷ عن عقبہ۔

۳۲۳۔ أبو یعلیٰ ص ۱۵۷ ج ۱ ح ۱، مجمع الزوائد ص ۲۳۹ ج ۱، کنز العمال ص ۴۴۲ ج ۹۔

محمداً عبده ورسوله غفر له ما بین الوضوئین (عثمان رضی اللہ عنہ)۔  
 جو وضو کرے اور کلام نہ کرے پھر۔ أشهد أن لا إله إلا الله۔ آخر تک پڑھے اس کے دو وضوؤں کے  
 درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمن بن بیلہانی سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۱)، کذاب ہے  
 (دیکھئے نمبر ۵۴)۔

## نواقض الوضوء

(۳۲۴) الوضوء مما يخرج وليس مما يدخل (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
 وضو اس سے ہے جو بدن سے نکلے اور اس سے وضو نہیں جو بدن میں داخل ہو۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے، ایک راوی فضل بن مختار اور دوسرا راوی شعبہ مولیٰ ابن عباس دونوں ضعیف ہیں اور مرفوعاً  
 یہ روایت ثابت نہیں ہے (بیہقی۔ التعلیق المغنی ص ۱۵۱ ج ۱)۔  
 (۳۲۵) یہی روایت حضرت ابو امامہ سے بھی مروی ہے مگر وہ ابن عباس کی روایت سے بھی زیادہ کمزور ہے  
 (التلخیص ص ۱۱۸ ج ۱)۔  
 (۳۲۶) لا ينقض الوضوء إلا ما خرج من قبل ودبر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔  
 وضو صرف اس سے ٹوٹتا ہے جو قبل اور دبر سے نکلے۔ ☆ اس کی سند ضعیف ہے (التلخیص ص ۱۱۸ ج ۱)۔  
 (۳۲۷) سئل ما الحديث فقال ما يخرج من السبيلين۔ ☆  
 آپ سے پوچھا گیا حدیث کیا ہے؟ فرمایا جو قبل اور دبر سے نکلے۔ ☆

- ۳۲۴۔ دارقطنی ص ۱۵۱ ج ۱، بیہقی ص ۱۱۶ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۳۲ ج ۱، مجمع الزوائد  
 ص ۲۴۳ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۳۲۰ ج ۸، كشف الخفاء ص ۳۳۶ ج ۲، اللعل المتناهیة  
 ص ۳۶۶ ج ۱، ضعیفۃ ص ۳۷۶ ج ۲، الکامل ص ۱۳۴۰ ج ۴، المقاصد الحسنۃ ص ۴۵۲۔  
 ۳۲۵۔ التلخیص ص ۱۱۸ ج ۱۔  
 ۳۲۶۔ نصب الرایۃ ص ۳۷ ج ۱، التلخیص ص ۱۱۸ ج ۱۔  
 ۳۲۷۔ ہدایۃ ص ۲۲ ج ۱۔

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۲۸) لیس فی القبلة وضوء (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

بوسہ دینے سے وضو نہیں ہے۔ ☆

(۳۲۹) إن القبلة لا تنقض الوضوء (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

بوسہ وضو نہیں توڑتا۔ ☆

دونوں ضعیف ہیں دونوں کا راوی عبد الملک بن محمد ضعیف ہے (دارقطنی ص ۱۳۶ ج ۱)۔

(۳۳۰) إذا رفع أحدكم في الصلوة فليتنصرف فليغسل عنه الدم ثم ليعد وضوءه

ويستقبل صلوته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نماز میں جب کسی کی نکیر پھوٹ پڑے تو وہ نماز چھوڑ کر خون کو دھوئے پھر وضو کرے اور نئے سرے سے

نماز پڑھے۔ ☆

منکر ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے (دارقطنی ص ۱۵۳ ج ۱)، مزید دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۳۳۱) إذا رفع في الصلوة توضعاً ثم بني على ما بقي من صلوته (ابن

عباس رضی اللہ عنہ)،

نماز میں جب نکیر پھوٹ پڑے تو وضو کر کے باقی نماز کی بنا اس پر کرے۔ ☆

منکر ہے، راوی عمر بن رباح متروک ہے (دارقطنی ص ۱۵۶ ج ۱)۔

(۳۳۲) إنه رفع فقال له النبي ﷺ أحدث وضوءاً (أبو هاشم الزماني رضی اللہ عنہ)۔

مجھے نکیر پھوٹ پڑی تو فرمایا وضو نئے سرے سے کر۔ ☆

۳۲۸۔ دارقطنی ص ۱۳۶ ج ۱، ضعیفہ ص ۴۲۷ ج ۲۔

۳۲۹۔ نصب الراية ص ۷۳ ج ۱، درایہ ص ۴۵ ج ۱ بحوالہ مسند اسحاق ابن راہویہ۔

۳۳۰۔ دارقطنی ص ۱۵۳ ج ۱، نصب الراية ص ۶۲ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۴۶ ج ۱، الکامل

ص ۱۹۲۸ ج ۵، کنز العمال ص ۴۹۰ ج ۷، طبرانی کبیر ص ۱۳۲ ج ۱۱ ح ۱۱۳۷۔

۳۳۱۔ دارقطنی ص ۱۵۶ ج ۱، نصب الراية ص ۶۱ ج ۲۔

۳۳۲۔ دارقطنی ص ۱۵۶ ج ۱۔

باطل ہے، راوی عمرو بن خالد واسطی متروک الحدیث ہے (دارقطنی)، کذاب ہے (احمد وابن معین - دارقطنی ص ۱۵۴ ج ۱)۔

(۳۳۳) إِنْ النَّبِيِّ ﷺ قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ - ☆

آپ ﷺ نے تہن کی اور وضو نہ کیا۔ ☆

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۳۴) مَنْ قَلَسَ أَوْ قَاءَ أَوْ رَعَفَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيَتِمَّ عَلَى صَلَوتِهِ (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جس کو متلی یا تہ یا نکیر آجائے تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے اور اسی پر نماز پوری کرے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کی چند سندیں ہیں ایک کے راوی عباد بن کثیر اور عطاء بن عجلان دونوں ضعیف ہیں، دوسری سند میں سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰) اور تیسری کا راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس نے اس کو ابن جریج مکی سے روایت کیا ہے اسماعیل جب اہل حجاز سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں دارقطنی فرماتے ہیں اسماعیل کوئی شے نہیں (دارقطنی ص ۱۵۵ ج ۱)۔

(۳۳۵) إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ أَوْ قَلَسَ فَلْيَنْصَرِفْ وَيَتَوَضَّأْ (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جب کسی کو نماز میں تہ آجائے یا متلی یا تہ نماز چھوڑ کر وضو کرے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن عیاش نے عبد الملک بن عبد العزیز حجازی سے روایت کی ہے اہل حجاز کی روایت میں قابل اعتماد نہیں۔

(۳۳۶) إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ رِزًّا أَوْ قِيْثًا أَوْ رَعَا فَا فُلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ (علی رضی اللہ عنہ)۔

۳۳۳۔ ہدایہ ص ۲۳ ج ۱، نصب الرأیہ ص ۳۷ ج ۱، درایۃ ص ۳۰ ج ۱۔

۳۳۴۔ دارقطنی ص ۱۵۴ ج ۲۔

۳۳۵۔ الکامل ص ۲۹۳ ج ۱، بیہقی ص ۱۴۲ ج ۱، دارقطنی ص ۴۲ ج ۱، علل الحدیث ص ۱۷۹ ج ۱۔

۳۳۶۔ دارقطنی ص ۱۵۶ ج ۱، نصب الرأیہ ص ۴۲ ج ۱۔

جب کوئی پیٹ میں گزر گڑا ہٹ پائے یا قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے تو نماز چھوڑ کر وضو کرے۔ ☆  
ضعیف ہے، ابواسحاق مدلس ہیں (طبقات المدلسین ص ۱۰۱)۔

(۳۳۷) القلس حدث (علی رضی اللہ عنہ)۔

متلی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی سوار بن مصعب متروک ہے (دارقطنی ص ۱۵۵ ج ۱)۔

(۳۳۸) الوضوء من کل دم سائل (تمیم داری رضی اللہ عنہ)۔

ہر پہنے والے خون سے وضو ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اولاً: بقیہ ضعیف مدلس ہے، ثانیاً اس کا استاذ یزید بن خالد اور یزید کا استاذ یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں یزید بن محمد نے یہ روایت عمر بن عبد العزیز کے واسطے سے تمیم داری سے روایت کی ہے عمر بن عبد العزیز نے حضرت تمیم کو نہ دیکھا ہے اور نہ ان سے کچھ سنا ہے (دارقطنی ص ۱۵۷ ج ۱)۔

(۳۳۹) ليس في القطرة ولا القطرتين من الدم الوضوء إلا أن يكون دمًا سائلًا (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

خون کے ایک یا دو قطرے سے وضو نہیں مگر یہ کہ خون پہنے والا ہو۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اس کے راوی محمد بن فضل بن عطیہ - سفیان بن زیاد اور حجاج بن نصیر تینوں ضعیف ہیں (دارقطنی ص ۱۵۷ ج ۱)، اس کی سند ضعیف ہے محمد بن فضل متروک ہے (تنقیص ص ۱۱۳ ج ۱، یکھئے نمبر ۱۱۳)۔

(۳۴۰) عن علی حین عد الأحداث قال دفعة ملاً الفم (علی رضی اللہ عنہ)۔

حضرت علی نے منہ بھر کے قے آنے کو نوافض وضو میں شمار کیا۔ ☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

۳۳۷۔ دارقطنی ص ۱۵۵ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۴۲ ج ۱۔

۳۳۸۔ الکامل ص ۱۹۳ ج ۱، ص ۵۰۹ ج ۲، دارقطنی ص ۱۵۷ ج ۱، ضعیفۃ ص ۸۲ ج ۱۔

۳۳۹۔ دارقطنی ص ۱۵۷ ج ۱۔

۳۴۰۔ ہدایۃ ص ۲۴ ج ۱۔



(۳۴۱) یعاد الوضوء من سبع من اقطار البول والدم السائل والقی ومن دسعة تملأ  
 الیم ونوم المضطجع وقهقهة الرجل فی الصلوة وخروج الدم (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔  
 سات چیزوں سے وضو دوبارہ کیا جائے پیشاب کے قطروں سے، بہنے والے خون، قے، لیٹ کر سونے،  
 نماز میں قہقہہ لگانے اور خون کے نکلنے سے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اسکی دو سندیں ہیں ایک میں محمد بن فضل سخت مجروح ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۴)، اور دوسری  
 میں حجاج بن نصیر بھی ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔  
 (۳۴۲) من ضحك منك في صلوة فليتوضأ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو نماز میں ہنس پڑے وہ وضو کرے۔ ☆

منکر ہے، اس روایت کو محمد نے اپنے باپ یزید بن شان سے روایت کیا ہے باپ بیٹا دونوں ضعیف ہیں  
 اور یہ روایت منکر ہے صحیح نہیں (دارقطنی ص ۱۷۲ ج ۱)۔

(۳۴۳) الضحك ينقض الصلوة ولا ينقض الوضوء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

ہنسی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ☆

مضطرب اور منکر ہے، راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان منکر الحدیث اور ناقابل حجت ہے اور اس کی سند میں  
 اضطراب ہے (نصب الراية ص ۵۳ ج ۱)۔

(۳۴۴) إذا قهقهه الرجل اعاد الصلوة والوضوء (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی کھل کھلا کر ہنستے تو نماز اور وضو دونوں لوٹائے۔ ☆

باطل ہے، ایک راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے اور دوسرا راوی سفیان بن محمد فزاری ضعیف سی الحال ہے

۳۴۱۔ درایہ ص ۳۳ ج ۱، نصب الراية ص ۴۴ ج ۱۔

۳۴۲۔ دارقطنی ص ۱۷۲ ج ۱، ارواء الغلیل ص ۱۱۴ ج ۲، نصب الراية ص ۴۹ ج ۱، العلل ص ۳۶۹ ج ۱۔

۳۴۳۔ کنز العمال ص ۴۹۰ ج ۷، نصب الراية ص ۵۳ ج ۱۔

۳۴۴۔ العلل المتناہیة ص ۳۷۲ ج ۱، دارقطنی ص ۱۶۵ ج ۱، نصب الراية ص ۴۸ ج ۱، الکامل ص ۱۰۷۲ ج ۳۔

(دارقطنی ص ۱۶۵ ج ۱)۔

(۳۳۵) حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک نابینے آدمی کا کنویں میں گرنے پر نمازیوں کا کھل کھلا کر ہنسنے اور وضو اور نماز کے لوٹانے کا واقعہ بے بنیاد ہے، مرسل ہونے کے باوجود حسن بن عمارہ، داؤد بن الحمر، ایوب بن حوط عبد الرحمن بن جبلة اور حسن بن دینار کی روایت سے ہے جو تمام متروک اور ناقابل حجت ہیں (نصب الراية ص ۵۰ ج ۱)۔

(۳۴۶) العینان من وکاء السئة (علی رضی اللہ عنہ)۔

آنکھیں پیٹھ کے تھے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے، راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے اور ضعیف راویوں سے بکثرت تدلیس کرتا تھا (تقریب ص ۴۶)۔

(۳۴۷) اسی حدیث کو بقیہ نے ابو بکر بن ابی مریم کے طریق سے حضرت معاویہ سے بھی روایت کیا ہے ابو بکر بھی ضعیف ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں قوی نہیں ہیں (التلخیص ص ۱۱۸ ج ۱)۔

(۳۴۸) من استحق النوم فیجب علیہ الوضوء (أبو هريرة رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے اپنے اوپر نیند کو لازم کر لیا اس پر وضو ہے۔ مرفوعاً صحیح نہیں (بیہقی ص ۱۱۹ ج ۱)۔

۳۴۵۔ دارقطنی ص ۱۶۳ ج ۱، بیہقی ص ۱۴۴ ج ۱، نصب الراية ص ۵۰ ج ۱، العلل المتناهیة ص ۳۷۲ ج ۱، درایة ص ۳۷ ج ۱۔

۳۴۶۔ ابو داؤد ح ۲۰۳، ابن ماجہ باب الوضوء من النوم ح ۴۷۷، مسند أحمد ص ۹۷ ج ۴، دارقطنی ص ۱۶۱ ج ۱، دارمی باب الوضوء من النوم ص ۱۴۹ ج ۱، الکامل ص ۲۵۵ ج ۷، کشف الخفاء ص ۷۷ ج ۲، التلخیص ص ۱۱۸ ج ۱۔

۳۴۷۔ بیہقی ص ۱۱۸ ج ۱، نصب الراية ص ۴۶ ج ۱، دارقطنی ص ۱۶۰ ج ۱، التلخیص ص ۱۱۸ طبرانی، الکامل ص ۴۷۱ ج ۲، ابو یعلیٰ ص ۴۳۸ ج ۷۲۳۔

۳۴۸۔ بیہقی ص ۱۱۹ ج ۱، ضعیفة ص ۳۷۰ ج ۲، تلخیص ص ۱۱۸ ج ۱۔

(۳۴۹) لا وضوء علی من نام قاعداً إنما الوضوء علی من نام مضطجعاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو بیٹھے بیٹھے سو جائے اس پر وضو نہیں وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔

(۳۵۰) لا وضوء علی من نام قائماً أو راکعاً أو ساجداً إنما الوضوء علی من نام مضطجعاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو قیام، رکوع، یا سجدہ کی حالت میں سو جائے وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سو جائے۔

(۳۵۱) لیس علی من نام ساجداً وضوءاً حتی یضطجع (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو سجدہ میں سوئے وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔

(۳۵۲) لا یجب الوضوء علی من نام جالساً أو قائماً أو ساجداً حتی یضع جنبه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو بیٹھے یا کھڑے یا سجدہ میں سوئے وضو اس پر ہے جو اپنا پہلو زمین پر رکھے۔

(۳۵۳) إن الوضوء لا یجب إلا علی من نام مضطجعاً فإنه إذا اضطجع استقرت مفاصله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس پر لازم ہے جو لیٹ کر سوئے جب بندھ لیٹ جاتا ہے اس کے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ جاتے ہیں، مذکورہ پانچوں روایتیں دراصل ایک ہی روایت ہے جس کو ابو خالد یزید دلائی نے قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے بقول امام ابو داؤد قتادہ نے اس روایت کو ابو العالیہ سے نہیں سنا

۳۴۹۔ بیہقی ص ۱۲۱ ج ۱، ابو داؤد ابن عباس سے آدھے الفاظ ہیں ح ۲۰۲، ترمذی ۷۷، مسند أحمد

۲۵۶ ج ۱، نصب الراية ص ۴۴ ج ۱، درایۃ ص ۳۳ ج ۱، دارقطنی ص ۱۶۰ ج ۱۔

۳۵۰۔ تلخیص ص ۱۲۰ ج ۱، نصب الراية ص ۴۴ ج ۱۔

۳۵۱۔ مسند أحمد ص ۲۵۶ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۱۲۳ ج ۱، تلخیص ص ۱۲۰ ج ۱۔

۳۵۲۔ تلخیص ص ۱۲۰ ج ۱، بیہقی ص ۱۲۱ ج ۱، نصب الراية ص ۴۴ ج ۱۔

۳۵۳۔ ترمذی ح ۷۷ باب ما جاء فی الوضوء من النوم، تفسیر قرطبی ص ۲۲۲ ج ۵، دارقطنی

ص ۱۶۰ ج ۱، بیہقی ص ۱۲۱ ج ۱، المحلی ص ۱۸۷ ج ۱۔

یزید دلائی کے بارہ میں ابن حبان فرماتے ہیں کثیر الخطاء فاحش الوہم ہے لہذا قابلِ حجت نہیں ہے، بخاری فرماتے ہیں صدوق دھم زدہ ہے، ابو داؤد فرماتے ہیں یہ روایت منکر ہے (نصب الراية ص ۴۴ ج ۱ ملخصاً) بیہقی فرماتے ہیں اس کو دلائی روایت کرنے میں منفرد ہے اس کا تمام ائمہ حدیث اور حفاظ نے انکار کیا ہے نیز قتادہ سے اس کے سماع کا بھی انکار کیا جاتا ہے (التلخیص ص ۱۲۰ ج ۱)۔

(۳۵۴) ليس على من نام قائماً أو قاعداً وضوء حتى يضطجع جنبه إلى الأرض (عمرو بن شعيب رضي الله عنه)۔

جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے سو جائے اس پر وضو نہیں حتیٰ کہ وہ اپنے پہلو کو زمین پر رکھ دے۔  
باطل ہے راوی مہدی بن ہلال مقہم بالوضع ہے، دوسرا راوی عمرو بن ہارون بلخی متروک ہے اس کی ایک سند مقاتل بن سلیمان کے طریق سے بھی مروی ہے اور وہ بھی مقہم بالوضع ہے (التلخیص ص ۱۲۰ ج ۱)۔  
(۳۵۵) لا وضوء حتى يضع جنبه (حذيفه رضي الله عنه)۔

وضو اس پر ہے جو اپنے پہلو کو زمین پر رکھے۔ ☆  
باطل ہے، راوی بحر بن کثیر السقاء متروک اور ناقابلِ حجت ہے (نصب الراية ص ۴۵ ج ۱ و التلخیص ص ۱۲۰ ج ۱)۔  
اس میں کوئی بھلائی نہیں، محدثین اس کی روایت پھینکنے پر متفق ہیں (المحلی ابن حزم ص ۱۸۷ ج ۱)۔  
(۳۵۶) من وضع جنبه فليتوضأ فعليه الوضوء (عمرو بن شعيب رضي الله عنه)۔  
جو زمین پر اپنا پہلو لگائے وہ وضو کرے۔ ☆

منکر ہے، جس کا راوی عمرو بن ہارون سخت ضعیف، متروک ہے (العلیق المغنی ص ۱۶۱)۔ اس کی ایک اور سند بھی ہے، راوی معاویہ بن معاویہ ضعیف ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (المحلی ص ۱۸۷ ج ۱)۔  
(۳۵۷) ويل للذين يمسون فروجهم ثم يصلون ولا يتوضؤون (عائشة رضي الله عنها)۔

۳۵۴۔ کامل ابن عدی ص ۲۴۰ ج ۶۔

۳۵۵۔ نصب الراية ص ۴۵ ج ۱، المحلی ابن حزم ص ۱۸۷ ج ۱، تلخیص ص ۱۲۰ ج ۱۔

۳۵۶۔ دارقطنی ص ۱۶۱ ج ۱، المحلی ص ۱۸۷ ج ۱۔

۳۵۷۔ دارقطنی ص ۱۴۷ - ۱۴۸ ج ۱، نصب الراية ص ۶۰ ج ۱، الدراية ص ۴۱ ج ۱، دراية ص ۴۲۔

ان لوگوں پر ویل ہے جو اپنی شرمگاہوں کو چھوتے ہیں اور بغیر وضو کے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمرو بن حفص عمری کذاب ہے (احمد و ابو حاتم ☆ نصب  
 الراية ص ۱۶۰ ج ۱)، صحیح حدیث ”من مس فرجه فليتوضأ“ جو عضو کو چھوئے وہ وضو کرے ہے (ترمذی  
 مع تحفه ص ۸۶ ج ۱)۔

(۳۵۸) أنى مست ذكرى وأنا أصلى فقال لا بأس إنما هو جزء منك  
 (أبو أمامة رضى الله عنه)۔

میں حالت نماز میں عضو کو چھوتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر متروک ہے (بخاری، نسائی، دارقطنی)، اس کا استاذ قاسم بھی متروک ہے  
 (نصب الراية ص ۱۶۹ ج ۱)، جعفر وضع الحدیث ہے اس نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں (میزان ص ۴۰۶ ج ۱)۔

(۳۵۹) يا رسول الله انى احتككت فى الصلوة فاصابت يدى فرجى فقال النبى  
 ﷺ انا افعل ذلك (عصمه بن مالك رضى الله عنه)

میں نماز میں کھجاتا ہوں تو میرا ہاتھ شرمگاہ پر لگ جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسے کرتا ہوں۔  
 باطل ہے راوی فضل بن مختار مجہول ہے اور اس کی روایات منکر ہیں اور باطل روایتیں کرتا تھا (ابو حاتم)،  
 اس کی روایات منکر ہیں (ابن عدی ☆ نصب الراية ص ۱۶۹ ج ۱)۔

(۳۶۰) جو لوگ عضو کے چھونے سے وضو نہ کرنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک سب سے معتبر روایت قیس بن  
 طلق عن ابیہ کے طریق سے ہے کہ عضو جسم کا ایک حصہ ہے مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے قیس بن طلق  
 قابل حجت نہیں بلکہ سخت کمزور ہے (ابو حاتم و ابو زرہ ☆ علل ابن ابی حاتم ص ۴۸ ج ۱)، بعض ائمہ نے  
 قیس کی توثیق بھی کی ہے جس سے روایت حسن درجہ کو پہنچ جاتی ہے ایسی صورت میں یہ روایت منسوخ سمجھی  
 جائے گی تفصیل (تحفۃ الاحوذی ص ۸۶ ج ۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۵۸۔ عبد الرزاق ص ۱۱۷ ج ۱ ح ۴۲۵، نصب الراية ص ۶۹ ج ۱، ابن ماجہ ح ۴۸۴ مختصراً۔

۳۵۹۔ دارقطنی ص ۱۴۹ ج ۱۔ نصب الراية ص ۶۹ ج ۱۔

۳۶۰۔ علل الحديث ص ۴۸ ج ۱۔ دارقطنی ص ۱۴۹ ج ۱۔

(۳۶۱) من مس صنماً فلیتوضأ (بریدۃ بن حصیب رضی اللہ عنہ)۔

جو بت کو ہاتھ لگائے وضو کرے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی صالح بن حبان ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۶ ج ۱)۔

(۳۶۲) رسول اللہ ﷺ نے جبریل کا استقبال کیا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا مگر جبریل نے ہاتھ پکڑنے سے انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا دیا اور وضو کیا پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا آپ نے فرمایا جبریل آپ کو کس نے میرا ہاتھ پکڑنے سے روکا تھا؟ جبریل نے فرمایا آپ نے یہودی کے ہاتھ کو چھودا تھا تو میں نے ناپسند کیا کہ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ کو چھو لے جس کے ہاتھ کو کافر نے چھوا ہے (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن ریاح کے ضعف پر اجماع ہے (مجمع ص ۲۳۶ ج ۱)۔

(۳۶۳) کنا نتوضأ من الأبرص إذا مسناه (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ہم مہلسمی والے کو چھونے سے وضو کرتے۔ ☆

نکتہ ضعیف ہے، جابر بھی معتمد ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(۳۶۴) خمس ينقض الوضوء الكذب: النميمة والغيبة والنظر بالشهوة واليمين الكاذبة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پانچ چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں جھوٹ، چغلی، غیبت، شہوت کی نظر سے دیکھنا اور جھوٹی قسم۔ ☆

من گھڑت ہے، روی جابان قابل حجت نہیں (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۷۷ ج ۱)، اس کے شاگرد محمد بن حجاج کی حدیث نہ لکھی جائے (میزان ص ۵۱۰ ج ۳)، اور اس کا شاگرد بقیہ ضعیف اور مدلس ہے، امام ابو حاتم فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹ ہے (علل الحدیث ص ۲۵۹ ج ۱)۔

۳۶۱- مجمع الزوائد ص ۲۴۶ ج ۱۔

۳۶۲- طبرانی أوسط ص ۳۸۷ ج ۳، ۲۸۳۴، مجمع الزوائد ص ۲۴۶ ج ۱۔

۳۶۳- طبرانی أوسط ص ۳۴۴ ج ۶، ۵۷۳۴، مجمع الزوائد ص ۲۴۶ ج ۱۔

۳۶۴- علل الحدیث ص ۲۵۸ ج ۱، کنز العمال ص ۴۹۷ ج ۸، نصب الرایۃ ص ۴۸۳ ج ۲۔

## تیمم

(۳۶۵) التیمم ضربتان ضربة للوجه وضربة للیدین (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تیمم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی علی بن ظبیان قوی نہیں (احادیث ضعاف ص ۸۳)، یہ احادیث میں خطا کر جاتا تھا  
(ابن منیر)، کوئی شئی نہیں (یحییٰ بن سعید و ابو داؤد)، متروک ہے (ابو حاتم و نسائی)، واہی الحدیث ہے  
(ابوزرعہ)، اس سے احتیاج ساقط ہے (ابن حبان ☆ نصب الراية ص ۱۵۰ ج ۱)۔

(۳۶۶) تیممنا مع النبی ﷺ ضربة لوجه والكف وضربة للذراعین إلى المرفقین  
(ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ دو ضربوں سے تیمم کیا ایک ضرب چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے اور دوسری  
ضرب بازوؤں کی کہنیوں تک کے لئے۔

(۳۶۷) ہم نے ہاتھوں کو مٹی پر مارا اور ہم نے چہرے کا تیمم کیا پھر دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھوں کو مارا تو ہاتھوں  
سمیت کہنیوں تک مسح کیا (ابن عمر)۔ ☆

دونوں منکر ہیں، دونوں کا راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)۔

(۳۶۸) التیمم ضربة للوجه وضربة للذراعین إلى المرفقین (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تیمم میں ایک ضرب چہرے کے لیے اور دوسری ضرب بازوؤں سے لے کر کہنیوں تک کے لیے۔ ☆

۳۶۵۔ دارقطنی ص ۱۸۱ ج ۱، المستدرک ص ۱۷۹ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۶۲ ج ۱، در منثور  
ص ۱۶۷ ج ۲، دارقطنی ص ۱۸۰ ج ۱، علل الحدیث ص ۵۴ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۷ ج ۱، درایۃ  
ص ۶۷، نصب الراية ص ۱۵۰ ج ۱۔

۳۶۶۔ دارقطنی ص ۱۸۱ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۷ ج ۱۔

۳۶۷۔ دارقطنی ص ۱۸۱ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۷ ج ۱۔

۳۶۸۔ دارقطنی ص ۱۸۱ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۷ ج ۱۔

ضعیف ہے، اصل روایت موقوف ہے مرفوع روایت کا راوی عثمان بن محمد انطاطی لین ہے (التعلیق المغنی ص ۱۸۲ ج ۱)۔

(۳۶۹) اسی طرح کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جو ضعیف ہے اس کا راوی حریش بن خریث میں نظر ہے (بخاری)، اس کا حال معلوم نہیں لہذا اس کی روایت معتبر نہیں (ابن عدی ☆ نصب الراية ص ۱۵۱ ج ۱)۔

(۳۷۰) رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ پر سلام کہا گیا مگر آپ نے جواب نہ لوٹایا حتیٰ کہ ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور چہرے کا مسح کیا پھر دیوار پر دوسری مرتبہ ہاتھ مارا اور بازوؤں کا مسح کیا اور سلام کا جواب دیا (ابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

ضعیف ہے، راوی محمد بن ثابت عبدی کوئی شی نہیں (ابن معین)، متین نہیں (ابوحاتم)، قوی نہیں (نسائی)، اس کی روایت پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ نصب الراية ص ۱۵۲ ج ۱)، سند ضعیف ہے (درایہ ص ۶۷ ج ۱)۔

(۳۷۱) رسول اللہ ﷺ کنواں جہل کی طرف سے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے آپ پر سلام کہا آپ نے سلام کا جواب نہ لوٹایا بلکہ دیوار پر ہاتھ مارے جس سے چہرے کا مسح کیا اور پھر دوبارہ ہاتھ مارا تو ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک کا مسح کیا (ابوہم)۔

باطل ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک اور ناقابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)، سلیمان کی اس روایت میں اس کے دو استاذ خارج بن مصعب کذاب (دیکھئے نمبر ۳۰۰)، اور ابو عصمہ ہے اگر ابو عصمہ سے مراد نوح بن ابی مریم ہے تو یہ بھی کذاب ہے (دیکھئے داستان حنفیہ ص ۱۸۶)۔

۳۶۹۔ الکامل ص ۸۴۸ ج ۲، نصب الراية ص ۱۵۱ ج ۱، درایہ ص ۶۸ ج ۱۔

۳۷۰۔ ابوداؤد ح ۱۶، نصب الراية ص ۱۵۲ ج ۱، بیہقی ص ۲۱۵ ج ۱، دارقطنی ص ۱۷۷ ج ۱۔

۳۷۱۔ دارقطنی ص ۱۷۶ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۶ ج ۱، نصب الراية ص ۱۵۱ ج ۱۔



(۳۷۲) کیف امسح فضرِب بکفیه الأرض رفعها لوجهہ ثم ضرب ضربة أخرى فمسح ذراعیہ باطنہما وظاہرہما حتی مس بیدیه المرفقین (اسلع رضی اللہ عنہ)۔  
 میں مسح کیسے کروں تو آپ نے زمین پر اپنے ہاتھوں کو مارا اور چہرے کے لیے اٹھایا (مسح کیا) پھر دوبارہ ہاتھ مارا تو بازوؤں کے ظاہر اور باطن کا مسح کیا حتی کہ ہاتھوں کو کہنیوں تک لے گئے۔ ☆  
 باطل ہے، ربیع بن بدر متروک ہے (تقریب ص ۱۰۰)۔

(۳۷۳) چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم ریتلے علاقہ میں رہتے ہیں بسا اوقات ہم کئی کئی ماہ پانی نہیں پاتے، ہم میں جنبی حیض اور نفاس والی بھی ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ”تم پر زین لازم ہے پھر آپ نے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور چہرے پر مسح کیا، پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مارے تو ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک کا مسح کیا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، اس کا راوی ثنی بن صباح سخت ضعیف ہے اس کی متابعت ابن لہیعہ نے کی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی ابراہیم بن یزید خوزی بھی ضعیف ہے (درایہ ص ۶۹ ج ۱)، ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (احمد و نسائی ☆ میزان ص ۳۵ ج ۱)۔

(۳۷۴) تیمم علی الصلوۃ (علی رضی اللہ عنہ) تیمم ہر نماز کے لئے۔

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاة صدوق کثیر الخطاء اور مدلس ہے (تقریب ص ۶۲)، اس کا استاذ ابو اسحاق سمعی بھی مدلس ہے اور اس کا استاذ حارث الاعور متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۳۷۵) من السنة أن لا یصلی الرجل بالتمیم إلا صلوۃ واحدة ثم یتمم للصلوۃ الأخری (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۳۷۲۔ دارقطنی ص ۱۷۹ ج ۱، بیہقی ص ۲۰۸ ج ۱، طحاوی ص ۱۱۳ ج ۱، نصب الراية ص ۱۰۳ ج ۱۔

۳۷۳۔ مسند أحمد ص ۲۷۸ ج ۲، بیہقی ص ۲۱۶ ج ۱ مختصراً نصب الراية ص ۱۰۶ ج ۱، درایہ ص ۶۹ ج ۱۔

۳۷۴۔ دارقطنی ص ۱۸۴ ج ۱، بیہقی ص ۲۲۱ ج ۱، درایہ ص ۷۰ ج ۱، نصب الراية ص ۱۰۹ ج ۱۔

۳۷۵۔ دارقطنی ص ۱۸۵ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۶۴ ج ۱، بیہقی ص ۲۲۱ ج ۱، نصب الراية ص ۱۰۹ ج ۱، درایہ ص ۶۹ ج ۱۔

سنت یہی ہے کہ ایک تیمم سے صرف ایک نماز پڑھے پھر وہ دوسری نماز کے لیے دوبارہ تیمم کرے۔ ☆  
باطل ہے، راوی حسن بن عمارہ کوئی شی نہیں (ابن مدینی)، ساقط ہے (جوزجانی)، متروک ہے (مسلم، ابوحاتم، احمد، دارقطنی)، اس نے حکم سے ستر حدیثیں روایت کی ہیں جن کا کچھ اصل نہیں وہ خود کہتا ہے میں نے حکم سے کچھ نہیں سنا (میزان ص ۵۱۴ ج ۱)، مذکورہ روایت بھی حکم سے ہے۔

(۳۷۶) لا یؤم المتیمم المتوضئین (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)۔

تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی صالح بن بیان متروک ہے (العلل المتناہیہ ص ۳۸۱)، اور یہ روایت ضعیف ہے (دارقطنی ص ۱۸۵ ج ۱) و بیہقی ص ۲۳۴ ج ۱)۔

(۳۷۷) لا یؤم المقید المطلقین ولا المتیمم المتوضئین (علی رضی اللہ عنہ)۔

مقید مطلق کی اور تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی حجاج ضعیف ہے اور حارث الاغور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۳۷۸) إذا أجنب الرجل فی السفر تلوم ما بینہ وبين آخر الوقت فإن لم يجد الماء یتیمم وصلی (علی رضی اللہ عنہ)۔

سفر میں کوئی جنبی ہو جائے تو نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرے اگر وہ پانی نہ پائے تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو راوی شریک بن عبد اللہ قاضی اور ابو اسحاق مدلس ہیں اور حارث الاغور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

۳۷۶۔ بیہقی ص ۲۳۴ ج ۱، دارقطنی ص ۱۸۵ ج ۱، علل المتناہیہ ص ۳۸۱ ج ۱، کنز العمال

ص ۵۹۷ ج ۷، علل المتناہیہ ص ۳۸۱ ج ۱۔

۳۷۷۔ دارقطنی ص ۱۸۵ ج ۱۔

۳۷۸۔ دارقطنی ص ۱۸۴ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۲۰۹ ج ۱۔

## جنابت

(۳۷۹) سئل عن المني يصيب الثوب قال إنما هو بمنزلة المخاط أو البزاق الحديث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ سے منی کے بارہ میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جائے فرمایا وہ تھوک کے درجہ پر ہے تجھے یہی کافی ہے کہ اسے کپڑے سے صاف کر دے خواہ کسی تنکے سے صاف کر۔

ضعیف ہے، راوی شریک بن عبد اللہ اور ان کے استاذ محمد بن عبد الرحمن بن ابی الیسی دونوں ضعیف ہیں۔

(۳۸۰) فاغسله إذا كان رطباً وأفرکیه إذا كان یابساً۔

جب منی تر ہو تو اسے دھو ڈال اور جب خشک ہو اسے کھرچ ڈال۔

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۸۱) ولا أقرأ حتی اغتسل۔

میں بغیر غسل کے قرآن نہیں پڑھتا۔☆

ضعیف ہے، ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے واقدی نے اس کی متابعت کی ہے جو کذاب ہے (میزان ص ۲۶۳ ج ۳)۔

(۳۸۲) نهی أن یقرأ أحدنا القرآن وهو جنب (عبد الله بن رواحه رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔☆

ضعیف ہے، اسماعیل بن عیاش راوی نے یہ حدیث زمعہ بن صالح یعنی سے روایت کی ہے اسماعیل غیر شامیوں کی روایت میں قابل حجت نہیں اور زمعہ ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۸)۔

۳۷۹۔ بیہقی ص ۴۱۸ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۲۷۹ ج ۱، دار قطنی ص ۱۲۴ ج ۱، ضعیفہ ص ۳۶۰ ج ۲۔

۳۸۰۔ ہدایہ ص ۷۳ ج ۱، درایہ ص ۹۱ ج ۱۔

۳۸۱۔ دار قطنی ص ۱۱۹ ج ۱۔

۳۸۲۔ دار قطنی ص ۱۲۰ - ۱۲۱ ج ۱، کنز العمال ص ۴۵۱ ج ۱۳۔

(۳۸۳) لا تقرأ القرآن وأنت جنب (علی رضی اللہ عنہ)۔

حالت جنابت میں قرآن نہ پڑھ۔ ☆ باطل ہے۔

(۳۸۴) یہی روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بھی روایت کی جاتی ہے جو باطل ہے دونوں کا راوی ایک تو حارث الاعور مہتمم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔ اور دوسرا راوی ابو مالک نخعی متروک ہے اور اس کا شاگرد عبد الرحمن بن معانی کوئی شی نہیں (احمد)، ابن معین نے اس پر کذب کی پھبتی کسی ہے (میزان ص ۵۹۵ ج ۲)، بالجملہ یہ روایت جملہ طرق سے ضعیف ہے۔

(۳۸۵) لا یقرأ الحائض ولا الجنب شیئاً من القرآن (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

حیض والی اور جنبی قرآن نہ پڑھے۔ ☆

ضعیف ہے، اس روایت کی تین طرق ہیں ایک طریق میں اسماعیل بن عیاش نے اہل حجاز سے روایت کی ہے جو غیر حجت ہے، دوسرے طریق میں عبد الملک بن مسلمہ منکر الحدیث ہے اس نے اہل مدینہ سے بہت سی منکر حدیثیں روایت کی ہیں (میزان ص ۶۶۳ ج ۲)، دارقطنی ص ۱۱۷ ج ۱ میں فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے، تیسرا طریق عن رجل عن ابی معشر سے ہے رجل مجھول ہے اور ابو معشر نجیح سندھی ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص ۳۵۷)۔

(۳۸۶) لا یقرأ الحائض ولا النفساء ولا الجنب القرآن (جابر رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

حیض اور نفاس والی اور جنبی قرآن نہ پڑھیں۔ ☆

موقوفاً من گھڑت ہے، راوی یحییٰ بن ابی ایوب متروک ہے جس کی حدیث کے ترک پر اجماع ہے (میزان ص ۳۶۳ ج ۳)، یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے جو انتہاء درجہ کی ضعیف ہے اس کا راوی محمد بن فضل متروک اور وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (التعلیق المغنی ص ۱۲۱ ج ۱)۔

۳۸۳۔ مجمع الزوائد ص ۲۷۶ ج ۱ ص ۸۵ ج ۲، دارقطنی ص ۱۱۹ ج ۱، کنز العمال ص ۶۲۱ ج ۱۔

۳۸۴۔ مجمع الزوائد ص ۲۷۶ ج ۱، کنز العمال ص ۶۲۱ ج ۱۔

۳۸۵۔ دارقطنی ص ۱۱۷ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۲۲ ج ۴، بیہقی ص ۸۹ ج ۱۔

۳۸۶۔ دارقطنی ص ۱۲۱ ج ۱ و ص ۸۷ ج ۲۔

(۳۸۷) لا یمس القرآن إلا طاهر والعمرۃ ہی الحج الأصغر (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

قرآن کو پاک آدمی چھوئے اور عمرہ چھوٹا حج ہے۔ ☆

مذکورہ متن کے ساتھ باطل ہے، راوی نصر بن شفی مجہول ہے اور اس کے شاگرد نصیب بن جدر پر جھوٹ کا الزام ہے اور اس کا شاگرد مسعدۃ المہری متروک ہے امام احمد نے اسے ترک کر دیا تھا اور اس کی روایت کو پھاڑ دیا تھا ابوحاتم فرماتے ہیں جھوٹ بولتا تھا (نصب الراية ص ۱۹۹ ج ۱)۔

(۳۸۸) لا یمس القرآن إلا طاهر (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

قرآن کو صرف پاک چھوئے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳)، بعض نے یہ حدیث سلیمان بن ارقم کے بجائے سلیمان بن داؤد سے روایت کی ہے البانی کہتے ہیں یہ خطا ہے عمرو بن حزم کی اصل روایت مرسل ہے اور یہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۵۸ ج ۱)۔

(۳۸۹) مذکورہ روایت حکیم بن حزام سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کا راوی مطر الوراق صدوق کثیر الخفاء ہے (تقریب ص ۳۳۸)، اور اس کا شاگرد ابوحاتم سدید بن ابراہیم ضعیف ہے (نسائی)، قوی نہیں (ابوزرعہ)، صدوق سی الحفظ ہے جس کی بہت سی غلطیاں ہیں (تقریب ص ۱۴۰)، یہ حدیث ضعیف ہے (نووی) ☆  
ارواء الغلیل ص ۱۵۹ ج ۱)۔

۲۸۷۔ نصب الراية ص ۱۹۹ ج ۱۔

۳۸۸۔ بیہقی ص ۸۸ ج ۳۰۹ ص ۸۹ ج ۴، طبرانی ص ۲۴۲ ج ۱۲، مجمع الزوائد ص ۲۷۶ ج ۱، در منثور ص ۳۴۳ ج ۱، ص ۱۶۲ ج ۶، دار قطنی ص ۱۲۱ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۳۴۱ ج ۱، أرواء الغلیل ص ۱۵۸ ج ۱، کنز العمال ص ۶۱۵ ج ۱، نصب الراية ص ۱۹۶ ج ۱، ص ۲۳۴ ج ۲۔

۳۸۸۔ دارقطنی ص ۱۲۲ ج ۱۔

۳۸۹۔ طبرانی کبیر ص ۲۰۵ ج ۳، ح ۳۱۳، طبرانی أوسط ص ۱۸۲ ج ۴، ح ۳۳۲۰، دار قطنی ص ۱۲۲ ج ۱، المستدرک ص ۴۸۵ ج ۳، أرواء ص ۱۸۵ ج ۱۔

(۳۹۰) اور عثمان بن ابی العاص سے بھی منقول ہے اس کا راوی اسماعیل بن رافع ضعیف ہے (تقریب ص ۳۳)، ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت کو ابن ابی داؤد نے مصنف میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے اور طبرانی نے الکبیر میں اور اس کی سند میں غیر معروف راوی ہے (ارواء الغلیل ص ۱۶۰ ج ۱)۔

(۳۹۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کی مشہور روایت میں ہے کہ ان کی ہمشیرہ نے فرمایا تو ناپاک ہے اور قرآن کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں (انس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی قاسم بن عثمان قوی نہیں (دارقطنی)، اس کی احادیث پر متابعت نہیں (بخاری)، اس نے حضرت عمر کے ایمان کے قصہ میں سخت منکر حدیث روایت کی ہے (میزان ص ۳۷۵ ج ۳)۔

(۳۹۲) لیس علی الماء ولا علی الأرض ولا علی الثوب جنابة (جابر رضی اللہ عنہ)۔  
پانی، زمین اور کپڑے پر جنابت نہیں ہے۔ ☆

مرفوعاً ثابت نہیں، راوی جعفر بن محمد بن عیسیٰ عسکری قوی نہیں (احادیث ضعاف ص ۶۳)۔

(۳۹۳) لیس فی الاكسال إلا المظهور (أبی بن كعب رضی اللہ عنہ)۔

سستی (عدم انزال) میں صرف وضو ہے۔ ☆

اس متن سے غیر صحیح ہے، راوی محمد بن احمد المقرئ کی روایات میں لوگوں نے کلام کیا ہے دارقطنی نے اس کی بری ثناء کی ہے (میزان ص ۳۶۲ ج ۳)، اصل حدیث مندرجہ ذیل متن کے ساتھ ہے:-

عن الرجل يصيب من المرأة ثم يكسل فقال يغسل ما أصابه من المرأة ثم يتوضأ ويصلي (مسلم ص ۱۶۵ ج ۱)۔

وہ آدمی جو بیوی سے صحبت کرتا ہے اور سستی کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ اسکو دھوئے جو بیوی سے پانی وغیرہ لگا ہے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔

۳۹۰۔ طبرانی ص ۴۴ ج ۹، ۷۳۳۶، مجمع ص ۲۷۷ ج ۱، أرواء ص ۱۶۰ ج ۱۔

۳۹۱۔ دارقطنی ص ۱۲۳ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۳۷۵ ج ۳، إشارة، أحادیث ضعاف ۶۴۔

۳۹۲۔ دارقطنی ص ۱۱۳ ج ۱، أحادیث ضعاف ص ۶۴۔

۳۹۳۔ ابن أبی شیبہ ص ۹۰ ج ۱، طحاوی ص ۵۴ ج ۱۔

(۳۹۴) إذا اغتسل من الجنابة بدأ فتوضاً وضوءه للصلوة وغسل فرجه وقلمیه (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ جب جنابت کا غسل کرتے تو وضو کرتے اور شرمگاہ اور پاؤں کو دھوتے۔ ☆

منقطع ہے، راوی شعبی کی حضرت عائشہ سے روایت مرسل (منقطع) ہے (کتاب الراہل ص ۱۵۹)۔

(۳۹۵) المضمضة والاستنشاق فرضان فی الجنابة سنتان فی الوضوء۔

کلی اور ناک میں پانی چڑھانا جنابت میں فرض ہیں اور وضو میں سنت۔ ☆

حدیث رسول ﷺ نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۹۶) المضمضة والاستنشاق للجنب ثلاثاً فريضة (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

تین مرتبہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا جنابت کے لیے فرض ہے۔ ☆

باطل ہے، راوی برکتہ بن محمد کذاب ہے (درایہ ص ۱۷۷ ج ۱)، من گھڑت روایتیں کرتا تھا (حاکم)، حدیثیں

ضع کرتا تھا اور یہ روایت باطل ہے (نصب الراہیہ ص ۸۷ ج ۱ و دارقطنی ص ۱۱۵ ج ۱)۔

(۳۹۷) من نسي المضمضة والاستنشاق ولا يعيد إلا أن يكون جنباً (ابن عباس رضي الله عنه)۔

جو کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے وہ دوبارہ نہ لوٹائے مگر یہ کہ وہ جنبی ہو۔ ☆

ضعیف ہے۔ ☆ اس کی راویہ عائشہ بنت عمر د قابل حجت نہیں (دارقطنی ص ۱۱۵ ج ۱)، عائشہ اور اس کا

شاگرد عثمان بن راشد دونوں ضعیف مجہول ہیں (تعلیق بر درایہ ص ۱۷۷ ج ۱)، عثمان کی متابعت حجاج بن

ارطاة نے کی ہے یہ بھی ضعیف اور بدلس ہے (میزان ص ۲۵۸ ج ۱ و تقریب ص ۶۳)۔

(۳۹۸) يكفيك إذا بلغ الماء أصول شعرك۔

تجھے کافی ہے جب پانی تیرے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ ☆

۳۹۴۔ مجمع الزوائد ص ۲۷۵ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۲۱۷ ج ۳۔

۳۹۵۔ ہدایہ ص ۳۰ ج ۱، نصب الراہیہ ص ۷۸ ج ۱، درایہ ص ۴۷ ج ۱۔

۳۹۶۔ دارقطنی ص ۱۱۵ ج ۱، نصب الراہیہ ص ۷۸ ج ۱، ہدایہ ص ۴۷ ج ۱، أحادیث ضعاف ص ۶۴۔

۳۹۷۔ دارقطنی ص ۱۱۵ ج ۱، أحادیث ضعاف ص ۶۴۔

۳۹۸۔ ہدایہ ص ۳۱ ج ۱، نصب الراہیہ ص ۸۰ ج ۱، درایہ ص ۴۸ ج ۱۔

ان الفاظ سے حدیث نہیں، صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۹۹) من ترك موضع شعرة من جنابة لم يصبها الماء فعل الله به كذا وكذا من النار (علی رضی اللہ عنہ)۔

جس کا غسل جنابت میں ایک بال بھی خشک رہ جائے کہ اس تک پانی نہ پہنچے تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے ایسے کیا جائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص ۲۳۹)۔

(۴۰۰) تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر وانقوا البشر (أبو هريرة)۔

ہر بال کے نیچے جنابت ہے تم بالوں کو دھو اور جلد کو صاف کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی حارث بن وحیہ سخت ضعیف ہے (ابن حجر)، اس کی حدیث منکر ہے اور وہ سخت ضعیف ہے (ابوداؤد ص ۱۳۳ ج ۱)۔

(۴۰۱) ليس منا من توضأ بعد الغسل (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو غسل کے بعد وضو کرے وہ ہم میں سے نہیں۔☆ راوی عمر العبدی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۵۲)۔

(۴۰۲) نسخ الغسل من الجنابة كل غسل (علی رضی اللہ عنہ)۔

۳۹۹۔ مسند أحمد ص ۹۴ ج ۱ ص ۱۳۳ ج ۱، کامل ابن عدی ص ۲۰۰ ج ۵، دارمی ص ۱۵۷ ج ۱،

الضعيفة ص ۳۳۲ ج ۲، أرواء الغلیل ص ۱۶۶ ج ۱، ابن ماجہ ح ۵۹۹ باب تحت كل شعرة جنابة،

أبو داؤد ح ۲۴۹ باب فی الغسل من الجنابة۔

۴۰۰۔ ابو داؤد ح ۲۴۸ باب فی الغسل الجنابة، بیہقی ص ۱۷۵ ج ۱، شرح السنة ص ۱۸ ج ۲، علل

المتناهیة ص ۴۷۵ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۳۸۸ ج ۲، مصنف عبد الرزاق ص ۲۶۲ ج ۱، كشف

الخفاء ص ۲۹۸ ج ۱۔

۴۰۱۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۶ ج ۱، طبرانی أوسط ص ۵۱ ج ۱ ح ۳۰۶۵، طبرانی صغیر مع الروض

الدانی ص ۱۸۶ ج ۱ ح ۲۹۴، مجمع ص ۲۷۳ ج ۱۔

۴۰۲۔ بیہقی ص ۲۶۲ ج ۹، دار قطنی ص ۲۷۹ ج ۲، ح ۲۸۰ ج ۴۔



غسل جنابت نے تمام غسل منسوخ کر دیے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے، راوی میتب بن شریک متروک ہے (دارقطنی ص ۲۸۰ ج ۴)۔

(۴۰۳) دیلمی نے یہی روایت حضرت انس سے نقل کی ہے راقم کو اس کی سند معلوم نہیں ہوئی۔

## باب الحیض والنفس

(۴۰۴) أقل الحيض للحجارية البكر والثيب ثلاثة أيام وأكثرها عشرة أيام (أبو أمامة رضي الله عنه)۔

کنواری لڑکی اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ ☆

باطل ہے، راوی عبد الملک اور اس کا استاذ علاء بن کثیر دونوں ضعیف ہیں اور کھول کا حضرت ابو امامہ سے

سماع نہیں ہے (دارقطنی ص ۲۱۸ ج ۱)، علاء ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا قابل

حجت نہیں ہے (کتاب الحجر وحین ص ۱۸۲ ج ۲)۔

اس روایت کی ایک سند اور بھی ہے، جس میں ابو داؤد دغنی معروف کذاب ہے، عام ائمہ کا اجماع ہے کہ یہ

حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۱۷ ج ۲ ونصب الراية ص ۱۹۱ ج ۱)۔

(۴۰۵) أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثرها عشرة أيام (واثله رضي الله عنه)۔

حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ دس دن ہے۔ ☆

۴۰۳۔ دیلمی ص ۳۹ ج ۵ ح ۷۱۱۱۔

۴۰۴۔ دارقطنی ص ۲۱۸ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۸۰ ج ۱، نصب الراية ص ۱۹۱ ج ۱، علل المتناهیة

ص ۳۸۴ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۲۰ ج ۹، أحادیث ضعاف ص ۹۳، طبرانی ص ۱۲۹ ج ۸ ح ۷۵۸۶،

أوسط ص ۳۵۶ ج ۱ ح ۶۰۳، درایة ص ۸۴ ج ۱۔

۴۰۵۔ دارقطنی ص ۲۱۹ ج ۱، أحادیث ضعاف ص ۹۴، العلل المتناهیة ص ۳۸۵ ج ۱، نصب الراية

ص ۱۹۱ ج ۱، درایة ص ۸۴ ج ۱۔

منکر ہے، راوی حماد بن منہال یصری مجہول ہے اور اس کا شاگرد محمد بن احمد بن انس شامی ضعیف ہے (دارقطنی ص ۱۹ ج ۱)، نیز حماد کے استاذ محمد بن راشد کی منکر روایتیں بڑی تعداد کے ساتھ ہیں جس سے وہ ترک کا مستحق ہو گیا ہے (کتاب البحر وحین ص ۲۵۳ ج ۲)، چوتھی وجہ امام مکحول کا حضرت واثلہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل ص ۲۱۳)۔

(۴۰۶) لا حیض دون ثلاثة أيام ولا فوق عشرة (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں۔ ☆

غیر محفوظ ہے، راوی محمد بن سعید شامی حدیثیں وضع کرتا تھا (ثوری، ابن معین و بخاری، نصب الراية ص ۱۹۲ ج ۱)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی محمد بن حسن صدفی مجہول بالقتل ہے اور اس کی روایت غیر محفوظ ہے (عقیلی ص ۵۱ ج ۴)۔

(۴۰۷) أقل الحيض ثلاث وأكثر عشر وأقل ما بين الحيضتين خمسة عشر يوما (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ دس دن ہے اور دو حیضوں میں کم از کم وقفہ پندرہ دن ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی ابو داؤد نخعی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۴۵۱)۔

(۴۰۸) أكثر الحيض عشر وأقله ثلاث (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی انتہائی مدت دس دن اور کم مدت تین دن ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی حسین بن علوان حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان احمد اور ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے (نصب الراية ص ۱۹۳ ج ۱)۔

۴۰۶۔ نصب الراية ص ۱۹۲ ج ۱، عقیلی ص ۵۱ ج ۴، الکامل ص ۲۱۵ ج ۶، العلل المتناهية ص ۳۸۳ ج ۱، دراية ص ۸۴ ج ۱۔

۴۰۷۔ العلل المتناهية ص ۳۸۴ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۲۰ ج ۹، نصب الراية ص ۱۹۲ ج ۱، دراية ص ۴۸ ج ۱۔

۴۰۸۔ کتاب المجروحین ص ۲۴۵ ج ۱، نصب الراية ص ۱۹۲ ج ۱۔

(۴۰۹) الحيض ثلاثة أيام إلى تسعة وعشرة فإذا جاوزت فهي مستحاضة (أنس رضی اللہ عنہ)۔  
 حیض کی مدت تین دن سے لے کر انیس دن تک ہے جب اس سے تجاوز کر جائے تو وہ مستحاضہ ہے۔ ☆  
 باطل ہے، ایک راوی حسن بن دینار کی بہت سے علماء نے تکذیب کی ہے جن میں امام شعبہ رحمہ اللہ بھی  
 ہیں، دوسرا راوی حسن بن شیبہ ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا، اور یہ حدیث جلد بن  
 ایوب عن معاویہ بن قرۃ عن انس کے طریق سے موقوف مشہور ہے، اسماعیل بن علیہ اس پر کذب کا الزام  
 لگاتے تھے، امام احمد کہتے تھے اس کی حدیث کا کوئی وزن نہیں، دارقطنی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے  
 (العلل المتناہیہ ص ۱۲۳۸)۔

(۴۱۰) تمکث احدا کن شطر دهرها لا تصلى۔

تم نصف زمانہ نماز نہیں پڑھتی ہو (نصف ماہ حیض میں گزر جاتا ہے)۔ ☆  
 من گھڑت ہے، جس کا کوئی وجود نہیں۔

(۴۱۱) إذا اغتسلت المرأة من حیضها نقضت رأسها وغسلته بخطمی واثنان

فإذا اغتسلت من الجنابة صب على رأسها الماء ثم عصرته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

عورت جب حیض سے غسل کرے وہ اپنے بال کھولے اور خطمی اور اثنان کے ساتھ دھوئے اور جب  
 جنابت سے غسل کرے تو وہ سر پر پانی بہائے پھر اسے نیچوڑ دے۔ ☆

ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند میں نامعلوم راوی ہے (درایہ ص ۱۲۳۲)۔

(۴۱۲) لا نفاس دون أسبوعين ولا فوق أربعين يوما (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

۴۰۹۔ الکامل ص ۷۱۵ ج ۲، نصب الراية ص ۱۹۳ ج ۱، درایہ ص ۹۵ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۸۴ ج ۱،  
 کتاب المجروحین ص ۲۴۵ ج ۱۔

۴۱۰۔ المقاصد الحسنہ ص ۳۱۸ کشف الخفاء ص ۱۶۴ ج ۱ التلخیص ص ۱۶۲ ج ۱ لدر المنشر  
 ص ۶۴ موضوعات کبیر ص ۵۶

۴۱۱۔ بیہقی ص ۱۸۲ ج ۱، نصب الراية ص ۸۰ ج ۱، درایہ ص ۸۴ ج ۱، الضعیفہ ص ۹۳۷ ج ۲۔

۴۱۲۔ الکامل ص ۲۱۵۲ ج ۶، نصب الراية ص ۱۹۲ ج ۱۔

نفس دو ہفتوں سے کم اور چالیس دن سے زیادہ نہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن سعید شامی کذاب ہے، وضع الحدیث ہے (میزان ص ۵۶۲ ج ۳)۔

(۴۱۳) وقت للنفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلك (أنس رضی اللہ عنہ)۔

نفس والی عورتوں کے لئے چالیس دن کی مدت مقرر کی مگر یہ کہ وہ اس سے پہلے طہر والی ہو جائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی سلام بن سلیم ضعیف ہے (نصب الراية ص ۲۰۵ ج ۱)، متروک ہے (المغنی فی الضعفاء ۲۷۰)۔



## ۷۔ کتاب الصلوٰۃ

### فضائل نماز

(۴۱۴) إن أول ما افترض الله على الناس من دينهم الصلوة وآخر ما يبقى الصلوة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

”اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر دین میں سے سب سے پہلے نماز فرض کی ہے اور سب سے آخر میں بھی نماز رہ جائے گی۔☆

ضعیف ہے، راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱)۔  
(۴۱۵) لا سهم فی الإسلام لمن لا صلوة له (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید کے ضعف پر اجماع ہے (مجمع ص ۲۹۲ ج ۱)، کوئی شی نہیں (ابن معین)، متروک منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ذاہب الحدیث ہے (دارقطنی)، متروک ہے (احمد)، محدثین نے اس کو چھوڑ دیا تھا (بخاری)، ایک مجلس میں اس کا جھوٹ مجھ پر واضح ہوا تھا (یحییٰ بن سعید ☆ میزان ص ۳۲۹ ج ۲)۔

(۴۱۶) لا دين لمن لا صلوة له إنما موضع الصلوة في الدين كموضع الرأس من الجسد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۴۱۴۔ ترغیب الترهیب ص ۲۴۱ ج ۱، در منثور ص ۲۹۵ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۸۸ ج ۱، أبویعلیٰ ح ۴۱۱۰۔

۴۱۵۔ مجمع الزوائد ص ۲۹۲ ج ۱، در منثور ص ۲۹۵ ج ۱، ترغیب الترهیب ص ۳۸۰ ج ۱، کامل ابن عدی ص ۱۱۹۰ ج ۳ ص ۱۴۸۰ ج ۴، کنز العمال ص ۳۲۷ ج ۷، بزار۔

۴۱۶۔ مجمع الزوائد ص ۲۹۲ ج ۱، ترغیب الترهیب ص ۳۸۱ ج ۱، در منثور ص ۲۹۵ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۱۵۴، طبرانی صغیر ص ۱۱۳ ج ۱۔

اس کا دین نہیں جس کی نماز نہیں، نماز کا دین میں مقام ایسے ہے جیسا کہ جسم میں سر کا۔ ☆  
 ضعیف ہے، ایک راوی احمد بن محمد ابو علی المعدل نامعلوم ہے اور دوسرا راوی مندل بن علی ضعیف ہے  
 (میزان ص ۱۸۰ ج ۲)۔

(۴۱۷) علم الإسلام الصلوة فمن فرغ لها قبله وحافظ عليها بحدودها ووقتها  
 وسنتها فهو مومن (أبو سعيد)۔

اسلام کی علامت نماز ہے جو اپنے دل کو نماز کے لئے فارغ کرے اور اس کی حدود، وقت اور سنت کی  
 حفاظت کرے وہ ایماندار ہے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کی دوسندیں ہیں ایک میں راوی ابو یحییٰ ثقات قوی نہیں (نسائی ☆ المغنی فی الضعفاء  
 ص ۳۷۹ ج ۲)، لکن الحدیث ہے (تقریب ص ۴۳۲)، اس میں دوسرا راوی محمد بن جعفر المدائنی میں اس  
 سے کبھی روایت بیان نہیں کروں گا اور ایک بار فرمایا کوئی حرج نہیں (احمد)، قابل حجت نہیں (ابوحاتم ☆  
 المغنی فی الضعفاء ص ۵۶۲ ج ۲)، دوسری سند میں طریف بن شہاب راوی ضعیف ہے (تقریب ص ۱۵۶)،  
 روایت سخت غریب ہے (تاریخ بغداد ص ۱۰۹ ج ۱۱)۔

(۴۱۸) ما من إنسان صلى في بيت مظلمة ركعتين ركوع قام وسجود قام إلا  
 وجبت له الجنة بلا حساب ولا عقاب (أنس رضي الله عنه)۔  
 جو شخص گھر کی تاریکی میں مکمل رکوع اور سجدہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اس کے لئے جنت بغیر حساب اور  
 بغیر عذاب کے واجب ہو جاتی ہے۔ ☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۴۱۹) ثلاث من حفظهن فهو ولي حقا ومن ضيعهن فهو عدو حقا الصلوة

- 
- ۴۱۷۔ کنز العمال ص ۲۷۹ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۱۰۹ ج ۱۱، الکامل ص ۱۴۳۷ ج ۴، مسند أحمد  
 ص ۳۰۲ ج ۲، ص ۳۷۶ ج ۵۔  
 ۴۱۸۔ دیلمی ص ۳۳۴ ج ۴، ۶۵۱۰۔  
 ۴۱۹۔ کنز العمال ص ۸۳۹ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۹۳ ج ۱، درمنثور ص ۲۹۵ ج ۱، طبرانی  
 الأوسط ص ۴۴۴ ج ۹۔

والصيام والجنابة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز، روزہ، اور جنابت کی حفاظت کی وہ بلاشبہ دوست ہے اور جس نے ان تینوں کو ضائع کر دیا وہ بلاشبہ دشمن ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی فضل بن عدی ضعیف ہے (مجمع ص ۲۹۳ ج ۱)، متروک الحدیث ہے (ابن معین و ابوحاتم ☆ میزان ص ۶۲ ج ۳)۔

(۴۲۰) مثل الصلوٰۃ الخمس کمثل نهر عذب جار علی باب أحدکم یغتسل منه کل یوم خمس مرات ما یبقی علیہ من درنہ شئی (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پانچوں نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی نہر کی ہے جو کسی ایک کے دروازہ کے پاس سے بہہ رہی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہائے کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گی۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی داؤد بن زبرقان ضعیف ہے (مجمع ص ۲۹۸ ج ۱)۔

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں راوی زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث ہے (تقریب ص ۱۰۵)، صحیح بخاری ص ۷۶ ج ۱، میں یہ حدیث مختلف متن سے ہے۔

(۴۲۱) إن هذه الصلوٰۃ الخمس الحقائق كفارات لما بينها من الذنوب ما أجتنت الكبائر (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

یہ پانچوں نمازیں دراصل اپنے درمیان میں گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی صالح بن موسیٰ منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۲۹۹ ج ۱)، اس کی ایک اور سند بھی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس کا راوی ضرار بن مرد کذاب ہے (میزان ص ۳۲۷ ج ۲)۔

(۴۲۲) إن الصلوٰۃ المكتوبة تكفر ما قبلها إلى الصلوٰۃ الأخری (أبو أمامة)۔

۴۲۰۔ طبرانی کبیر ص ۱۶۴ ج ۸، مجمع الزوائد ص ۳۰۰ ج ۲۹۸، ۱، أبویعلیٰ ص ۱۱۰ ج ۴ ح ۳۹۷۵۔

۴۲۱۔ مجمع الزوائد ص ۲۹۸ ج ۱۔

۴۲۲۔ طبرانی کبیر ص ۲۶۱ ج ۸ ح ۸۰۱۶، مجمع الزوائد ص ۳۰۰ ج ۱، طبرانی کبیر۔

فرضی نماز دوسری فرضی نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی مفضل بن صدقہ متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۱۳۰۰ ج ۱)۔

(۴۲۳) إِنْ الْعَبْدُ إِذَا قَامَ يَصْلِيْ جُمُعَتِ ذَنْوَبَهُ عَلٰی رَقَبَتِهِ فَإِذَا رَكَعَ تَفَرَّقَتْ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نمازی جب نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کی گردن پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب رکوع کرتا ہے تو بکھر جاتے ہیں۔ ☆

باطل ہے، راوی مروان بن سالم منکر الحدیث ہے (بخاری، مسلم، ابوحاتم)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو عروہ حرائی ☆ میزان ص ۳۹۱ ج ۳)۔

(۴۲۴) مَنْ لَمْ تَنْهَ صَلَوَتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ تَزِدْهُ صَلَوَتُهُ مِنَ اللَّهِ إِلَّا بُعْدًا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

نماز جس کو بے حیائی اور برائی سے نہ روکے تو وہ نماز نمازی کو اللہ سے زیادہ دور کر دیتی ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی لیث بن ابی سلیم مخطوط ہے جس کی روایات ترک کر دی گئی ہیں (تقریب ص ۲۸۷)، یہی روایت صحیح سند کے ساتھ حسن بھری سے مرسل ہے۔

(۴۲۵) رَكْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ وَرَعٍ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُخْلَطٍ (أنس رضی اللہ عنہ)۔  
پرہیزگار آدمی کی دو رکعت نماز مخطوط (جس کی نیکیاں اور گناہ ملے جلے ہوں) کی ہزار رکعت سے بہتر ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی یونس بن عبید کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے وہی فرماتے ہیں نا معلوم ہے (الغنی فی الضعفاء ص ۲۶۷ ج ۲)۔

(۴۲۶) حَافِظُوا عَلٰی أَيْبَائِكُمْ فِي الصَّلَاةِ وَعَوِّدُوهُمْ الْخَيْرَ (ابن مسعود)۔

- ۴۲۳۔ طبرانی اوسط ص ۱۵۴ ج ۸، مجمع الزوائد ص ۳۰۱ ج ۱، در منثور ص ۳۵۵ ج ۳۔  
۴۲۴۔ طبرانی کبیر ص ۴۶ ج ۱۱، مجمع الزوائد ص ۲۵۸ ج ۲۔  
۴۲۵۔ تاریخ اصفہان ص ۲۱۲ ج ۱، اتحاف ص ۵۹ ج ۱۰۔  
۴۲۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۳۶ ج ۹، مجمع الزوائد ص ۲۹۵ ج ۱، در منثور ص ۳۰۰ ج ۱۔



تم بچوں کی نمازوں کی حفاظت کرو اور انکو بھلائی کا عادی بناؤ۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی ضرار بن سرد کذاب ہے (میزان ص ۳۲۷ ج ۲)۔

(۴۲۷) مروہم بالصلوٰۃ بسبع واضربوا علیہا لثلاث عشرة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں نماز کی خاطر انہیں مارو۔ ☆

منکر ہے، راوی داؤد بن محمد ذاہب الحدیث غیر ثقہ ہے، دارقطنی فرماتے ہیں متروک ہے (میزان

ص ۲۰ ج ۲)، صحیح حدیث تیرہ کے بجائے دس سال والی ہے۔

(۴۲۸) نہی عن قتل المصلین أو ضربہم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

نمازیوں کو قتل کرنے یا مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی عامر بن یاف منکر الحدیث ہے اور دوسری سند میں

راوی موسیٰ بن عبیدہ متروک ہے (مجمع الزوائد ص ۲۹۲ ج ۱)۔

## محافظت

(۴۲۹) یا عائشة حافظی علی الصلوات فإنہا أفضل البر (أبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

عائشہ نمازوں کی حفاظت کر بلاشبہ یہ افضل نیکی ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن یحییٰ بن یاف ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ ج ۱)۔

(۴۳۰) حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سردی کی ایک رات فجر کی اذان کہی تو کوئی نمازی نہ آیا پھر دوبارہ

اذان کہی تو تب بھی کوئی نمازی نہ آیا پھر تیسری مرتبہ اذان کہی تو پھر بھی کوئی نمازی نہ آیا رسول اللہ ﷺ

نے پوچھا آج نمازیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا سردی نے روک دیئے ہیں، آپ نے دعا فرمائی تو اللہ

۴۲۷۔ مجمع الزوائد ص ۲۹۴ ج ۱، در منثور ص ۳۰۰ ج ۱، دارقطنی ص ۲۳۱ ج ۱، کنز العمال

ص ۴۴۲ ج ۱۶، کشف الخفاء ص ۲۰۳ ج ۲۔

۴۲۸۔ مجمع الزوائد ص ۲۹۴ ج ۱، أبویعلیٰ ص ۱۶۳ ج ۴، ۴۱۲۹۔

۴۲۹۔ مجمع الزوائد ص ۳۰۲ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۵۱ ج ۵، ۴۰۸۹۔

۴۳۰۔ طبرانی کبیر ص ۳۹۱ ج ۱، ۱۰۶۶، مجمع الزوائد ص ۴۱ ج ۲۔

تعالیٰ نے سردی روک دی میں نے دیکھا لوگ صبح کے وقت گرمی میں چل کر آ رہے ہیں (بلال رضی اللہ عنہ)۔  
 سخت ضعیف ہے، ایوب بن یسار راوی متروک ہے (مجمع الزوائد ص ۴۱ ج ۲)، کوئی شی نہیں (ابن معین)،  
 غیر ثقہ ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن مدینی)، ثقہ نہیں (سعدی ☆ میزان ص ۲۸۹ ج ۱)۔  
 (۴۳۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے تو پاؤں کے ساتھ اسے  
 حرکت دی حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گیا اسے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت جھانکتا ہے اور ایک  
 جماعت کو اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرتا ہے (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔  
 سند میں مجہول راوی ہے جس کی وجہ سے سند ضعیف ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۱)۔

(۴۳۲) نومة الصبح تورث الفقر۔

صبح کی نیند فقر کو وارث بناتی ہے۔ ☆ حدیث رسول نہیں کسی نامعلوم کا قول ہے۔

(۴۳۳) صلوٰۃ وسطیٰ ظہر ہے (اسلمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ)، منقطع ہے اس کے راوی زبیر قان کا حضرت اسامہ سے سنا نہیں۔

(۴۳۴) کنا نتحدث انها الصلوة التي وجه فيها رسول الله ﷺ الى القبلة  
 الظهر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ہم بیان کرتے تھے نماز وسطیٰ سے مراد ظہر ہے اس نماز میں رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے راوی احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین ضعیف ہے بلکہ احمد بن صالح اور بعض دیگر محدثین کے نزدیک  
 کذاب ہے (اکمال ص ۲۰۱ ج ۱)۔

(۴۳۵) أفضل الصلوة المغرب (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

مغرب کی نماز سب سے بہتر ہے۔ ☆

۴۳۱۔ مجمع الزوائد ص ۴۱۸ ج ۱۔

۴۳۲۔ الطب النبوی للذهبی ص ۱۵ کما فی موسوعة أطراف الحديث۔

۴۳۳۔ ابن کثیر ص ۴۳۵ ج ۱۔

۴۳۴۔ طبرانی الاوسط ص ۱۸۲ ج ۱ ح ۲۴۲۔

۴۳۵۔ طبرانی اوسط ص ۲۳۰ ج ۷، مجمع الزوائد ص ۳۰۹ ج ۱، الدر منثور ص ۳۰۰ ج ۱، مجمع

البحرین ص ۱۵۹ ج ۲ ح ۸۸۰۔

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ ضعیف ہے (مجمع ص ۳۰۱۹ ج ۱)۔

(۴۳۶) إذا رقد المرء قبل أن يصلي العتمة وقف عليه ملكان يوقظانه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جب بندہ عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہو کر اسے بیدار کرتے ہیں۔ ☆  
امام شوکانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے (الفوائد المجموعہ ص ۱۶)۔

(۴۳۷) من صلى العشاء في جماعة فقد أخذ بحظه من ليلة القدر (أبو أمامة)۔

جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پالیا۔ ☆

ضعیف غیر محفوظ ہے، راوی مسلمہ بن علی ضعیف ہے (مجمع ص ۴۰ ج ۲)، ثقہ نہیں (دجیم)، متروک ہے (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس کی عام روایات محفوظ نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۰۹ ج ۴)۔

(۴۳۸) من صلى العشاء في جماعة وصلى أربع ركعات قبل أن يخرج من المسجد كان كعدل ليلة القدر (ابن عمر)۔

جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کا ثواب لیلۃ القدر کی طرح ہے۔ ☆

اس کی سند میں ضعیف راوی ہے (مجمع الزوائد ص ۴۰ ج ۱)۔

(۴۳۹) لو يعلم الناس ما في شهود العتمة ليلة الأربعاء لأتوها ولو حبواً (عائشة رضي الله عنها)۔  
اگر لوگوں کو علم ہو کہ بدھ کے روز عشاء کی نماز میں کتنی فضیلت ہے تو یہ ضرور حاضر ہوں خواہ گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی زکریا بن منظور ضعیف ہے (مجمع ص ۴۰ ج ۲)، ثقہ نہیں (ابن معین)،

۴۳۶۔ تاریخ بغداد ص ۲۲۶ ج ۱۴، الکامل ص ۲۶۰ ج ۷، فوائد المجموعة ص ۱۶، تنزیہ الشریعة ص ۸۰ ج ۲۔

۴۳۷۔ طبرانی کبیر ص ۱۷۹ ج ۸، مجمع الزوائد ص ۴۰ ج ۲، مسند الشامیین (۸۸۹)۔

۴۳۸۔ طبرانی اوسط ص ۱۱۴ ج ۶، ۵۲۳۵، مجمع الزوائد ص ۴۰ ج ۲، ۲۳۱ ج ۲۔

۴۳۹۔ طبرانی اوسط ص ۴۴۸ ج ۱، ۸۰۹، مجمع الزوائد ص ۴۰ ج ۲، کنز العمال ص ۴۰ ج ۷، مجمع

البحرین ص ۲۹ ج ۲، ۶۵۰ ج ۲۔

متروک ہے (دارقطنی میزان ص ۲۷۵ ج ۲)۔

## اوقات نماز

(۴۴۰) لا تؤخر الصلوة لطعام ولا لغيره (جابر رضی اللہ عنہ)۔

نماز کو کھانے وغیرہ کی وجہ سے لیٹ نہ کرو۔ ☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن میمون کوئی مختلف فیہ ہے، ابن معین فرماتے ہیں ثقہ ہے، ابو حاتم ودارقطنی فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں، ابو زرہ فرماتے ہیں لین ہے، بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے، ابن حبان فرماتے ہیں سخت منکر الحدیث ناقابل احتجاج ہے (عون المعبود ص ۴۰۴ ج ۳)۔

(۴۴۱) إن للصلوة أولاً وآخرأ (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

نماز کا اول اور آخر وقت ہے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کو محمد بن فضیل نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، امام بخاری فرماتے ہیں محمد بن فضیل نے خطا کی ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں ابن فضیل کو وہم ہو گیا ہے، اعمش سے ان کے شاگردوں نے اس کو مجاہد کا قول نقل کیا ہے، ابن جوزی اور ابن قتان نے اس کے منہ ہونے کو بھی تسلیم کیا ہے، لیکن متقدمین نے اس کو خطا قرار دیا ہے، دارقطنی فرماتے ہیں کہ منہ صحیح نہیں ابن فضیل کو وہم ہو گیا ہے (نصب الرایہ ص ۲۳۱ ج ۱ ودارقطنی ص ۲۶۲ ج ۱)۔

(۴۴۲) إن للصلوة وقتاً كوقت الحج (ابن مسعود رضي الله عنه)۔

نماز کا بھی حج کی طرح وقت مقرر ہے۔ ☆

۴۴۰۔ ابوداؤد ح ۳۷۵۸ باب إذا حضر الصلوة والعشاء، كنز العمال ص ۵۲۱ ج ۲۔

۴۴۱۔ مسند أحمد ص ۲۳۲ ج ۲، بیہقی ص ۳۷۱ ج ۱، كنز العمال ص ۳۵۸ ج ۷، ترمذی ح ۱۵۱۱ باب

منه، معانی الآثار ص ۱۴۹ ج ۱ ص ۱۵۰ ج ۱، تمہید ص ۸۷ ج ۸، در منثور ص ۲۱۵ ج ۲،

دارقطنی ص ۳۶۲ ج ۱، عقیلی ص ۱۱۹ ج ۴، ابن أبی شیبہ ص ۳۱۷ ج ۱، صحیحہ ص ۲۷۲ ج ۴،

نصب الرایہ ص ۲۳۱ ج ۱۔

۴۴۲۔ طبرانی کبیر ص ۲۷۵ ج ۹ ح ۹۳۷۵، مجمع الزوائد ص ۳۰۵ ج ۱۔

منقطع ہے قتادہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا (مجمع الزوائد ص ۳۰۵ ج ۱)۔

(۴۴۳) عجلوا الصلوة قبل الفوت۔

جلدی کرو نماز پڑھنے کو اس کے وقت کے گزر جانے سے پہلے۔ ☆

صفائی کہتے ہیں موضوع ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۰۲ ج ۱)۔

(۴۴۴) الوقت الأول من الصلوة رضوان الله والوقت الآخر عفو (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا اول وقت اللہ کی رضا اور آخری وقت معافی اور درگزر ہے۔ ☆

باطل ہے، راوی یعقوب بن ولید متروک ہے (احادیث ضعاف ص ۱۱۰)، امام احمد اور دیگر حفاظ نے اس کی

تکذیب کی ہے اور اس کو وضع کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ روایت اس سند کے ساتھ باطل ہے (بیہقی

ص ۳۳۵ ج ۱)۔

(۴۴۵) مذکورہ روایت حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی عبید بن قاسم متروک ہے (احادیث ضعاف

ص ۱۱۰)، کذاب ہے (ابن معین)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو داؤد وصالح جزرہ ☆ میزان ص ۲۱ ج ۳)،

دوسرا راوی حسین بن حمید بن ربیع کذاب ہے (العلیق المغنی ص ۲۵۰ ج ۱)۔

(۴۴۶) اور حضرت ابو محمد وزید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں وسط الوقت رحمۃ اللہ کے الفاظ بھی ہیں اس کا راوی

ابراہیم بن زکریا من اہل عبدی ضعیف ہے (احادیث ضعاف ص ۱۱۱)، اس کی حدیث منکر ہے (ابوحاتم)،

اس نے باطل حدیثیں روایت کی ہیں (العلیق المغنی ص ۲۵۰ ج ۱)۔

۴۴۳۔ ضعیفہ ص ۱۰۲ ج ۱، صفائی ص ۵۔

۴۴۴۔ ترمذی ح ۱۷۲ باب ما جاء فی الوقت الأول من الفضل، دارقطنی ص ۲۴۹ ج ۱، ترغیب الترهیب

ص ۲۵۶ ج ۱، شرح السنة ص ۱۹۰ ج ۲، أرواء الغلیل ص ۲۳۷ ج ۱، اللعل المتناہیة ص ۳۹۰ ج ۱،

کنز العمال ص ۳۶۰ ج ۷، ص ۴۱۳ ج ۷، کشف الخفاء ص ۳۴۲ ج ۲، بیہقی ص ۴۳۵ ج ۱،

المستدرک ص ۱۸۹ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۳۸ ج ۳۔

۴۴۵۔ دارقطنی ص ۲۴۹ ج ۱، بیہقی ص ۴۳۶ ج ۱۔

۴۴۶۔ بیہقی ص ۴۳۵ ج ۱، دارقطنی ص ۲۵۰ ج ۱۔

۴۴۷۔ مجمع الزوائد ص ۳۰۳ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۳۷۰ ج ۱۷ ح ۱۰۱۳۔

(۴۴۷) إن أحدكم ليصلي الصلوة لوقتها وقد ترك من الوقت الأول ما هو خير له من أهله وماله۔

نمازی نماز تو وقت پر ادا کرتا ہے مگر وہ اول وقت کو چھوڑ دیتا ہے حالانکہ اول وقت اس کے لئے اہل اور مال سے بھی بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن فضیل مخزومی ضعیف ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے، کوئی شی نہیں (ابن معین)، متروک ہے (محدثین کی ایک جماعت اور نسائی ☆ میزان ص ۱۵۲ ج ۱)۔

(۴۴۸) ما صلی رسول اللہ ﷺ الصلوة لوقتها الآخر إلا مرتین حتی قبضہ اللہ (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں سوائے دو مرتبہ کے ادا نہیں کی حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی اسحاق بن عمر مجہول ہے (احادیث ضعاف ص ۱۰۹)، اس نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا (بیہقی ص ۳۳۵ ج ۱)۔

(۳۳۹) اس روایت کی دو سندیں اور بھی ہیں ایک سند میں واقدی کذاب ہے (میزان ص ۲۶۳ ج ۳)، اور دوسری سند میں معلى بن عبد الرحمن متروک الحدیث ہے (ابوحاتم)، کذاب ہے (دارقطنی) حدیثیں وضع کرتا تھا (العلیق المغنی ص ۲۳۹ ج ۱)۔

اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے فضائل علی میں ستر (۷۰) حدیثیں وضع کی ہیں۔

(۴۵۰) من نور بالفجر نور اللہ له قلبه وقبره وقبلت صلواته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۴۴۸۔ تفسیر قرطبی ص ۱۶۵ ج ۱، دارقطنی ص ۲۴۸ ج ۱، احادیث ضعاف ص ۱۰۹۔

۴۴۹۔ المستدرک ص ۱۹۰ ج ۱، دارقطنی ص ۲۴۹ ج ۱، بیہقی ص ۴۳۰ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۳۱۶ ج ۱، اللالی ص ۱۰ ج ۲۔

۴۵۰۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۳۸، فوائد المجموعۃ ص ۱۰، کتاب الموضوعات ص ۱۳ ج ۲، کنز العمال ص ۳۶۵ ج ۷، تنزیہ الشریعۃ ص ۷۶ ج ۲۔

جو فجر کو روشن کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور قبر کو روشن کرے گا اور اس کی نماز قبول کی جائے گی۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی سلیمان بن عمرو نخعی کذاب ہے (الفوائد المجموعہ ص ۱۵)، وضع حدیث میں معروف تمام لوگوں سے جھوٹا تھا (ابن معین)، حدیث وضع کرتا تھا (احمد)، تمام کا اجماع ہے کہ حدیث وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۱۳ ج ۲)، یہ وہی راوی ہے جو ابو داؤد نخعی کے نام سے متعدد بار گزر چکا ہے۔

(۴۵۱) أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر (محمود بن لبيد رضي الله عنه)۔

فجر کو روشن کرو پس یہ اجر کے لئے بڑی ہے۔ ☆

راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۶۸)، اس سند کے علاوہ دوسری سند سے حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۵۲) مذکورہ روایت حضرت انس سے بھی مروی ہے راوی یزید بن عبد الملک نوفلی ضعیف ہے (احمد، بخاری، نسائی، ابن عدی ☆ مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج ۱)۔

(۳۵۳) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی ایوب بن یار کوئی شی نہیں (ابن معین)، غیر ثقہ ہے (ابن مدینی وسعدی) متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۲۸۹ ج ۱)۔

(۳۵۴) اسفروا بصلوة الصبح کے الفاظ سے ابن مسعود سے بھی مروی ہے اس کا راوی معلى بن عبد الرحمن

۴۵۱۔ ترمذی ح ۱۵۴ باب ما جاء في التغليس بالفجر، نسائی ح ۵۵۱ باب من أدرك ركعة من صلاة الصحيح، مسند أحمد ص ۴۱۴ ج ۴ ص ۴۲۹ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ج ۴، کنز العمال ص ۳۶۲ ج ۷، بیہقی ص ۴۵۷، شرح السنة ۱۹۶ ج ۲، نصب الراية ص ۲۳۵ ص ۲۳۷ ج ۱، لسان المیزان ص ۴۸۲ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۲۸۴ ج ۱، تلخیص ص ۱۸۲، موارد الظمان ص ۱۳۷ ج ۱، ابن حبان ص ۲۳ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج ۱، درایۃ ص ۱۰۳ ج ۱۔

۴۵۲۔ مجمع ص ۳۱۵ ج ۱، نصب الراية ص ۲۳۶ ج ۲۔

۴۵۳۔ طبرانی کبیر ص ۳۳۹ ج ۱۱۶، مجمع ص ۳۱۵ ج ۱، نصب الراية ص ۲۳۶ ج ۱، درایۃ ص ۱۰۴ ج ۱۔

۴۵۴۔ طبرانی کبیر ص ۱۷۸ ج ۱۰ ح ۱۰۳۸۰، مجمع ص ۳۱۵ ج ۱، نصب الراية ص ۲۳۷ ج ۱، درایۃ ص ۱۰۴ ج ۱۔

کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۳۵)۔

(۴۵۵) لا تزال أمتي علي الفطرة ما اسفروا بصلوة الصبح (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

میری امت اس وقت تک فطرت پر رہے گی جب تک وہ فجر کی نماز کو روٹن کریں گے۔ ☆

باطل ہے، راوی حفص بن سلیمان حدیثیں وضع کرتا تھا (مجمع الزوائد ص ۱۵۳۱)۔

(۴۵۶) يصلي الفجر حين يتغشى النور السماء (قيس بن سائب رضي الله عنه)

آپ فجر کی نماز پڑھتے جب روشنی آسمان پر پھیل جاتی۔ ☆

ضعیف ہے، راوی مسلم بن کیسان ملائی متروک الحدیث ہے (فلاس)، ثقہ نہیں مخطوط ہو گیا تھا (ابن معین)،

اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد)، محدثین کا اس کے بارہ میں کلام ہے (بخاری ☆ میزان ص ۱۰۶ ج ۲)۔

(۴۵۷) والفجر ربما صلاها حين يطلع الفجر وربما آخر (أنس رضي الله عنه)۔

بسا اوقات فجر طلوع ہوتے ہی نماز پڑھ لیتے اور بسا اوقات مؤخر کر دیتے۔ ☆

باطل ہے، راوی یوسف بن خالد سستی سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۳۰۳ ج ۱)، ثقہ نہیں (نسائی)، کذاب ہے

(ابن معین ☆ میزان ص ۲۶۲ ج ۲ مزید داستان حنفیہ ص ۲۲۳)۔

(۴۵۸) الصلوة تكره بنصف النهار إلا يوم الجمعة فإن جهنم لا تسجر إلا يوم

الجمعة (أبو قتادة رضي الله عنه)۔

دوپہر کے وقت نماز مکروہ ہے سوائے جمعہ کے دن کے کیونکہ جمعہ کے روز جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔ ☆

منقطع ضعیف ہے راوی ابو الخلیل کا ابو قتادہ سے سماع نہیں۔ اور راوی لیث ضعیف ہے۔

(۴۵۹) إذا كان ألفىء ذراعاً ونصفاً إلى ذراعين فصلوا الظهر (ابن عمر رضي الله عنه)۔

۴۵۵۔ مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج ۱، کنز العمال ص ۳۶۵ ج ۷۔

۴۵۶۔ طبرانی کبیر ص ۳۶۳ ج ۱۸ ح ۹۳۱، الاصابة ص ۲۴۸ ج ۳، مجمع ص ۳۰۵ ج ۱، مجمع البحرين

ص ۴۲۹ ج ۱۔

۴۵۷۔ كشف الاستار ح ۳۶۷، مجمع الزوائد ص ۳۰۳ ج ۱۔

۴۵۸۔ تمہید ص ۲۰ ج ۴، دیلمی ص ۵۶۶ ج ۲، ابوداؤد باب الصلوٰۃ يوم الجمعة قبل الزوال ح ۱۰۸۳۔

۴۵۹۔ الکامل ص ۳۹۵ ج ۱، أبویعلیٰ ۲۰۷ ج ۵، ح ۵۴۷۸، کتاب الموضوعات ص ۱۳ ج ۲، فوائد



سایہ جب ڈیڑھ (۱-۱/۲) ہاتھ سے لے کر دو ہاتھ تک ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لو۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی اصرم بن حوشب کذاب ہے (مجمع ص ۳۰۴ ج ۱)۔

(۴۶۰) کان یا مرهم بتأخیر العصر رافع بن خدیج)۔

آپ عمر کو دیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ ☆

عبد الواحد بن نافع کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کا استاد عبد الرحمن یا عبد اللہ بن رافع قوی نہیں اور یہ حدیث نہ حضرت رافع سے اور نہ کسی اور صحابی سے صحیح ہے (دارقطنی ص ۲۵۱ ج ۱)، یہ عبد الواحد ابو الرماح ہے جو اہل شام سے من گھڑت روایتیں کرتا ہے (ابن حبان) مجہول ہے اور اس کی حدیث مختلف فیہ ہے (ابن القطان) اور یہ حدیث صحیح نہیں (میزان ص ۶۷۷ ج ۲)۔

(۴۶۱) علیکم بتأخیر العصر (عبد اللہ بن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ)۔

تم پر عصر کا لیت کرنا واجب ہے۔ ☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۴۶۲) شمیت العصر لأنها تعصر۔ ☆

عصر کا نام اس لئے عصر ہے کہ یہ دیر سے پڑھی جاتی ہے۔ ☆ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے۔

(۴۶۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی تو ہم سورج کو غروب ہوتا ہوا دیکھنے لگے لئے گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی زیاد بن عبد اللہ مخفی مجہول ہے (دارقطنی ص ۲۵۱ ج ۱)۔

(۴۶۴) أول وقت المغرب حين تغرب الشمس وآخره حين يغيب الشفق۔ ☆

مغرب کا اول وقت سورج کے غروب ہونے پر ہے اور آخری وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔ ☆

المجموعة ص ۱۵، مجمع الزوائد ص ۳۰۶ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۸۶ ج ۲، کشف الخفاء ص ۹۶ ج ۱، کنز العمال ص ۵۸۱، لسان المیزان ص ۴۶۱ ج ۱، اللالی ص ۱۰ ج ۲۔

۴۶۰۔ دارقطنی ص ۲۵۱ ج ۱۔

۴۶۱۔ دیلمی ص ۵۲ ج ۳ ص ۳۸۵۱۔

۴۶۲۔ موطا محمد ص ۴۶۔

۴۶۳۔ دارقطنی ص ۲۵۱ ج ۱۔

۴۶۴۔ ہدایہ ص ۸۱ ج ۱، نصب الراية ص ۲۳۰ ج ۱، درایہ ص ۱۰۲ ج ۱۔

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۴۶۵) بادروا بصلوة المغرب طلوع النجم (أبو أيوب)۔

تم جلدی کرو مغرب کی نماز کو تارے کے طلوع ہونے سے پہلے۔☆

ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(۴۶۶) آخر وقت المغرب إذا أسود الأفق ☆

نماز مغرب کا آخری وقت ہے جب افق پر تاریکی چھا جائے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۴۶۷) أمني جبريل بمكة وفيه صلى في اليوم الثاني المغرب في وقتها بالأمس

(جابر بن عبد الله)۔

جبریل نے مکہ میں میری امامت کرائی اور دوسرے دن بھی مغرب کو پہلے دن کے وقت پر پڑھا۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی عبد الکریم بن ابی الحارث ضعیف ہے (تقریب ص ۲۱۷)۔

(۴۶۸) قدرے مختلف الفاظ سے یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی واقدی کذاب ہے

(میزان ص ۲۶۳ ج ۳)۔

(۴۶۹) اور ابن مسعود سے بھی مروی ہے اس کا راوی ایوب بن عتبہ ضعیف ہے (تقریب ص ۴۱)۔

(۴۷۰) يصلي المغرب والصائم يتماري أن يفطر (قيس بن عاصم)۔

مغرب کی نماز (اتنی جلدی) پڑھتے کہ روزے دار کو افطاری میں شک ہوتا۔☆

۴۶۵۔ مسند أحمد ص ۴۱۵ ج ۵، نصب الراية ص ۲۴۶ ج ۱، دار قطنی ص ۲۶۰ ج ۱، كنز العمال

ص ۳۸۵ ج ۷۔

۴۶۶۔ هداية ص ۸۲ ج ۱، دراية ص ۱۰۳ ج ۱، نصب الراية ص ۲۳۴ ج ۱۔

۴۶۷۔ دار قطنی ص ۲۵۷ ج ۱۔

۴۶۸۔ دار قطنی ص ۲۵۸ ج ۱۔

۴۶۹۔ دار قطنی ص ۲۶۱ ج ۱۔

۴۷۰۔ طبرانی کبیر ص ۳۶۳ ج ۱۸ ح ۹۳۱، مجمع ص ۳۰۵ ج ۱، مجمع البحرين ص ۴۲۹ ج ۱ ح ۵۶۰۔

ضعیف ہے، یہ حدیث نمبر ۳۵۶ کا ٹکڑا ہے، تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔

(۴۷۱) لن تزال أمتی علی الإسلام ما لم يؤخروا المغرب حتی تشتبك النجوم  
(حارث بن عقیل بن وہب)

میری امت اس وقت تک اسلام پر رہے گی جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے روشن ہونے تک مؤخر نہ کریں۔ ☆  
ضعیف ہے، یہ لمبی روایت کا ٹکڑا ہے جس کا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (مجمع ص ۳۱۱ ج ۱  
وتقریب ص ۳۴۷)۔

(۴۷۲) لا یلہیہ عن صلوٰۃ المغرب طعام ولا غیرہ (جابر بن عبد اللہ)۔

آپ کو نماز مغرب سے کھانا وغیرہ غافل نہیں کرتا تھا۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی طلحہ بن زید متروک ہے، امام احمد، علی بن مدینی اور ابو داؤد فرماتے ہیں روایتیں وضع  
کرتا تھا (تقریب ص ۱۵۷)۔

(۴۷۳) الشفق الحمرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

شفق سرخی ہے۔ ☆ مرفوع ثابت نہیں، ابن عمر کا قول ہے۔

(۴۷۴) إذا مלא الليل بطن كل واحد فقد حل وقت الصلوٰۃ (أم سلیم)۔

جب ہر سوتا رکھی چھا جائے تو نماز (عشاء) کا وقت ہو جاتا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، عتبہ بن عبد الرحمن متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۳۱۲ ج ۱)، ذاہب الحدیث متروک ہے  
(بخاری)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۰۱ ج ۱؟)۔



۴۷۱۔ طبرانی کبیر ص ۲۳۷ ج ۳، ۳۲۶۴، مجمع الزوائد ص ۳۱۱ ج ۱، در منثور ص ۲۹۹ ج ۱۔

۴۷۲۔ دارقطنی ص ۲۵۹ ج ۱، أحادیث ص ۱۱۵ ج ۱۸۴۔

۴۷۳۔ بیہقی ص ۳۷۳ ج ۱، اتحاف ص ۴۵۱ ج ۶، دارقطنی ص ۲۶۹ ج ۱، کنز العمال ص ۳۹۳ ج ۷، تفسیر

قرطبی ص ۱۴۱ ج ۱۶۔

۴۷۴۔ مجمع الزوائد ص ۳۱۴ ج ۱، کنز العمال ص ۳۹۷ ج ۷ و ص ۵۸ ج ۸۔

## ۸- کتاب الاذان

(۴۷۵) لو يعلم الناس ما فى التأذين لتضاربوا عليه بالسيوف (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

اگر لوگ اذان کے اجر کو جان لیں تو یہ باہم تلواروں سے لڑائی کریں۔ ☆

ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۵ ج ۱)۔

(۴۷۶) ثلاث لو يعلم الناس ما فيهن ما اخذت إلا بسهمه حرصا علي ما فيهن

من الخير والبركة: التأذين بالصلوة والتجهير فى الجمعات والصلوة فى

أول الصفوف (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

تین چیزیں ایسی ہیں اگر لوگ جو کچھ ان میں ہے جان لیں تو ان کی خیر و برکت پر لالچ کرتے ہوئے

قراۃ ڈالیں: اذان کہنا، جمعہ میں جلدی آنا اور پہلی صف میں نماز پڑھنا۔ ☆

اس ہتھن کے ساتھ سخت ضعیف ہے راوی ہارون بن ہارون المدنی القرشی کے ضعف پر اتفاق ہے ابن

حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر روایات گھڑتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب البحر و ص ۹۳ ج ۳)۔

(۴۷۷) الموزن المتحسب كالشهيذ المتششط فى دمه وإن مات لم يدود فى

قبره (ابن عمر رضي الله عنه)۔

ثواب کی نیت سے آذان کہنے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو اور اگر وہ مر

جائے تو قبر میں اسے کیڑے مکوڑے نہیں کھائیں گے۔ ☆

من گھڑت ہے، ایک راوی ابراہیم بن رستم قوی نہیں (دارقطنی ☆ لسان ص ۵۷ ج ۱)، دوسرا راوی قیس

بن ریح کوئی شی نہیں، تیسرا راوی سالم الافطس احادیث کو پلٹ دیتا اور مضعف روایات میں منفرد ہے،

۴۷۵۔ کنز العمال ص ۶۸۳ ج ۷، مجمع الزوائد ص ۳۲۵ ج ۱، مسند أحمد ص ۲۹ ج ۳، ترغیب والترہیب ص ۱۷۴ ج ۱۔

۴۷۶۔ دیلمی ص ۱۴۵ ج ۲، ۲۰۳۱۴، اتحاف ص ۲۵۷ ج ۳، ضعیفہ ص ۴۳۷ ج ۷۔

۴۷۷۔ العلل المتناہیة ص ۳۹۱ ج ۱، ترغیب والترہیب ص ۱۸۱ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۳ ج ۲۔

چوتھا راوی احمد بن المغلس حدیث وضع کرتا تھا (العلل المتبابہ ص ۳۹۲ ج ۱)۔

یہی روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے کہ وہ خون میں لت پت شہید کی طرح ہے حتیٰ کہ ہ اذان سے فارغ ہو جائے اور اس کے لیے ہر رطب و یابس گواہی دیتا ہے جب وہ مرتا ہے تو قبر میں اسے کیڑے مکوڑے نہیں کھاتے۔ اس میں سالم الافطس کے علاوہ محمد بن فضل بن عطیہ راوی بھی ہے جو کوئی شی نہیں، اس کی روایت اہل کذب کی روایت ہے (احمد)، کذاب ہے (ابن معین) (العلل المتبابہ ص ۳۹۲)۔

(۴۷۸) للمؤذن فضل علی من أتى الصلوة عشرون ومائتا حسنة الحديث (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

مؤذن کو عام نمازی پر دو سو بیس نیکیاں کی فضیلت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن زیاد افریقی ضعیف ہے (التقریب ص ۲۰۲)۔

(۴۷۹) إذا أخذ المؤذن في اذانه وضع الرب على رأسه فلا يزال كذلك حتى يفرغ (ابن عمر وأنس)۔

مؤذن جب اذان شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سر پر رکھتا ہے وہ اسی طرح رہتا ہے حتیٰ کہ مؤذن فارغ ہو جائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن صحیح کذاب ہے، ذہبی فرماتے ہیں ہالک ہے اس نے وضع حدیث کا اعتراف کیا ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۳۶۹ ج ۲)۔

(۴۸۰) أجر المؤذن مثل أجر من صلى (أبو أمامة رضي الله عنه)۔

مؤذن کا ثواب نمازی کے ثواب کے برابر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر ضعیف ہے (مجمع ص ۳۶۲ ج ۱)، ثقہ نہیں (ابن معین)، جھوٹا ہے اس نے چار سو حدیثیں گھڑی ہیں (شعبہ ☆ میزان ص ۴۰۶ ج ۱)۔

۴۷۸۔ تاریخ اصفہان ص ۳۲۷ ج ۱، کنز العمال ص ۷۰۳ ج ۷۔

۴۷۹۔ دیلمی ص ۳۸۹ ج ۱، ۱۰۲۷۰، کنز العمال ص ۶۸۱ ج ۷، تنزیہ ۱۱۷ ج ۲، ضعیفہ ص ۲۴۰ ج ۵۔

۴۸۰۔ طبرانی کبیر ص ۲۴۱ ج ۸، ۷۹۴۲، مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱۔

(۴۸۱) للإمام والمؤذن أجر من صلى معهما (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

امام اور مؤذن کے لیے اس کا اجر ہے جو ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن طلحہ یربوعی صلیح الحدیث ہے جس کی توثیق کی گئی ہے نسائی کہتے ہیں کوئی شی نہیں ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (احمد و دارقطنی)، منکر الحدیث متروک ہے (میزان ص ۲۹۲ ج ۲)۔

(۴۸۲) أهل السماء لا يسمعون شيئاً من الأرض إلا الأذان (ابن عمر رضي الله عنه)۔

آسمان والے زمین والوں کی صرف اذان سنتے ہیں۔ ☆

غیر صحیح ہے، راوی عبید اللہ بن الولید کوئی شی نہیں (ابن معین)، متروک ہے (فلاس) ☆ العلل ص ۳۹۳ ج ۱)۔

(۳۸۳) ایک بوڑھا آدمی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا مجھے ایسا عمل سکھائیں جس سے میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو مؤذن بن جا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، اصمعی کا والد قریب منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲۷ ج ۱)۔

(۳۸۴) مجھے ایسا عمل سکھائیے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا تو مؤذن بن جا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن اسماعیل ضعی منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲۷ ج ۱)۔

(۴۸۵) ندمت أن لا أكون طلبت إلى رسول الله ﷺ فيجعل الحسن والحسين مؤذنين (علي رضي الله عنه)۔

میں پشیمان ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے طلب کیوں نہ کیا کہ وہ حسن اور حسین کو مؤذن بنادیں۔ ☆

باطل ہے، راوی حارث الاعور متہم بالکذب ہے خصوصاً حضرت علی سے اس کی روایت باطل ہے (میزان

۴۸۱۔ کنز العمال ص ۵۸۶ ج ۷)۔

۴۸۲۔ الکامل ص ۱۶۳۰ ج ۴، کتاب المجروحین ص ۶۴ ج ۲، علل المتناہیة ص ۳۹۴ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۱۷ ج ۳)۔

۴۸۳۔ طبرانی أوسط ص ۴۰۵ ج ۷ ح ۳۶۸۳، مجمع الزوائد ص ۳۲۷ ج ۱)۔

۴۸۴۔ طبرانی أوسط ص ۳۵۹ ج ۸ ح ۷۵۶۳، مجمع الزوائد ص ۳۲۷ ج ۱)۔

۴۸۵۔ طبرانی أوسط ص ۲۸۰ ج ۸ ح ۷۵۶۳، مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱)۔

ص ۲۳۵ ج ۱ دیکھئے نمبر ۱۳۹۔

(۴۸۶) وددت أن النبی ﷺ أعطانا النداء (عبد اللہ بن زبیر)۔

مجھے پسند تھا کہ نبی ﷺ اذان کی ذمہ داری ہمیں سونپ دیتے۔ ☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن عورہ متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲۶)، ثقہ راویوں کے نام سے روایتیں گھڑتا تھا (کتاب البحر وچین ص ۱۱ ج ۲)۔

(۴۸۷) ید الرحمن فوق رأس المؤذن (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن کے سر پر رحمن کا ہاتھ ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عمر بن حفص عبدی بالاتفاق ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۱)، ثقہ نہیں (ابن مدینی)، متروک ہے (نسائی)، ہم نے اس کی روایات کو ترک کر دیا ہے اور انہیں پھاڑ دیا ہے (احمد ☆ میزان ص ۱۸۹ ج ۱)۔

(۴۸۸) أحب عباد الله إلى الله لرعاة الشمس والقمر يعنى المؤذنين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے سورج اور چاند کی حفاظت کرنے والے یعنی اذان کہنے والے ہیں۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی جنادہ بن مروان متہم ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۱)، ابو حاتم نے اس پر حدیث میں کذب بیانی کا خدشہ ظاہر کیا ہے (لسان ص ۱۳۹ ج ۲)۔

(۴۸۹) من أذن ثنتي عشرة سنة وجبت له الجنة وكتب له بكل أذان ستون حسنة وبكل إقامة ثلاثون حسنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۴۸۶۔ طبرانی اوسط ص ۱۶۶ ج ۷ ح ۶۳۰، مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱۔

۴۸۷۔ طبرانی اوسط ص ۱۰ ج ۳ ح ۲۰۰۸، مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱، ترغیب الترهیب ص ۱۷۶ ج ۱، کنز العمال ص ۶۸۷ ج ۷۔

۴۸۸۔ مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۴۰۶ ج ۵ ح ۴۸۰۔

۴۸۹۔ ابن ماجہ ح ۷۲۸ باب فضل الأذان، المستدرک ص ۲۰۵ ج ۱، دارقطنی ص ۲۴۰ ج ۱، بیہقی ص ۴۳۲ ج ۱، میزان ص ۴۴۵ ج ۲، کتاب المجروحین ص ۴۴ ج ۲، اللال المتناہیہ ص ۳۹۸ ج ۱۔

جو بارہ سال اذان کہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور ہر اذان کے بدلے ساٹھ اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن صالح مصری صدوق کثیر الغلط ہے (تقریب ص ۱۷۷، ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں، ذہبی نے میزان ص ۲۴۵ ج ۲ میں اس کو منکر کہا ہے تنقیح میں ہے عمدہ نہیں، ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت کا عبد اللہ پر انکار کیا گیا ہے (فیض القدیر ص ۶۷۷)۔

(۴۹۰) من أذن سبع سنين محتسبا كتب الله له برأة من النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو ثواب کی خاطر سات سال اذان کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ سے بریت لکھ دیتا ہے۔☆  
غیر صحیح ہے راوی جابر بھی کذاب ہے (العلل المتناہیہ ص ۳۹۸ ج ۱)۔

(۴۹۱) من أذن سنة بنية صادقة ما يطلب عليها أجراً دعى يوم القيامة فوقف على باب الجنة وقيل له اشفع لمن شئت (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو صحیح نیت کے ساتھ ایک سال اذان کہے اور اس پر مزدوری طلب نہ کرے تو قیامت کے روز اسے بلایا جائے گا اور جنت کے دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا تو جس کی چاہے سفارش کر لے۔☆  
من گھڑت ہے، راوی موسیٰ الطویل کذاب ہے اس نے انس سے من گھڑت روایات روایت کی ہیں جن کو اس نے خود وضع کیا یا اس کے لیے وضع کی کئی ہیں (کتاب المحرمین ص ۲۴۳ ج ۲، والعلل ص ۳۹۷ ج ۱)۔  
(۴۹۲) ان المودن والملتین یخرجون من قبورهم یوذن المودن ویلبی الملبی (جابر رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن اور تبلیہ کہنے والے اپنی قبروں سے اذان کہتے ہوئے اور تبلیہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔☆

۴۹۰۔ ابن ماجہ ح ۷۲۷ باب فضل الأذان، علل المتناہیہ ص ۳۹۸ ج ۱، ترمذی ح ۶۰۶ باب ما جاء فی

فضل الأذان، شرح السنة ص ۲۸۰ ج ۲، تاریخ اصفہان ص ۷۳ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۴۷ ج ۱۔

۴۹۱۔ العلل المتناہیہ ص ۳۹۷ ج ۱۔

۴۹۲۔ طبرانی أوسط ص ۳۳۷ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۳۲۷ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۱۵ ج ۲، اللالی

ص ۱۴ ج ۲، تنزیہ ص ۷۷ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۱۷۔



ضعیف ہے، اس کی سند میں چند مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۳۲۷ ج ۱)۔

(۴۹۳) اذا كان يوم القيامة جيء بكراسي من ذهب مكللة بالدرر والياقوت -  
الحديث (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

قیامت کے روز اذان کہنے والوں کے لیے سونے کی کرسیاں رکھی جائیں گی اور کہا جائے گا تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ پریشانی۔ ☆

(۴۹۴) يحشر الموزنون يوم القيامة على نوق من نوق الجنة مقدمهم بلال -  
الحديث (أنس رضي الله عنه)۔

قیامت کے روز موزنون کو جنت کی اونٹنیوں پر لایا جائے گا بلال ان سب کے آگے ہونگے وہ اپنے آوازوں کو اذان کے ساتھ بلند کریں گے لوگ ان کی طرف دیکھیں گے تو پوچھا جائے گا اذان کہنے والے یہ کون لوگ ہیں؟ جواب آئے گا یہ امت محمدیہ کے موزن ہیں لوگ ڈر رہے ہونگے اور وہ نہیں ڈریں گے لوگ پریشان ہونگے اور انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی داؤد بن زریقان کوئی شی نہیں (ابن معین) اور اس کا شاگرد موسیٰ بن ابراہیم مروزی متروک ہے (دارقطنی)، کذاب ہے (ابن معین) ☆ العلل المتناہیہ ص ۳۹۱ ج ۱)۔

(۳۹۵) بلال رضي الله عنه کو قیامت کے دن سونے کی سواری پر لایا جائے گا جس کی لگام یا قوت موتیوں سے بنی ہوئی ہوگی تمام موزن بلال کے پیچھے چل رہے ہونگے حتیٰ کہ بلال جنت میں داخل ہو جائینگے اور ہر وہ شخص بھی جنت میں داخل ہوگا جس نے چالیس روز اللہ کی رضا کی خاطر اذان کہی ہوگی (ابن عمر رضي الله عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی ابو الولید خالد بن اسماعیل حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۱۶ ج ۲)۔

۴۹۳۔ تاریخ بغداد ص ۳۷۸ ج ۸، کتاب الموضوعات ص ۱۶ ج ۲، اللالی ص ۱۳ ج ۲، تنزیہ ص ۷۸ ج ۲،  
الفوائد المجموعة ص ۱۷۔

۴۹۴۔ العلل المتناہیہ ص ۳۹۱ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۳۸۱ ج ۱۳۔

۴۹۵۔ کتاب الموضوعات ص ۱۶ ج ۲، اللالی ص ۱۳ ج ۲، تنزیہ ص ۷۸ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۷۔

(۴۹۶) بلال سید المؤمنین ہیں۔ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)۔

باطل ہے، راوی حسام بن مصک ضعیف ہے (ہیثمی)، کوئی شئی نہیں مطروح الحدیث ہے (احمد)، محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری)، متروک ہے (دارقطنی) ☆ مجمع ص ۴۷۷ و ص ۳۲۶ ج ۱۔

(۴۹۷) آپ نے ایک آدمی کو اذان کہتے ہوئے سنا تو فرمایا فطرت پر ہے اور جب اشہد أن محمداً رسول اللہ کہا تو فرمایا آگ سے نکل گیا (صفوان رضی اللہ عنہ)۔

اس سیاق و اسناد سے من گھڑت ہے، عطاء بن یحییٰ بن عجلان متہم بالکذب ہے متروک الحدیث اور منکر الحدیث ہے (بخاری) ☆ مجمع ص ۳۳۶ ج ۱، کوئی شئی نہیں کذاب ہے اس کے لیے حدیث گھڑی جاتی تو وہ اسے آگے روایت کر دیتا تھا (ابن معین) ☆ میزان ص ۳۲۷ ج ۲۔

(۴۹۸) إذا سمعتم النداء فقوموا فإنها عزمة حق الله (عثمان رضی اللہ عنہ)۔

تم جب اذان سنو تو کھڑے ہو جایا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق کی عزیمت ہے۔ ☆

ولید بن سلمہ کذاب ہے (دجیم)، ثقہ راویوں کے نام سے روایات گھڑتا تھا (ابن حبان) ☆ میزان ص ۳۳۹ ج ۳ و کتاب البحر و چین ص ۸۰ ج ۳۔

(۴۹۹) مؤذن أهل السموات جبریل وأمامهم ميكائيل (علی رضی اللہ عنہ)۔

آسمان والوں کے مؤذن جبریل ہے اور امام میکائیل ہے۔ ☆

منکر ہے، راوی سری بن عبد اللہ سلمی نامعلوم ہے اور اس کی خبر منکر ہے (میزان ص ۱۱۸ ج ۲)۔

(۵۰۰) ليس على النساء أذان ولا إقامة ولا الجمعة ولا اغتسال الجمعة (أسماء بنت عميس رضی اللہ عنہا)۔

۴۹۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۰۹ ج ۵ ح ۵۱۱۹، مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱۔

۴۹۷۔ مجمع الزوائد ص ۳۳۶ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۶۸ ج ۸ ح ۷۳۹۲۔

۴۹۸۔ کنز العمال ص ۷۰۱ ج ۷، حلیۃ الأولیاء ص ۱۷۴ ج ۲، ضعیفہ ص ۱۴۸ ج ۲۔

۴۹۹۔ دیلمی ص ۴۴۵ ج ۴ ح ۶۷۹۶، تنزیہ ص ۲۴۷ ج ۱۔

۵۰۰۔ بیہقی ص ۴۰۸ ج ۱، کنز العمال ص ۶۹۷ ج ۷، الکامل ص ۶۲۰ ج ۲، ضعیفہ ص ۲۶۹ ج ۲۔

عورتوں پر اذان، اقامت، جمعہ اور جمعہ کا غسل نہیں ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی حکم بن عبد اللہ بن سعد ایلیٰ نہ ثقہ ہے نہ مامون (ابن معین)، امام احمد اس کی روایت سے منع کرتے تھے، متروک الحدیث ہے (نسائی)، جابل کذاب ہے (سعدی)، اس کی تمام روایات من گھڑت ہیں اور اس کی حدیث کا من گھڑت ہونا بڑا واضح ہے (ابن عدی ☆ الکامل ص ۶۲۰ تا ۶۲۲ ج ۲)۔

(۵۰۱) کل الطیر یسبح ویصلی بغیر اذان إلا الکراکی فإنہا تصلی بأذان وإقامة وفی جماعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تمام پرندے تسبیح اور نماز بغیر اذان کے پڑھتے ہیں سوائے کونج کے وہ اذان اور اقامت کے ساتھ با جماعت نماز پڑھتی ہے۔ ☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۵۰۲) إذا أذن فی قرية أمنها الله من عذاب ذلك اليوم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس بستی میں اذان کہی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن سعد بن عمار ضعیف ہے (مجمع ص ۱۳۲۸ ج ۱)۔

(۵۰۳) جس قوم میں صبح کے وقت اذان کہی جائے وہ شام تک اللہ کی امان میں ہو جاتی ہے اور جب شام کو اذان کہی جائے تو صبح تک امان میں ہو جاتی ہے (معتل رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی اغلب بن تمیم ضعیف ہے (مجمع ص ۱۳۲۸ ج ۱)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئی نہیں (ابن معین)، کثرت خطاء کی وجہ سے حد اعتدال سے نکل گیا ہے (ابن حبان ☆ میزان ص ۱۲۷۳ ج ۱)۔

۵۰۱۔ دیلمی ص ۳۱۷ ج ۳ ح ۴۸۳۳۔

۵۰۲۔ طبرانی کبیر ص ۲۷۵ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۴۰۶ ج ۴ ح ۳۶۸۴، طبرانی صغیر ص ۳۰۱ ج ۱ ح ۴۹۹، تریغیب ص ۱۸۲ ج ۱، تلخیص ص ۲۰۸ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۳۲۸ ج ۱، کنز العمال ص ۶۸۱ ج ۷۔

۵۰۳۔ طبرانی کبیر ص ۲۱۵ ج ۲۰ ح ۴۹۸، مجمع الزوائد ص ۳۲۸ ج ۱، ضعیفہ ص ۱۱۴ ج ۶۔

(۵۰۴) ما من مدینة یکثر أذانها إلّا قلّ بردها (علی رضی اللہ عنہ)۔

جن شہروں میں اذانوں کی کثرت ہو وہاں سردی کم ہو جاتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، ایک راوی بشر بن غالب متروک ہے (میزان ص ۳۲۲)، دوسرا راوی عمر بن جمیع حیث کذاب ہے (ابن حنن)، جو حدیث وضع کرنے میں متہم ہے (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۷۳)، من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ تمیمی نہایت سیّئ الحال ہے (خطیب)، جو ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب، متروک ہے (دارقطنی ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۶۲)۔

(۵۰۵) لما أسبری به إلی السماء أوحی الله إلیه بأذان فنزل به فعلمه جبریل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

معراج کی رات جب آسمان پر پہنچے تو اللہ نے اذان کی وحی کی اور جبریل اذان کو لیکر آئے اور آپ کو سکھائی۔ ☆

باطل ہے، راوی محمد بن ماہان قوی نہیں (میزان ص ۲۳۳ ج ۳)، اور اس کا استاذ طلحہ بن زید وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (مجمع ص ۳۳۹ ج ۱)، حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۳۳۹ ج ۲)۔

(۵۰۶) جب رسول اللہ ﷺ کو اذان سکھائی گئی تو آپ براق پر سوار ہوئے حتیٰ کہ اس حجاب تک پہنچے جو رحمان کے قریب ہے تو ایک فرشتہ نکلا جس کو جبریل نے بھی پہلی بار دیکھا تھا اس نے اللہ اکبر کہا تو پردے سے آواز آئی میں بڑا ہوں اس روایت کے آخر میں ہے پھر آپ ﷺ نے آسمان والوں کی امامت کرائی جن میں آدم اور نوح بھی تھے (علی)۔

یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کے راوی زیاد بن منذر کے ضعف پر تمام ائمہ کا اجماع ہے ابن کثیر فرماتے

۵۰۴۔ عقیلی ص ۲۶۴ ج ۳، تنزیہ الشریعة ص ۷۹ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۱۷ ج ۲، اللالی المصنوعة ص ۱۳ ج ۲، فوائد المجموعة ص ۱۸، الکامل ص ۱۷۶ ج ۵، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۴، موضوعات کبیر ص ۱۰۵۔

۵۰۵۔ طبرانی اوسط ص ۱۱۴ ج ۱۰، ح ۹۲۴۳، مجمع الزوائد ص ۳۲۹ ج ۱۔

۵۰۶۔ البدایة والنهاية ص ۲۳۳ ج ۳، نصب الراية ص ۲۶۰ ج ۱، مجمع ص ۳۲۸ ج ۱۔

ہیں یہ روایت منکر ہے اور زیادہ اس میں منفرد ہے یہ زیادہ ہی ہے جس کی طرف فرقہ جارود یہ منسوب ہے یہ متہم ہے (البدایہ ص ۲۳۳ ج ۳)۔

(۵۰۷) لبی روایت ہے کہ جبرائیل نے آسمان میں دو کلموں میں آذان کہی اور یہی آذان مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائی (حسین بن علی رضی اللہ عنہ)

(۵۰۸) سب سے پہلی آذان اشہدان لا الہ الا اللہ حی علی الصلوٰۃ کے الفاظ سے کہی گئی تو حضرت عمر نے فرمایا اس کے پیچھے اشہدان محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی کہو تو آپ ﷺ نے مؤذن کو یہ الفاظ کہنے کا حکم جاری فرمایا۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن نافع متروک الحدیث ہے (نصب الراية ص ۲۶۱ ج ۱)۔

(۵۰۹) سین بلال عند اللہ شین - بلال کی سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔

(۵۱۰) بلال آذان کہتے وقت شین کو سین کہتے تھے۔

(۵۱۱) بلال اسہد یعنی شین کے بجائے سین کہتے تھے۔

(۵۱۲) من السنة الأذان فوق المنارة والإقامة في المسجد (أبو برزة الأسلمي)۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ آذان منار کے اوپر اور اقامت مسجد کے اندر کہی جائے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن عمرو منکر الحدیث ہے (بیہقی ص ۳۲۵ ج ۱)، ثقہ نہیں منکر الحدیث ہے (احمد)، حدیثیں وضع کرتا تھا (صالح جزرہ) ثوری سے اس کی روایت کا کچھ اصل نہیں (عقیلی)، ابن عدی نے اس کی چند من گھڑت روایات ذکر کی ہیں (میزان ص ۶۳۶ ج ۱)، مذکورہ روایت بھی ثوری سے ہے۔

(۵۱۳) مؤذنوا رسول اللہ ﷺ يؤذنون قیاماً۔ ☆

۵۰۷ نصب الراية ص ۲۶۱ ج ۱۔

۵۰۸ ابن خزيمة ص ۱۸۸ ج ۱ ح ۳۶۲، دراية ص ۱۱۱ ج ۱، نصب الراية ص ۲۶۱ ج ۱۔

۵۰۹ المقاصد الحسنة ص ۲۴۷، كشف الخفاء ص ۴۶۴ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۷۵۔

۵۱۰ المقاصد الحسنة ص ۲۴۷، كشف الخفاء ص ۴۶۴ ج ۱، المغنی ابن قدامہ۔

۵۱۱ المقاصد الحسنة ص ۲۴۷۔

۵۱۲ بیہقی ص ۴۲۵ ج ۱۔

۵۱۳ ارواء الغلیل ص ۲۴۱ ج ۱۔

رسول اللہ ﷺ کے مؤذن کھڑے ہو کر اذان کہتے تھے۔ ☆

حدیث نہیں بعض فقہ کی کتابوں میں بلا سند جملہ ہے۔

(۵۱۴) إذا أذنت فترسل وإذا أقمت فاحذر (جابر)۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلدی جلدی کہہ۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المنعم بصری صاحب السقاء منکر الحدیث ہے (بخاری)، ضعیف ہے (دارقطنی)،

ثقة نہیں (نسائی) ☆ میزان ص ۲۶۹ ج ۲، ان کا استاذ یحییٰ بن مسلم بکاء قوی نہیں (نسائی)، ضعیف ہے

(دارقطنی)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۴۰۹ ج ۳)۔

(۵۱۵) كان يأمرنا أن نرتل الأذان (علی رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو ترتیل کے ساتھ اذان کہنے کا حکم فرماتے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن شمر منکر الحدیث (بخاری)، متروک الحدیث (نسائی و دارقطنی) زائغ کذاب

(جوزجانی)، صحابہ کرام کو گالیان بکتا اور ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا (ابن حبان ☆

میزان ص ۳۶۸ ج ۳)۔

اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے جس کا ایک راوی وضاح بن یحییٰ منکر الحدیث ہے جب مفرد ہو تو

قابل حجت نہیں (کتاب البحر وحین ص ۸۵ ج ۳)، دوسرا راوی سعد بن علقمہ کا ترجمہ نامعلوم ہے

(نصب الراية ص ۲۸۲ ج ۱)، میں سعد کے بجائے سعید ہے مگر اس کا بھی ترجمہ نامعلوم ہے (ارواء

الغلیل ص ۲۳۵ ج ۱)۔

(۵۱۶) أمرنا إذا أذنا وأقمنا أن لا ترتيل أقدامنا عن مواضعها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

۵۱۴۔ ترمذی ح ۱۹۵ باب ما جاء في الترسل في الأذان، بیہقی ص ۴۲۸ ج ۱، مستدرک ص ۲۰۴ ج ۱،

نصب الراية ص ۲۷۵ ج ۱، تلخیص ص ۲۰۰ ج ۱، تذکرة الموضوعات ص ۳۰۔

۵۱۵۔ أخبار اصبهان ص ۲۷۰ ج ۲، دارقطنی ص ۲۳۸ ج ۱، نصب الراية ص ۲۷۶، درایہ، ارواء الغلیل

ص ۲۴۵ ج ۱۔

۵۱۶۔ ارواء الغلیل ص ۲۵۱ ج ۱، نصب الراية ص ۲۷۷ ج ۱۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اذان یا اقامت کہیں تو اپنے قدموں کو نہ ہلائیں۔ ☆  
باطل ہے، راوی حسن بن عمارہ متروک ہے (احمد، مسلم، ابو حاتم، دارقطنی)، کوئی شئی نہیں (ابن محسن)،  
ساقط (جوزجانی)، کذاب (شیعہ)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن مدینی ☆ میزان ص ۵۱۵ ج ۱)، اس کا  
شاگرد عبد اللہ بن یزید نا قابل حجت ہے اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (اکمال ص ۱۵۶ ج ۳)۔

(۵۱۷) لا یأذن الله بشی أذنه للأذان والصوت الحسن بالقرآن (معقل رضی اللہ عنہ)۔  
اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ اس نے اذان اور قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کی  
اجازت دی ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہیں، راوی سلام الطویل متروک ہے (مجمع ص ۳۲۸)، استاذ کا استاذ زید العمی قابل حجت نہیں  
(العلل ص ۳۹۵ ج ۱)۔

(۵۱۸) لا یؤذن لکم من یدغم الہاء (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو باء کا ادغام کرتا ہے وہ اذان نہ کہے۔ ☆  
باطل ہے، علی بن جمیل راوی ثقہ راویوں کے نام پر باطل روایتیں کرتا تھا (ابن عدی)، اور حدیثیں وضع  
کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۴ ج ۲)۔

(۵۱۹) لا یؤذن لکم غلام حتی یحتلم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نابالغ بچہ اذان نہ کہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ شافعی کے نزدیک ثقہ ہے اور جمہور کے نزدیک ضعیف ہے (نصب  
الرایہ ص ۲۷۹ ج ۱)۔

(۵۲۰) ولیؤذن لکم خیارکم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۵۱۷۔ مجمع الزوائد ص ۳۲۸ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۲۱۶ ج ۲۰ ح ۵۰۱۔

۵۱۸۔ کتاب الموضوعات ص ۱۴ ج ۲، اللالی ص ۱۱ ج ۲، تنزیہ ص ۷۷ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۱۶۔

۵۱۹۔ نصب الرایہ ص ۲۷۹ ج ۱، درایہ ص ۱۱۸ ج ۱۔

۵۲۰۔ أبوداود ح ۵۹۰، ابن ماجہ ح ۷۲۶، نصب الرایہ ص ۲۷۹ ج ۱، بیہقی ص ۴۲۶ ج ۱، طبرانی کبیر

ص ۱۸۹ ج ۱۱ ح ۱۱۶۰۳، الکامل ص ۷۶۶ ج ۲، أبویعلی ص ۱۱ ج ۲ ح ۲۳۳۹۔

☆ پسندیدہ آدمی اذان کہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن عیسیٰ منکر الحدیث ہے (نصب الراية ص ۹ ج ۱)۔

(۵۲۱) انه كان ينادى بالصبح فيقول حي على خير العمل قال النبي ﷺ ان

يجعل مكانها الصلوة خير النوم وترك حي على خير العمل (بلال رضی اللہ عنہ)۔

بلال صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بجائے

الصلوة خير من النوم کہا کر۔“ اور حی علی خیر العمل کو چھوڑ دیا گیا۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن سعد المؤذن ضعیف ہے (تقریب ص ۲۰۲)۔

رسول اللہ ﷺ نے بلال اور ابو محمد زہ کو جو اذان سکھائی تھی ان میں (حی علی خیر العمل) کے الفاظ ثابت

نہیں اور ہم اذان میں زیادتی کو ناپسند کرتے ہیں (بیہقی ص ۳۲۵ ج ۱)۔

(۵۲۲) أمرني أن لا أثوب إلا في الفجر (بلال رضی اللہ عنہ)۔

مجھے آپ نے حکم دیا کہ میں صرف فجر کی اذان میں تھویب کہوں۔

(۵۲۳) أمر بلال أن لا يثوب في صلوة الفجر ولا يثوب في غيرها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

اور فجر کے علاوہ کسی اور میں تھویب نہ کہو۔☆

دونوں منقطع ہیں دونوں کے راوی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کا جناب بلال رضی اللہ عنہ سے لقاء اور سماع نہیں (بیہقی

ص ۳۲۳ ج ۱)، کیونکہ بلال باختلاف روایات ۱۷ یا ۲۰ء کو فوت ہوئے تھے (تقریب ص ۳۸)، جبکہ عبد

الرحمن ۱۸ء کو پیدا ہوئے تھے (تہذیب ص ۲۶۰ ج ۶)۔

(۵۲۴) كن اماماً ولا تكن مؤذناً۔☆

امام بن مؤذن نہ بن۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے اور کسی صحابی کا نام بھی ذکر نہیں کیا۔

۵۲۱۔ بیہقی ص ۴۲۵ ج ۱۔

۵۲۲۔ مسند أحمد ص ۱۴ ج ۶، بیہقی ص ۴۲۴ ج ۱، أرواء الغلیل ص ۲۵۴ ج ۱۔

۵۲۳۔ بیہقی ص ۴۲۴ ج ۱۔

۵۲۴۔ دیلمی ص ۳۲۹ ج ۳ ح ۴۸۷۵۔



(۵۲۵) نہی أن يكون الامام مؤذنا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

امام کو مؤذن بننے سے منع فرمایا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی جعفر بن زیاد ضعیف ہے (بیہقی ص ۴۳۳ ج ۱)، اس کے شاگرد اسماعیل بن عمرو بن شیخ کی روایت پر متابعت نہیں (بیہقی ص ۴۳۳ ج ۱)، ابو حاتم اور دارقطنی کے نزدیک ضعیف ہے (میزان ص ۲۳۹ ج ۱)۔

(۵۲۶) سفر میں صرف اذان کہی جاتی مگر فجر کے وقت اذان اور اقامت دونوں کہی جاتیں (جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ)۔  
باطل ہے، مرد راوی کذاب ہے (میزان ص ۷۵ ج ۳)۔

(۵۲۷) آپ ﷺ جب قبا تشریف لے جاتے تو بلال اذان کہتے تاکہ لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہو جائے جس سے لوگ جمع ہو جاتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ نہ تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر اذان کہہ دی تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ اذان کیسی؟ سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آج بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ تھے الحدیث (سعد القرظ)۔  
ضعیف ہے، یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا راوی عبد الرحمن بن سعد بن عمار ضعیف ہے (مجمع ص ۳۳۶ ج ۱)۔

(۵۲۸) لا یؤذن الا متوضی (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اذان صرف با وضوء کہے۔ ☆

مرفوعاً ضعیف اور منقطع ہے راوی معاویہ بن یحییٰ صدیقی ضعیف ہے (بیہقی ص ۳۹۷ ج ۱)۔

۵۲۵۔ بیہقی ص ۴۳۳، العلل المتناہیة ص ۴۰۰ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۳۲۱ ج ۲، الکامل

ص ۳۱۶ ج ۱، میزان ص ۱۷۶ ج ۲، نصب الراية ص ۲۹۳ ج ۱

۵۲۶۔ مجمع الزوائد ص ۳۳۴ ج ۱ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۵۲۷۔ طبرانی کبیر ص ۴۱ ج ۶، ۵۴۵۲، مجمع الزوائد ص ۳۳۶ ج ۱۔

۵۲۸۔ ترمذی ح ۲۰۰ باب ما جاء فی کراهیة الأذان بغير وضوء، بیہقی ص ۳۹۷ ج ۱، تلخیص

ص ۴۶ ج ۳، أرواء الغلیل ص ۲۴۰ ج ۱۔

(۵۲۹) علاوہ ازیں اس کو زہری نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور زہری کا ابو ہریرہ سے سماع نہیں انقطاع ہے۔  
(۵۳۰) حق وسنة أن لا يؤذن إلا وهو طاهر (وائل)۔

حق اور سنت یہی ہے کہ اذان وہی کہے جو با وضوء ہو۔ ☆  
منقطع ہے، راوی عبد الجبار کا اپنے باپ وائل سے سماع نہیں ہے (بیہقی ص ۳۹۷ ج ۱)، عبد الجبار کا شاگرد  
حارث بن عتبہ مجہول ہے (ارواء الغلیل ص ۲۴۰)۔

(۵۳۱) أمر بلالاً في سفر فأذن على راحلته (حسن بصری)۔

سفر کی حالت میں بلال کو حکم دیا تو انہوں نے سواری پر اذان کہی۔ ☆  
مرسل ہونے کے باوجود سند بھی ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (ابوزرعہ)، منکر الحدیث  
(احمد)، متروک (نسائی)، مخطط ہے جو ایک حدیث کو تین تین طرزوں سے روایت کرتا تھا (ابن معین)،  
واہ ہے (سعدی ☆ میزان ص ۲۳۹ ج ۱)۔

## جواب اذان و دعاء

(۵۳۲) عند اذان المؤذنين يستجاب الدعاء فإذا كان الإقامة لا ترد  
دعوته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن کی اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور جب اقامت ہو تو دعا رد نہیں کی جاتی۔ ☆  
ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ۵۵۷)۔

(۵۳۳) من سمع الأذان فقال اللهم إني أسئلك بإقبال ليلك وأدبار نهارك

۵۲۹۔ بیہقی ص ۳۹۷ ج ۱۔

۵۳۰۔ بیہقی ص ۳۹۷ ج ۱، ارواء الغلیل ص ۲۴۰ ج ۱۔

۵۳۱۔ بیہقی ص ۳۹۲ ج ۱۔

۵۳۲۔ کنز العمال ۱۰۳ ج ۲ بحوالہ تاریخ بغداد۔

۵۳۳۔ ترمذی ح ۳۵۸۹ باب دعاء أم سلمة۔

وحضور صلوتک وأصوات دعواتک أن تتوب علی (أنس)۔

جب آپ اذان سنتے تو فرماتے: اے اللہ میں تجھ سے تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور نماز کے حاضر ہونے اور تیری آواز دینے والوں کے سبب سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرما جو ان کلموں کو صبح کے وقت کہے اگر وہ اسی دن یا رات کو مر جائے تو وہ شہید ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے، ترمذی نے اس کو حصہ بنت ابی کثیر کی سند سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں حصہ اور اس کے باپ کو ہم نہیں جانتے (ترمذی مع تحفہ ص ۲۸۶ ج ۳)، ابوداؤد مع عون ص ۲۰۹ ج ۱ میں یہ روایت السعدی عن ابی کثیر سے ہے مسعودی مختلط ہے (تقریب ص ۲۰۵)۔

(۵۳۴) من سمع منادیا بالصلوة فقال مرحبا بالقائلین الحدیث (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو اذان سن کر مرحبا بالقائلین عدلا مرحبا بالصلوة واهلا کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس لاکھ برائیاں مٹاتا ہے اور دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی ہمام بن مسلم الزاہد حدیث چور تھا ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی روایات سے نہ ہوتیں فن حدیث کی بہت کم معرفت رکھتا تھا جب ایسی روایات زیادہ ہو گئیں تو اس کی روایات سے استدلال باطل ہو گیا (کتاب الموضوعات ص ۹۶ ج ۳)، اور اس کا شاگرد سلیمان بن ربیع نہدی ضعیف ہے دارقطنی نے اسے چھوڑ دیا تھا (میزان ص ۲۰۷ ج ۲)۔

(۵۳۵) ۱۷ عورتوں کی جماعت جب تم اس حبشی کی اذان اور اقامت سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جیسا کہ وہ کہتا ہے تمہیں ہر حرف کے بدلے دس دس لاکھ درجے حاصل ہونگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا عورتوں سے دوگنا (میمونہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے اور دوسری سند میں ایک تو عبد اللہ جزری راوی نامعلوم ہے اور دوسرا راوی عباد بن کثیر جس میں ضعف ہے اور ایک جماعت

۵۳۴۔ دیلمی ص ۹۶ ج ۴ ۵۷۹۳، لسان ص ۱۹۹ ج ۶، تنکرة الموضوعات ص ۳۵، موضوعات کبیر ص ۱۲۰۔

۵۳۵۔ طبرانی کبیر ص ۱۱ ج ۱۵ و ص ۱۶ ج ۲۴ ح ۲۸، مجمع الزوائد ص ۳۳۲ ج ۱۔

نے اس کی توثیق کی ہے (مجمع ص ۳۳۲ ج ۱)، راقم کہتا ہے ضعف نمایاں ہے۔

(۵۳۶) مؤذن جب حی علی الفلاح کہے تو سننے والا لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم کہے (معاویہ رضی اللہ عنہ)۔

العلی العظیم کے الفاظ غیر ثابت ہیں جو مشکوٰۃ کے علاوہ حدیث کی کسی مستند کتاب میں اذان کے جواب میں نہیں ملتے۔ ہو سکتا ہے یہ الفاظ الحاقی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۵۳۷) مؤذن فجر کی اذان میں جب الصلوۃ خیر من النوم کہے تو سننے والا صدقت و برت کہے۔ ☆ بے ثبوت ہے جس کا کوئی مستند وجود نہیں۔

(۵۳۸) جب اذان کہی جاتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی زمرہ بن صالح ضعیف ہے (مجمع ص ۳۳۳ ج ۱)۔

(۵۳۹) فادعوا (بین الأذان والإقامة) (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کرو۔ ☆

ان الفاظ سے ضعیف ہے، راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱)۔

(۵۴۰) جو اذان سن کر یہ دعاء اللہم رب هذه الدعوة القائمة والصلوة النافعة صل علی محمد ورضی عنہ رضاً لا سخط بعده پڑھے تو اللہ اس کی دعاء قبول فرماتا ہے (جابر)۔

(۵۴۱) فاستلوا اللہ أن یوتیننی الوسيلة علی خلقه (أبو سعید رضی اللہ عنہ)۔

تم اذان کے بعد سوال کرو کہ وہ مجھے تمام مخلوق پر وسیلہ دے۔

۵۳۶۔ مشکوٰۃ ص ۲۱۳ ج ۱ ح ۶۷۵۔

۵۳۷۔ التلخیص الحبیر ص ۲۱۰ ج ۱، الدر المختار مع رد المختار ص ۲۶۶ ج ۱، البحر الرائق ص ۲۵۹ ج ۱۔

۵۳۸۔ طبرانی اوسط ص ۹۱ ج ۱۰ ح ۹۱۴۱، مجمع الزوائد ص ۳۳۴ ج ۱۔

۵۳۹۔ ابو یعلیٰ ص ۱۴۸ ج ۴ ح ۴۰۹۵۔

۵۴۰۔ طبرانی اوسط ص ۱۵۷ ج ۱ ح ۱۹۶، مسند أحمد ص ۳۳۷ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۱۳۲ ج ۱، عمل

اليوم واللیلة ص ۸۸ ح ۹۶۔

۵۴۱۔ طبرانی اوسط ص ۳۹۷ ج ۴ ح ۳۶۷۵۔

(۵۴۲) الوسيلة درجة عند الله ليس فوقها درجة (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

وسیلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے۔ ☆  
تینوں روایتیں ضعیف ہیں، ان تینوں روایتوں کا راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے (مجمع ص ۳۳۲ ج ۱)۔

نوٹ:

(۱) اذان سے پہلے مروجہ صلوٰۃ و سلام بدعت ہے اذان کے بعد درود ابراہیم کے بجائے جو صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے بے اصل ہے بلکہ اس میں غیر اللہ کو نداء اور پکار ہے جو شرکیہ ہونے کی وجہ سے روح اذان کے بھی منافی ہے کیونکہ اذان توحید پر مبنی ہے۔ اذان کے بعد درود ابراہیم اور مسنون دعاء ہی پڑھنی چاہیے۔

(۲) اذان کے بعد والی دعاء میں چند اضافے ناقابل ثبوت ہیں جن پر تنبیہ ضروری ہے۔

(۱) انک لا تحلف الميعاد بخاری کے راوی کشمینی نے ان الفاظ کو بطریق علی بن عیاش روایت کیا ہے مگر یہ شاذ ہے اس لیے کہ یہ دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے ابن حجر نے فتح الباری میں کشمینی کی زیادات کو جمع کیا ہے مگر ان الفاظ کو ذکر نہیں کیا اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری کی کتاب افعال العباد میں یہی روایت علی بن عیاش کی سند سے مروی ہے مگر اس میں بھی انک لا تحلف الميعاد کے الفاظ نہیں ہیں حالانکہ کشمینی اور افعال العباد کی سند ایک ہی ہے۔

(۲) نبھتی کی روایت کے الفاظ اللهم استلک بحق هذه الدعوة کے الفاظ بھی شاذ ہیں سوائے نبھتی کے کسی اور نے ذکر نہیں کئے۔

(۳) شرح معانی الآثار کے ایک نسخہ میں سیدنا محمد کے الفاظ بھی شاذ اور مدرج ہیں۔

(۴) والدرجة الرفیعة بعض نسخ (کاتبوں) سے مدرج ہو گئے ہیں یہ روایت نسائی کے طریق سے ہے مگر امام نسائی اور دیگر ائمہ کے ہاں یہ الفاظ نہیں ملتے۔

(۵) یا ارحم الراحمین کے الفاظ کو رافعی نے الحمر میں زائد لکھا ہے مگر حدیث کے کسی طریق میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں (ارواء الغلیل ص ۳۶۱ ج ۱)۔

## باب الاقامہ

(۵۴۳) (أمرنا رسول الله إذا أقمنا أن لا تزِيل أقدامنا عن مواضعها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اقامت کہیں تو پاؤں کو نہ ہلائیں۔ ☆  
باطل ہے، یہ حدیث نمبر ۵۱۶ کا ٹکڑا ہے تحقیق وہاں ملاحظہ کیجئے۔

(۵۴۴) من أفرد الإقامة فليس منا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو اقامت اکہری کہے وہ ہم سے نہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، اس کی سند کے بعض راوی مجروح اور بعض مجہول ہیں اس کو بعض ناپسندیدہ حضرات نے وضع کیا ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۸ ج ۲)، اس کا راوی جویر بن سعید ازدی مفسر کوئی شی نہیں (ابن معین)، متروک ہے (نسائی و دارقطنی)، قابل اشتغال نہیں (جو زبانی ☆ میزان ص ۴۲ ج ۱)، اس کے استاذ ضحاک بن مزاحم کی ابن عباس اور ابو ہریرہ سے تمام روایات میں نظر ہے قابل قبول نہیں (میزان ص ۳۲۶ ج ۲)، اس لیے کہ اس کی ابن عباس سے ملاقات نہیں۔

(۵۴۵) أذن بلال لرسول الله ﷺ مثني مثني وأقام مثل ذلك (أبو حنيفة)۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے بلال نے اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہی۔ ☆

باطل ہے، راوی زیاد بن عبد اللہ بکائی فحش خطا کار کثیر الوہم ناقابل حجت ہے اور یہ روایت باطل ہے بلال کی اذان دو کلموں والی تھی مگر اقامت اکہری ایک ایک کلمے والی تھی اس روایت کو امام سفیان ثوری نے عون بن ابی حنیفہ سے لہی روایت کی ہے مگر اس میں دوہری اذان اقامت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اذان کہنے کا ذکر ہے (کتاب البحر و چین ص ۳۰ ج ۱)۔

۵۴۳۔ نصب الراية ص ۲۷۷ ج ۱، ارواء ص ۲۵۱ ج ۱۔

۵۴۴۔ کتاب الموضوعات ص ۱۸ ج ۲، اللالی ص ۱۳ ج ۲، تنزیہ ص ۷۹ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۸ موضوعات کبیر ص ۱۱۴۔

۵۴۵۔ الکامل ص ۲۳۹ ج ۶، کتاب المجروحین ص ۳۰۷ ج ۱۔

(۵۴۶) کان اذان رسول اللہ ﷺ شفعا شفعا فی الاذان والإقامة (عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ کی اذان اور اقامت کے دو دو کلمے تھے۔ ☆  
منقطع ہے، راوی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کا عبد اللہ بن زید سے سماع نہیں ہے (نصب الراية ص ۲۶۷ ج ۱ دارقطنی ص ۲۳۱ ج ۱)، اس کی ایک سند امام شعبی کے طریق سے بھی ہے شعبی کا لقاء بھی حضرت عبد اللہ سے ممکن نہیں ہے اور ان کا شاگرد مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں (تطبیق پر تعریف اہل التقدیس ص ۱۱۲)۔

(۵۴۷) کان یشنی الاذان والإقامة (بلال رضی اللہ عنہ)۔

بلال اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہتے تھے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی حماد بن ابی سلیمان کثیر الخطا اور مختلط تھے (تہذیب ص ۷۱ ج ۳)۔

(۵۴۸) کان ثوبان یؤذن مثنیٰ ویقیم - (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

حضرت ثوبان اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہتے تھے۔ ☆  
منقطع اور ضعیف ہے اور ابراہیم نخعی کا حضرت ثوبان سے لقاء اور سماع نہیں ہے اور ان کے شاگرد حماد ابن ابی سلیمان کثیر الخطا اور مختلط تھے (تہذیب ص ۷۱ ج ۳)۔

(۵۴۹) المؤذن أملك بالأذان والإمام أملك بالإقامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

مؤذن اذان کا حق رکھتا ہے اور امام اقامت کا۔ ☆ ضعیف ہے راوی مبارک بن عباد ضعیف ہے۔

(۵۵۰) من أذن فهو یقیم - (زیاد الصدائی)۔

۵۴۶۔ دارقطنی ص ۲۴۱ ج ۱، نصب الراية ۲۶۷ ج ۱۔

۵۴۷۔ مصنف عبد الرزاق ص ۴۶۲ ج ۱، طحاوی ص ۱۳۴ ج ۱، دارقطنی ص ۲۴۲ ج ۱۔

۵۴۸۔ طحاوی ص ۱۳۶ ج ۱، الحاوی فی تخریج الطحاوی ص ۳۳۲ ج ۱۔

۵۴۹۔ الکامل ص ۱۳۲۷ ج ۴، التلخیص ص ۲۱۱ ج ۱، کنز العمال ص ۲۹۴ ج ۷۔

۵۵۰۔ ابو داؤد ح ۱۴ باب الرجل یؤذن ویقیم آخر، ترمذی ح ۱۹۹، باب ما جاء أن مؤذن فهو یقیم

ابن ماجہ ح ۷۱۷، باب السنة فی الاذان، بیہقی ص ۳۸۱ ج ۱، ابن ابی شیبہ

جواذان کہے وہی اقامت کہے۔ ☆

منکر ہے، عبد الرحمن بن زیاد بن نعم افریقی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۰۲)۔

(۵۵۱) إذا قال بلال قد قامت الصلوة نهض فكبّر (عبد الله بن أوفى رضي الله عنه)۔

بلال جب قد قامت الصلوة کہتے تو آپ کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے۔ ☆

منکر ہے، راوی حجاج بن فروخ سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۵۷۳)، اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں

جن میں ایک روایت یہ بھی ہے (میزان ص ۳۶۳ ج ۱)۔

(۵۵۲) قد قامت الصلوة کا جواب أقامها الله وأدامها (أبو أمانة رضي الله عنه)۔

سخت ضعیف ہے، سند میں ایک مجہول راوی ہے دوسرا محمد بن ثابت عبدی اور تیسرا راوی شہر بن حوشب

ضعیف ہیں (ارواء الغلیل ص ۲۵۸ ج ۱)۔

(۵۵۳) كان بلال إذا أراد أن يقيم الصلوة قال السلام عليك أيها النبي ورحمة

الله وبركاته الصلوة رحمك الله (أبو هريرة)۔

بلال جب اقامت کئے کا ارادہ کرتے تو السلام علیک ایھا النبی کہتے۔ ☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محمد بن المغیرہ ضعیف ہے (مجمع ص ۷۷۵ ج ۲)، قوی نہیں (ابو حاتم)، منکر

المحدث ہے (ابن یونس)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی)، ڈھسی نے اس کی چند روایات

ذکر کر کے فرمایا ہے یہ من گھڑت ہیں (میزان ص ۳۸۸ ج ۲)۔



ص ۱۱۶ ج ۱، دلائل النبوة ص ۱۲۷ ج ۴، نصب الراية ص ۲۷۰ ج ۱، تلخیص ص ۲۰۹ ج ۱، ارواء

الغلیل ص ۲۵۵ ج ۱، تاریخ الكبير ص ۳۴۴ ج ۳، تاریخ بغداد ص ۶۰ ج ۱۴، علل الحديث

ص ۱۲۲ ج ۱، ضعیفہ ص ۵۳ ج ۱۔

۵۵۱۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۳ ج ۲، کشف الاستار ح ۵۲۰۔

۵۵۲۔ ابو داؤد ح ۵۲۸ باب ما یقول اذا سمع الاقامة، بیہقی ص ۴۱۱ ج ۱، ارواء الغلیل ص ۲۵۸ ج ۱۔

۵۵۳۔ طبرانی اوسط ص ۴۲۱ ج ۹ ح ۸۹۰، مجمع الزوائد ص ۷۵ ج ۲، ضعیفہ ص ۲۹۳ ج ۲۔



## ۹۔ کتاب المساجد

(۵۵۴) من بنی لله مسجداً بنی الله له بیتا أوسع منه فی الجنة (عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص اللہ کی خاطر مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے کشادہ گھر بناتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاة ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۳۹۳)، یہ روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے صحیح ہے مگر اس میں اوسع منه کے الفاظ نہیں ہیں۔

(۵۵۵) من بنی لله مسجداً ولو كمفحص قطاة لیبیضها بنی الله له بیتا فی الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ کے لیے مسجد بنائے خواہ وہ کونج کے گھونسلے کے برابر ہو جو وہ اپنے انڈوں کے لیے بناتی ہے اللہ

تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی جابر بھی متهم بالكذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۸)۔

(۵۵۶) شر المجالس الأسواق والطرق وخیر المجالس المساجد وأن لم تجلس فی المسجد فالزم بیتک (واثلة رضی اللہ عنہ)۔

بری مجلسیں بازار اور رستے ہیں اور بہترین مجلس مسجدیں ہیں اگر تو مسجد میں نہیں بیٹھتا تو گھر رہنے کو

لازم پکڑ۔ ☆

ضعیف ہے، راوی یکار بن تمیم مجہول ہے (مجمع ص ۲۶ ج ۲ و میزان ص ۳۳۰ ج ۱)۔

(۵۵۷) المساجد مجالس الأنبياء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۵۵۴۔ مسند أحمد ص ۲۲۱ ج ۲، عقيلي ص ۱۲۶ ج ۲، الترغيب والترهيب ص ۱۹۵ ج ۱، در منثور

ص ۲۱۷ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۷ ج ۲۔

۵۵۵۔ مسند أحمد ص ۲۴۱ ج ۱، مجمع ص ۷ ج ۲۔

۵۵۶۔ طبرانی کبیر ص ۶۰ ج ۲۲، مجمع ص ۶ ج ۲، کنز العمال ص ۱۴۱ ج ۹۔

۵۵۷۔ دیلمی ص ۴۹۲ ج ۴ ح ۶۹۲۸۔

مسجدیں انبیاء کی مجالس ہیں ☆

دلیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۵۵۸) إذا رأيتم الرجل يتعهد المسجد فاشهدوا له بالایمان (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

کسی آدمی کو مسجد کی حفاظت کرتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دے دو۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابوسعید دراج منکر الحدیث ہے، قوی نہیں (نسائی)، ضعیف ہے (ابوحاتم)، ثقہ نہیں (فہرک)،

ضعیف اور متروک ہے (دارقطنی)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۳ ج ۲)۔

(۵۵۹) تذهب الأرضون کلها يوم القيامة إلا المساجد فإنها ينضم بعضها إلى

بعض (ابن عباس رضي الله عنه)۔

قیامت کے دن تمام زمیں ختم ہو جائے گی سوائے مسجدوں کے یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل

جائیں گی۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی اصم بن حوشب کذاب تھا جو ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا (دیکھئے

نمبر ۳۵۱)۔

(۵۶۰) إذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم وقال رب اغفر لي ذنوبي

وافتح لي أبواب رحمتك (فاطمة الكبرى رضي الله عنها)۔

جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور رب اغفر لی سے لے کر آخر

تک دعا پڑھے۔ ☆

۵۵۸۔ ترمذی ح ۲۶۱۷ باب ما جاء في حرمة الصلاة ح ۳۰۹۳ باب من سورة التوبة، تاريخ بغداد

ص ۴۵۶ ص ۴۵۹ ج ۵، كشف الخفاء ص ۹۰ ج ۱۔

۵۵۹۔ طبرانی أوسط ص ۱۸ ج ۵، ح ۴۰۲۱، الكامل ص ۳۹۵ ج ۱، مجمع ص ۶ ج ۲، تنزيه ص ۷۹ ج ۲،

تذكرة الموضوعات ص ۳۷، الفوائد المجموعة ص ۲۳، كتاب الموضوعات ص ۲۰ ج ۲، اللالی

ص ۱۶ ج ۲، ضعيفة ص ۱۸۵ ج ۲۔

۵۶۰۔ ترمذی ح ۳۱۴ باب ما جاء ما يقول عند دخوله المسجد، شرح السنة ص ۳۶۷ ج ۲۔

منقطع ہے، اس کی راویہ فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا (ترمذی مع تحفہ ص ۲۶۲ ج ۱)، دوسرا راوی لیث بن ابی سلیم مخطوط ہو گیا تھا اس کی روایات میں تمیز باقی نہ رہی اس لیے چھوڑ دیا گیا (تقریب ص ۲۸۷)۔

(۵۶۱) إذا خرج صل على محمد وسلم وقال رب اغفر لي ذنوبي وافتح لي أبواب فضلك (فاطمہ رضی اللہ عنہا)۔

جب مسجد سے نکلے تو آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور رب اغفر لی ذنوبی دعا پڑھے۔☆  
اوپر والی حدیث کا ٹکڑا ہے، نوٹ: اس روایت کے اور بھی طرق ہیں جن کی بنا پر بعض ائمہ نے صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۵۶۲) إذا خرج (من المسجد) قال اللهم افتح لي أبواب فضلك (علی)۔

جب مسجد سے نکلے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔☆  
سخت ضعیف ہے، راوی صالح بن موسیٰ بن اسحاق قرشی متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۲)، کوئی شی نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین)، منکر الحدیث (بخاری)، متروک ہے (نسائی)☆  
میزان ص ۳۰۲ ج ۲)۔

(۵۶۳) علم الحسن إذا دخل المسجد أن يصلي على النبي ﷺ ويقول اللهم اغفر لنا ذنوبنا وافتح لنا أبواب فضلك (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے حسن کو سکھایا جب وہ مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے

۵۶۱۔ ترمذی ح ۳۱۴ باب ما جاء ما يقول عند دخوله المسجد، شرح السنة ص ۳۶۷ ج ۲۔

۵۶۲۔ أبو يعلى ص ۲۵۷ ج ۱، ح ۴۸۲، الأذكار للنووي ص ۳۳، مجمع ص ۳۲ ج ۲، كنز العمال ص ۶۶۰ ج ۷۔

۵۶۳۔ مسند أحمد ص ۱۷۳ ج ۲، المستدرک ص ۵۲۲ ج ۱، طبرانی الأوسط ص ۳۱۹ ج ۷، ح ۶۶۰۸، مجمع ص ۳۲ ج ۲۔

نکلے تو نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور یہ دعاء پڑھے اے اللہ ہمارے لیے تو اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی سالم بن عبد الاعلیٰ متروک ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۲)، اس کی حدیث کوئی شی نہیں (ابن معین)، اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۱۱۲ ج ۲)۔

(۵۶۴) فضل الدار القریۃ من المسجد علی الدار الشاسعة کفضل الغازی علی القاعد (حذیفة رضی اللہ عنہ)۔

اس گھر کی فضیلت جو مسجد کے قریب ہے اس گھر پر جو مسجد سے دور ہے ایسے ہے جیسا کہ غازی کی فضیلت گھر میں بیٹھے والے پر ہے۔ ☆ منکر وضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(۵۶۵) یأتی علی الناس زمان یکون حدیثهم فی مساجدهم فی أمر دنیاہم فلا تجالسوہم فلیس للہ فیہم حاجة (حسن)۔

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے دنیاوی امور کی باتیں مسجدوں میں ہوگی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو ان میں اللہ کو کوئی حاجت نہیں۔ ☆ مرسل ہے۔

(۵۶۶) اس روایت کو ابن مسعود سے ابو الخلیل بزنج نے متصل بھی روایت کیا ہے بزنج کی نسبت وضع کی طرف کی گئی ہے (مجمع ص ۲۶ ج ۲)، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن عبد اللہ بن عامر سرقتی وضع حدیث کے ساتھ معروف تھا (تعلیق البانی بر مشکوٰۃ ص ۲۳۱ ج ۱)۔

(۵۶۷) نہی أن یصلی فی سبعة مواطن المزیلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفي الحمام وفي مواطن الإبل وفوق ظہر بیت اللہ (عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا: (۱) کوڑہ (گندگی جمع ہونے) کی جگہ (۲) بچو

۵۶۴۔ مسند أحمد ص ۳۸۷ ج ۵، مجمع ص ۱۶ ج ۲، کنز العمال ص ۶۴۸ ج ۷۔

۵۶۵۔ مشکوٰۃ ص ۲۳۱ ج ۱ ح ۷۴۳۔

۵۶۶۔ طبرانی کبیر ص ۱۹۹ ج ۱۰ ح ۱۰۴۵۲، مجمع ص ۲۴ ج ۲۔

۵۶۷۔ ترمذی ح ۳۴۶ باب ما جاء فی کراهیة ما یصلی الیہ وفیہ، عقیلی ص ۷۱ ج ۲۔

خانہ (ذبح خانہ) (۳) قبرستان (۴) رستے کے درمیان میں (۵) غسل خانے میں (۶) اذنوں کے باڑے میں اور (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔ ☆

اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے، راوی زید بن جبیرہ کے ضعف پر اجماع ہے (ابن عبد البر)، اس نے داؤد بن حصین سے سخت ضعیف حدیث روایت کی ہے (ساجی)، متروک ہے اور سخت ضعیف ہے (ابن حجر) اس کی سند قوی نہیں محدثین نے زید کے حافظے کی وجہ سے کلام کیا ہے (ترمذی ☆ ارواء الغلیل ص ۱۳۱ ج ۱)، مذکورہ حدیث بھی زید نے داؤد سے روایت کی ہے۔

(۵۶۸) اس روایت کو عبد اللہ بن عمر العمری نے ابن عمر سے روایت کیا ہے عمری کو بھی بعض محدثین نے حافظے کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جن میں یحییٰ القطان بھی ہیں واضح رہے کہ ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں عمری کا واسطہ ساقط ہو گیا ہے جس سے ظاہری طور پر سند صحیح معلوم ہوتی ہے (ارواء الغلیل ص ۱۳۱ ج ۱)، مگر روایت ضعیف ہے، کسی راوی کے ساقط ہونے سے روایت صحیح نہیں ہو جاتی۔

(۵۶۹) لا یصلی فی مرابد البقر (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

گائے کے باڑے میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

(۵۷۰) لیصل أحدکم فی مسجده ولا یتبع المساجد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھو اور مساجد تلاش نہ کرو۔ ☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن احمد بن نصر ترمذی کا ترجمہ نہیں ملا (مجمع ص ۲۴ ج ۲)۔

(۵۷۱) الغدو والرواح الی المساجد من الجہاد فی سبیل اللہ (ابو امامہ)

صبح کے وقت اور شام کے وقت مسجدوں کی طرف جانا اللہ کے رستے میں جہاد میں سے ہے۔ ☆

۵۶۸۔ ارواء الغلیل ص ۱۳۱ ج ۱۔

۵۶۹۔ مسند أحمد ص ۱۷۸ ج ۲۔

۵۷۰۔ عقیلی ص ۴۳۲ ج ۳، طبرانی الأوسط ص ۸۳ ج ۶، ۵۱۷۲، مجمع ص ۲۳ ج ۲۔

۵۷۱۔ طبرانی کبیر ص ۱۷۷ ج ۸، ۷۷۳۹، مسند الشامیین ج ۸۷۹۔

من گھڑت یا سخت ضعیف ہے راوی حسین بن ابی السری العسقلانی کو امام ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے حسین کے بھائی محمد فرماتے تھے تم میرے بھائی سے نہ لکھو یہ کذاب ہے ابو عروہ فرماتے ہیں کذاب ہے (میزان ص ۵۳۶ ج ۱) البانی کہتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے (ضعیف ص ۲۰ ج ۵ ضعیف الجامع ص ۵۷۲)

(۵۷۲) بشر المدلجین إلى المساجد فی الظلم بمنابر من يوم القيامة يفزح الناس ولا يفرعون (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

رات کی تاریکی میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لیے قیامت کے روز نور کے منبر ہوں گے لوگ گھبراہٹ میں ہونگے مگر وہ نہیں گھبرائیں گے۔ ☆

ضعیف ہے، سند میں ایک مجہول راوی ہے (مجمع ص ۳۱ ج ۲)۔

(۵۷۳) السبق إلى المسجد السابق إلى الجنة (أبو سعيد)۔

مسجد کی طرف سبقت جنت کی طرف سبقت ہے۔ ☆

دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۵۷۴) جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وأصواتکم وسل سیوفکم

وإقامة حدودکم الحدیث (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنی مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، جھگڑوں، آوازوں، تلواریں کے سونٹے اور حدود کے قائم کرنے سے بچاؤ۔ ☆

ضعیف ہے، راوی علاء بن کثیر لیشی شامی ضعیف ہے (مجمع ص ۲۶ ج ۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی

شی نہیں (احمد ☆ میزان ص ۱۰۴ ج ۳)۔

۵۷۲۔ طبرانی کبیر ص ۱۴۲ ج ۸، در منثور ص ۲۱۷ ج ۳، مجمع ص ۳۱ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۲۱۲ ج ۱۔

۵۷۳۔ دیلمی ص ۴۹۴ ج ۲ ح ۳۹۰۔

۵۷۴۔ مجمع الزوائد ص ۲۶ ج ۲، ابن ماجہ ح ۷۵۰ باب ما یکرہ فی المساجد، نصب الراية

ص ۴۹۱ ج ۲، قرطبی ص ۲۷۰ ج ۱۲، ترغیب ص ۱۹۹ ج ۱، در منثور ص ۵۱ ج ۵، تذکرۃ

الموضوعات ص ۳۷، العلل المتناہیۃ ص ۴۰۴ ج ۱، عقلی ص ۳۴۸ ج ۳، طبرانی کبیر

ص ۱۲۲ ج ۸، کشف الخفاء ص ۳۳۴ ج ۱۔

- (۵۷۵) جنبوا مساجدکم صبیانکم و خصوصاتکم و حدودکم و شراءکم و بیعکم و جمر و ہا یوم الجمعة واجعلوا علی أبوابها مطاہرکم (معاذ رضی اللہ عنہ)۔  
 تم مسجدوں کو بچوں، جھگڑوں، حدود کے قائم کرنے اور خرید و فروخت سے بچائے رکھو اور جمعہ کے روز خوشبو کا اہتمام کیا کرو اور مسجدوں کے دروازوں پر وضوء کے برتن (لوٹے) رکھا کرو۔ ☆  
 منقطع ہے، راوی کھول کا حضرت معاذ سے سماع نہیں ہے (مجمع ص ۲۶ ج ۱)۔  
 (۵۷۶) احتجم فی المسجد (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)۔  
 آپ نے مسجد میں سنگی لگوائی۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے، امام مسلم فرماتے ہیں اصل لفظ اتجر تھا جس کو ابن لہیعہ نے غلطی سے اجم بنا دیا ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۲)۔  
 (۵۷۷) إذا وجد أحدکم القملة فی المسجد فلیدفعها (أبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ)۔  
 جب کوئی مسجد میں جوہ پائے تو اس کو دفن کر دے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، یوسف بن خالد تسی کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۶۲ ج ۳)۔  
 (۵۷۸) ابنوا المساجد وأخرجوا القمامة منها - وأخرج القمامة منها مہور الحور العین (أبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ)۔  
 تم مسجدیں بناؤ اور ان سے کوڑا کرکٹ نکالو ان سے کوڑا کرکٹ نکالنا حوروں کا حق مہر ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی عمر بن صبح متروک ہے (دارقطنی ☆، کذاب ہے (ازدی ☆ میزان ص ۲۰ ج ۳)۔  
 (۵۷۹) کنس المساجد مہور الحور العین (أنس رضی اللہ عنہ)۔  
 مسجدوں کی صفائی حوروں کا حق مہر ہے۔ ☆

- ۵۷۵۔ طبرانی کبیر ص ۱۷۳ ج ۲۰ ح ۳۶۹، مجمع ص ۲۶ ج ۲۔  
 ۵۷۶۔ مسند أحمد ص ۱۸۵ ج ۵، مجمع ص ۲۰ ج ۲۔  
 ۵۷۷۔ طبرانی الأوسط ص ۱۱۴ ج ۲ ح ۱۲۱۹، مجمع ص ۲۰ ج ۲۔  
 ۵۷۸۔ طبرانی کبیر ص ۱۹ ج ۳ ح ۲۵۲۱، در منثور ص ۲۱۷ ج ۳، کنز العمال ص ۶۵۰ ج ۷۔  
 ۵۷۹۔ کتاب الموضوعات ص ۴۲۵ ج ۲، تفسیر قرطبی ص ۱۶۴ ج ۱۶ (الدخان ۵۴)۔

غیر صحیح ہے، اس میں کئی مجہول راوی ہیں اور ایک راوی عبد الواحد بن زید ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (بخاری، فلاس، نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۲۶ ج ۲)۔

(۵۸۰) قبیلہ کی مسجد میں نماز پچیس نمازیں ہیں اور جامع مسجد میں ایک سو پانچ نمازیں ہیں مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار اور بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازیں ہیں (انس)۔  
اس متن کے ساتھ دلیلی نے ذکر کی ہے امام ذہبی نے اسے مختصراً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے سخت منکر ہے (میزان ص ۵۲۱ ج ۴)۔

(۵۸۱) لا صلوة ليجار المسجد إلا في المسجد (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہے۔ ☆

ضعیف ہے (بہقی ص ۵۷ ج ۳)، راوی سلیمان بن داؤد ضعیف ہے (احادیث ضعاف ۱۷۵)۔

منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ میزان ص ۲۰۳)۔

(۵۸۲) اور یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جس کا راوی عمر بن راشد یامی کا ذکر بغیر قدح کے جائز نہیں (کتاب البحر وحین ص ۸۳ ج ۲)۔

اور حضرت علی سے بھی موقوفاً مروی ہے جو ضعیف ہے، راوی سعید بن حیان ممکن ہے کہ پہچانا جائے (میزان)۔

(۵۸۳) اور حضرت جابر سے بھی مروی ہے جس کا راوی محمد بن سکین شفری ضعیف ہے (احادیث ضعاف ۱۷۵)، پہچانا نہیں جاتا اس کی سند میں نظر ہے اور خبر منکر ہے (ذہبی ☆ تعلیق المغنی ص ۴۳۰ ج ۱)۔

۵۸۰۔ ابن ماجہ ح ۱۴۱۳، دیلمی ص ۵۴۴ ج ۲ ح ۳۰۴۸؛ طبرانی اوسط ص ۷ ج ۸ ح ۷۰۰۴۔

۵۸۱۔ بیہقی ص ۵۷ و ۱۱۱ ج ۳، دارقطنی ص ۴۲۰ ج ۱، المستدرک ص ۲۴۶ ج ۱، نصب الراية

ص ۴۱۲ ج ۴، کنز العمال ص ۶۵۰ ج ۷، الفوائد المجموعة ص ۱۶، تنزیہ الشریعة ص ۹۹ ج ۲،

صیفة ص ۲۱۷ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۶، العلل المتناہیة ص ۴۱۲ ج ۱، اللالی

ص ۱۵ ج ۲، أرواء ص ۲۵۱ ج ۱، فتح الباری ص ۴۳۹ ج ۱۔

۵۸۲۔ کتاب المجروحین ص ۹۴ ج ۲۔

۵۸۳۔ دارقطنی ص ۴۲۰ ج ۱۔



(۵۸۴) من سمع النداء من جيران المسجد وهو صحيح من غير عذر فلم يجب فلا صلوة له (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص مسجد کا پڑوسی ہو تو وہ موزن کو اذان کہتے سے تو پھر بغیر عذر کے نہیں آیا اس کی نماز قبول نہیں۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی حارث الاورمہم ہے۔

(۵۸۵) إذا صلى لا يضع تحت قدميه شيئاً إلا أنا مطرنا يوماً فوضع تحت قدميه نطعاً (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ نماز پڑھتے وقت پاؤں کے نیچے کوئی چیز نہ رکھتے مگر ایک دن بارش ہوئی تو آپ نے قدموں کے نیچے چٹائی رکھی۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسحاق متروک ہے (مجمع ص ۲۵۷ ج ۲)، متروک الحدیث ہے دارقطنی ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۱۰۹ ج ۱)۔ اور یہ اس حدیث کے روایت کرنے میں متفرد ہے (طبرانی اوسط ص ۶۳۳ ج ۶)۔

## باب قبلہ

(۵۸۶) انصرف رسول الله ﷺ نحو بيت المقدس وهو يصلي الظهر وانصرف بوجهه إلى الكعبة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے اور جب سلام پھیرا تو کعبہ کی طرف سے پھیرا۔ ☆

منکر ضعیف ہے، راوی عثمان سعید یحییٰ قطان، ابن معین اور ابو زرعہ کے نزدیک ضعیف ہے (مجمع ص ۱۳ ج ۲)، صحیح میں ظہر کی بجائے صبح کی نماز ہے۔

۵۸۴۔ دارقطنی ص ۴۲۰ ج ۱، احادیث ضعیف ص ۱۷۵۔

۵۸۵۔ طبرانی اوسط ص ۳۶۳ ج ۶، ۵۷۷۳، مجمع ص ۵۷ ج ۲۔

۵۸۶۔ مجمع ص ۱۳ ج ۲، کشف الاستار ج ۴۲۰۔

(۵۸۷) کنا مع رسول الله ﷺ فى إحدى صلواتى العشى حين صرفت القبلة فدار النبى ﷺ ودرنا معه فى ركعتين (عمارہ)۔

ہم ظہریا عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب قبلہ بدلا رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف گھوم گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ دو رکعتوں میں گھوم گئے۔ ☆

راوی عبد الملک بن حسین نخعی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۳۲)، کوئی شی نہیں (ابن معین)، قوی نہیں (ابو زرہ مجمع ص ۲۵۳ ج ۲)۔

(۵۸۸) ہم ظہریا عصر کی نماز مسجد بنی حارثہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے ہم نے ابھی دو رکعتیں ہی پڑھی تھیں کہ کسی نے کہا قبلہ بدل گیا ہے تو مرد عورتوں کی جگہ ہو گئے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا رسول اللہ نے فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لائے (تولید)۔

سخت ضعیف ہے، راوی اسحاق بن اسماعیل السواری ضعیف متروک ہے (مجمع ص ۱۵ ج ۲)، واہ ہے (ابو زرہ)، منکر الحدیث ہے (دارقطنی)، اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (بخاری)، کذاب ہے حدیث وضع کرتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۱۸۲ ج ۱)۔

(۵۸۹) تبعث النخامة فى القبلة وهى فى وجه صاحبها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

قبلہ میں تھوک کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور وہ تھوکنے والے کے منہ پر ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عاصم بن عمر امام بخاری اور دیگر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے ابن حبان نے کتاب اشقات میں ذکر کیا ہے (مجمع ص ۱۹ ج ۲)۔

(۵۹۰) من بزق فى قبلة ولم يوارها يوم القيامة أحمي ما تكون حتى تقع بين عينيه (أبوأمامة)۔

۵۸۷۔ مجمع ص ۱۳ ج ۲۔

۵۸۸۔ طبرانی کبیر ص ۲۰۷ ج ۲۴ ح ۵۳۰، مجمع ص ۱۴ ج ۲۔

۵۸۹۔ مجمع ص ۱۹ ج ۲، كشف الاستار ح ۴۱۳، کنز ص ۴۹۶ ج ۷۔

۵۹۰۔ طبرانی کبیر ص ۲۴۵ ج ۸ ح ۷۹۶۰، مجمع ص ۱۹ ج ۲، الدر المنثور ص ۵۱ ج ۵۔

جو قبلہ کی طرف تھو کے اور اسے دفن نہ کرے قیامت کے روز اسے گرم کر کے تھوکنے والے کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا دیا جائے گا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۱۹ ج ۲ دیکھئے نمبر ۳۵۸)۔

(۵۹۱) ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانه یقوم بین یدی اللہ مستقبل ربہ و ملکہ عن یمینہ و قرینہ عن یسارہ فلا یتفلن أحدکم بین یدیہ ولا عن یسارہ أو تحت قدمہ ثم لیعرك فلیشدد عرکہ فانما یعرك اذن الشیطان والذی بعثنی بالحق لو ینکشف بینکم و بینہ الحجب أو یؤذن للمسجد فی الکلام لشکا ما یلقى ذلک۔

جب کوئی نماز میں ہو تو اپنی دائیں طرف نہ تھو کے ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے۔ پھر سختی سے اس کو مسل دے کیونکہ وہ حقیقت میں شیطان کو مسلتا ہے اگر تمہارے اور اس کے درمیان میں سے پردے اٹھالیے جائیں یا مسجد کو کلام کرنے کی اجازت مل جائے تو جو اسے تھوک پڑنے سے تکلیف پہنچی ہے وہ ضرور اس کی شکایت کرے (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی عبید اللہ بن زحر کوئی شی نہیں اس کی حدیث ضعیف ہے (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (ابن المدینی)، قوی نہیں (دارقطنی)، اور اس کا استاذ علی بن زید متروک ہے، ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا۔ جس سند میں عبید اللہ اور علی بن زید اور قاسم جمع ہو جائیں تو وہ روایت ان کی اپنی بنائی ہوگی (میزان ص ۷ ج ۳)۔

(۵۹۲) إن العبد إذا قام فی الصلوۃ فتحت له الجنان و کشف الحجب بینہ و بین ربہ و استقبلته الحور العین ما لم یمتنحط أو یتنخم (أبو امامة)۔

بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنتیں کھول دی جاتی ہیں رب اور اس کے درمیان پردے ہٹا دیے جاتے ہیں اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک وہ کھنگارے اور تھو کے نہ۔ ☆

۵۹۱۔ طبرانی کبیر ص ۱۹۹ ج ۸، ح ۷۸۰۸، مجمع ص ۱۹ ج ۲۔

۵۹۲۔ طبرانی کبیر ص ۲۵۰ ج ۸، ح ۷۹۸۰، مجمع ص ۲۰ ج ۲۔

ضعیف ہے، راوی طریف بن صلت اور حجاج بن عبد اللہ کا تذکرہ نہیں ملا (مجمع ص ۲۰ ج ۲)۔

(۵۹۳) رأیت رسول الله ﷺ بزرع عن يمينه وعن يساره وبين يديه (عمرو بن حزم رضي الله عنه)۔

دائیں اور بائیں طرف اور سامنے تھوکے۔ ☆

باطل ہے، راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۲۶۳ ج ۳)۔

(۵۹۴) نهى أن تتخذ القبور محاريب۔

منع فرمایا کہ قبریں محراب بنائی جائیں۔ ☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث رسول نہیں۔



TRUEMASLAK@INBOX.COM

۵۹۳۔ مجمع ص ۲۰ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۵۹۴۔ اس کا اصل ماخذ معلوم نہیں۔

## ۱۰۔ کتاب صفۃ الصلوٰۃ

### نیت

(۵۹۵) النية الحسنة تدخل صاحبها الجنة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

اچھی نیت اپنے صاحب (نیت کرنے والے) کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الرحیم بن حبیب فارابی حدیثیں وضع کرتا تھا اس نے ثقہ راویوں کے نام پر تقریباً پانچ سو حدیثیں وضع کی ہیں (کتاب البحر و صین ص ۱۶۳ ج ۲)، اس کا استاذ اسماعیل بن یحییٰ بھی کذاب ہے حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

(۵۹۶) النية الصادقة معلقة بالعرش فإذا صدق العبد نيته تحرك العرش فيغفر له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

سچی نیت عرش کے ساتھ لٹکی رہتی ہے بندہ جب سچی نیت کرتا ہے تو عرش حرکت میں آ جاتا ہے اور نیت کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔ ☆

باطل ہے، ایک راوی قرہ منکر الحدیث ہے (فیض القدیر ص ۶۳۰ ج ۶)، دوسرا راوی قاسم بن نصر سامری غیر معروف ہے اس نے یہ حدیث عجیب اور باطل روایت کی ہے (میزان ص ۳۸۱ ج ۳)۔

(۵۹۷) نية المؤمن ابلغ من عمله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی یوسف بن عطیہ کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے نہائی کہتے ہیں متروک ہے ابن معین فرماتے ہیں کوئی شئی نہیں بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (میزان ص ۳۶۸ ج ۳)۔

(۵۹۸) نية المؤمن خير من عمله وعمل المنافق خیر من نيته (سهل بن سعد

۵۹۵۔ دیلمی ص ۵۰ ج ۵ ح ۷۱۴۶، ضعیفہ ص ۲۵۱ ج ۱۰/۱۔

۵۹۶۔ تاریخ بغداد ص ۴۴۸ ج ۱۲، العلل المتناهية ص ۳۳۶ ج ۲، ضعیفہ ص ۲۵۲ ج ۱۰/۱۔

۵۹۷۔ شعب الایمان ص ۳۴۳ ج ۵، المقاصد الحسنة ص ۴۵۰، كشف الخفاء ص ۳۲۴ ج ۲۔

الساعدي رضي الله عنه)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی حاتم بن عباد بن دینار مجہول ہے، حافظ عراقی نے اس روایت کو حاتم کی وجہ سے ضعیف  
کہا ہے (تعلیق بر معجم کبیر ص ۱۸۵ ج ۶)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کے راوی سلیمان بن عمر  
وختی کے وضاع ہونے پر تمام محدثین کا اجماع ہے (الکامل ص ۱۱۰۰ ج ۳)۔

(۵۹۹) نية المؤمن خیر من عمله ونية الفاجر شر من عمله (نواس رضي الله عنه)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاجر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے۔ ☆  
باطل ہے، ایک راوی بقیہ ضعیف اور بدلس ہے، دوسرا راوی عثمان بن عبد اللہ متہم ہے (تعلیق بر مسند  
فردوس ص ۳۵ ج ۵)، یہ ثقہ راویوں کے نام پر منکر حدیثیں روایت کرتا تھا اس نے متعدد من گھڑت  
حدیثیں روایت کی ہیں (الکامل ص ۱۸۲۳ ج ۵)۔

(۶۰۰) نية المؤمن خیر من عمله ان الله ليعطى العبد على نيته ما لا يعطيه على

عمله وذلك ان النية لا رياء فيها والعمل يخالطه الرياء (أبو موسى رضي الله عنه)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ بندے کو نیت پر وہ اجر دیتا ہے جو عمل کرنے پر نہیں دیتا  
یہ اس لئے کہ نیت میں ریاہ کاری کا دخل نہیں ہوتا اور عمل میں ریاہ کاری شامل ہو جاتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے، مسند فردوس میں یہ روایت بلا سند ہے اور فردوس کے معلق نے سخاوی کے حوالہ سے اس  
روایت کو ضعیف کہا ہے (تعلیق بر فردوس ص ۳۵ ج ۵)۔

نوٹ: نماز شروع کرتے وقت الفاظ کے ساتھ مرجہ نیت بدعت ہے۔

۵۹۸۔ تاریخ بغداد ص ۲۳۷ ج ۹، طبرانی کبیر ص ۱۸۵ ج ۶ ح ۵۹۴۲، مجمع ص ۶۱ ج ۱ و ص ۱۰۹ ج ۱،

حلیۃ الأولیاء ص ۲۵۵ ج ۳، موضوعات کبیر ص ۱۲۴، دیلمی ص ۳۵ ج ۵ ح ۷۰۹۶، المقاصد

الحسنۃ ص ۴۵۰، الدرر المنتشرة ص ۴۷۔

۵۹۹۔ مسند الشہاب ص ۱۱۹ ج ۱، وتعلیق دیلمی ص ۳۵ ج ۵، کشف الخفاء ص ۳۲۴ ج ۲۔

۶۰۰۔ دیلمی ص ۳۵ ج ۵ ح ۷۰۹۷، المقاصد الحسنۃ ص ۴۵۰، کشف الخفاء ص ۳۲۴ ج ۲۔

(۶۰۱) اللہ اکبر کی راء جزم کے ساتھ ہے۔ ☆ حدیث رسول اللہ نہیں نفعی کا قول ہے۔

(۶۰۲) إن من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة (علی رضی اللہ عنہ)۔

سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا جائے۔ ☆ منکر ہے، ایک راوی زیاد بن زید سوائی مجہول ہے، سند ثابت نہیں متروک ہے (بیہقی)، اس روایت کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے اور عبد الرحمن بن اسحاق واسطی بالاتفاق ضعیف ہے (نووی ☆ نصب الراية ص ۱۳۱ ج ۱)۔

(۶۰۳) مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے حضرت وائل سے جو روایت پیش کی جاتی ہے اصل روایت میں تحت السرة کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان الفاظ کو ناشر نے اپنی طرف سے بڑھا کر حدیث رسول میں تحریف کا گھناؤنا جرم کیا ہے۔

(۶۰۴) كان يجمع في أول صلاته بين سبحانك اللهم وبحمك وبين وجهك (علی رضی اللہ عنہ)۔

نماز کے شروع میں سبحانک اللهم اور وجھت وجھی ملا کر پڑھتے تھے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن قاسم کی روایات من گھڑت ہیں (درایہ ص ۱۲۹ ج ۱) اور یہ روایت بھی من گھڑت اور باطل ہے، جس کا کچھ اصل نہیں (علل الحدیث ص ۱۳۷ ج ۱)۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں دعائیں ملا کر پڑھتے تھے ہاں البتہ صرف ”سبحانک اللهم“ کا پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶۰۵) رات جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ثناء کے بعد تین مرتبہ لا الہ الا اللہ، تین مرتبہ اللہ اکبر اور اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه کہتے اور پھر قرأت شروع کرتے (ابوسعید رضی اللہ عنہ)۔

۶۰۱۔ المقاصد الحسنة ص ۱۶۰، تذکرة الموضوعات ص ۳۸۔

۶۰۲۔ مسند أحمد ص ۱۱۰ ج ۱، ابو داؤد مع عون المعبود ص ۲۷۵ ج ۱، دارقطنی ص ۲۶۴ ج ۱، بیہقی

ص ۳۱ ج ۱، نصب الراية ص ۱۳۱ ج ۱۔

۶۰۳۔ ابن ابی شیبہ ص ۳۴۳ ج ۱ ح ۳۹۳۸۔

۶۰۴۔ علل الحدیث ص ۱۴۷ ج ۱، ہدایہ ص ۱۰۲ ج ۱۔

۶۰۵۔ ابو داؤد ح ۷۷۵ و ترمذی ح ۲۴۲، نصب الراية ص ۳۲۱ ج ۱۔

راوی علی بن علی کی مرسل ہے اور جعفر بن سلیمان کو وہم ہو گیا ہے (ابوداؤد)، اس حدیث کی سند میں کلام ہے (ترمذی)، علی بن علی خود متکلم فیہ ہے (یحییٰ بن سعید)، بعض محدثین نے کلام کیا ہے اور بعض نے ثقہ کہا ہے (منذری)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد ☆ نصب الراية ص ۳۲۱ ج ۱)۔

## بسم اللہ بالجہر

(۶۰۶) سئل ابن عباس عن الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم فقال كنا نقول هي قراءة الأعراب (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ابن عباس سے بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم اسے اعرابیوں کی قرأت کہتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے، ابوسعید بقال ضعیف مدلس ہے (خیر البراہین ص ۱۳۹)۔

(۶۰۷) كان على وعبد الله لا يجهر أن يبسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بآمين (أبو وائل رضي الله عنه)۔

حضرت علی اور عبد اللہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے، دونوں حدیثوں کا راوی ابوسعید بن مرزبان مشہور مدلس اور متروک الحدیث ہے (نصب الراية ص ۱۵۷ ج ۲، خیر البراہین فی الجہر بالتامین ص ۱۳۹)۔

(۶۰۸) يستفتح الصلوة ببسم الله الرحمان الرحيم (ابن عباس رضي الله عنه)۔

نماز بسم اللہ سے شروع کرتے۔ ☆

راوی ابو خالد مجہول ہے اور روایت غیر محفوظ ہے (میزان ص ۲۳۶ ج ۱)، ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند درست نہیں۔

۶۰۶۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۸ ج ۱، كشف الاستار ح ۵۲۵۔

۶۰۷۔ طبرانی کبیر ص ۲۶۲ ج ۹، ۹۳۰، مجمع ص ۱۰۸ ج ۲، نصب الراية ص ۱۵۷ ج ۲۔

۶۰۸۔ ترمذی ح ۲۴۵، عقيلي ص ۸۱ ج ۱، دارقطنی ص ۳۰۴ ج ۱۔



(۶۰۹) إذا افتتح الصلوة يبدأ ببسم الله الرحمن الرحيم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نماز بسم اللہ سے شروع کرتے۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن اور اس کا باپ عبد اللہ عمری دونوں ضعیف ہیں (نصب الراية ص ۱۷۳۵ ج ۱)۔

(۶۱۰) بأى شيء يفتتح القرآن إذا افتتح الصلوة قلت ببسم الله الرحمن الرحيم (بريد بن عاصم رضی اللہ عنہ)۔

میں نے پوچھا آپ ﷺ نماز میں قرآن کہاں سے پڑھنا شروع کرتے فرمایا بسم اللہ سے۔ ☆ سخت ضعیف ہے، ایک راوی سلمہ بن صالح الاحمر ثقہ نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے (نسائی ☆ میزان ص ۱۹۱ ج ۲)، اور دوسرا راوی ابو خالد یزید متروک الحدیث ہے (میزان ص ۱۷۳۵ ج ۱)۔

(۶۱۱) علمنى جبريل الصلوة فقام فكبر لنا ثم قرأ ببسم الله الرحمن الرحيم فيما يحجر به فى كل ركعة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے مجھے نماز سکھائی اور کھڑے ہوئے تو ہر اس رکعت میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی جس میں قرأت جبری کی جاتی ہے۔ ☆

ساقط ہے، راوی خالد بن الیاس کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے، احمد اور ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے، نسائی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے، ابن معین فرماتے ہیں کوئی شی نہیں ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے، بخاری کہتے ہیں کوئی شی نہیں، ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایات کرتا تھا (نصب الراية ص ۱۷۳۳ ج ۱)۔

(۶۱۲) كان يحجر فى المكتوبات بسم الله الرحمن الرحيم (على وعمار رضی اللہ عنہ)۔

فرض نمازوں میں بسم اللہ جہر سے پڑھتے۔ ☆ باطل ہے، راوی عبد الرحمن بن سعید المؤذن صاحب مناکیر

۶۰۹۔ دارقطنی ص ۳۰۵ ج ۱، نصب الراية ص ۳۲۵ ج ۱۔

۶۱۰۔ دارقطنی ص ۳۱۰ ج ۱، نصب الراية ص ۳۲۵ ج ۱، الدر المنثور ص ۷ ج ۱۔

۶۱۱۔ دارقطنی ص ۳۰۷ ج ۱، نصب الراية ص ۳۲۵ ج ۱، الدر المنثور ص ۷ ج ۱۔

۶۱۲۔ المستدرک ص ۲۹۹ ج ۱، نصب الراية ص ۳۴۴ ج ۱، دارقطنی ص ۳۰۲ ج ۱۔

ہے (ذہبی)، ضعیف ہے (ابن معین)، دوسرا راوی سعید ہے اگر اس سے مراد کریزی ہے تو ضعیف ہے اور اگر کوئی اور ہے تو مجہول ہے یہ خبر سخت کمزور ہے گویا کہ من گھڑت ہے (ذہبی)، اس کی سند ضعیف ہے (بیہقی)، تیسرا راوی فطر بن خلیفہ غیر ثقہ ہے (سعدی)، حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے مگر وہ قابل اعتماد نہیں کیونکہ اس کا تسامیل مشہور ہے (زیلعی)، اور یہ حدیث باطل ہے (ابن عبدالبہادی)، یہ روایت عمرو بن شمر اور جابر جعفی کی سند سے بھی مروی ہے یہ دونوں قابل حجت نہیں کمزور ہے۔ حاکم فرماتے ہیں یہ بہت سی موضوع روایات والا ہے (تفصیلی جرح کے لئے دیکھئے (نصب الراية ص ۳۴۴ ج ۱)۔

(۶۱۳) یحجر بسم الله الرحمن الرحيم فی السورتین جمیعاً (علی رضی اللہ عنہ)۔

آپ بسم اللہ کو دونوں سورتوں (فاتحہ اور بعد والی) میں جہر کرتے۔ ☆

من گھڑت ہے، یہ حدیث راوی عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد نے عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کی ہے یہ اپنے آباء کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا اس سے حجت پکڑنی جائز نہیں گویا کہ یہ وہم زدہ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اپنے بڑوں سے من گھڑت چیزیں لے آتا تھا (کتاب المجر و چین ص ۱۲۲ ج ۱)۔

(۶۱۴) إذا أم الناس جهر بسم الله الرحمن الرحيم (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جب آپ امامت کراتے تو بسم اللہ بالجہر پڑھتے۔ ☆

منکر ہے، راوی ابو اویس اس روایت میں متفرد ہے اور دوسروں کی مخالفت کی ہے لہذا قابل حجت نہیں ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

(۶۱۵) بسم الله بالجهر کرتے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن عمرو بن حسان واہ ہے، اس کی دوسری سند بھی ہے جس کا راوی ابو صلت ضعیف اور حدیث چور ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

۶۱۳۔ المستدرک ص ۲۳۳ ج ۱۔

۶۱۴۔ دارقطنی ص ۳۰۶ ج ۱، درایہ ص ۱۳۳ ج ۱۔

۶۱۵۔ دارقطنی ص ۳۰۳ ج ۱، درایہ ص ۱۳۳ ج ۱۔

۶۱۶۔ دارقطنی ص ۳۰۴ ج ۱، درایہ ص ۱۳۳ ج ۱۔

(۶۱۶) لم یزل یجهر بیسم اللہ فی السورتین حتی قبض (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ تا حیات بسم اللہ کو دونوں سورتوں میں جہر سے پڑھتے رہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی عمر بن حفص مکی ضعیف ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)، پتہ نہیں یہ کون ہے اور یہ حدیث منکر ہے اس روایت کو ابن جریج سے عمر بن حفص اور سعید بن خثیم نے روایت کیا ہے اور سعید کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور دوسروں نے اس پر چوک لگائی ہے (میزان ص ۱۹۰ ج ۳)، اس کی روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۳۳ ج ۲)۔

(۶۱۷) صلیت خلف النبی ﷺ وأبی بکر وعمر فکانوا یجھرون بیسم اللہ (ابن عمر)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی ابو طاہر احمد بن عیسیٰ کذاب ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

(۶۱۸) صلیت خلف النبی ﷺ فجھر بالبسملة (حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ کو بالجہر پڑھا۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسحاق ضعی متروک ہے، دارقطنی میں راوی اسحاق کے بجائے حبیب ہے جو متغیر ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

(۶۱۹) أمني جبریل عند الکعبة فجھر بیسم اللہ (نعمان رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے کعبہ کے پاس میری امامت کرائی تو بسم اللہ کو جہر کیا۔ ☆ من گھڑت ہے، اس کا ایک راوی احمد بن حماد ضعیف ہے اور دوسرا راوی یعقوب بن یوسف ضعی ہے، زیلعی فرماتے ہیں مشہور نہیں ہے میں نے اس کی تلاش میں جرح وتعدیل کی بہت سی کتابیں گھنکال ڈالیں مگر مجھے اس کی کوئی اصلیت معلوم نہیں ہو سکی، میرا خیال ہے کہ یہ روایت اس کی گھڑی ہوئی ہے (نصب الرایہ ص ۳۳۹ ج ۱)۔

۶۱۷۔ دارقطنی ص ۳۰۵ ج ۱، عقیبی ص ۴۴۲ ج ۴، درایہ ص ۱۳۴ ج ۱۔

۶۱۸۔ دارقطنی ص ۳۱۰ ج ۱، درایہ ص ۱۳۴ ج ۱۔

۶۱۹۔ دارقطنی ص ۳۰۹ ج ۱، نصب الرایہ ص ۳۴۹ ج ۱، الدر المنثور ص ۸ ج ۱۔

## قرأت فاتحہ

(۶۲۰) لا صلوة لمن لم يقرأ في كل ركعة الحمد وسورة في فريضة وغيرها (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

اس کی نماز نہیں جو ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نہیں پڑھتا نماز فرضی ہو یا نفلی۔ ☆  
ضعیف ہے۔

(۶۲۱) لا صلوة إلا بفاتحة الكتاب والسورة (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک سورت فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نہ پڑھی جائے۔

(۶۲۲) لا تجزى صلوة إلا بفاتحة الكتاب ومعها غيرها (أبو سعيد رضي الله عنه)۔

نماز سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ اور سورت کے بغیر کفایت نہیں کرتی۔ ☆

ضعیف ہے، ان تینوں روایتوں کا راوی ابوسفیان طریف بن شہاب سعدی کوئی شی نہیں ضعیف ہے (ابن معین)، محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ الکامل ص ۱۴۳۶ ج ۴)،  
ضعیف ہے (تقریب ص ۱۵۶)۔

(۶۲۳) لا صلوة إلا بفاتحة الكتاب وآيتين من القرآن (عبادة رضي الله عنه)۔

نماز سورت فاتحہ اور قرآن کی دو آیات کے بغیر نہیں ہے۔ ☆

منکر ضعیف ہے، راوی حسن بن یحییٰ حثنی صدوق کثیر الغلط ہے (تقریب ص ۷۳)۔

(۶۲۴) لا تجزى صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وآيتين فصاعداً (عمران بن حصين)۔

وہ نماز جائز نہیں جس میں سورت فاتحہ اور دو یا زیادہ آیتیں نہ پڑھی جائیں۔ ☆

۶۲۰۔ ابن ماجہ ح ۸۷۴ باب القراءة خلف الامام، ابن أبي شيبة ص ۳۶۱ ج ۱، تلخیص ص ۳۴۲ ج ۱۔

۶۲۱۔ الکامل ص ۱۴۳۶ ج ۴، نصب الراية ص ۳۶۳ ج ۱، ص ۳۶۵ ج ۱۔

۶۲۲۔ بیہقی ص ۳۸۰ ج ۲، جامع المسانيد ص ۳۱۲ و ص ۳۱۵ ج ۱۔

۶۲۳۔ طبرانی أوسط ص ۱۳۸ ج ۳ ح ۲۲۸۳۔

۶۲۴۔ الکامل ص ۹۹۱ ج ۳، ابن خزيمة ص ۲۴۸ ج ۱۔

ضعیف ہے، راوی ربیع بن بدر کوئی شی نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے (ابو داؤد)، متروک ہے (نسائی)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۳۹)۔

(۶۲۵) لا تجزى فى المكتوبة إلا بفاتحة الكتاب وثلاث آيات فصاعداً (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

فرضی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک اس میں سورت فاتحہ اور تین یا زیادہ آیات نہ پڑھی جائیں۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی عمر بن یزید مدائنی منکر الحدیث ہے (الکامل ص ۱۶۸۷)۔

(۶۲۶) لا تجزى صلوۃ لا یقرأ فیها بفاتحة الكتاب وشيء معها (أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ)۔

وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا جائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن ایوب برسانی اصفہانی مجہول ہے (میزان ص ۱۶۲۱)۔

(۶۲۷) أمرنى رسول الله ﷺ أن أنادی فى أهل المدينة أن لا صلوۃ إلا بقراءة ولو بفاتحة الكتاب (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اہل مدینہ میں اعلان کروں کہ نماز قرآن کے بغیر نہیں خواہ سورت فاتحہ کی ہو۔ ☆ ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاة صدوق کثیر الخطا اور مدلس ہے (تقریب ص ۶۲)، اور یہ ہر کسی سے

تدلیس سے روایت کرتا تھا خواہ وہ اس سے ملا ہو یا نہ ملا ہو (ابن حبان)، ضعیف ہے (ابن معین) ☆ کتاب البحر وجین ص ۲۲۶)۔ اس کی ایک سند اور بھی ہے جس کا ایک راوی ابو حنیفہ ہیں جو قوی نہیں

ہیں اور دوسرا راوی احمد بن عبد اللہ بن محمد کوئی مجہول ہے اس نے نعیم سے منکر روایت کی ہے (لسان ص ۲۰۰)۔ اس نے ابو حنیفہ کی منکر حدیثیں روایت کی ہیں جو باطل ہیں (ابن عدی ☆ نصب الراية

ص ۳۶۷)۔ یہ حدیث ضعیف اور واہ ہے (درایہ ص ۱۳۸)۔

۶۲۵۔ الکامل ص ۱۶۸۷ ج ۵۔

۶۲۶۔ تاریخ اصفہان ص ۷۲ ج ۱ و ص ۳۳ ج ۲۔

۶۲۷۔ أبو داؤد من ترك القراءة فى صلوته ح ۸۲۰، نصب الراية ص ۳۶۷ ج ۱، درایہ ص ۱۳۸ ج ۱۔

(۶۲۸) أم القرآن عوض من غيرها وليس غيرها منها عوض (عبادة رضى عنه)۔

سورۃ الفاتحہ غیر سے (نماز کی قرأت میں) عوض ہے اور فاتحہ کا غیر اس سے عوض (بدل) نہیں۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی محمد بن خلاؤ نامعلوم ہے (فیض القدیر ص ۱۸۳ ج ۲)، اور اس میں مفرد ہے (دارقطنی ص ۳۲۲ ج ۱)۔

## قرآۃ خلف الامام

(۶۲۹) إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا كبر فكبروا وإذا قرء فانصتوا (أبو هريرة رضى عنه)۔

امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ۔ ☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عجلان ساء الحفظ (الکاشف ص ۷۷ ج ۳)، اور مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۰۶)، اس کی متابعت خارجہ بن مصعب نے کی ہے جو قوی نہیں (علل الحدیث ص ۱۶۴ ج ۱)، کوئی شی نہیں کذاب ہے (ابن معین)، ابن مبارک اور وکیع نے اسے چھوڑ دیا تھا (بخاری)، موقوف ہے جو کذاب راویوں سے تدلیس کرتا تھا (ابن حجر)، ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے (تقریب ص ۸۷ و میزان ص ۶۲۵ ج ۱)۔  
نیز اس کی متابعت یحییٰ بن علاء سے بھی بیان کی جاتی ہے یہ بھی وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (تقریب ص ۳۸۷)۔

۶۲۸۔ المستدرک ص ۲۳۸ ج ۱، دارقطنی ص ۳۲۲ ج ۱، در منثور ص ۱۶ ج ۱، قرطبی ص ۱۱۳ ج ۱، کنز

العمال ص ۵۵۸ ج ۱۔

۶۲۹۔ مسند أحمد ص ۴۲۰ ج ۲، ومواضع، علل الحدیث ص ۱۶۴ ج ۱، أبو داؤد باب الامام یصلی من

قعود ح ۶۰۴، نسائی باب اذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا ح ۹۲۰، ابن ماجہ باب اذا قرء

الامام فانصتوا ح ۸۴۶، کتاب القراءۃ ص ۱۳۱، دارقطنی ص ۳۲۷ ج ۱، بیہقی ابن أبی شیبۃ

ص ۳۳۱ ج ۱ ح ۳۷۹۹ جزء القراءت ص ۱۱۷۔

(۶۳۰) وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَانصَتُوا (أنس رضی اللہ عنہ)

جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔ ☆

شاذ ہے، اس لیے کہ عام ثقہ راویوں جیسا کہ محمد بن بکار، اسماعیل بن سیف اور ابو الاشعث کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ان الفاظ کو صرف حسن بن علی بن شعیب معمری نے روایت کیا ہے ابن عدی فرماتے ہیں یہ موقوف روایات کو مرفوع روایت کرنا اور حدیث کے متن میں ایسے الفاظ زیادہ کر دیتا جو اصل میں نہیں ہوتے (الکامل ص ۳۹ ج ۲)۔

(۶۳۱) هل قرأ أحد منكم معي آنفاً قالوا نعم قال إني أقول ما لي أنزع القرآن فانتهي الناس عن القراءة معه حين قال ذلك (عبد الله بن بحنة)۔

ابھی تم نے میرے ساتھ پڑھا ہے؟ صحابہ نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا میں کہہ رہا تھا یہ نہیں مجھ سے قرآن کی منازعت کیوں ہو رہی ہے جب لوگوں نے آپ سے یہ سنا تو وہ آپ کے ساتھ قرأت کرنے سے رک گئے۔ ☆  
ضعیف اور منکر ہے، راوی محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے یہ حدیث اپنے چچا سے روایت کی ہے ابن حبان کہتے ہیں کثیر الوہم روی الحفظ ہے جب چچا سے روایت کرے تو غلطی کر جاتا تھا اور ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا تھا جب متقدم ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب البحر وچین ص ۲۳۹ ج ۲)۔

(۶۳۲) كانوا يقرأون خلف النبي ﷺ فقال خلطتم على القرآن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

صحابہ نبی ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے تھے آپ نے فرمایا تم نے مجھ پر قرأت کو خلط ملط کر دیا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی ابواسحاق مدلس اور غلط ہے (تہذیب ص ۶۷ ج ۸)۔

(۶۳۳) ما كان صلوٰۃ يعجر فيها الإمام بالقراءة فليس لأحد أن يقرأ

۶۳۰۔ ابن ماجہ ج ۸۴۷ باب اذا قرء الامام فانصتوا، الکامل ص ۷۴۹ ج ۲، لسان ص ۲۴۴ ج ۲۔

۶۳۱۔ مسند أحمد ص ۵۳۴ ج ۵۔

۶۳۲۔ التمهيد ص ۴۹ ج ۱۱، مسند أحمد ص ۴۵۱ ج ۱، طحاوی ص ۲۱۷ ج ۱، ابن أبي شيبه

ص ۳۳۰ ج ۱، کتاب القراءة ص ۱۶۷۔

۶۳۳۔ کتاب القراءة ص ۱۴۵۔

معہ (أبو هريرة رضي الله عنه)

جس نماز میں امام قرآنہ جہری کرے تو کسی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ امام کے ساتھ قرأت کرے۔ ☆  
 بیہقی فرماتے ہیں منکر ہے، اس روایت کو میں نے مجموعہ اخبار میں نہیں پایا (کتاب القراءة ص ۱۳۵)۔  
 (۶۳۴) کل صلوٰۃ لا یقرأ فیہا بأمر الکتاب فہی خداج إلا صلوٰۃ خلف الإمام (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

ہر نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو۔ ☆  
 منکر اور ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن اسحاق منکر الحدیث ہے (امام احمد)، ضعیف ہے (ابن معین) ☆  
 کتاب القراءة ص ۱۹۵، حدیث کی شناخت رکھنے والے اس روایت کو ثابت نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں اس کے راوی خالد طحان نے خطا کی ہے اور متن کو بدل دیا ہے حضرت ابو ہریرہ کے قول انی اکون احياناً خلف الامام کو بھول کی وجہ سے الا خلف الامام بنا دیا ہے (بیہقی کتاب القراءة ص ۱۹۵)، حدیث ضعیف ہے (کنز العمال ص ۴۳۳ ج ۷)۔

(۶۳۵) من كان له إمام فقرأ الإمام له قرأة (جابر بن عبد الله)۔

جس کیلئے امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اس کی چار سندیں ہیں ایک میں جابر بھی متہم بالکذب ہے، دوسری سند میں ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ دونوں ضعیف ہیں (دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱)، دراصل یہ روایت موسیٰ بن ابی موسیٰ عن عبد اللہ بن شداد مرسل تھی جس کو ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ نے متصل روایت کر دیا ہے۔

اس کی تیسری سند میں ابو الزبیر مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۰۸)، اس کی سند میں ضعف ہے (نصب الراية ص ۱۰ ج ۲)، چوتھی سند میں سہل بن عباس متروک الحدیث ثقہ نہیں، طبرانی کہتے ہیں اس حدیث کو

۶۳۴۔ کتاب القراءة ص ۱۹۵، کنز ص ۴۴۴ ج ۷ ص ۱۹۷۰۴۔

۶۳۵۔ جامع المسانید ص ۳۳۷ ج ۱، ابن ماجہ باب اذا قرء الامام فانصتوا ح ۸۵۰، بیہقی ص ۱۶۰ و ص ۱۶۱ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۱۱ ج ۲، دارقطنی ص ۳۲۳ ج ۱، نصب الراية ص ۱۰ ج ۲، معانی الآثار ص ۲۱۷ ج ۱، ارواء الغلیل ص ۲۶۸ ج ۲، تلخیص ص ۲۳۲ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۳۳۷ ج ۱ ص ۳۴۰، الکامل ص ۳۱۶ ج ۱ ص ۵۴۲ ج ۲، ضعیفہ ص ۵۷ ج ۲۔



صرف سہل نے مرفوع روایت کیا ہے باقی تمام راویوں نے موقوف، دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (نصب الراية ص ۱۰ ج ۲)۔

(۶۳۶) اسی طرح مذکورہ روایت احمد بن منیع کے حوالہ سے بھی روایت کی جاتی ہے سر دست اس کا ثبوت حدیث کی کسی معروف کتاب میں سے مہیا نہیں ہو سکا۔ والعلم عند اللہ۔

(۶۳۷) کل صلوة لا یقرأ فیہا بأَم الکتاب فیہ خداج إلا أن یکون وراء الإمام (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

ہر نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے پس وہ ناقص ہے مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ ☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن سلام ضعیف ہے (دارقطنی ص ۳۲۷ ج ۱ و شرح معانی الآثار طحاوی ص ۲۳۶ ج ۲)۔

(۶۳۸) من کان له إمام فقرأ له قراءة (ابن عمرو رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس کے لیے امام ہو تو اس کی قرأت اس کے لیے ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن فضل متروک ہے (دارقطنی ص ۳۲۶ ج ۱)، اس کی روایت اہل کذب کی ہے

(احمد)، کذاب ہے (فلاس ☆ میزان ص ۶ ج ۴)، یہ روایت اس نے اپنے باپ فضل بن عطیہ سے لی

ہے اور وہ بھی ضعیف ہے (احادیث ضعاف ص ۱۳۹)۔

(۶۳۹) اور مذکورہ روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی دو سندیں ہیں ایک میں جابر بھی متہم

بالکذب ہے اور دوسری میں ابو ہارون عمارہ بن جوین بھی کذاب ہے حماد نے اس کی تکذیب کی ہے، احمد

فرماتے ہیں کوئی شیء نہیں ابن معین کہتے ہیں ضعیف ہے حدیث میں اس کی تصدیق نہ کی جائے، نسائی

کہتے ہیں متروک الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ ابو سعید سے ایسی روایات کرتا ہے جو حضرت

۶۳۶۔ فتح القدیر شرح ہدایہ ص ۲۹۵ ج ۱۔

۶۳۷۔ دارقطنی ص ۳۲۷ ج ۱، طحاوی ص ۲۱۸ ج ۱، الحاوی تخریج الطحاوی ص ۵۰۰ ج ۱،

کتاب القراءة ص ۱۶۰۔

۶۳۸۔ دارقطنی ص ۳۲۶ کتاب القراءة ص ۱۷۹۔

۶۳۹۔ کتاب القراءة ص ۱۹۸۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں۔ ابوعلی کے بقول فرعون سے بھی بڑا کذاب ہے، جوز جانی کہتے ہیں کذاب بہتان تراش ہے (میزان ص ۱۷۴ ج ۳)، نیز اس سند میں راوی اسماعیل بن عمرو بن کُحج ضعیف ہے (اکمال ص ۱۷۳ ج ۱)۔

(۶۴۰) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے ابو ہریرہ سے یہ روایت من گھڑت ہے، اس کے دو راوی اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ ابو یحییٰ تمیمی اور محمد بن عباد ضعیف ہیں (دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱)، ابو یحییٰ ثقہ راویوں سے باطل روایتیں کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب تھا (المغنی للضعفاء ص ۸۹ ج ۱)۔

(۶۴۱) یکفیک قرأۃ الإمام خافت أو جهر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تجھے امام کی قرأت کافی ہے خواہ وہ قرأت سری کرے یا جہری۔ ☆

منکر ہے، راوی عاصم بن عبد العزیز اشجعی میں نظر ہے (بخاری)، قوی نہیں (نسائی و دارقطنی) ☆ التعلیق  
المغنی ص ۳۳۳ ج ۱، اور یہ حدیث منکر ہے (دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱)، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کرنے کی حدیث صحیح سند کے ساتھ موجود ہے (کتاب القراءات)۔

(۶۴۲) ما أرى الإمام إلا قد كفاهم (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

میرے نزدیک امام مقتدیوں کے لیے کفایت کر جاتا ہے۔ ☆

موقوف ہے، امام نسائی فرماتے ہیں اس روایت کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے ابو درداء کا قول ہے (نسائی ص ۱۱۳ ج ۱)، وحاکم اور یحییٰ بن صاعد بھی فرماتے ہیں مرفوع نہیں ہے (کتاب القراءۃ)، دارقطنی فرماتے ہیں اس حدیث کو مرفوع روایت کرنا زید بن حباب کا وہم ہے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے (دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱)۔

(۶۴۳) من كان له إمام فقرأه الإمام له قرأه (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۶۴۰۔ دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱، کتاب القراءۃ ص ۱۹۴۔

۵۴۱۔ دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱، کتاب القراءۃ ص ۱۹۶، حلیۃ الأولیاء ص ۲۶۵ ج ۴۔

۶۴۲۔ نسائی ح ۹۲۴ باب اکتفاء المأموم بقراءۃ الامام، بیہقی ص ۱۶۲ ج ۲، نصب الرایۃ ص ۱۷ ج ۲۔

۶۴۳۔ کتاب المجروحین ص ۲۰۲ ج ۲، کتاب القراءۃ ص ۱۷۸۔

جس کے لیے امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی نعیم بن سالم سے مجھول اور ضعیف راویوں نے روایت کی ہے ایسے راوی سے دلیل پکڑنا کیسے جائز ہے جو ثقہ راویوں کی مخالفت کرے ہم نے اس روایت کو ایک نسخہ میں اس کی سند سے لکھا ہے جن میں اکثر روایتیں من گھڑت ہیں جن سے دلیل پکڑنی تو درکنار ان کا کتابوں میں ذکر کرنا بھی جائز نہیں ہے (کتاب البحر وجین ص ۲۰۳ ج ۲ ملخصاً)۔

(۶۴۴) لا قرأه خلف الإمام (شعبی)۔

امام کے پیچھے قرأت نہیں۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود من گھڑت ہے، شعبی سے روایت کرنے والا راوی محمد بن سلام ہمدانی ضعیف ہے (حفص بن غیاث، ابن معین، ابن سعد، یعقوب بن سفیان) ثقہ نہیں (نسائی وجوزجانی)، موقوف ہے (دارقطنی وعمر بن علی، وابو حاتم)، امام احمد نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ من گھڑت ہے اور اس کا شاگرد علی بن عاصم بھی ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۲۷۷ ج ۲)۔

(۶۴۵) من قرأ خلف الإمام فقد اخطأ الفطرة (علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطا کی۔ ☆

من گھڑت ہے، ایک راوی عبد اللہ بن ابی لیلی مجھول ہے اور دوسرا یحییٰ بن المنذر ضعیف ہے (دارقطنی)، اس کی حدیث میں نظر ہے (عیلیٰ ☆ التعلیق المغنی ص ۳۳۲ ج ۱)۔

(۶۴۶) من قرأ خلف الإمام فقد اخطأ الفطرة (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطا کی۔ ☆

۶۴۴۔ کتاب القراءة ص ۱۸۸، دارقطنی ص ۳۳۰ ج ۱، أرواء ص ۲۷۷ ج ۲، کنز ص ۶۱۸ ج ۷۔

۶۴۵۔ کتاب القراءة ص ۱۹۰ تا ۱۹۲، دارقطنی ص ۳۲۳ ج ۱، نصب الراية ص ۱۳ ج ۲۔

۶۴۶۔ کتاب القراءة ص ۱۹۰ - ۱۹۲، دارقطنی ص ۳۳۲ ج ۱، نصب الراية ص ۱۳ ج ۲، ابن أبي شيبه

ص ۳۳۰ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۱۳۷ ج ۲، طحاوی ص ۲۱۹ ج ۱، کتاب المجروحین

ص ۹ ج ۳، اشارة، لسان ص ۶ ج ۶۔

باطل ہے، اولاً راوی عبداللہ بن ابی لیلیٰ مجہول ہے اور اس سے راوی اس کا بیٹا مختار ہے جو مکر الحدیث کم روایت والا ہے مجھے معلوم نہیں کہ مذکورہ روایت اس نے گھڑی ہے یا اس کے باپ نے خواہ کسی سے بھی ہو اس کی روایت سے حجت پکڑنا باطل ہے (کتاب البحر و چین ص ۹ ج ۳)۔

اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ اصل نہیں ہے یہ ابن ابی لیلیٰ مجہول آدمی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے جس کے باطل ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع شاہد ہے (کتاب البحر و چین ص ۵ ج ۲)، امام بخاری فرماتے ہیں مختار نامعلوم راوی ہے پتہ نہیں کہ اس نے اپنے باپ سے سنا ہے یا کہ نہیں اسی طرح اس کے باپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے یا کہ نہیں (العلیق المغنی ص ۳۳۲ ج ۱)۔

(۶۴۷) یکفیک قرأۃ الإمام (علی رضی اللہ عنہ)۔

تجھے امام کی قرأت کافی ہے۔ ☆

نخت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو مجہول راوی ہیں۔

(۶۴۸) إذا أسررت قرأتی فاقروا وإذا جهرت بقرأتی فلا یقرآن معی أحد (أبو هریرہ رضی اللہ عنہ)۔  
میں جب قرأت سری کروں تو تم میرے ساتھ پڑھا کرو اور جب قرأت جہری کروں تو کوئی بھی میرے ساتھ قرأت نہ کرے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی زکریا الوقار مکر الحدیث متروک ہے (دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱)، حدیث وضع کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب ہے (صالح جزرہ ☆ میزان ص ۷۷ ج ۲)۔

(۶۴۹) من قرأ خلف الإمام فلا صلوٰۃ له (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کی نماز نہیں۔ ☆ من گھڑت ہے، راوی احمد بن علی بن سلمان ابوبکر

۶۴۷۔ کتاب القراءة ص ۱۹۲، دارقطنی ص ۳۳۲ ج ۱، نصب الراية ص ۱۱ ج ۲، حلیۃ الأولیاء ص ۲۶۵ ج ۴۔

۶۴۸۔ جزء القراءة ص ۳۶، دارقطنی ص ۳۳۳ ج ۱، عقیلی ص ۸۷ ج ۲، لسان ص ۴۸۵ ج ۲، کتاب القراءة ص ۱۴۲، میزان ص ۲۷۷ ج ۲۔

۶۴۹۔ بیہقی ص ۱۶۳ ج ۲، العلل المتناہیۃ ص ۴۳۳ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۶۳ ج ۱، لسان ص ۲۲۲ ج ۱، نصب الراية ص ۱۱ ج ۲۔

حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۱۰۲ ج ۱ ولسان ص ۲۲۲ ج ۱)، اس روایت کا کوئی اصل نہیں (کتاب الحجر و حین ص ۱۶۳ ج ۱)۔

(۶۵۰) من قرأ خلف الإمام فلا صلوة له (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کی نماز نہیں ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، امام بخاری فرماتے ہیں اس کی سند کے بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں ہے (جزء القراءة ص ۳۸۔ نصب الراية ص ۲۰ ج ۲)۔

(۶۵۱) وددت الذی یقرأ خلف الإمام فی فیہ جمرة (سعد رضی اللہ عنہ)۔

مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں آگ کا انگارا ہو جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے۔ ☆

منکر ہے، راوی ابن بجاؤ نامعلوم ہے اور اس کا نام نہیں کیا گیا اور یہ روایت مرسل ہے (جزء القراءة بخاری ص ۷)، یہ حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی اس روایت کو کسی ثقہ راوی نے نقل کیا ہے (التہذیب ابن عبد البر ص ۵۰ ج ۱۱)۔

اس کی ایک اور سند بھی ہے جو اس طرح ہے محمد أخبرنا داؤد بن قیس القراء المدنی أخبرنی بعض ولد سعد أنه ذکر له أن سعداً قال یہ سند پہلی سند سے بھی زیادہ ضعیف ہے، اس کا راوی امام محمد حدیث میں سخت ضعیف ہے (داستان خفیه ص ۱۷۰)، دوسرا بعض ولد سعد مجہول ہے۔

(۶۵۲) لیت فی فم الذی یقرأ خلف الإمام حجراً (عمر رضی اللہ عنہ)۔

کاش کہ اس کے منہ میں پتھر ہو جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔ ☆

معطل ہونے کے باوجود سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن حسن شیبانی اوپر والی روایت والے ہیں دوم محمد بن عجلان مدلس اور سیء الحفظ ہے اس نے یہ روایت حضرت عمر سے بغیر کسی واسطہ کے روایت کی ہے حضرت عمر اور ابن عجلان کے درمیان زمین و آسمان سے بھی شاید زیادہ فاصلہ ہو۔

(۶۵۳) من قراء خلف الامام ملئ فوه ناراً۔ (ابن عباس)

۶۵۰۔ جزء القراءة ص ۳۸، نصب الراية ص ۲۰ ج ۱، التہذیب ص ۵۰ ج ۱۱، عبد الرزاق ص ۱۳۷ ج ۲۔

۶۵۱۔ موطا محمد ص ۱۰۱، التہذیب ص ۵۰ ج ۱۱، جزء ۱ القراءة ص ۳۷۔

۶۵۲۔ موطا محمد ص ۱۰۲۔

۶۵۳۔ کتاب المجروحین ص ۴۶ ج ۳۔

جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے گا۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی محمد بن احمد السلمي کذاب ہے، ابن حبان فرماتے ہیں وجالوں میں سے ایک دجال ہے اس نے یہ روایت از خود گھڑی ہے (کتاب المجروحین ص ۴۶ ج ۳)۔  
 (۶۵۴) إن رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر وعثمان ينهون عن القراءة خلف الإمام (موسی بن عقبہ)۔

رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، اور عثمان رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے۔ ☆  
 مرسل اور منقطع ہے، موسی بن عقبہ نے خلفاء راشدین کا زمانہ نہیں پایا۔ موسی ۱۴۱ھ کو فوت ہوئے ہیں (الکاشف ص ۱۶۵ ج ۳)۔

(۶۵۵) كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة إلا وراء الإمام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
 جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ ☆  
 منکر ہے، راوی علی بن کیسان مجہول ہے اس کا تذکرہ صرف اسی سند میں ہے (کتاب القراءة ص ۱۹۷)۔  
 (۶۵۶) أمرني رسول الله ﷺ أن لا أقرأ خلف الإمام (بلال رضی اللہ عنہ)۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں امام کے پیچھے نہ پڑھوں۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کا سماع بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات ۷۱ھ کو شام میں ہوئی ہے اور عبد الرحمن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چوتھے سال میں پیدا ہوئے (تہذیب ص ۲۶۰ ج ۶ و مراہیل ص ۱۲۶)، گویا کہ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات اور عبد الرحمن کی ولادت کا ایک ہی سال ہے۔ ثانیاً اس کا راوی اسماعیل بن فضل کذاب ہے (توضیح الکلام ص ۶۹۳ ج ۲)، اسماعیل کے علاوہ اس سند میں ایک اور راوی احمد بن محمد سرخسی پر جھوٹ اور وضع حدیث کا الزام ہے (لسان ص ۲۸۳ ج ۱)، یہ روایت باطل ہے (کتاب القراءة ص ۲۰۰)۔

۶۵۴۔ مصنف عبد الرزاق ص ۱۳۹ ج ۲۔

۶۵۵۔ کتاب القراءة ص ۱۹۷۔

۶۵۶۔ کتاب القراءة ص ۲۰۰، کنز العمال ص ۲۸۷ ج ۸ ح ۲۹۴۶۔

(۶۵۷) فلا تفعل من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة (نواس رضی اللہ عنہ)۔

امام کے پیچھے نہ پڑھا کرو کیونکہ جس کیلئے امام ہو امام کے قرأت اس کی قرأت ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے، راوی محمد بن اسحاق عکاشی کذاب ہے (ابن معین)، حدیثیں گھڑتا تھا (دارقطنی) ☆ میزان  
ص ۳۷۲ ج ۳)۔

(۶۵۸) دس صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سخت منع کرتے تھے جن میں چاروں خلفاء اور عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص ابن مسعود، زید بن ثابت، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں (زید بن اسلم)۔  
من گھڑت ہے، اس روایت کا حدیث کی کسی کتاب میں وجود نہیں ہے، علامہ عینی نے عمدة القاری شرح صحیح بخاری ص ۱۳ جز ۶ میں عبد اللہ بن یعقوب حارثی کے حوالہ سے عبد اللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ کے طریق سے ناقص اور منقطع سند کے ساتھ ذکر کی ہے حارثی ۳۳۰ھ کو فوت ہوا ہے (الفوائد المہیة ص ۱۰۵)، جبکہ عبد اللہ بن زید ۱۶۳ھ میں فوت ہوئے ہیں (تقریب ص ۱۷۴)، گویا کہ دونوں راویوں کے درمیان دو صدیاں حائل ہیں اتنا بڑا پارٹ بلا متصل سند کیسے ملے گا؟ پھر حارثی سخت مجروح ہے مولانا عبدالحی لکھنوی نے فرمایا ہے کہ روایت میں ضعیف ہے اور جس روایت کو نقل کرتا ہے اس میں غیر موثق یعنی ناقابل اعتماد ہے (الفوائد المہیة ص ۱۰۶)، ابوزرہ احمد بن حسین رازی فرماتے ہیں ضعیف ہے، خطیب بغدادی فرماتے ہیں صاحب عجائب و مناکیر اور غرائب ہے قابل حجت نہیں ہے (تاریخ بغداد ص ۱۲۷ ج ۱۰)۔  
پھر عبد اللہ بن زید کی امام احمد نے توثیق کی ہے جبکہ دیگر محدثین جیسا کہ ابن معین و ابوزرہ اور جوزجانی نے ضعیف اور نسائی نے غیر قوی قرار دیا ہے (میزان ص ۳۲۵ ج ۲)۔

## وإذا قرئ القرآن

(۶۵۹) وإذا قرئ القرآن في الصلوة المفروضة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۶۵۷۔ کتاب القراءة ص ۲۰۱، كنز العمال ص ۲۸۸ ج ۸، ح ۲۹۹۰۔

۶۵۸۔ عمدة القاری ص ۱۳ ج ۶۔

۶۵۹۔ تفسیر طبری ص ۱۱۱ ج ۹، تفسیر ابن کثیر ص ۴۴۴ ج ۲، الدر المنثور ص ۱۵۵ ج ۳۔

یہ آیت فرضی نمازوں کی قرأت کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے، راوی ابو صالح عبد اللہ بن صالح لیث کے کاتب ثقہ نہیں (نسائی)، حدیث میں مستقیم  
 ہیں مگر اسناد اور متون میں غلطی واقع ہوگئی ہے۔  
 عمداً ایسا نہیں کرتے تھے (میزان ص ۲۳۱ ج ۲)، کوئی حئی نہیں (احمد)، متھم ہے کوئی حئی نہیں (احمد بن  
 صالح ☆ تذہیب ص ۲۵۷ ج ۵)۔

(۶۶۰) کان رسول اللہ ﷺ یقرأ فی الصلوۃ فسمع قرأۃ من الأنصار فنزل وإذا  
 قرأ القرآن (مجاہد رحمہ اللہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دوران قرأت ایک انصاری کی قرأت سنی تو وہاں اقرئ القرآن آیت نازل ہوئی۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے، راوی قاضی عبدالرحمن بن حسن بن محمد اسدی کذاب ہے (میزان ص ۵۵۶ ج ۲)۔

(۶۶۱) رسول اللہ ﷺ قرأت کر رہے تھے آپ کی قرأت کے ساتھ ایک آدمی بھی پڑھ رہا تھا تو یہ آیت نازل  
 ہوئی (زہری) مرسل ہے۔

(۶۶۲) رسول اللہ ﷺ جب نماز میں پڑھتے تو صحابہ بھی ساتھ پڑھتے جس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابو العالیہ)۔  
 مرسل ہے، خصوصاً امام زہری اور ابو العالیہ کی مرسل روایتوں کا کوئی وزن نہیں (کتاب المراسل ص ۳)۔

## ظہر اور عصر میں قرأت

(۶۶۳) إذا سمعتم الرجل یجهر بالقراءة نهاراً فارجموا بالبعر (بریدۃ فی السنن)۔  
 تم جب دن کے وقت کسی کو جہری قرأت کرتے سنو تو اسے پیٹنی مارو۔ ☆  
 باطل ہے، راوی ابو الصلت رافضی خبیث ہے (عقیلی)، متھم بالوضع ہے (میزان ص ۲۱۶ ج ۲)۔

۶۶۰۔ تفسیر طبری ص ۱۱۱ ج ۹، تفسیر ابن کثیر ص ۴۴۴ ج ۲، الدر المنثور ص ۱۵۶ ج ۳۔

۶۶۱۔ تفسیر طبری ص ۱۱۰ ج ۹، الدر المنثور ص ۱۵۶ ج ۳۔

۶۶۲۔ الدر المنثور ص ۱۵۶ ج ۳، کتاب الاعتبار ص ۹۸۔

۶۶۳۔ کنز العمال ص ۴۴۴ ج ۷ ح ۱۹۷۰ بحوالہ دیلمی۔



(۶۶۴) لیس فی الظهر والعصر قرأه، قرأه رسول اللہ ﷺ لنا قرأه وسکوتہ لنا سکوت (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ظہر اور عصر میں قرأت نہیں رسول اللہ ﷺ کی قرأت ہمارے لئے قرأت ہے اور آپ کی خاموشی ہمارے لئے خاموشی ہے۔ ☆ من گھڑت ہے۔

(۶۶۵) لیس فی الظهر قرأه لو کان فیہا لاسمعنا النبی ﷺ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ظہر میں قرأت نہیں اگر اس میں قرأت ہوتی تو ہم کو رسول اللہ ﷺ ضرور سنا تے۔ ☆  
من گھڑت ہے، ان دونوں روایتوں کا راوی محمد بن مہاجر ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا اور ثقہ راویوں کے نام پر سندیں الٹ پلٹ کرتا اور صحیح احادیث میں اپنی طرف سے الفاظ داخل کرتا جو اصل حدیث میں نہیں ہوتے تھے اور پھر انہیں اپنے مذہب کے مطابق بناتا کوئی مذہب تھا اس نے الجامع علی المسند کے نام پر ایک کتاب نکالی جس میں اس نے ثقہ راویوں کے الفاظ میں کوئی مذہب کے موافق الفاظ زائد کیے ہیں (کتاب البحر وجین ص ۳۱۱ ج ۲)۔

(۶۶۶) صلاة النهار عجماء۔ ☆

دن کی نماز خاموش قرأت والی ہے۔ ☆

اس کو حدیث کہنا صاحب ہدایہ کی جرات ہے۔

## باب آمین

(۶۶۷) آمین خاتم رب العالمین (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

آمین اللہ کی مہر ہے۔ ☆

۶۶۴۔ العلل المتناہیۃ ص ۴۳۳ ج ۱۔

۶۶۵۔ العلل المتناہیۃ ص ۴۳۳ ج ۱۔

۶۶۶۔ ہدایہ ص ۱۱۶ ج ۱، نصب الراية ص ۱۲۱ ج ۲، درایۃ ص ۱۶۰ ج ۱۔

۶۶۷۔ الکامل ص ۲۴۳۲ ج ۶، ابن کثیر ص ۴۹ ج ۱، در منشور ص ۱۷ ج ۱، کنز العمال ص ۵۰۹ ج ۱۔

کشف الخفا ص ۱۹ ج ۱۔

ضعیف ہے، راوی مؤمل ثقفی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۳)۔

(۶۶۸) کان عمرو علی لا یجھر أن بالتأمین (أبو وائل رضی اللہ عنہ)۔

عمر اور علی رضی اللہ عنہما آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔ ☆ بے اصل ہے، راوی ابوسعید بقال، منکر الحدیث ہے (احمد و بخاری)، ضعیف ہے (نسائی)۔

اس کی حدیث قابل حجت نہیں (ابو حاتم)، ضعیف ہے، کوئی شی نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (فلاس و دارقطنی ☆ میزان ص ۱۵۸ ج ۲ و خیر البراہین فی اللہ ص ۱۳۹)۔

(۶۶۹) یخفی الإمام أربعا التعوذ وبسم الله وآمین وربنا لك الحمد (عمر رضی اللہ عنہ)۔

امام چار چیزوں تعوذ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لك الحمد کو پوشیدہ کرے۔ ☆

بے بنیاد ہے، اس کی کوئی سند معلوم نہیں حافظ ابن حزم رضی اللہ عنہ نے اسے بغیر سند کے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے واسطے سے ذکر کیا ہے اور عبد الرحمن کا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے (تہذیب ص ۲۳۵ ج ۶)، نیز یہ روایت عمر رضی اللہ عنہ سے نخعی کے طریق سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کی ابتداء سے سند نامعلوم ہے اور ابراہیم نخعی کا عمر رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے اس لئے کہ ابراہیم نخعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تقریباً اٹھائیس (۲۸) سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ مکمل تحقیق خیر البراہین ص ۱۳۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۶۷۰) یخفی الإمام ثلاثا الاستعاذة وبسم الله وآمین (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

امام تین چیزوں تعوذ، بسم اللہ اور آمین کو مخفی رکھے۔ ☆

بے ثبوت ہے، محلی میں بغیر سند کے مذکور ہے۔

(۶۷۱) رسول الله ﷺ جب اللہ اکبر کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب ولا الضالین کہتے تو

خاموش رہتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

۶۶۸۔ طحاوی ص ۲۰۴ ج ۱ ملخصاً، آثار السنن ص ۱۲۵۔

۶۶۹۔ المحلی ص ۲۰۶ ج ۲۔

۶۷۰۔ المحلی ص ۲۰۶ ج ۲۔

۶۷۱۔ تحقیق مسئلہ آمین ص ۲۹

اس روایت کا سوائے حنفیوں کی کتابوں کے کہیں ثبوت نہیں ہے معلوم ہوتا ہے جس صاحب نے اولاً اپنی کتاب میں یہ روایت لکھی ہے یہ اسی کی وضع کی ہوئی ہے۔ تفصیل خیر البراہین فی الجہر بالتائین میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۶۷۲) آمین بالجہر تعلیم کیلئے تھی۔ ☆ (ابوداؤد رحمہ اللہ)۔

سخت ضعیف بلکہ منکر ہے، راوی یحییٰ بن سلمہ منکر الحدیث ہے (ابوحاتم)، متروک ہے (نسائی)، کوئی شی نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (میزان ص ۳۸۲ ج ۳ وخیر البراہین ص ۱۱۶)۔

(۶۷۳) ترك الناس التأمین و كان رسول الله ﷺ إذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمین حتی یسمعها أهل الصف الأول فیرتج بها المسجد (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

لوگوں نے آمین کہنی چھوڑی اور رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے حتی کہ پہلی صف والے سن لیتے تو پھر مسجد گونگ اٹھی۔ ☆

ضعیف ہے، راوی بشر بن رافع ضعیف ہے (میزان ص ۱۳۱ ج ۱)۔

(۶۷۴) قد أحييت دعوتكما أنه كان موسى يدعو وهارون يؤمن (أبو هريرة وابن عباس رضي الله عنهما)۔

آیت قد أحييت دعوتكما میں حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ ☆  
بے اصل ہے، کسی مجہول کا قول ہے پتہ نہیں کون ہے (المحلی ص ۲۰۸ ج ۲)۔

## قرأت، سکتہ اور جوابات

(۶۷۵) يقرأ في صلاة المغرب ليلة الجمعة ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و﴿قل هو الله أحد﴾ (جابر بن سمرة رضي الله عنه)۔

۶۷۲۔ خیر البراہین ص ۱۱۶ بحوالہ کتاب الکني للدولابی

۶۷۳۔ ابن ماجہ ج ۸۵۳۔

۶۷۴۔ المحلی ص ۲۰۷ ج ۲، قرطبی ص ۲۸۳ ج ۸، طبری ص ۱۱۰ ج ۷، یونس ص ۸۹، ابن کثیر ۶۶۳ ج ۳،

الدر منثور ص ۳۱۵ ج ۳۔

۶۷۵۔ بیہقی ص ۲۰۱ ج ۳، شرح السنة ص ۸۱ ج ۳، ابن حبان ص ۱۵۸ ج ۴، ۱۸۳۸، کتاب الثقات

ص ۳۶۷ ج ۶۔

آپ جمعرات کو نماز مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی سعید بن سماک بن حرب متروک ہے (میزان ص ۱۴۳ ج ۲)۔  
 (۶۷۶) أنه حفظ سکتین سکتة إذا کبر وسکتة إذا فرغ من قرأة غیر المغضوب  
 علیهم ولا الضالین (سمرة رضی اللہ عنہ)۔

اس نے دو سکتے یاد کئے جب آپ اللہ اکبر کہتے اور دوسرا سکتہ جب ولا الضالین کہتے۔ ☆  
 ضعیف مضطرب ہے، راوی حسن بصری کا حضرت سمرقہ رضی اللہ عنہ سے سوائے عقیدہ کی روایت کے سماع نہیں ہے،  
 پھر حسن کثیر التذلیس ہیں جب عن سے روایت کریں تو قابل احتجاج نہیں ہیں (تعلیق علی خلاصة التذہیب  
 ص ۲۱۱ ج ۱ اخیر البراہین ص ۱۶۸) اور یہ روایت تمام طرق سے معتن ہے۔

(۶۷۷) جب تم میں سے کوئی سورۃ التین کو ختم کرے تو ملی وانا علی ذلک من الشاہدین اور جب سورۃ القيامة ختم  
 کرے تو ملی اور سورۃ المرسلات ختم کرے تو امانا باللہ کہے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔  
 ضعیف ہے، سند میں ایک اعرابی راوی مجہول ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۲۱۵ ج ۴)۔

(۶۷۸) کان إذا قرأ باسم ربك الأعلى قال سبحان ربی الأعلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جب سورۃ الاعلیٰ میں سج اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہتے۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی ابواسحاق مختلط اور مدلس ہے (نہایۃ الاعتباط ص ۲۷۳ وطبقات المدلسین ص ۱۰۱)، ہاں  
 موقوفاً صحیح ہے۔

نوٹ: راقم کی نظر سے کوئی ایسی صحیح مرفوع حدیث نہیں گزری جس میں ہو کہ حالت نماز میں مقتدی مذکورہ سورتوں  
 کے جواب میں مذکورہ الفاظ کہے۔

۶۷۶۔ ابو داؤد ح ۷۷۹ باب السکتۃ عند الافتتاح۔

۶۷۷۔ ابو داؤد ح ۸۸۷، ترمذی ح ۳۳۴۷، مسند حمیدی ص ۲۸۶ ج ۲ ح ۹۹۵، بیہقی ص ۳۱۰ ج ۲،  
 الاسماء والصفات ص ۵۲ ج ۱، شرح السنۃ ص ۱۰۴ ج ۳۔

۶۷۸۔ ابو داؤد ح ۸۸۳ باب الدعاء فی الصلاۃ، مشکاة ص ۲۷۲ ج ۱، مسند أحمد ص ۲۳۲ ج ۱، بیہقی  
 ص ۳۱۰ ج ۲، تفسیر قرطبی ص ۱۴ ج ۲۰، در المنثور ص ۳۳۸ ج ۶، مستدرک حاکم ص ۲۴۴ ج ۱،  
 بیہقی ص ۳۱۰ ج ۲، شرح ص ۱۰۴ ج ۳۔

## باب الركوع

### رفع الیدین

(۶۷۹) من صلی ولم یرفع یدیه إذا کبر وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الركوع لعنته أعضائه (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتا اس پر اس کے اعضاء لعنت بھیجتے ہیں۔ ☆

دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔ جس کا کوئی اصل معلوم نہیں۔

(۶۸۰) یرفع یدیه فی کل خفض ورفع (عمیر رضی اللہ عنہ)۔

ہر دفعہ جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے۔ ☆

مقلوب منکر ہے، راوی رذہ بن قضاء غسانی مشہور راویوں سے منکر روایات کرنے میں منفرد ہے ثقہ راویوں کی موافقت بھی کرے تب بھی قابل حجت نہیں جب یہ مقلوب روایات کرنے میں منفرد ہے تو پھر قابل حجت کیسے ہو سکتا ہے؟ (کتاب المجروحین ص ۳۰۴ ج ۱)۔

(۶۸۱) یرفع یدیه مع کل تکبیرۃ فی الصلوة المکتوبۃ (عمیر رضی اللہ عنہ)۔

ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے۔ ☆

مقلوب منکر ہے، اس کا راوی بھی رذہ بن قضاء قوی نہیں (نسائی)، کوئی شی نہیں (ابو مسھر ☆ میزان ص ۵۳ ج ۲)، دیکھئے اوپر والی روایت۔

(۶۸۲) رأیتکم ورفعتکم أیدیکم فی الصلوة حاذی بهما أذنیہ واللہ أنها لبدعة

۶۷۹۔ دیلمی ص ۴۷ ج ۴ ح ۵۶۳۶۔

۶۸۰۔ کتاب المجروحین ص ۳۰۱ ج ۲، العلل المتناهیة ص ۴۲۹ ج ۱۔

۶۸۱۔ ابن ماجہ ح ۸۶۱، تہذیب للزمی ص ۲۱۳ ج ۹۔

۶۸۲۔ کتاب المجروحین ص ۱۸۶ ج ۱، میزان ص ۳۱۵ ج ۱۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نماز میں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے ہو واللہ یہ بدعت ہے۔ ☆  
مکر ہے، راوی بشر بن حرب ضعیف ہے (ابن معین وابن مدینی)، قوی نہیں (احمد)، متروک ہے (ابن خراش) ☆ میزان ص ۳۱۵ ج ۱۔

چند ایسے لوگ جن کا حدیث فن نہیں ہے انہوں نے اس روایت سے گمان کیا ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین بدعت ہے حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تو فرمایا ہے کہ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا بدعت ہے (کتاب البحر وحین ص ۱۸۶ ج ۱)۔

(۶۸۳) صلیت مع النبی ﷺ وأبی بکر وعمر فلم یکنوا یرفعون أیدیہم إلا عند افتتاح الصلوة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں نے ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی وہ صرف نماز کے شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن جابر حمای دجالوں میں سے ایک دجال ہے (احمد) ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۲۲ ج ۲، شوکانی فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے اس میں محمد بن جابر متھم ہے (الفوائد المجموعہ ص ۲۹)۔  
(۶۸۴) من رفع یدیہ فی الصلوة فلا صلوة له (ابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

جس نے نماز میں رفع یدین کی اس کی نماز نہیں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن عکاشہ کرمانی حدیثیں وضع کرتا تھا (دارقطنی)، اور وضع بھی ثواب کی غرض سے کرتا تھا اس نے دس ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں یہ مذکورہ روایت بھی ہے یہ معمولی جھوٹ نہیں

۶۸۳۔ کتاب المجروحین ص ۲۷۰ ج ۲، دارقطنی ص ۲۹۰ ج ۱، عقیلی ص ۴۲ ج ۴، کتاب الموضوعات ص ۲۲۲ ج ۲، اللالی ص ۱۸ ج ۲، تنزیہ ص ۱۰۱ ج ۲، نصب الراية ص ۳۹۶ ج ۱، أحادیث ضعاف ص ۱۲۴، الفوائد المجموعہ ص ۲۹، میزان ص ۴۹۶ ج ۳۔

۶۸۴۔ نصب الراية ص ۴۰۰ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۹، اللالی ص ۱۸ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۲۲۲ ج ۲، موضوعات کبیر ص ۱۱۹، ضعیفہ ص ۴۱ ج ۲۔

بلکہ غلیظ ترین جھوٹ ہے۔ امام زہری سے قطعی ثبوت (متواتر) سند کے ساتھ جو روایت ہے وہ تو رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی ہے جو موطا اور تمام محدثین کی کتابوں میں موجود ہے (حاکم ☆ لسان ص ۲۸۹ ج ۵)۔

(۶۸۵) مذکورہ روایت کو اسی محمد بن عکاشہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے جس میں من رفع یدیہ فی التکبیر کے الفاظ ہیں۔

(۶۸۶) نیز یہی روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کی جاتی ہے جس کا راوی مامون بن احمد سلمی بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے اس نے ثقہ راویوں کے نام پر یہ روایت گھڑی ہے (کتاب البحر وحین ص ۳۵ ج ۳)۔

(۶۸۷) جب سورۃ الکواثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے پوچھا کیا خیر ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے جبریل نے فرمایا جب آپ نماز کیلئے تکبیر تحریمہ کہیں تو رفع یدین کریں اور جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں تو رفع یدین کریں یہ ہماری اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی نماز ہے ہر چیز کی کوئی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رفع یدین نماز کا خشوع ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی اسرائیل بن حاتم مروزی من گھڑت روایات کرتا تھا (کتاب البحر وحین ص ۱۷۷ ج ۱)۔ اس سند کا دوسرا راوی عمر بن صبح بھی حدیثیں گھڑتا تھا (کتاب البحر وحین ص ۱۷۸ ج ۱)۔

ہاں البتہ اس روایت کے علاوہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے نماز میں رفع یدین کی حدیث صحیح ہے (ترمذی)۔

(۶۸۸) الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون کی تفسیر یہ ہے جو لوگ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۶۸۵۔ کتاب الموضوعات ص ۴۶ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۲۲ ج ۲، اللالی ص ۱۸ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۲۹، تنزیہ ص ۷۹ ج ۲۔

۶۸۷۔ بیہقی ص ۷۵ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۲۳ ج ۲، اللالی ص ۱۸ ج ۲، کتاب المجروحین ص ۱۷۷ ج ۱، المستدرک ص ۵۳۸ ج ۲، ابن کثیر ص ۸۹۰ ج ۴، میزان ص ۲۰۸ ج ۱، لسان ص ۳۲۵ ج ۱۔

۶۸۸۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ص ۲۱۲۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن مروان سدی اور کلبی دونوں کذاب ہیں ملاحظہ ہو (میزان ص ۳۲ ج ۲ ص ۵۵۷ ج ۳)۔

اس تفسیر کا وجود صرف تنویر المقیاس میں پایا جاتا ہے اور تنویر سدی اور کلبی کی سند سے ہے جو مکذوب ہے ابن عباس کی تفسیر نہیں۔

(۶۸۹) لا ترفع الأیدی إلا فی سبع مواطن حین یفتح الصلوۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ہاتھ صرف سات جگہوں میں اٹھائے جائیں ان میں ایک جگہ ہے جب نماز شروع کی جائے۔ ☆  
سخت ضعیف ہے، اولاً محمد بن عثمان بن ابی شیبہ بعض ائمہ کے نزدیک کذاب ہے جن میں عبد اللہ بن احمد بن حنبل ابن خراش عبد اللہ بن اسامہ کلبی، ابراہیم بن اسحاق صواف، داؤد بن یحییٰ اور حمزہ دقاق ہیں اور بعض نے اس پر حدیث وضع کرنے کا بھی حکم لگایا ہے (میزان ص ۶۳۳ ج ۳)، تیسرے راوی حکم نے اس روایت کو اپنے استاذ مقسم سے سنا نہیں ہے یہ روایت مرسل (منقطع) ہونے کے باوجود غیر محفوظ ہے (نصب الراية ص ۳۹۰ ج ۱)۔

(۶۹۰) مذکورہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی جاتی ہے اس کی سند میں بھی ابن ابی لیلیٰ نہ قوی ہے، ناقابل احتجاج اور دوسرے راوی مقسم کا اپنے استاذ حکم سے سوائے چار روایتوں کے باقی میں سماع نہیں ہے اور یہ روایت ان چاروں روایتوں میں سے نہیں ہے (نصب الراية ص ۳۹۱ ج ۱)، گویا کہ ضعف کی دوسری علت انقطاع ہے۔

(۶۹۱) أنه رأى رجلاً يرفع يديه الركوع فقال له فإن هذا شيء فعله رسول الله ﷺ ثم تركه (ابن زبیر رضی اللہ عنہ)۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا اس کو چھوڑ دے رسول اللہ ﷺ

۶۸۹۔ طبرانی کبیر ص ۳۰۴ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۱۰۲ ج ۲، ابن ابی شیبہ ص ۲۱۴ ج ۱ ح ۲۴۵۰،

نصب الراية ص ۳۹۰ ج ۱، درایۃ ص ۱۴۸ ج ۱۔

۶۹۰۔ نصب الراية ص ۳۹۱ ج ۱، درایۃ ص ۱۴۸، مجمع ص ۱۰۳ ج ۲۔

۶۹۱۔ نصب الراية ص ۳۹۲، درایۃ ص ۱۴۹ ج ۱۔



پہلے رفع یدین کرتے تھے پھر اسکو چھوڑ دیا تھا اصلاً نامعلوم ہے (نصب الراية ص ۳۹۲ ج ۱)، اس کے برعکس صحیح سند سے مروی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔ (بیہقی ص ۲۷۳ ج ۲ و مصنف عبد الرزاق)۔

(۶۹۲) کان رسول اللہ ﷺ یرفع یدیه کلما رکع و کلما رفع ثم صار إلى افتتاح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے پھر صرف نماز شروع کرتے وقت کرنے لگے۔ ☆

اصلاً نامعلوم ہے (نصب الراية ص ۳۹۲ ج ۱)۔

جن لوگوں کا علم حدیث مذاق نہیں وہ اس طرح کی بے بنیاد روایات کو متواتر اور متفق علیہ احادیث کی ناخ قرار دیتے ہیں، ان دونوں روایات سے نسخ کی دلیل پکڑنا روشنی چھوڑ کر اندھیرے میں چلنے کے مترادف ہے۔

(۶۹۳) صلی بہم (ابن الزبیر رضی اللہ عنہ) یشیر بکفیه حین یقوم و حین یرکع و حین یسجد (ابن الزبیر)۔

ابن زبیر نے نماز پڑھائی تو ہتھیلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے اور جب رکوع کو جاتے اور جب سجدہ کرتے۔ ☆

ضعیف ہے، ایک راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی میمون کی مجہول ہے (تقریب ص ۵۴ ج ۳)۔

(۶۹۴) صلیت خلف النبی ﷺ و خلف أبی بکر و عمر ثنتی عشرة سنة و خمسة

شهر و خلف عثمان ثنتی عشرة سنة و خلف علی بالكوفة خمس سنین فلم

یرفع أحد منهم یدیه إلا فی تکبیرة الافتتاح و حدها (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے بارہ سال اور پانچ ماہ نماز پڑھی اور

۶۹۲۔ نصب الراية ص ۳۹۲ ج ۱، التلخیص ص ۲۲۲ ج ۱۔

۶۹۳۔ أبو داؤد باب افتتاح الصلوة ح ۷۳۹، مسند أحمد ص ۵۵ ج ۱

۶۹۴۔ میزان ص ۲۶۹ ج ۱، لسان ص ۴۵۸ ج ۱۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال نماز پڑھی ان میں کوئی ایک بھی نماز شروع کرتے وقت کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

من گھڑت ہے، راوی اصغ بن خلیل قرطبی متعمم بالکذب ہے، قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ بڑی خطا میں جاگرا ہے اس لئے کہ اس سند کے راوی سلمہ بن وردان نے اپنے استاذ امام زہری سے اور اسی طرح زہری نے اپنے استاذ ربیع بن خثیم سے نہ روایت کی ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے (اس سے بھی بڑھ کر) کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بالاتفاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے تھے انہوں نے پانچ سال کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کیسے نماز پڑھی ذہبی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی بہت کم نمازیں پڑھی ہیں اس لئے کہ ان دونوں کے دور خلافت میں وہ زیادہ تر کوفہ میں رہے ہیں درحقیقت اس روایت کو اصغ نے خود گھڑا ہے (میزان ص ۲۷۰ ج ۱)، اصغ کو علم حدیث کی معرفت نہ تھی بلکہ یہ حدیث اور محدثین سے دشمنی رکھتا تھا اس کے تعصب کی انتہاء نہ تھی کہ اس نے رفع یدین کے ترک میں (مذکورہ) حدیث گھڑ دی لوگ اس کی کذب بیانی سے بخوبی واقف تھے (لسان ص ۴۵۹ ج ۱)۔

(۶۹۵) رفع رسول اللہ ﷺ فرفعنا وترک فترکنا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کی تو ہم نے بھی کی جب انہوں نے چھوڑ دی تو ہم نے بھی چھوڑ دی۔ ☆ من گھڑت ہے، کاسانی فقیہ کی کتاب بدائع الصنائع کے علاوہ اس کا کہیں وجود نہیں اور بدائع کے حوالہ سے ہی ایضاح الاولہ ص ۱۸ میں بلا تحقیق نقل ہوئی ہے یہ اظہر من الشمس ہے کہ اپنے مذہب کی تائید میں اوپر والی روایت کی طرح یہ بھی گھڑی گئی ہے اس کے من گھڑت ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس حدیث کا وجود حدیث کی کسی مستند کتاب میں نہیں ہے۔

(۶۹۶) عشرہ مبشرہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

یہ روایت بھی کسی حنفی فقیہ کے قلم کا نتیجہ ہے جس کا حدیث کی کسی کتاب میں وجود نہیں۔

(۶۹۷) یرفع یدیه إذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۶۹۵۔ ایضاح الدولة ص ۱۸ بحوالہ بدائع الصنائع۔

۶۹۶۔ بدائع الصنائع ص ۵۴۸ ج ۱

۶۹۷۔ نصب الراية ص ۴۱۴ ج ۱، التلخیص ص ۲۲۲ ج ۱۔

آپ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔☆

حاکم فرماتے ہیں میں گھڑت ہے (نصب الراية ص ۳۱۲ ج ۱)، ابن حجر فرماتے ہیں منقلب من گھڑت ہے (التلخیص ص ۳۲۲ ج ۱)، اس کی آج تک کوئی متصل سند نہیں مل سکی، ابن القیم فرماتے ہیں جس کو علم حدیث سے تھوڑی سی بھی مس ہے وہ اس کے جھوٹ ہونے کی گواہی دے گا (النار المہیئ ص ۱۳۸)۔

(۶۹۸) ان رسول اللہ ﷺ کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیه الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود (براء بن عتبہ)۔

رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی یزید بن ابی زیاد روایات میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتا تھا (حمیدی)، یہ روایت واہ ہے بہت عرصہ تک تو یزید اس روایت کو ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر روایت کرتا رہا اسے جب ثم لا یعود کے الفاظ کی تلقین (لقمہ) دیا گیا تو اس نے ان الفاظ کے لقمہ کو قبول کر لیا (احمد)، ثم لا یعود کے الفاظ صحیح حدیث کے نہیں ہیں اس لئے کہ علی بن عاصم کہتے ہیں یزید نے مجھ کو کوفہ میں یہ حدیث ثم لا یعود کے بغیر روایت کی تو میں نے کہا عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے مجھے آپ کے واسطے سے روایت کی ہے اور اس میں لا یعود کا لفظ بھی ہے تو یزید کہنے لگے مجھے یاد نہیں (بزار)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد)، ضعیف ہے (بخاری، ابن معین، داری و حمیدی وغیرہم)☆ التلخیص ص ۲۲۱ ج ۱، یزید نہ قوی ہے اور نہ قابل حجت (ابن معین)، اس کی حدیث قابل لائق نہیں (احمد)، اس کی حدیث کو پھینک دو (ابن مبارک)☆ میزان ص ۲۲۳ ج ۱، جہور محدثین نے اس کو ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے (النار المہیئ ص ۱۳۸)۔

(۶۹۹) ألا أصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ فصلی فلم یرفع یدیه إلا مرة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

۶۹۸۔ عبد الرزاق ص ۷۰ ج ۲، ابن أبی شیبہ ص ۲۱۳ ج ۱ ح ۲۴۴۰، جامع المسانید ص ۴۰۷ ج ۱، أبو داؤد باب من لم يذكر الرفع عند الركوع ح ۷۰۰، بیہقی ص ۷۶ ج ۲، طحاوی ص ۲۲۴ ج ۱، نصب الراية ص ۴۰۲ ج ۱، درایۃ ص ۱۰۱ ج ۱، دارقطنی ص ۲۹۳ ج ۱۔

۶۹۹۔ ابو داؤد ح ۷۴۸، ترمذی ح ۲۵۷، بیہقی ص ۷۸ ج ۲، التلخیص ص ۲۲۲ ج ۱، دارقطنی ص ۲۹۳ ج ۱، طحاوی ص ۲۲۴ ج ۱، جامع المسانید ص ۳۵۲ ج ۱، المحلی ص ۲۹۲ ج ۲۔

کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں آپ نے نماز پڑھی تو صرف ایک مرتبہ ہاتھوں کو اٹھایا۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی عاصم بن کلیب جب روایت کرنے میں منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن المدینی میزان  
 ص ۳۵۶ ج ۲)، اور یہ اس حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہے، ابن مبارک فرماتے ہیں میرے نزدیک  
 یہ روایت ثابت نہیں ہے، ابو حاکم فرماتے ہیں یہ روایت غلط ہے، امام احمد یحییٰ بن آدم اور بخاری فرماتے  
 ہیں ضعیف ہے، ابوداؤد فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، دارقطنی فرماتے ہیں ثابت نہیں ہے، ابن حبان کہتے  
 ہیں رفع یدین کی نفی میں اہل کوفہ کے پاس سب سے بہتر یہی روایت ہے جو درحقیقت سخت ضعیف ہے  
 جس پر ان کا اعتماد ہے اس لئے کہ اس روایت میں بہت سی علتیں موجود ہیں جن سے یہ روایت باطل ہو  
 جاتی ہے، ابن حجر فرماتے ہیں ان تمام ائمہ نے عاصم بن کلیب کی سند میں طعن کیا ہے (المنہج  
 ص ۲۲۲ ج ۱)، ابن القیم فرماتے ہیں باطل ہے صحیح نہیں (المنار المنیف ص ۱۳۷)۔ اس کے ضعف کی دوسری  
 علت سفیان کی تدلیس ہے یہ روایت معصن ہے سماع کی تصریح میرے علم میں نہیں (☆)

(۷۰۰) کان إذا افتتح الصلوة يرفع يديه أول الصلوة ثم لم يرفعهما في شيء حتى  
 يفرغ (عباد بن زبیر)۔

جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور اس کے بعد کسی موقع پر رفع یدین نہ کرتے۔ ☆  
 مرسل ہے، عباد تابعی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند کے بعض راوی قابل غور ہیں (درایہ  
 ص ۱۵۲ ج ۱)، ابن القیم فرماتے ہیں من گھڑت ہے (المنار المنیف ص ۱۳۹)۔

(۷۰۱) صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه إلا فی التکبیرة الأولى من  
 الصلوة (مجاہد)۔

میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ صرف تکبیر اولی کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ ☆  
 بے اصل ہے، راوی ابوبکر بن عیاش اور ان کا استاذ حصین بن عبد الرحمن مخطو ہو گئے تھے (نہایۃ الاعتبار

۷۰۰۔ نصب الرأیۃ ص ۴۰۴ ج ۱، المنار المنیف ص ۱۳۹، درایۃ ص ۱۵۲ ج ۱۔

۷۰۱۔ جزء رفع الیدین ص ۵۶۔

(☆) راقم نے خیر البراہین میں لکھا تھا کہ سفیان کی تدلیس معمر نہیں مگر بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ معمر ہے۔

ص ۳۸۲ و ص ۸۸)، امام بخاری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت محض وہم ہے جس کا کوئی اصل نہیں (جزء رفع یدین ص ۵۶)۔

(۷۰۲) رأیت ابن عمر یرفع یدیه حذاء أذنیه فی أول تکبیرة افتتاح الصلوٰۃ ولم یرفعهما فیما سوا ذلک (عبد العزیز بن حکیم)۔

میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا انہوں نے نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو تکبیر اولیٰ میں کانوں کے برابر اٹھایا اور اس کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن بان بن صالح کوئی ضعیف ہے (ابن معین و ابوداؤد) قوی نہیں (بخاری ☆ میزان ص ۳۵۳ ج ۳)۔  
(۷۰۳) امام ابو حنیفہ کی طرف ایک مناظرہ منسوب کیا جاتا ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی سلیمان شاذ کوئی کذاب ہے (میزان ص ۳۵ ج ۲)، اس سے نقل کرنے والا عبد اللہ حارثی وضع حدیث میں متہم ہے (رواس)، یہ کسی سند پر متن گھڑ لیتا اور کسی متن پر سند گھڑ دیتا اور یہ بھی وضع کی ایک قسم ہے (احمد سلیمانی ☆ میزان ص ۳۹۶ ج ۲)۔

(۷۰۴) إذا رکع أحدکم فقال فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلاث مرات فقد تم رکوعه وذلک أدناه (ابن مسعودؓ)۔

جب تم رکوع کرو تو اس میں سبحان ربی العظیم تین مرتبہ کہا کرو اس سے رکوع پورا ہو جاتا ہے مگر یہ ادنیٰ رجبہ ہے۔ ☆  
منقطع ضعیف ہے، راوی عون بن عبد اللہ بن عقبہ کی حضرت ابن مسعودؓ سے ملاقات نہیں (ترمذی معہ تحفہ ص ۲۲۵ ج ۱)، اور عون کا شاگرد الحقی بن یزید معزلی مجہول ہے (تقریب ص ۳۰)، ذلک ادناہ کے الفاظ کے علاوہ صحیح ہے۔

(۷۰۵) إذا رکع قال سبحان ربی العظیم وبحمدہ ثلاث مرات (ابن مسعودؓ)۔

۷۰۲۔ موطا محمد ص ۹۰۔

۷۰۳۔ جامع المسانید ص ۳۵۲ ج ۱۔

۷۰۴۔ ترمذی ح ۲۶۱ باب ما جاء فی التسبیح فی الکوع والسجود، شرح السنة ص ۱۰۲ ج ۳، نصب

الرأیة ص ۳۷۶ ج ۱۔

۷۰۵۔ دار قطنی ص ۳۴۳ ج ۱، التلخیص ص ۲۴۳ ج ۱۔

رکوع میں سبحان ربی العظیم و بحمدہ تین مرتبہ فرماتے۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی سری بن اسماعیل ضعیف ہے (التلخیص ص ۱۲۳ ج ۱)، متروک ہے (نسائی)، لوگوں نے  
 اس کی روایت کو چھوڑ دیا ہے (احمد)، کوئی شے نہیں (ابن معین)، ایک مجلس میں مجھ پر اس کا جھوٹ ظاہر  
 ہوا تھا (ابن القطان ☆ میزان ص ۱۱۷ ج ۲)۔

(۷۰۶) کان یقول فی رکوعہ سبحان ربی العظیم و بحمدہ ثلاثا (حذیف بن یمان)۔

رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم و بحمدہ کہتے۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی ضعیف ہے (التلخیص ص ۲۳۳)۔  
 (۷۰۷) إذا رکع قال سبحان العظیم و بحمدہ ثلاثا (عقب بن یمان)۔

ضعیف ہے، سند میں رجل من قومہ مجہول ہے، اور ابوداؤد فرماتے ہیں خدشہ ہے کہ و بحمدہ کی زیادتی محفوظ  
 نہیں ہے (ابوداؤد مع عون المعبود ص ۳۲۲ ج ۱)۔

(۷۰۸) إذا قال العبد فی رکوعہ سبحان ربی العظیم عتق ثلث جسدہ من النار  
 وإذا قال ثلث مرات عتق جسدہ کلہ من النار (أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

نمازی جب رکوع میں ایک بار سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو اس کا ثلث (۱/۳)، جسم آگ سے آزاد ہو جاتا  
 ہے اور جب تین بار کہتا تو سارا جسم آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ☆  
 دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۷۰۹) نہی أن یذبح رجل فی الركوع کما یذبح الحمار (علی بن رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ آدمی رکوع میں اپنے سر کو ایسے جھکائے جیسا کہ گدھا اپنے سر کو جھکاتا ہے۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے، راوی حارث الاور متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۷۱۰) لا تذبح تذیح الحمار (أبو موسیٰ رضی اللہ عنہ)۔

۷۰۶۔ دارقطنی ص ۴۱ ج ۱، التلخیص ص ۲۴۳ ج ۱۔

۷۰۷۔ أبوداؤد ح ۸۷۰ باب ما یقول الرجل فی رکوعہ وسجودہ۔

۷۰۸۔ دیلمی ص ۳۵۲ ج ۱ ح ۱۱۲۷۔

۷۰۹۔ التلخیص ص ۲۴۱ ج ۱۔

۷۱۰۔ دارقطنی ص ۱۱۹ ج ۱، التلخیص ص ۲۴۱۔

گدھے کی طرح سر نہ جھکاؤ۔) من گھڑت ہے، راوی ابونعیم غنی کذاب ہے (تلخیص ص ۲۳۱)۔

(۷۱۱) إذا ركع أحدكم فلا يذبح كما يذبح الحمار (أبو سعيّد رضي الله عنه)۔

جب تمہارا ایک رکوع کرے تو اپنا سر گدھے کی طرح نہ جھکائے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی طریف بن شہاب ضعیف ہے (التلخیص ص ۲۳۱ ج ۱)، قوی نہیں (بخاری)، متروک ہے (نسائی)، کوئی حشی نہیں (احمد ☆ میزان ص ۲۳۶ ج ۲)۔

(۷۱۲) مثل الذي يصلي لا يتم ركوعه ولا سجوده مثل الجائع لا يأكل إلا تمره والتمرتان لا تغنيان عنه شيئاً (أبو عبد الله أشعري)۔

اس کی مثال جو نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا اس بھوکے کی طرح ہے جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے اور وہ اس کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔☆

ضعیف ہے، راوی ولید بن مسلم مدلس ہے جو تدلیس تو یہ کا فاعل تھا (تقریب ص ۳۷۱)، اور اس کا استاذ شیبہ بن احف مجہول ہے (تقریب ص ۱۳۸)۔ یہ روایت صحیح احادیث کے خلاف ہے جن میں ہے کہ جو رکوع اور سجدہ درست نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے۔

(۷۱۳) مثل الذي لا يقيم صلبه في الصلوة كمثّل الحبلی حملت فلما دنا نفاسها استقطت فلا هي ذات حمل ولا ذات ولد (علی رضی اللہ عنہ)۔

اسکی مثال جو نماز میں پشت سیدھی نہیں کرتا اس حاملہ عورت کی طرح ہے جس کا حمل وضع کے قریب پہنچتا ہے تو گر جاتا ہے پس وہ نہ تو حمل گرانے والی ہوتی ہے اور نہ وہ جننے والی ہوتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن عبیدہ ربذی ضعیف ہے (میزان ج ۴)۔

۷۱۱۔ جامع المسانید ص ۴۰۱، بیہقی ص ۸۵ ج ۲، الکامل ص ۱۴۳۷ ج ۴، التلخیص ص ۲۴۱۔

۷۱۲۔ ابن خزيمة ج ۳۳۲، بیہقی ص ۸۹ ج ۲، ابو یعلیٰ ص ۳۶۰ ج ۶، طبرانی ص ۱۱۵ ج ۴

ج ۳۸۴، مجمع ص ۱۲۰ ج ۲۔

۷۱۳۔ أبو یعلیٰ ص ۱۸۹ ج ۱، ح ۳۱۰، مجمع ص ۱۲۲ ج ۲۔

## مدرک رکوع

(۷۱۴) إذا جئتم إلى الصلوة ونحن سجدوا فلا تعدوا شيئاً ومن أدرك ركعة فقد أدرك الصلوة (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جب تم نماز کی طرف آؤ تو ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اس کو شمار نہ کرو اور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی۔ ☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن سلیمان منکر الحدیث ہے (بخاری)، قوی نہیں (ابو حاتم ☆ میزان ج ۳۸۳ ص ۴ اور یہ اس روایت میں منفرد ہے قوی نہیں (بیہقی ☆ عون المعبود ص ۳۳۲ ج ۱)۔

(۷۱۵) من أدرك ركعة من الصلوة فقد أدرك قبل أن يقيم الإمام صلبه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔ جس نے نماز میں امام کی پیٹھ سیدھی کرنے سے پہلے رکوع پالیا اس نے نماز کو پالیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن حمید مجہول ہے اس کی روایت اعتماد کے لائق نہیں اور مرفوع ناقابل اعتماد ہے اس کی صحت غیر معروف ہے اہل علم کے نزدیک یہ روایت قابل حجت نہیں (بخاری)، ضعیف ہے (دارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص ۱۳۴ ج ۱)، یحییٰ کا استاذ قرہ بن عبد الرحمن سخت منکر الحدیث (احمد)، ضعیف الحدیث (ابن معین) قوی نہیں ہے (ابو حاتم ☆ التعلیق المغنی ص ۱۳۴ ج ۱)۔

(۷۱۶) من أدرك الإمام وهو راکع فليركع معه وليعتد بها من الصلوة (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جس نے امام کو رکوع کی حالت میں پایادہ اس کے ساتھ رکوع کرے اور اس کو نماز میں سے شمار کرے۔ ☆ باطل ہے، راوی محمد بن ہارون بن شعیب متہم ہے (ارواء الغلیل ص ۲۶۲ ج ۲)۔

(۷۱۷) من أدرك الركوع من الركعة الأخيرة يوم الجمعة فليضف إليها أخرى ومن

۷۱۴۔ أبوداؤد ح ۸۳۳، باب الرجل يدرك الامام ساجدا كيف يصنع۔

۷۱۵۔ دارقطنی ص ۳۴۷ ج ۱، بیہقی ص ۸۹ ج ۱، فیض القدير ص ۴۴ ج ۶۔

۷۱۶۔ أرواء الغلیل ص ۲۶۲ ج ۲۔

۷۱۷۔ دارقطنی ص ۱۲ ج ۲، علل الحديث ص ۲۰۳ ج ۱، میزان ص ۳۵۹ ج ۴، التلخیص ص ۴۰ ج ۲۔



لم يدرك الركوع من الركعة الأخيرة فليصل الظهر أربعاً (أبو هريرة رضي الله عنه)۔  
 جس نے جمعہ کے دن آخری رکعت کا رکوع پایا وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے اور جس نے  
 آخری رکعت کا رکوع نہیں پایا وہ ظہر کی چار رکعت پڑھ لے۔ ☆  
 منکر ہے، راوی سلیمان بن ابی داؤد حرامی ناقابل حجت ہے (ابن حبان)، منکر الحدیث ہے (بخاری) ☆  
 میزان ص ۲۰۶ ج ۲)۔

(۷۱۸) انه ركع دون الصف فقال له النبي ﷺ زادك الله حرصا ولا تعد صل ما  
 أدركت واقض ما سبقك (أبو بكره رضي الله عنه)۔  
 ابوبکرہ نے صف کے پیچھے سے ہی رکوع کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تیری حرص بڑھائے ایسا نہ کر۔ جو  
 نماز پائی ہے اس کو پڑھ لے اور جو تجھ سے نماز سبقت لے چکی ہے اس کو پورا کر لے۔ ☆  
 روایت ولا تعد تک صحیح ہے اور صل ما ادركت سے لیکر آخر تک اس روایت میں الفاظ غیر ثابت ہیں۔ راوی  
 عبد اللہ بن عیسیٰ الخزاعی ضعیف ہے (مجمع ص ۲۷۶ ج ۲)۔

## باب السجود

(۷۱۹) كان يصلي في الموضع الذي يبول فيه الحسن والحسين وقال إن العبد  
 إذا سجد لله طهر الله موضعه سجوده إلى سبع أراضين (عائشة رضي الله عنها)۔  
 حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جہاں پیشاب کرتے رسول اللہ وہاں نماز پڑھتے اور فرمایا بندہ جب اللہ کے لیے  
 سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ کو ساتوں زمینوں تک پاک کر دیتا ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی ابو الخلیل بزج متھم بالوضع ہے (دیکھئے نمبر ۲۱۱)۔

- ۷۱۸۔ جزء القراءة ص ۹۲ ح ۱۴۱، مجمع الزوائد ص ۷۶ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔  
 ۷۱۹۔ کتاب المجروحین ص ۱۹۹ ج ۱، الكامل ص ۴۹۳ ج ۲، عقلی ص ۱۰۶ ج ۲، کتاب الموضوعات  
 ص ۱۹ ج ۲، اللالی ص ۱۵ ج ۲، تنزیہ ص ۱۰۰ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۲۲، میزان  
 ص ۳۷۷ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۵۰۰ ج ۵ ح ۴۹۴، لسان ص ۱۲ ج ۲۔

(۷۲۰) اذا اشتد الزحام فليسجد احدكم على ظهر اخيه (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جب بھیڑ زیادہ ہو تو پھر تمہارا ایک اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کر لے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی سیاد بن معرور مجہول ہے (مجمع ص ۱۰ ج ۲ و میزان ص ۲۵۳ ج ۲)۔

(۷۲۱) انا اسجد على سبعة أعظم ولا أكف شعراً ولا ثوباً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہوں بالوں اور کپڑے کو نہیں چھوتا۔ ☆

اس متن سے باطل ہے، راوی نوح بن ابی مریم متروک ہے (مجمع ص ۱۲۳ ج ۲)، کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱)

مزید تفصیل داستان حنفیہ ترجمہ نوح بن ابی مریم میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۷۲۲) أمرنا أن نسجد على سبعة أعظم ولا نكف شعراً ولا ثوباً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو حکم دیا کہ ہم بال اور کپڑا نہ چھوئیں۔ ☆ ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن عمرو نخعی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۳۳ ج ۲)۔

(۷۲۳) أمرنا العبد أن يسجد على سبعة أراب منه وجهه وكفيه وقدميه أيها لم

يضع فقد انتقص (سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ)۔

نمازی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کرے جن میں چہرہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم ہیں

ان میں سے جو بھی زمین پر نہ رکھے تو اس نے کمی کی ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن محمد بن حیان ضعیف ہے، ذہبی نے حیان کو جیم کے ساتھ لکھا ہے (مجمع ص ۱۳۳ ج ۲)۔

(۷۲۴) كان يسجد على جبهته وعلى قصاص الشعر (جابر رضی اللہ عنہ)۔

آپ پیشانی اور بالوں کی جڑوں پر سجدہ کرتے۔ ☆

ضعیف ہے، ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۱۲۵ ج ۲)۔

۷۲۰۔ مسند أحمد ص ۳۲ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۹ ج ۲۔

۷۲۱۔ طبرانی کبیر ص ۱۲۵ ج ۱۰، ۱۰۲۴۲، مجمع ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۲۲۔ طبرانی کبیر ص ۲۰۰ ج ۱۰، ۱۰۴۵۶، مجمع ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۲۳۔ أبو یعلیٰ ص ۳۳۵ ج ۱، ۶۹۸، مجمع ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۲۴۔ طبرانی أوسط ص ۲۷۱ ج ۱، أبو یعلیٰ ص ۴۳۹ ج ۲، مجمع ص ۱۲۵ ج ۲۔

(۷۲۵) رأیت رسول اللہ ﷺ سجد علی کور العمامۃ (عبد اللہ بن ابی أوفی رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے گڑی کے بل پر سجدہ کیا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن ابی عتبہ اگر رازی ہے تو ضعیف ہے، ورنہ مجہول ہے (مجمع ص ۱۲۵ ج ۲)، اس کا استاذ ابو ورقاء قائد منکر الحدیث (بخاری)، ضعیف ہے (ابن معین)، احمد اور دیگر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا (میزان ص ۳۳۰ ج ۳)۔

(۷۲۶) رأیت انساً یسجد علی عمامتہ (کثیر بن سلیم)۔

میں نے انس کو دیکھا کہ وہ گڑی پر سجدہ کرتے تھے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی کثیر بن سلیم ضعیف ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۲۷) کان یسجد علی کور عمامتہ (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

گڑی کے بل پر سجدہ کرتے تھے۔ ☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محرز سخت کمزور ہے (درایہ ص ۱۳۵ ج ۱)، اور حدیث باطل ہے (علل الحدیث لابن ابی حاتم ص ۱۷۵ ج ۱)، واہ ہے (ابو زرہ)، متروک الحدیث (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۳۰۵ ج ۳)۔

(۷۲۸) یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں دیگر راویوں کے علاوہ بقیہ بن ولید ضعیف ہے ابن حجر کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ۱۳۵ ج ۱)۔

(۷۲۹) اور یہ روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کا راوی عمرو بن شرفہ راویوں کے نام پر فضائل اہل بیت میں من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ نہیں ہے (کتاب البحر وحین ص ۷۵ ج ۲)۔

۷۲۵۔ طبرانی اوسط ص ۹۰ ج ۱۰ ح ۷۱۸۰، مجمع ص ۱۲۵ ج ۲۔

۷۲۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۴۴ ج ۱ ح ۶۸۸، مجمع ص ۱۲۶ ج ۲۔

۷۲۷۔ علل الحدیث ص ۱۷۵ ج ۱ ح ۵۰۰، مصنف عبد الرزاق ص ۴۰۰ ج ۱۔

۷۲۸۔ درایہ ص ۱۴۵ ج ۱ بحوالہ حلیۃ الأولیاء۔

۷۲۹۔ الکامل ص ۱۷۸ ج ۵۔

اس کا استاذ جابر جعفی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۶۵)۔

(۷۳۰) اور جناب انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی حسان بن سیاہ سخت منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں ہے (کتاب الحجر و حین ص ۲۶۸ ج ۱)۔

یہ روایت منکر ہے اور حسان ضعیف ہے (علل الحدیث ص ۱۸۷ ج ۱)۔

(۷۳۱) اور ابن عمر سے بھی منقول ہے راوی سید بن عبد العزیز واہ ہے (درایہ ص ۱۱۳۵)، کوئی ثقی نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے متروک الحدیث ہے (احمد)، ثقہ نہیں (نسائی)، سخت کمزور ہے (میزان ص ۲۵۲ ج ۲)۔

(۷۳۲) کان القوم یسجدون علی العمامۃ والقلنسوة ویداہ فی کمہ (حسن بصری رحمہ اللہ)۔

قوم پگڑی کے بل اور ٹوپی پر سجدہ کرتی اور ہاتھ آستین میں ہوتے۔ ☆

حسن کی مرسل ہے۔

(۷۳۳) رأی رجلاً یسجد وقد اعم علی جبهته فحسر عن جبهته (صالح بن حیوان)۔

انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے پگڑی پیشانی پر باندھی ہوئی تھی انہوں نے پیشانی سے پگڑی کو دور کر دیا۔ صالح کی مرسل ہے۔

(۷۳۴) کان أصحاب رسول اللہ ﷺ یسجدون وأیدیہم فی ثیابہم ویسجد الرجل منهم علی عمامتہ (حسن)۔

صحابہ سجدہ کرتے اور ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور وہ پگڑی پر سجدہ کرتے۔ ☆

۷۳۰۔ علل الحدیث ص ۱۸۷ ج ۱ ح ۵۳۵، نصب الرایۃ ص ۳۸۵ ج ۱۔

۷۳۱۔ درایۃ ص ۱۴۵ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۳۸۵ ج ۱۔

۷۳۲۔ بخاری معلقاً کتاب الصلوۃ باب السجود علی الثوب مصنف عبد الرزاق ص ۴۰۰ ج ۱۔

۷۳۳۔ ابو داؤد فی المراسیل ص ۸۔

۷۳۴۔ ابن أبی شیبۃ ص ۲۳۸ ج ۱ ح ۲۷۳۹، بیہقی ص ۱۰۶ ج ۲۔

حسن کی معین ہے جو قابلِ حجت نہیں، یحقی فرماتے ہیں پڑی پر سجدہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں (نصب الراية ص ۳۵۸۵ ج ۱)۔

(۷۳۵) لا یمسح الرجل جبہتہ حتی یفرغ من صلوٰتہ ولا بأس أن یمسح العرق عن صدغیه فإن الملائکۃ تصلی علیہ ما دام أثر السجود بین عینیہ (وائلہ رضی اللہ عنہ)۔  
نمازی پیشانی کو نہ چھوئے حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے اور اس میں حرج نہیں کہ وہ کپٹیوں سے پسینہ صاف کر لے فرشتے اس وقت تک اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان موجود رہتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی ایوب بن مدرک کذاب ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۳۶) السجود علی الجبہ فریضة و علی الأنف تطوع (أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔  
پیشانی پر سجدہ کرنا فرض ہے اور ناک پر نفل ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن فضل بن عطیہ الخراسانی متروک کذاب ہے، امام احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث اہل کی ہے ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے (العلل المتناہیہ ص ۴۴۱ ج ۱)۔

(۷۳۷) إن الله لا یقبل صلوٰة من لا یصیب أنفہ الأرض (أم عطیہ رضی اللہ عنہا)۔  
اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جو زمین پر اپنی ناک نہیں لگاتا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلیمان بن محمد باقلانی متروک ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۳۸) إذا سجد أحدکم فلیباشر بکفیه إلی الأرض عسی الله أن یفک عنه یوم القیامة (أبو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۷۳۵۔ طبرانی کبیر ص ۵۷ ج ۲۲ ح ۱۳۴، تاریخ بغداد ص ۶۷ ج ۷، مجمع ص ۱۲۶ ج ۱۔

۷۳۶۔ الکامل ص ۲۱۷ ج ۶، العلل المتناہیہ ص ۴۴۱ ج ۱۔

۷۳۷۔ طبرانی اوسط ص ۳۸۰ ج ۵، ۴۷۰۰، طبرانی کبیر ص ۵۵ ج ۲۵ ح ۱۲۰، تاریخ اصفہان

ص ۳۶۳ ج ۲، مجمع ص ۱۲۶ ج ۲۔

۷۳۸۔ طبرانی اوسط ص ۳۶۷ ج ۶، مجمع ص ۱۲۶ ج ۲، کنز ص ۷۰۷ ج ۷۔

جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن آزاد کر دے۔ ☆  
مگر ضعیف ہے، راوی عبید بن محمد الحارثی ابن ابی ذئب سے مکرر روایات کرتا تھا اور یہ روایت بھی حارثی سے ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۳۹) ما من عبد یسجد فیقول رب اغفر لی ثلاث مرات الا غفر له قبل ان یرفع رأسه (أبو مالک)۔

جو آدمی سجدہ میں تین مرتبہ رب اغفر لی کہتا ہے تو اس کو سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے، اس کے دو راوی ہیں محمد بن جابر اور ابو مالک مجہول ہیں (مجمع ص ۱۲۹ ج ۲)۔

(۷۴۰) کان یختم بالوتر یعنی فی تسبیحات الرکوع والسجود۔

آپ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات طاق عدد پر ختم کرتے۔ ☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۷۴۱) مر علی امرأتین تصلیان فقال إذا سجدتما فضا بعض اللحم إلى الأرض

فإن المرأة لیست فی ذلك كالرجل (یزید بن أبی حبیب)۔

آپ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں فرمایا جب تم سجدہ کرو تو جسم کے بعض حصے کو زمین پر لگایا کرو کیونکہ اس معاملہ میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔ ☆

مرسل ہے۔

(۷۴۲) کان یأمر النساء ینخفضن فی سجودهن (أبو سعید الخدری)۔

عورتوں کو حکم کرتے کہ وہ سجدہ میں زمین کی طرف جھک جائیں۔ ☆

لمی حدیث کا ٹکڑا ہے جو باطل ہے، راوی عطاء بن عجلان کذاب ہے (ابن معین وفلاس ☆

۷۳۹۔ طبرانی کبیر ص ۳۱۹ ج ۸، مجمع ص ۱۲۹ ج ۲، کنز العمال ص ۷۶۷ ج ۷۔

۷۴۰۔ ہدایہ ص ۱۱۰ ج ۱، نصب الراية ص ۳۸۸ ج ۱۔

۷۴۱۔ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲، کنز العمال ص ۴۶۲ ج ۷ مختصرآ۔

۷۴۲۔ بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲۔

میزان ص ۷۵ ج ۳)۔

(۷۴۳) إذا جلست المرأة في الصلوة وضعت فخذيها على فخذيها الآخر وإذا سجدت الصقت بطنها في فخذيها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عورت جب نماز میں بیٹھے تو ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں سے چٹالے۔ ☆  
من گھڑت ہے، دیگر راویوں کے علاوہ ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بنی کذاب ہے (ابو حاتم)، حدیثیں وضع کرتا تھا (جوز جانی)، اس نے حدیث وضع کی ہے (ذہبی) ☆ لسان المیزان ص ۳۳۵ ج ۲ تفصیل داستان حنفیہ ص ۱۰۳ میں ملاحظہ ہو، یہ دونوں روایتیں ضعیف ہے ان جیسی روایتوں سے حجت نہیں پکڑی جاتی (بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲)، عورت اور مرد کے سجدہ کی کیفیت کے اختلاف میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

☆☆ عن الحارث عن علي قال اذا سجدت المرأة فلتحتفر وتضم فخذيها ((ابن ابی شیبہ ص ۲۴۱ ج ۱)۔

سخت ضعیف ہے، حارث الاعمور متہم بالکذب ہے۔

☆☆ عن بكير بن عبد الله بن الاشبع عن ابن عباس أنه سئل عن صلوة المرأة فقال تجتمع وتحتفر (ابن ابی شیبہ ص)۔  
منقطع ہے، بکیر کی روایت تابعین سے ہے (الہذیب ص ۴۹۳ ج ۱)۔

(۷۴۴) إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه (وائل رضی اللہ عنہ)۔  
جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سر اٹھاتے تو ہاتھوں سے پہلے اٹھاتے۔ ☆  
ضعیف ہے۔

(۷۴۵) إذا يسجد تقع ركبته قبل يديه وإذا رفع رفع يديه قبل ركبتيه (وائل رضی اللہ عنہ)۔  
جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھاتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔ ☆

۷۴۳۔ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲، الکامل ص ۶۳۱ ج ۲۔

۷۴۴۔ أبو داؤد ج ۸۳۸ باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، دار قطنی ص ۳۴۵ ج ۱۔

۷۴۵۔ دار قطنی ص ۳۴۵ ج ۱۔

ضعیف ہے دونوں روایتیں دراصل ایک ہیں راوی شریک بن عبد اللہ مدلس اور ضعیف ہے۔ دارقطنی فرماتے ہیں شریک اس روایت میں منفرد ہے جب یہ منفرد ہو تو قوی نہیں (دارقطنی ص ۳۳۵ ج ۱)۔

(۷۴۶) فلما سجد وقعتا ركبته إلى الأرض قبل يقع كفاه (کلیب)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنے پھیلایوں سے پہلے زمین پر رکھتے۔ ☆

مرسل کے باوجود ضعیف ہے، راوی شقیق مجہول ہے (مرعاۃ ص ۶۵۵ ج ۱)۔

(۷۴۷) یہی روایت عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ کے طریق سے بھی مروی ہے جو منقطع ہے عبد الجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں (عون المعبود ص ۳۱۱ ج ۱)۔

(۷۴۸) کنا نضع الیدین قبل الرکبتین فأمرنا بالرکبتین قبل الیدین (سعد رضی اللہ عنہ)۔

ہم ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے پھر ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھیں۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسماعیل بن یحییٰ بن سلمہ نے اپنے باپ اسماعیل سے روایت کی ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں (عون المعبود ص ۳۱۲ ج ۱)۔

(۷۴۹) إذا سجد أحدکم فليبدأ برکبتيه قبل يديه ولا يترك كبروك الحمل (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جب کوئی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن سعید القمیری متروک ہے (احمد)، متروک منکر الحدیث ہے (غلاس)، متروک ذاہب الحدیث ہے (دارقطنی) ترک کر دیا گیا ہے (بخاری)، اس کا ایک مجلس میں مجھ پر جھوٹ ظاہر ہوا ہے (یحییٰ بن سعید مرعاۃ ص ۶۵۶ ج ۱)۔

(۷۵۰) انحط بالتكبير فسبقت ركبته يديه (أنس رضي الله عنه)۔

تکبیر کہتے ہوئے جھکے تو آپ کے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر جا گئے۔ ☆

۷۴۶۔ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ص ۶۵۵ ج ۱۔

۷۴۷۔ أبو داؤد ح ۸۳۹ باب کیف يضع ركبتيه قبل يديه ح ۷۳۶ باب افتتاح الصلاة۔

۷۴۸۔ بیہقی ص ۱۰۰ ج ۲، ابن خزيمة ص ۳۱۹ ج ۱ ح ۶۲۸۔

۷۴۹۔ بیہقی ص ۱۰۰ ج ۲۔

۷۵۰۔ بیہقی ص ۹۹ ج ۲۔



ضعیف ہے، راوی علاء بن اسماعیل منفرد ہے، بیہقی کہتے ہیں مجہول ہے، حاکم نے اس کی تصحیح میں خطا کی ہے اور ابو حاتم نے اس حدیث کا انکار کیا ہے، دارقطنی کہتے ہیں مجہول ہے (مرعاة المفاتیح ص ۶۵۶ ج ۱)۔  
ابو ہریرہ سے مروی روایت زمین پر ہاتھ رکھنے والی صحیح یا حسن ہے۔

(۷۵۱) إذا نام العبد فی سجوده باھی اللہ بہ ملائکتہ یقول أنظروا إلی عبدی روحہ عندی وجسدہ فی طاعتی (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بندہ جب سجدہ میں سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے کہ تم میرے بندوں کی طرف لباس کا روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری طاعت میں ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے، راوی داؤد بن زبرقان متروک ہے، ازدی نے اس کی تکذیب کی ہے (تقریب ص ۹۶)، اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی ابان متروک ہے۔

(۷۵۲) اور یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کے ضعف کس کئی وجہیں ہیں اولاً راوی جاج بن نصیر ضعیف ہے جس کی حدیث ترک کی گئی ہے (ابو حاتم) ضعیف ہے ثقہ نہیں (میزان ص ۳۶۵ ج ۱) اور اسکے استاذ حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع نہیں ہے البتہ حسن بصری سے مرسل صحیح ہے

## باب التشہد

### تشہد اول

(۷۵۳) یشیر بأصبغہ إذا دعا ولا یحرکھا (عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ)۔

انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جب دعا کرتے تو اسکو حرکت نہ دیتے۔ ☆  
ولا یحرکھا کے الفاظ غیر محفوظ منکر اور شاذ ہیں، راوی محمد بن عجلان سیء الحفظ اور مدلس ہے (الکاشف ص ۶۹ ج ۳ طبقات المدلسین ص ۱۰۷)۔

۷۵۱۔ ضعیفہ ص ۳۶۹ ج ۲ بحوالہ فوائد لثمام وابن عساکر۔

۷۵۲۔ ضعیفہ ص ۳۶۹ ج ۲ بحوالہ الامالی لابن سمعون۔

۷۵۳۔ أبو داؤد ح ۹۹۰ باب الإشارة فی التشہد، بیہقی ص ۱۳۲ ج ۲۔

(۷۵۴) ولا يجاوز بصره اشارته (عبد الله بن زبير رضي الله عنه)۔

نظر کو اشارہ کے آگے نہ لے جاتے۔ ☆

اوپر والی روایت کا ٹکڑا ہے۔

(۷۵۵) كان في الركعتين أوليين كأنه على رضفه حتى يقوم (ابن مسعود رضي الله عنه)۔

پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں ایسے بیٹھے گویا کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں حتیٰ کہ کھڑے ہو جاتے۔ ☆

منقطع ہے، راوی ابو عبیدہ کا اپنے باپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل ص ۲۵۷)۔

(۷۵۶) نهى أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض في الصلوة (ابن عمر رضي الله عنه)۔

منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کا سہارا لے۔ ☆

شاذ ہے، راوی ابن عبد الملک نے اپنے سے ثقہ راوی امام احمد کی مخالفت کی ہے، اصل روایت ان

يجلس الرجل في الصلوة وهو معتمد على يده ہے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے کر

بیٹھے جس کو ابن عبد الملک نے اذا نهض في الصلوة کے الفاظ سے روایت کیا ہے ابن عبد الملک ثقہ

اور قوی ہیں مگر امام مسلم فرماتے ہیں کثیر الخطاء ہیں (مرعاة ص ۶۷۰ ج ۱)۔

(۷۵۷) كان ينهض في الصلوة على صدور قدميه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

آپ نماز میں قدموں کی تلیوں کے بل کھڑے ہوتے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک الحدیث ہے (احمد)، کوئی شیء نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے

(نصب الرایہ ص ۳۸۹ ج ۱)، اس روایت کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ۱۴۷ ج ۱) اور اس کا استاذ ابو صالح مختلط

ہو گیا تھا معلوم نہیں کہ خالد نے اس سے روایت اختلاط سے پہلے لی ہے یا بعد میں (نصب الرایہ ص ۳۸۹)۔

(۷۵۸) إذا نهض من الركعتين وضع يديه على فخذه أبو هريرة رضي الله عنه)۔

جب آپ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے۔ ☆

۷۵۴۔ أبو داؤد ح ۹۹۰ باب الإشارة في التشهد، بیہقی ص ۱۳۲ ج ۲۔

۷۵۵۔ أبو داؤد ح ۹۹۰ باب في تخفيف القعود، شرح السنة ص ۱۶۸ ج ۳، حلیۃ الأولیاء ص ۲۰۷ ج ۴۔

۷۵۶۔ أبو داؤد ح ۹۹۲، مصنف عبد الرزاق ص ۱۹۷ ج ۲ ح ۳۰۵۴، بیہقی ص ۱۳۵ ج ۲۔

۷۵۷۔ ترمذی ح ۲۸۸ باب منه أيضاً، شرح السنة ص ۱۶۶ ج ۳، بیہقی ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۵۸۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ۷۵۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس موقوف الحدیث ہے (دیکھئے اوپر والی حدیث)۔  
 (۷۵۹) رأیت ابن عمر وابن عباس وابن الزبیر وأبا سعید الخدری یقومون علی صدور أقدامهم فی الصلوة (عطیہ عوفی)۔  
 میں نے ابن عمر، ابن عباس، عبد اللہ بن زبیر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ نماز میں اپنے پاؤں کی تلیوں کے بل اٹھتے تھے۔ ☆  
 ضعیف ہے، راوی عطیہ عوفی ضعیف ہے (میزان ص ۳۸۰ ج ۳)، صدوق کثیر الخطاء اور دلس تھا (تقریب ص ۳۴۰)۔

## آخری تشہد

(۷۶۰) إذا دخل أحدکم المسجد والإمام فی التشہد فلیکبر ولیجلس معه فإذا سلم فلیقم إلی الصلاة فإنه أدرك فضل الجماعة (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)۔  
 تم میں جب کوئی مسجد میں آئے اور امام تشہد میں ہو وہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے ساتھ تشہد میں بیٹھ جائے اور جب امام سلام پھیرے تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس نے جماعت کی فضیلت پالی ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے، راوی محمد بن حسن نقاش مفسر حدیث میں جھوٹ بولتا تھا (میزان ص ۵۲۰ ج ۳)۔  
 (۷۶۱) لا یقبل اللہ صلوة إلا بطہارة والصلوة علی (عائشة رضی اللہ عنہا)۔  
 اللہ تعالیٰ طہارت اور مجھ پر درود کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔ ☆  
 واصلوۃ علی کے الفاظ ثابت نہیں ہیں، راوی عمرو بن شمر موقوف ہے (تلخیص ص ۲۶۲ ج ۱)، کوئی شیء نہیں (ابن معین) زائغ کذاب ہے (جوز جانی ☆ میزان ص ۲۶۸ ج ۳)، اور اس کا استاذ جابر بھی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔  
 (۷۶۲) لا صلوة لمن لم یصل علی النبی ﷺ (سہل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔  
 جو نبی ﷺ پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں ہے۔ ☆

۷۵۹۔ بیہقی ص ۱۲۵ ج ۲، نصب الرایۃ ص ۳۸۹ ج ۱، درایۃ ص ۱۴۷ ج ۱۔

۷۶۰۔ دیلمی ص ۳۷۰ ج ۱، کنز العمال ص ۶۴۴ ج ۷۔

۷۶۱۔ دار قطنی ص ۳۵۵ ج ۱، التلخیص ص ۲۶۲ ج ۱۔

۷۶۲۔ بیہقی ص ۳۷۹ ج ۲، دار قطنی ص ۳۵۵ ج ۱۔

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالمصین قوی نہیں (دارقطنی ص ۳۵۵ ج ۱)، مکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص ۲۶۷۱)۔

(۷۶۳) من صلی صلوٰۃ لم یصل فیہا علی ولا علی اهل البيت لم تقبل منه أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ۔

جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور اہل بیت پر درود نہ بھیجا اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ ☆ جھوٹ ہے، راوی جابر بھی رافضی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(۷۶۴) لو صلیت صلوٰۃ لا أصلی فیہا علی آل محمد ما رأیت أن صلوٰتی تتم (أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

میں اگر ایسی نماز پڑھوں جس میں آل محمد پر درود نہ پڑھوں تو میرے خیال میں وہ نماز پوری نہیں ہوتی۔ ☆ جھوٹ ہے، اس لئے کہ یہ بھی جابر بھی کی روایت ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(۷۶۵) إذا تشهد أحدكم فی الصلوٰۃ فليقل اللهم صلی علی محمد وعلی آل محمد كما صلیت وبارکت وترحمت علی إبراہیم وعلی آل إبراہیم إنك حمید مجید (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم میں جب کوئی تشهد بیٹھے تو مذکورہ درود اللهم صلی علی محمد سے لیکر آخر تک پڑھے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی رجل من آل حارث مجھول ہے (تلخیص ص ۲۶۳ ج ۱)۔

(۷۶۶) إذا قضی الإمام الصلوٰۃ وقعد فاحث قبل أن يتكلم فقد تمت صلوٰتہ ومن خلفه ممن أتم الصلوٰۃ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۷۶۳۔ دارقطنی ص ۳۵۵ ج ۱۔

۷۶۴۔ دارقطنی ص ۳۵۶ ج ۱، بیہقی ص ۳۷۹ ج ۲۔

۷۶۵۔ بیہقی ص ۳۷۹ ج ۲، المستدرک ص ۲۶۹ ج ۱، نصب الراية ص ۴۲۷ ج ۱، التلخیص ص ۲۶۳ ج ۱۔

۷۶۶۔ أبوداود ح ۶۱۷ باب الامام يحدث بعد ما يرفع رأسه من آخر ركعة، نصب الراية ص ۶۳ ج ۲،

علل المتناہیة ص ۴۴۲ ج ۱، بیہقی ص ۱۶۷ ج ۲، دارقطنی ص ۳۷۹ ج ۱، شرح السنة

ص ۲۷۶ ج ۳، طحاوی ص ۲۷۴ ج ۱، ترمذی باب فی الرجل يحدث بعد التشهد ح ۴۰۸۔

امام جب نماز پوری کرے اور تشہد میں بیٹھ جائے تو کلام کرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اس کی اور پیچھے مقتدی کی نماز بھی پوری ہوگی۔ ☆

ضعیف مضرب ہے، راوی عبد الرحمن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۱۳۱۲ ج ۱)، اضطراب کی وجہ یہ ہے کبھی تو اس نے یہ روایت:-

(۷۶۷) إذا رفع رأسه من آخر السجود فقد مضت صلوته إذا هو أحدث۔  
جب وہ آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو اس کی نماز پوری ہو گئی جب وہ اس حالت میں بے وضو ہو جائے۔  
ان الفاظ سے اور کبھی:-

(۷۶۸) إذا قضی الإمام الصلوة فقع فحدث هو أو أحد ممن اتم الصلوة معه قبل أن يسلم الإمام فقد تمت صلوته فلا يعود فيها۔ ☆  
کہ جب امام نماز پوری کر لے اور تشہد میں بیٹھا ہو تو بے وضو ہو جائے یا وہ مقتدی جس نے امام کے ساتھ نماز پوری کر لی ہے تو وہ تشہد میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہے وہ دوبارہ نہ پڑھے۔ کے الفاظ سے اور کبھی:-

(۷۶۹) إذا رفع المصلی رأسه من آخر صلوته وقضى تشهدته ثم أحدث فقد تمت صلوته فلا يعود لها۔ ☆

جب نمازی آخر نماز (سجدہ) میں سے سر اٹھائے اور وہ اپنا تشہد پورا کر لے پھر بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہے وہ اسے نہ لوٹائے، کے الفاظ سے روایت کی ہے۔

نوٹ: احناف کا مذہب اس کے برعکس ہے وہ یہ ہے کہ اگر نمازی اپنا وضو عمداً توڑ دے تو نماز درست اور اگر

۷۶۷۔ بیہقی ص ۱۳۹ ج ۲، دار قطنی ص ۳۷۹ ج ۱۔

۷۶۸۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ۷۶۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۶۹۔ بیہقی ص ۱۳۹ ج ۲ بمعناہ۔

وضوء خود بخود ٹوٹ جائے تو نماز فاسد ہے۔

(۷۷۰) إذا جلس الإمام في الرابعة ثم أحدث فقد تمت صلوته فليقم حيث شاء (علی رضی اللہ عنہ)۔

امام جب چوتھی رکعت میں بیٹھا ہو تو بے وضو ہو جائے اس کی نماز پوری ہوگی وہ جب چاہے کھڑا ہو جائے۔ ☆  
سخت ضعیف ہے، اولاً راوی حجاج بن ارطاة ضعیف اور مدلس ہے اور دوسرا راوی حارث الاعور مقہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۷۷۱) إذا جلس مقدار التشهد ثم أحدث فقد تمت صلوته (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب نمازی تشہد کی مقدار بیٹھ جائے اور پھر بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہوگی۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی عاصم بن حمزہ قوی نہیں (بیہقی ص ۳۳ ج ۲)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد نصب الراية ص ۶۳ ج ۱)۔  
(۷۷۲) من أحدث حدثاً بعد ما يفرغ من التشهد فقد تمت صلوته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد بے وضو ہو جائے اس کی نماز پوری ہوگی۔ ☆  
ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن بن حسن ابو مسعود زجاج اس روایت میں منفرد ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے اس روایت کو عطاء سے مرسل روایت کیا ہے ابو نعیم کہتے ہیں یہ غریب ہے (نصب الراية ص ۶۳ ج ۱)، عبد الرحمن بن حسن عام محدثین کے نزدیک صالح الحدیث ہے مگر ابو حاتم کہتے ہیں قابل حجت نہیں (میزان ص ۵۵۶ ج ۲)۔

(۷۷۳) كان يسلم تسليمة واحدة (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ صرف ایک سلام پھیرتے۔ ☆

- 
- ۷۷۰۔ نصب الراية ص ۶۳ ج ۲، دراية ص ۱۷۵ ج ۱۔  
۷۷۱۔ بیہقی ص ۱۷۳ ج ۲، نصب الراية ص ۶۴ ج ۲، دراية ص ۱۷۵ ج ۱۔  
۷۷۲۔ حلیۃ الأولیاء ص ۱۱۷ ج ۵، نصب الراية ص ۶۳ ج ۲۔  
۷۷۳۔ ابن ماجہ ج ۱، ابن حبان ص ۲۲۴ ج ۴، ترمذی ج ۲۹۶، المستدرک ص ۲۳۰ ج ۲، التلخیص ص ۲۷۰ ج ۱۔

اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں سخت اختلاف ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں مرفوعاً وہم ہے، ابو حاتم کہتے ہیں منکر ہے، ابن عبد البر فرماتے ہیں مرفوعاً صحیح نہیں، عاصم نے ہشام سے اس کو مرفوع روایت کیا ہے اور عاصم ضعیف ہے اس کو وہم ہو گیا ہے اس عاصم سے مراد میرے نزدیک عاصم بن عمر ہے اور جس نے اس کو عاصم الاحول گمان کیا ہے اسے بھی وہم ہوا ہے واللہ اعلم (التلخیص ص ۱۷۰ ج ۱)۔

(۷۷۴) ثم سلموا علی الیمنین ثم سلموا علی قارئکم وعلی أنفسکم (سمرۃ رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تم دائیں طرف سلام کہو پھر اپنے امام اور اپنے نفسوں پر سلام کہو۔ ☆  
ضعیف ہے، سند میں مجہول راوی ہیں (تلیخیص ص ۱۷۱ ج ۱)۔

(۷۷۵) أمرنا رسول اللہ ﷺ أن نرد علی الإمام ونتحاب وأن یسلم بعضنا علی بعض (سمرۃ)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم امام پر سلام لوٹائیں اور باہم محبت کریں اور بعض ہمارا بعض پر سلام کہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن بشیر ضعیف ہے (تقریب ص ۱۲۰) ثانیاً حسن بصری مدلس ہیں۔

(۷۷۶) ینصرف عن شمالہ الی منزله (أسماء بن حارثہ)۔

اپنے گھر کی طرف بائیں جانب سے جاتے۔ ☆

باطل ہے، راوی یثیم بن عدی ضعیف ہے جس کی کذب کی طرف نسبت کی گئی ہے (مجمع ص ۱۴۶ ج ۱)، متروک ہے (نسائی)، ثقہ نہیں جھوٹ بولتا تھا (بخاری وابن معین)، کذاب تھا (ابو داؤد ☆ میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔

۷۷۴۔ ابو داؤد ح ۹۷۵، التلخیص ص ۲۷۱ ج ۱۔

۷۷۵۔ ابو داؤد ح ۱۰۰۱، المستدرک ص ۱۷۰ ج ۱، بیہقی ص ۱۸۱ ج ۲۔

۷۷۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۹۶ ج ۱ ح ۸۷۱، مجمع ص ۱۴۶ ج ۲۔

## سلام کے بعد ذکر

(۷۷۷) إذا انصرف المنصرف من الصلوة ولم يقل اللهم أجرني من النار وادخلني الجنة وزوجني من الحور العين قالت الملائكة يا ويح هذا أعجز أن يستجير بالله من جهنم وقالت الجنة يا ويح هذا أعجز أن يسأل الله الجنة وقالت الحور العين أعجز أن يسأل الله أن يزوجه من الحور العين (أبو أمامة رضي الله عنه)۔

آدی جب نماز سے سلام پھیر کر یہ کلمے نہ کہے کہ ”اے اللہ مجھے جہنم سے پناہ دے اور جنت میں داخل کر اور میری شادی حور عین سے کر تو فرشتے کہتے ہیں اس پر افسوس ہے یہ تو اس سے بھی عاجز ہے کہ اللہ کے نام سے جہنم سے پناہ مانگے اور جنت کہتی ہے افسوس ہے یہ تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے سے بھی عاجز ہے اور حوریں کہتیں ہیں اس پر افسوس یہ تو اللہ تعالیٰ سے حوروں کے ساتھ شادی کا سوال کرنے سے بھی عاجز ہے۔“ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن حصن عکاشی متروک ہے (مجمع ص ۱۳۸ ج ۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کذاب ہے (ابن معین)، روایتیں وضع کرتا تھا (واقطنی ☆ میزان ص ۷۷ ج ۳، ص ۲۵ ج ۴)۔

(۷۷۸) جو نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو ساتوں آسمانوں میں سوراخ ہو جاتا ہے وہ سوراخ اس وقت تک نہیں مٹا جب تک اللہ تعالیٰ آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو دیکھ نہیں لیتا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس کی نیکیوں کو لکھتا ہے اور برائیوں کو مٹا دیتا ہے (ابوالزبیر)۔

من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ تمیمی جھوٹ کا ایک رکن ہے (ازدی)، حدیثیں وضع کرتا تھا (صالح ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

۷۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۱۰۲ ج ۸، ۷۴۹۶، مجمع ص ۱۴۸ ج ۲، مسند الشامیین ح ۱۶۰۱۔

۷۷۸۔ کتاب الموضوعات ص ۱۷۶ ج ۱، اللالی ص ۲۳۲ ج ۱، تنزیہ ص ۲۸۶ ج ۱، الفوائد المجموعۃ



(۷۷۹) ہر فرضی نماز کے بعد آیہ الکرسی پڑھنے سے انبیاء علیہم السلام کا ثواب اور صادقین کے اعمال دیے جاتے ہیں۔ اللہ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیلاتا ہے اور اس پر رحمت کرتا ہے اور اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی نہیں روکتا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، ابن جوزی فرماتے ہیں اس سند میں کئی مجہول راوی ہیں ان میں سے کسی ایک نے پہلی من گھڑت روایت سے اس کو چڑھایا ہے (کتاب الموضوعات ص ۷۷۷ ج ۱)۔

(۷۸۰) سورة الفاتحة، آیہ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں شہد اللہ سے لیکر آخر تک اور قل اللهم مالک الملك سے لیکر آخر آیت تک یہ عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ تو ہمیں زمین میں ان کی طرف اتار دے جو بوی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے تم کو جو بھی فرض نماز کے بعد پڑھے گا میں اس کو ضرور جنت دوں گا اور حظیرہ القدس میں ٹھہراؤں گا اور ہر روز میں اس کی طرف ستر دفعہ دیکھوں گا اور روزانہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا جن میں سب سے کم درجہ کی حاجت بخشش ہے اور میں اس کی ضرورت اس کے دشمن پر مدد کروں گا اور اس سے اپنی پناہ میں رکھوں گا (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی حارث بن عمیر ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایتیں کرتا تھا یہ روایت بھی ایسی ہے جس کا کچھ اصل نہیں (کتاب البحر وحین ص ۲۲۳ ج ۱)، حارث کذاب ہے اور اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (ابن خزیمہ ☆ کتاب الموضوعات ص ۷۷۸ ج ۱)۔

(۷۸۱) قوم شهدوا صلوة الصبح ثم جلسوا یدکرون اللہ حتی طلعت الشمس فأولئك أسرع رجعة وأفضل غنیمة (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو لوگ فجر کی نماز میں شریک ہوتے ہیں اور پھر سورج کے طلوع ہونے تک بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہتے

۷۷۹۔ کتاب الموضوعات ص ۱۷۷ ج ۱، اللالی ص ۲۳۲ ج ۱، تنزیہ ص ۲۸۹ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۳۰۰۔

۷۸۰۔ کتاب الموضوعات ص ۱۷۷ ج ۱، اللالی ص ۲۲۸ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۲۹۷، المغنی عن

حمل الاسفار ص ۳۱۶ ج ۱، ضعیفہ ص ۱۳۸ ج ۲، کتاب المجروحین ص ۲۱۸ ج ۱، عمل الیوم

واللیلة ص ۱۱۱ ج ۱۲۰۔

۷۸۱۔ ترمذی ح ۳۰۶۱۔

ہیں یہی لوگ ہیں جلدی لوٹ آنے والے اور بہتر غنیمت پانے والے۔ ☆

ضعیف غریب ہے، راوی حماد بن ابی حمید ضعیف مکر الحدیث ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۵۴ ج ۱) مکر الحدیث ہے (بخاری)، اس کی حدیث کوئی شے نہیں (ابن معین) وثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص ۱۵ ج ۱)۔

(۷۸۲) ألا أدلك على ما هو أسرع أياها وأفضل مغنماً من صلى الغداة في جماعة ثم ذكر الله حتى تطلع الشمس (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں جو جلدی لوٹنے والا اور بہتر غنیمت پانے والا ہے وہ آدمی جو فجر کی باجماعت نماز پڑھتا ہے پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے، راوی حمید بن مولى علقمہ ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۷ ج ۱۰)۔

(۷۸۳) يا أم سليم إذا صليت المكتوبة فقولي سبحان الله عشراً والله أكبر عشراً ثم سلى ما شئت فإنه يقول لك نعم نعم نعم (أنس رضي الله عنه)۔

اے ام سلیم جب تو فرضی نماز پڑھے تو دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر تو جو چاہے طلب کر اللہ اس کے جواب میں تین بار کہتا ہے ہاں میں نے قبول کیا۔ ☆

مخت ضعیف ہے، راوی عبدالرحمن بن اسحاق واسطی کوئی شے نہیں مکر الحدیث ہے (احمد)، ضعیف متروک ہے (ابن معین)، ضعیف (نسائی)، قابل نظر ہے (بخاری ☆ میزان ص ۵۴۸ ج ۲)۔

(۷۸۴) علم في دبر كل صلوٰۃ سبحان الله عشراً والحمد لله عشراً والله أكبر عشراً (أم مالك الأنصارية رضي الله عنها)۔

آپ نے سکھایا کہ ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کریں۔ ☆ ضعیف ہے، ایک راوی عطاء بن سائب مختلط ہے اور دوسرا راوی مجہول ہے (مجمع ص ۱۰۲ ج ۱۰)۔

۷۸۲۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۷ ج ۱۰ بحوالہ البزار۔

۷۸۳۔ کنز العمال ص ۱۳۴ ج ۲ ص ۳۴۷۰۔

۷۸۴۔ طبرانی کبیر ص ۱۴۰ ج ۲ ص ۳۰۱۔

(۷۸۳ب) تین امور ایسے ہیں جو ایمان کے ساتھ ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی جو کرتا ہے وہ جنت کے جس دروازہ سے بھی داخل ہونا چاہے ہو سکتا ہے ان میں ایک تو وہ ہے جس نے قاتل کو معاف کیا دوسرا وہ جس نے ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل هو اللہ سورت پڑھی اور تیسرا خفیہ طریقہ سے قرض ادا کیا (جابر رضی اللہ عنہ)۔  
ضعیف ہے، راوی عمر بن نبھان متروک ہے (مجمع ص ۱۰۲ ج ۱۰)۔

(۷۸۵) من قال دبر كل صلوة سبحان رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين فقد أكتال بالجرب الأوفى من الأجر (عبد الله بن أرقم رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز کے بعد آیت سبحان ربک رب العزۃ - رب العالمین تک پڑھی تو اس نے اجر کا پورا توڑا ماپ لیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المہم بن بشر سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۵ ج ۱۰)، شدید منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا ہے جو ان کی روایات میں سے نہیں ہوتیں۔ کسی بھی حال میں قابل حجت نہیں (کتاب البحر وجین ص ۱۳۸ ج ۲)۔

(۷۸۶) ہم آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کو سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون سے پہچانتے تھے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمر متروک (مجمع ص ۱۰۳ ج ۱۰)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۵۹۱ ج ۳)۔

(۷۸۷) من قال دبر كل صلوة استغفر الله وأتوب إليه غفر له وإن كان فر من الزحف (براء رضی اللہ عنہ)۔

جو ہر نماز کے بعد استغفر اللہ واتوب الیہ کہے تو اسے بخش دیا جائے گا خواہ وہ لڑائی سے بھاگا ہو۔ ☆

۷۸۴ب۔ أبو یعلیٰ ص ۳۲۳ ج ۲ ح ۱۷۸۸۔

۷۸۵۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۳، الترغیب والترہیب ص ۴۵۴ ج ۲، کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۲۔

۷۸۶۔ طبرانی کبیر ص ۹۵ ج ۱۱ ح ۱۱۲۲۱۔

۷۸۷۔ طبرانی اوسط ص ۳۶۰ ج ۸ ح ۷۷۳۴۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن فرقہ ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۴ ج ۱۰)، مکر الحدیث قابل نظر ہے (بخاری ☆ میزان ص ۳۱۷ ج ۳)۔

(۷۸۸) اللهم أنت السلام ومنك السلام و إليك يرجع السلام حيننا ربنا بالسلام وأدخلنا دار السلام کے الفاظ اکثر خفی نمازوں کی کتابوں میں لکھے جاتے ہیں مگر یہ من گھڑت ہیں جن کا کسی ضعیف روایت سے بھی ثبوت نہیں ملتا۔

اسی طرح ومنك السلام کے بعد و اليك السلام کا لفظ شاذ ہے جو صحیح احادیث میں نہیں پایا جاتا۔  
(۷۸۹) سنت فجر کے بعد آپ یہ دعا ”اللهم رب جبریل ومیکائیل ورب اسرافیل ورب محمد أعوذ بك من النار“ پڑھتے اور پھر نماز فجر کی طرف نکلتے (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔  
اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی سفیان بن وکیع ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۴ ج ۱۰)۔

(۷۹۰) جو شخص فجر کے وقت أعوذ بالله السميع العليم تین مرتبہ کہے اور سورت حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کرتا ہے کہ جو اس کے لئے شام تک دعا کرتے ہیں اگر وہ اس دن مر جائے تو وہ شہید ہوگا اسی طرح جو شام کے وقت پڑھے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں (معقل بن یسار رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی خالد بن طھمان وفات سے دس سال پہلے غلط ہو گیا تھا جو روایت اس کے لئے پیش کی جاتی وہ اس کا اقرار کر لیتا تھا ذہبی فرماتے ہیں یہ روایت سخت غریب ہے (میزان ص ۶۳۲ ج ۱)۔  
(۷۹۱) جو صبح کی نماز کے بعد اپنے پاؤں موڑنے اور کلام کرنے سے پہلے دس مرتبہ ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد ويحيى ويميت بيد الخیر وهو على كل

۷۸۸۔ مرقاة شرح مشکوة ص ۳۵۸ ج ۲۔

۷۸۹۔ أبو یعلیٰ ص ۳۹۴ ج ۴ ح ۴۷۶۰، مجمع الزوائد ص ۱۰۴ ج ۱۰۔

۷۹۰۔ مسند أحمد ص ۲۶ ج ۵، کنز ص ۱۶۷ و ص ۱۳۸ ج ۲،

۷۹۱۔ مجمع البحرين ص ۲۹ ج ۸، طبرانی أوسط ص ۳۲۵ ج ۵، مجمع الزوائد ص ۱۰۸ ج ۱،

ترغیب ص ۳۰۶ ج ۱۔

شیء قدیر“ کہے تو اس کے لئے ایک بار کہنے کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں اور اس دن وہ ہر ناپسندیدہ کام اور شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور ہر مرتبہ اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ایک غلام بارہ ہزار گنے بدلے ہے اس دن اسے سوائے شرک کے کوئی اور گناہ نہیں پہنچتا اور جو نماز مغرب کے بعد اس کلمے کو پڑھے اسے بھی صبح کی طرح اجر ملے گا (ابودرداء رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی موسیٰ بن محمد بلقاوی متروک ہے (مجمع ص ۱۰۸ ج ۱۰)، ثقہ نہیں (نسائی)، جھوٹ بولتا تھا (ابو زرعة وابو حاتم)، حدیث چور تھا (ابن عدی)، اس سے روایت لینی حلال نہیں کیونکہ حدیث گھڑ لیتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۱۹ ج ۴)۔

(۷۹۲) من صلی الصبح ثم قرأ قل هو الله أحد مائة مرة قبل أن يتكلم فكلما قرء قل هو الله أحد غفر له ذنب منه (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔

جو صبح کی نماز کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو دفعہ سورت قل ہو اللہ پڑھے تو جب بھی قل ہو اللہ پڑھے گا تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمن قشیری ضعیف ہے (مجمع ص ۱۱۹ ج ۱۰)، منکر الحدیث ہے (ابن عدی)، متروک الحدیث ہے (دارقطنی)، منکر روایتیں لاتا ہے (خلیلی)، اس کی روایت عن السمر المطیری منکر ہے اس کا نہ کوئی اصل ہے اور نہ متابعت اور وہ مجہول ہے (عقیلی ☆ لسان ص ۲۵۱ ج ۵)۔



## ۱۱۔ کتاب النوافل

(۷۹۳) من صلی رکعتی الفجر کتب الله له الف الف حسنة (ابو ہریرہ)

جو فجر کی دو رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ ☆  
دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۷۹۴) لا تدعوا رکعتی الفجر وان طررتکم الخیل (أبو ہریرہ)

تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو خواہ تمہیں دشمن کے گھوڑے روند ڈالیں۔ ☆  
ضعیف ہے، اولاً راوی عبد الرحمن بن اسحاق مدنی مختلف فیہ ہے ابن معین کے نزدیک ثقہ ہے دارقطنی فرماتے ہیں ضعیف ہے ابو حاتم اور عبد الحق فرماتے ہیں قابل حجت نہیں۔ احمد فرماتے ہیں صالح الحدیث ہے بخاری فرماتے ہیں مقارب الحدیث ہے۔

دوسرا راوی ابن سیلان نا معلوم ہے ابو حاتم اور عجل فرماتے ہیں اس کی حدیث لکھ لی جائے قوی نہیں بخاری فرماتے ہیں اس کے حافظہ پر اعتماد نہیں نسائی اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں (اعلام اہل العصر ص ۸)  
(۷۹۵) کان لا یدع رکعتی الفجر فی السفر ولا فی الحضر ولا فی الصحۃ ولا

فی السقم۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

آپ فجر کی دو رکعتیں سفر، حضر، صحت اور بیماری میں بھی نہ چھوڑتے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن رجاء صدوق کثیر الخطأ والضعیف ہے اور دوسرا راوی عمران القطان ضعیف ہے (احمد ونسائی ☆ اعلام اہل العصر ص ۱۰)

(۷۹۶) لا تترکوا رکعتی الفجر فان فیہما الرغائب (ابن عمر رضی اللہ عنہما)

تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو کیونکہ ان میں رغبتیں ہیں۔ ☆

۷۹۳۔ دیلمی ص ۴۷ ج ۴ ح ۵۶۳۹۔

۷۹۴۔ مسند أحمد ص ۴۰۵ ج ۲، أبو داؤد ح ۱۲۵۸ باب فی تخفیفہا، طحاوی ص ۲۹۹ ج ۱۔

۷۹۵۔ طبرانی أوسط ص ۲۲۱ ج ۸ ح ۷۴۵۳، ملخصاً، أعلام أہل العصر ص ۱۰۔

۷۹۶۔ طبرانی کبیر ص ۳۱۱ ج ۱۲، نصب الراية ص ۱۶۲ ج ۲، أعلام أہل العصر ص ۱۰۔

ضعیف ہے ایک راوی سدید بن عبد العزیز لیں الحدیث ہے (تقریب ص ۱۴۱) دوسرا راوی لیث بن ابی سیم غلط ہے (تقریب ص ۲۸۷)

(۷۹۷) علیک برکعتی الفجر فان فیہا فضیلة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تجہ پر فجر کی دو رکعتوں لازم ہیں کیونکہ ان میں فضیلت ہے۔ ☆

ضعیف ہے، محمد بیلمانی ضعیف ہے (مجمع الزوائد ص ۲۱۱ ج ۲ - دیکھئے نمبر ۵۴ پر)۔

(۷۹۸) رکعتی الفجر حافظوا علیہما فانہما من الفضائل۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

فجر کی دو رکعتوں پر حفاظت کرو ان میں بڑی فضیلتیں ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایوب رضی اللہ عنہ بن سلیمان مجہول ہے (لسان ص ۴۸۱ ج ۱)

(۷۹۹) اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة الا رکعتی الفجر۔ (ابو ہریرہ)

جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر صرف فرض نماز ہے مگر فجر کی دو رکعتیں۔ ☆

الارکعتی الفجر کے الفاظ باطل اور بے اصل ہیں اولاً راوی حجاج بن نصیر ضعیف تلقین قبول کرتا تھا (تقریب

ص ۶۵) ثانیاً راوی عباد بن کثیر بصری متروک ہے احمد فرماتے ہیں اس نے جھوٹی روایات روایت کی ہیں

(تقریب ص ۱۶۳) بیہقی فرماتے ہیں اس روایت کا کچھ اصل نہیں۔ (بیہقی ص ۴۸۳ ج ۲)

(۸۰۰) لم يضطجع سنة ولكنه كان يدأب ليله فيستريح (عائشہ رضی اللہ عنہا)

رسول اللہ فجر کی دو رکعت کے بعد سنت کی بنا پر نہیں لیٹتے تھے لیکن رات کے قیام کی وجہ سے تھک جاتے تو

اس وجہ سے آرام فرماتے۔ ☆

ضعیف ہے اس میں ایک راوی نامعلوم ہے (مصنف عبد الرزاق ص ۴۳ ج ۳)

(۸۰۰ ب) ابن عمر نے چند لوگوں کو فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹے دیکھا تو ان کو منع فرمایا لوگ کہنے لگے ہم تو سنت

۷۹۷۔ مجمع ص ۲۱۷ ج ۲، کنز العمال ص ۳۷۰ و ص ۳۷۴ ج ۷۔

۷۹۸۔ مسند احمد ص ۸۲ ج ۲

۷۹۹۔ بیہقی ص ۴۸۳ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۳۳، تنزیہ ص ۱۲۳ ج ۲۔

۸۰۰۔ مصنف عبد الرزاق ص ۴۴ ج ۳۔

۸۰۰ ب۔ بیہقی ص ۴۶ ج ۱

پر عمل کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا یہ بدعت ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہما)

ضعیف ہے راوی زید الحمی ضعیف ہے (تقریب ص ۱۱۲)۔

(۸۰۱) والاربع قبل الظهر بتسلیم واحدہ۔ ☆

ظہر سے پہلے ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں۔ ☆ حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۰۲) اربع قبل الظهر لا يفصل بينهما بتسلیم (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)

ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن میں سلام کے ساتھ فصل نہ ہو۔ ☆

لا يفصل لیکر آخر تک کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عبیدہ بن معتب ضعیف اور غلط ہے (تقریب ص ۲۳۱)

(۸۰۳) قلت الفصل بينهما بسلام قال لا (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)

میں نے کہا کیا ان چاروں میں سلام کے ساتھ فصل کروں فرمایا نہیں۔ ☆

منقطع ضعیف ہے۔ اس کی سند میں دو راوی محمد بن حسن اور اس کا استاذ بکیر بن عامر بکلی ضعیف ہے

(تقریب ص ۲۹۴ و ص ۴۷) پھر خفی اور شععی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ان

دونوں کا ایوب رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے۔

(۸۰۴) رسول اللہ ﷺ نصف النهار کے وقت نماز پسند کرتے اور فرماتے اس وقت آسمان کے دروازے کھول

دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے یہ ایسی نماز ہے جس کی

حفاظت آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ (ثوبان رضی اللہ عنہ)

باطل ہے راوی عتبہ بن سکن متروک ہے (مجمع ص ۲۱۹ ج ۲) واہ ہے جو وضع کی طرف منسوب ہے (بیہقی

لسان ص ۱۲۸ ج ۴)

(۸۰۵) من صلی هن من امتی فقد احياء ليلة ساعة تفتح فيها ابواب السماء و

۸۰۱۔ ہدایہ ص ۱۴۷ ج ۱، نصب الراية ص ۱۴۲ ج ۲، درایہ ص ۱۹۹ ج ۱۔

۸۰۲۔ الکمل ص ۱۹۹ ج ۵، میزان الاعتدال ص ۲۵ ج ۳، ابن خزیمہ ص ۲۲۱ ج ۲۔

۸۰۳۔ تقریب ص ۲۹۴ ص و ص ۴۷۔

۸۰۴۔ کشف الاستار ح ۷۰۰، مجمع ص ۲۱۹ ج ۲۔

۸۰۵۔ طبرانی کبیر ص ۱۲۹ ج ۱۱ ح ۱۱۳۶۴۔



يستجاب فيها الدعاء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے میری امت میں سے ان چار رکعتوں کو پڑھا اس نے گویا رات کو زندہ کیا یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ابو ہریرہ نافع متروک ہے (مجمع ص ۲۲۰ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) جھوٹا ہے (ابن معین) اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں ضعف واضح ہے (ابن معین) ☆ لسان ص ۱۳۷ ج ۶

(۸۰۶) ای ساعة كان اكثر يصلي فيها رسول الله ﷺ قالت دلوك الشمس حتى تميل (عائشه رضی اللہ عنہا)

کوئی گھڑی میں رسول اللہ ﷺ زیادہ نماز پڑھتے فرمایا سورج ڈھلنے کے وقت نماز پڑھتے یہاں تک کہ وہ ڈھل جاتا۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن مسلم بن ہریرہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۲۰ ج ۲) صالح الحدیث ہے (احمد) قوی نہیں (ابن المدینی وابن معین) ضعیف ہے نسائی ☆ میزان ص ۵۰۳ ج ۲

(۸۰۷) من صلى قبل الظهر اربع ركعات كمن تهجد بهن من ليلة (براء رضی اللہ عنہ)

جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں وہ اس طرح ہے جو ان کو تہجد میں پڑھتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حفص بن سالم الباہلی کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۲)

(۸۰۸) من صلى قبل الظهر اربعاً كن له كعتق رقبة من بنى اسمعيل (عمرو الانصاري رضی اللہ عنہ)

جو ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھے وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے غلام

آزاد کیا ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی عمرو الانصاری کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۲۲۱ ج ۲)

۸۰۶ طبرانی اوسط ص ۱۱ ج ۵ ح ۴۰۱۰۔

۸۰۷ طبرانی اوسط ص ۹۹ ج ۹۹ ح ۶۳۲۲۔

۸۰۸ مجمع ص ۲۲۱ ج ۲ والترغیب والترہیب ص ۴۰۱ ج ۱ بحوالہ طبرانی کبیر۔

(۸۰۹) من صلی اربعاً قبل الظهر کن له کاجر عشر رقبات او قال اربع رقاب من ولد اسماعیل (صفوان)

جو ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھے وہ اس کے لئے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے دس یا چار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہوں گے۔ ☆

سخت ضعیف ہے اس کی سند میں نامعلوم راویوں کی ایک جماعت ہے (مجمع ص ۲۲۵ ج ۲)

(۸۱۰) کان اذا فاتته الاربع قبل اظهر صلاھا بعد رکعتین بعد الظهر (عائشہ رضی اللہ عنہا)

جب آپ ﷺ سے ظہر سے پہلے والی چار رکعتیں رہ جاتیں تو انہیں ظہر کی دو رکعتوں کے بعد پڑھ لیتے۔ ☆  
اس متن سے ضعیف ہے راوی قیس بن ربیع صدوق تھا مگر جب بوڑھا ہو گیا تو غلط ہو گیا تھا اس کے بیٹے نے اس کے نام پر ایسی روایتیں کیں جو اس کی حدیث سے نہ تھیں (تقریب ص ۲۸۳)

(۸۱۱) من صلی اربع رکعات قبل العصر حرم الله بدنه علی النار (ام سلمہ رضی اللہ عنہ)

جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی نافع بن مہران اور دیگر راوی نامعلوم ہیں (مجمع ص ۲۲۲ ج ۲)

(۸۱۲) من صلی اربع رکعات قبل العصر لم تمسه النار (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اسے آگ نہیں چھوئے گی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الکریم بن ابی الحارث ابو امیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۲ ج ۲) اس سے حدیث نہ لی

جائے وہ کچھ نہیں (ایوب رضی اللہ عنہ) کوئی شکی نہیں (یحییٰ) میں نے اس کی روایات کو پھینک دیا ہے وہ متروک

کے مشابہ ہے (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی) اس کے ضعیف میں اختلاف نہیں بعض نے اس کی

روایات کو غیر احکام میں قبول کیا ہے مگر قابل حجت نہیں مانا (ابن عبد البر ☆ میزان ص ۶۳۶ ج ۲)

اس میں دوسرا راوی حجاج بن نصیر بھی ضعیف اور متروک ہے (میزان ص ۳۶۵ ج ۱)

۸۰۹ طبرانی اوسط ص ۳۲ ج ۷ ح ۶۰۴۹۔

۸۱۰ ابن ماجہ ح ۱۱۵۸ باب من فاتته الأربع قبل الظهر۔

۸۱۱ مجمع ص ۲۲۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۸۱۲ طبرانی اوسط ص ۲۵۷ ج ۲ ح ۲۶۰۱۔

(۸۱۳) لا تزال امتی يصلون هذه الاربع ركعات قبل العصر حتى تمشي على الارض مغفوراً لها حتماً (علی رضی اللہ عنہ)

میری امت ہمیشہ رہے گی عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتی حتیٰ کہ وہ زمین پر چلے گی تو وہ بلاشبہ بخشش ہوئی ہوگی۔ ☆

باطل ہے راوی عبدالملک بن ہارون بن عمرہ متروک ہے (مجمع ص ۲۲۴ ج ۲) ضعیف ہے (احمد و دارقطنی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) کذاب ہے (ابن معین) دجال ہے (سعدی) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی عام روایات جھوٹ ہیں (صالح بن محمد) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت روایتیں کی ہیں (حاکم ☆ نسائی ص ۷۲ ج ۴)

## مغرب سے پہلے و بعد نوافل

(۸۱۴) ان عند كل اذانین ركعتین ما خلا صلوة المغرب (بریدہ رضی اللہ عنہ)

اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں ہیں سوائے نماز مغرب کے۔ ☆

منکر ہے راوی حیان بن عبید اللہ غلط ہو گیا تھا (مجمع ص ۲۳۱ ج ۲) قوی نہیں (دارقطنی ص ۲۶۵ ج ۱)

(۸۱۵) سألنا نساء رسول الله ﷺ هل رأيتن رسول الله ﷺ يصلي ركعتين قبل المغرب فقلن لا۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

ہم نے ازواج النبی ﷺ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحییٰ بن ابی جراح لین الحدیث ہے (تقریب ص ۳۷۴) اس کا استاد عیسیٰ بن سنان بھی لین الحدیث ہے (تقریب ص ۲۷۰)

۸۱۳۔ طبرانی اوسط ص ۶۱ ج ۶، ۵۱۲۷، مجمع ص ۲۲۲ ج ۲۔

۸۱۴۔ دارقطنی ص ۲۶۴ ج ۱، کشف الاستلح ۶۹۳، مجمع ص ۲۳۱ ج ۲، نصب الراية ص ۱۴۰ ج ۲، درایة ص ۱۹۸ ج ۱۔

۸۱۵۔ نصب الراية ص ۱۴۱ ج ۲، درایة ص ۱۹۹ ج ۱ بحوالہ مسند الشاميين۔

(۸۱۶) ان رسول اللہ ﷺ و ابا بکرو عمر لم یکن یصلونہا (نخعی)

رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ مغرب سے پہلے دو رکعت نہیں پڑھتے تھے۔ ☆  
معصل ہے امام ابراہیم نخعی کی روایت رسول اللہ ﷺ اور شیخین سے معصل ہے پھر سوائے نخعی کے باقی تمام سند  
ضعیف ہے جس میں محمد بن حسن اور ان کے استاذ ابو حنیفہ دونوں ضعیف ہیں اور حماد بن ابی سلیمان غلط ہے۔ کما مر۔

(۸۱۷) عجلوا بر کعتین بعد المغرب لیرفعوا مع الصلوة (حذیفہ)

تم مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنے میں جلدی کرو تاکہ وہ بھی فرضی نماز کے ساتھ اللہ کے حضور پیش کی جائیں۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عبد الرحیم بن زید غمی متروک بلکہ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۵۱)

(۸۱۸) من صلی بعد المغرب رکعتین قبل ان یتکلم کتبتا فی علیین (مکحول)

جو مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے وہ رکعتیں علیین میں لکھی جاتی ہیں۔ ☆  
مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۸۱۹) من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینہن بسوء عدلن لہ  
بعبادۃ ثنتی عشرة سنة۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی غلط کلام نہ کیا تو وہ رکعتیں بارہ سال کی  
عبادت کے برابر ہوں گی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عمر بن ابی خنیم کسی چیز کے برابر نہیں (احمد) سخت ضعیف ہے مگر الحدیث ہے  
(بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص ۳۵۶ ج ۱) یہ  
روایت مکر ہے (میزان ص ۲۱۱ ج ۳)

۸۱۶۔ نصب الرایۃ ص ۱۴۱ ج ۲، درایۃ ص ۱۴۹ ج ۱ بحوالہ کتاب الآثار لمحمد۔

۸۱۷۔ قیام اللیل مروزی ص ۵۴، فیض القدیر ص ۳۰۷ ج ۴، ضعیف الجامع ص ۵۴۰،  
ضعیفۃ ح ۳۸۵۶۔

۸۱۸۔ قیام اللیل ص ۵۴، کنز العمال ص ۳۸۶ ج ۷ ح ۱۹۴۲۱۔

۸۱۹۔ ابن ماجہ ح ۱۳۷۴، باب ما جاء فی الصلاۃ بین المغرب والعشاء، علل المتناہیہ ص ۴۰۶ ج ۱،  
قیام اللیل ص ۵۷۔

(۸۲۰) من صلی ست رکعات بعد المغرب قبل ان یتکلم غفرله ذنوبه خمسين

سنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے چھ رکعتیں پڑھیں اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ ☆

شبہ موضوع ہے راوی محمد بن غزوآن منکر الحدیث ہے (ابو زرہ) خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور موقوف روایات کو مرفوع روایت کر دیتا تھا کسی حال میں بھی قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۳۱ ج ۳)

(۸۲۱) من صلی ست رکعات بعد المغرب غفرله ذنوبه وان کان مثل زبد

البحر (عمار رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اس کے گناہ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صالح اور اس کا باپ معطل دونوں مجہول ہیں (لسان ص ۱۷۵ ج ۳) اس سند میں بہت سے مجہول راوی ہیں (العلل المتناہیہ ص ۳۵۶ ج ۱)

(۸۲۲) ما من صلوة احب الی اللہ تعالیٰ من صلوة المغرب من صلها وصلی

بعدها اربعا من غیر ان یتکلم جلیساً بنی اللہ له قصرین مطلئین بالدرر والیا قوت بینہما من الجنان ما لا یعلم علمہ الا هو۔ وان صلها وصلی بعدها ستا من غیر ان یتکلم جلیساً غفر اللہ له ذنوب اربعین عاماً (عائشہ رضی اللہ عنہا)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغرب کی نماز بہت محبوب ہے جو نماز مغرب پڑھ کر پھر اپنے ساتھی سے کلام کیلئے بغیر چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جن میں دو محل بناتا ہے جو موتیوں اور یا قوت سے مرصع ہوتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اتنی جنتیں ہیں جن کو صرف اللہ ہی جانتا ہے اور اگر مغرب پڑھ کر

۸۲۰۔ العلل المتناہیہ ص ۴۵۶ ج ۱۔

۸۲۱۔ طبرانی صغیر ص ۹۹ ج ۹، طبرانی أوسط ص ۹۹ ج ۷، تاریخ اصفہان ص ۲۲۳ ج ۲، العلل

المتناہیہ ص ۴۵۷ ج ۱، لسان ص ۱۷۵ ج ۳۔

۸۲۲۔ العلل المتناہیہ ص ۴۵۸ ج ۱۔

بغیر کلام کیے چھ رکعتیں پڑھتا ہے تو اس کے چالیس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے راوی حفص بن جعجع منکر الحدیث ہے جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب البحر وحین  
 ص ۲۵۶) اس کا شاگرد محمد بن عون خراسانی بھی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) کوئی شئی  
 نہیں (ابن معین ☆ میزان ص ۶۷۶ ج ۳)

(۸۲۳) من صلی المغرب وصلی بعدها اربعاً کان کمن حجة بعد حجة و ان  
 صلی یغفر له ذنوب خمسین عاماً (ابو بکر)  
 جس نے نماز مغرب پڑھ کر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھیں وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے ایک حج کے بعد  
 دوسرا حج کیا ہو اور اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆  
 باطل ہے راوی حفص بن عمر حلبی سخت ضعیف منکر الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں من گھڑت حدیثیں روایت  
 کرتا تھا قابل حجت نہیں۔ (کتاب البحر وحین ص ۲۵۹ ج ۱)، اس کا شاگرد محمد بن عبد الرحمن بن طلحہ حدیث چور  
 ضعیف تھا (الکمال ص ۲۲۰ ج ۶)۔

(۸۲۴) من صلی المغرب والعشاء عشرين رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)  
 جو مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے راوی یعقوب بن ولید مشہور کذاب ہے جو حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد) جھوٹا ہے (ابن  
 معین و ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۵۵ ج ۳)

(۸۲۵) کان یصلی بعد المغرب رکعتین یطیل فیہما لا قراة حتی تتصدع اهل  
 المسجد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جن میں قرأت بہت لمبی کرتے حتیٰ کہ مسجد والے مسجد سے چلے جاتے۔ ☆  
 ضعیف ہے راوی یحییٰ بن عبد الحمید حمانی ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۰ ج ۲) حدیث کی چوری میں متہم ہے  
 (تقریب ص ۳۷۷)

۸۲۳۔ العلل المتناہیة ص ۴۵۸ ج ۱۔

۸۲۴۔ ابن ماجہ فی الصلوة بین المغرب والعشاء ح ۱۳۷۳، شرح السنة ص ۴۷۴ ج ۳، کنز ص ۳۸۷ ج ۷۔

۸۲۵۔ طبرانی کبیر ص ۱۰ ج ۱۲، تاریخ بغداد ص ۱۰۲ ج ۸۔

(۸۲۶) المصلیٰ بین المغرب والعشاء کالمتشدد بدمہ فی سبیل اللہ (ابو سعید رضی اللہ عنہ) مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے والا اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کے رستہ میں خون سے لٹ پٹ ہو۔ ☆

سخت منکر ہے راوی احمد بن محمد بن عمر یمامی ثقہ نہیں (خطیب) متروک الحدیث ہے (دارقطنی) ابن صاعد نے اس پر کذب کا الزام لگایا ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص ۴۷۹ ج ۴)

(۸۲۷) اربع قبل الظهر کعدلہن بعد العشاء و اربع بعد العشاء کعدلہن لیلة القدر۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ظہر سے پہلے چار رکعتیں، عشاء کے بعد چار رکعتوں کی طرح ہیں اور عشاء کے بعد چار رکعتیں لیلة القدر کے برابر ہیں۔ ☆

باطل ہے راوی یحییٰ بن عقبہ بن ابی العزرا سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۰ ج ۲) منکر الحدیث ہے (بخاری) ثقہ نہیں (نسائی) حدیث گھڑتا تھا (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں کذاب ہے خبیث اللہ کا دشمن مذاق کرتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۳۹۷ ج ۴)



۸۲۶ دیلمی ص ۴۷۹ ج ۴ ح ۶۸۸۰۔

۸۲۷ طبرانی اوسط ص ۷۰۵ ج ۳ ح ۲۷۳۳، مجمع ص ۲۳۰ ج ۲۔

## ۱۲- کتاب الامامة والجماعة

(۸۲۸) الجماعة من سنن الهدى لا يتخلف عنها الامنافق۔ ☆

جماعت ہدایت کی سنتوں میں سے ہے اس سے صرف منافق پیچھے رہتا ہے ☆  
حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۲۹) الصلوة في الجماعة و في العمامة تعدل بعشرة الاف حسنة، (انس رضی اللہ عنہ)

جماعت اور پگڑی کے سمیت نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ ☆

باطل ہے راوی ابان مہتم ہے (تعلیق بر فردوس الاخبار ص ۵۶۶ ج ۲)۔

(۸۳۰) من سمع النداء فلم يمنعہ من اتباعہ عذر قالوا ما العذر قال خوف او

مرض لم يقبل منه الصلوة التي صلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے اذان سنی تو اس کو کس عذر نے نماز باجماعت پڑھنے سے نہیں روکا صحابہ نے عرض کیا عذر کیا ہے

فرمایا خوف یا مرض تو جو اس نے (گھریا بلا جماعت) نماز پڑھی ہے وہ قبول نہ ہوگی ☆

اصل روایت صحیح ہے مگر قالوا ما العذر قال خوف اور مرض کے الفاظ غیر ثابت ہیں راوی ابو جناف کلبی

ضعیف ہے (نسائی و دارقطنی) متروک ہے (فلاس) میں اس سے روایت لینی حلال نہیں سمجھتا (سبکی قطان

☆ میزان ص ۳۷۱ ج ۴)۔

(۸۳۱) ادركت القواعد وهن يصلين مع رسول الله ﷺ الفرائض

(سلمة بنت حكيم رضی اللہ عنہ)

۸۲۸- ہدایہ ص ۱۲۱ ج ۱، نصب الراية ص ۲۱ ج ۲، درایہ ص ۱۶۶ ج ۱۔

۸۲۹- دیلمی ص ۵۶۶ ج ۲ ح ۳۶۲۱۔

۸۳۰- ابو داؤد ح ۵۵۱، اللالی ص ۱۹ ج ۲، المستدرک ص ۲۴۶ ج ۱، نصب الراية ص ۲۲۳ ج ۲، درایہ

ص ۱۶۷ ج ۱۔

۸۳۱- طبرانی اوسط ص ۴۷۱ ج ۸ ح ۷۹۷۳۔



میں نے بوڑھی عورتوں کو پایا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرض نمازیں پڑھتی تھیں ☆  
 ضعیف ہے راوی عبدالکریم بن ابی الخارق ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۸۱۲)  
 اس متن کے ساتھ ضعیف ہے ورنہ عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

## اوصاف امام

(۸۳۲) ان كانوا في الهجرة سواء أفاقهم فقها (ابی مسعود رضی اللہ عنہ)

اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو جو ان میں سے زیادہ فقیہ ہو وہ حقدار ہے ☆  
 حدیث صحیح مسلم میں بغیر فاقہم فقہاء کے موجود ہے حاکم فرماتے ہیں یہ لفظ اس صحیح سند کے ساتھ غریب اور نادر ہے (مستدرک ص ۲۳۳) ذہبی مستدرک کی تلخیص ص ۲۳۳ میں فرماتے ہیں مسلم میں فقہ کا ذکر نہیں (ایضاً)۔

(۸۳۳) اور یہی حدیث افقہم فی الدین فان كانوا فی الفقه سواء فاقراهم للقرآن اگر وہ دینی فقہ میں برابر ہوں پھر جو ان میں قرآن کا زیادہ قاری ہو کے لفظ مروی ہے کہ یہ بھی منکر اور ضعیف ہے راوی حجاج بن اریطہ صدوق کثیر الخطا اور صاحب تدلیس ہے (تقریب ص ۶۲) نے اس کی روایت کو ترک کرنے کا حکم دیا تھا امام نسائی کے نزدیک قوی نہیں اور دارقطنی کے نزدیک قابل حجت نہیں (میزان ص ۳۵۸ ج ۱) یہ روایت حجاج کی وجہ سے معلول ہے (نصب الراية ص ۲۵ ج ۲) اور صحیح حدیث کے مخالف ہے (درایہ ص ۱۶۸ ج ۱)۔  
 (۸۳۴) اذا سرکم ان تقبل صلوتکم فليئوكم خياركم فانهم وفدكم فيما بينك وبين ربكم (مرثد غنوی رضی اللہ عنہ)

جب تمہیں یہ بات خوش کرے کہ تمہاری نماز قبول ہو تو تمہاری امامت تم میں بہتر شخص کرائے کیونکہ امام تمہارے اور رب کے درمیان تمہارے وفد ہیں ☆

اس کی سند غیر ثابت ہے راوی عبداللہ بن موسیٰ ضعیف ہے (دارقطنی ص ۸۸ ج ۲)۔

۸۳۲ المستدرک ص ۲۴۳ ج ۱، نصب الراية ص ۲۵ ج ۱، درایہ ص ۱۶۸ ج ۱۔

۸۳۳ المستدرک ص ۲۴۳ ج ۱، نصب الراية ص ۲۵ ج ۱، درایہ ص ۱۶۸ ج ۱۔

۸۳۴ دارقطنی ص ۸۸ ج ۲، المستدرک ص ۲۲۲ ج ۳، طبرانی کبیر ص ۳۲۸ ج ۲۰ ح ۷۷۷۔

اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں مگر حجت کے لائق نہیں (ابو حاتم) صدوق کثیر الخطاء ہے (ابن معین)  
قابل حجت نہیں (میزان ص ۵۰۸ ج ۲)

(۸۳۵) اجعلوا ائمتکم خیار کم فانهم وفد کم فیما بینکم و بین اللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)  
تم اپنے امام پسندیدہ لوگوں کو بناؤ کیونکہ یہ تمہارے اور اللہ کے درمیان وفد ہیں۔ ☆  
ضعیف ہے اولاً عمر بن یزید المدائنی منکر الحدیث ہے (ابن عدی) ثانیاً حسین بن نصر المودب نامعلوم ہے  
(العلیق المغنی ص ۸۸ ج ۲)

(۸۳۶) من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی ☆  
جس نے پرہیزگار عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی ☆  
صریحاً جھوٹ ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۳۷) الصلوة خلف رجل وزع مقبولة (براء رضی اللہ عنہ)  
پرہیزگار کے پیچھے نماز قابل قبول ہوتی ہے ☆

ضعیف ہے راوی عبدالصمد بن حسان کو امام احمد نے چھوڑ دیا تھا (فیض القدير ص ۳۳۸ ج ۴) البانی نے  
موضوع کہا ہے (ضعیف جامع الصغیر ص ۵۲۰)

(۸۳۸) الصلوة خلف العالم باربعة الاف واربعمئة واربعین صلوة ☆  
عالم کے پیچھے نماز چار ہزار چار سو چالیس نماز کے برابر ہے ☆  
باطل ہے (المقاصد الحسنة ص ۲۶۶)

- 
- ۸۳۵۔ دارقطنی ص ۸۸ ج ۲، بیہقی ص ۹۰ ج ۳، نصب الراية ص ۲۶ ج ۲، درایۃ ص ۱۶۸ ج ۱۔  
۸۳۶۔ ہدایۃ ص ۱۲۲ ج ۱، نصب الراية ص ۲۶ ج ۱، درایۃ ص ۱۶۰ ج ۱۔  
۸۳۷۔ دیلمی ص ۵۶۵ ج ۲، ح ۳۶۱۸ تذکرۃ الموضوعات ص ۲۰، فیض القدير ص ۳۴۸ ج ۴ ضعیف  
الجامع ص ۵۲۰۔  
۸۳۸۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۲۰، المقاصد الحسنة ص ۲۶۶، کشف الخفاء ص ۲۹ ج ۲، موضوعات  
کبیر ص ۷۸۔

- (۸۳۹) ان سرکم ان تزکو اصلو تکم فقدمو اخیار کم (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)  
 اگر تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم اپنی نمازوں کا تزکیہ کرو تو اپنے امام پسندیدہ لوگوں کو بناؤ ☆  
 خطیب فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اس میں الزام ابو الحسن محمد بن  
 اسماعیل رازی پر ہے اور یہ غیر ثقہ ہے (تاریخ بغداد ص ۲۵۱ ج ۲)  
 (۸۴۰) یومکم اقرأکم وان کان ولدا لزنأ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)  
 تمہاری امامت وہ کرائے جو تم میں بڑا قاری ہو خواہ ولد الزنا (حرامی) ہو ☆  
 من گھڑت ہے راوی صالح بن حسان کوئی شعی نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) من گھڑت  
 حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) ☆ العلل المتناہیہ ص ۲۲۰ ج ۱)  
 (۸۴۱) یقوم القوم احسنهم وجها (عائشہ رضی اللہ عنہا)  
 قوم کو ان میں خوبصورت چہرے والا جماعت کرائے ☆  
 موضوع ہے راوی محمد بن مروان سدی موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب البحر وحمین  
 ص ۲۸۶ ج ۲)  
 (۸۴۲) لاتومن امرأة رجلا ولا اعرابی مهاجرا ولا فاجر مومنا الا ان یقهره بسلطان  
 یخاف سوطه وسیفه (جابر رضی اللہ عنہ)  
 عورت مرد کی بدوی مہاجر کی فاجر ایماندار کی امامت نہ کرائے مگر یہ کہ وہ سلطان کے ذریعے غالب آ  
 جائے جس کے وہ کوڑے اور تلوار سے ڈرتا ہو ☆  
 ضعیف ہے راوی علی بن زید بن جعدان ضعیف ہے اور اس کا شاگرد عبداللہ بن محمد عدوی متروک ہے امام

- ۸۳۹ تاریخ بغداد ص ۵۱ ج ۲، دارقطنی ص ۳۴۶ ج ۱، الکامل ص ۲۱۲ ج ۳، لسان ص ۸۱ ج ۵، کنز  
 العمال ص ۵۸۸ ج ۷۔  
 ۸۴۰ الکامل ص ۲۱۷۲ ج ۶، کتاب المجروحین ص ۳۶۸ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۴۲۰ ج ۱، میزان  
 ص ۷ ج ۴۔  
 ۸۴۱ الکامل ص ۷۷۴ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۲۴ ج ۲، تنزیہ ص ۱۰۳ ج ۲، اللالی ص ۲۱۔  
 ۸۴۲ بیہقی ص ۹ ج ۱، ارواء الغلیل ص ۳۰۳ ج ۲، ابن ماجہ ح ۱۰۸۱۔

وکج نے اس پر وضع کا الزام لگایا ہے (تقریب ص ۱۸۸) منکر الحدیث ہے اس کی حدیث پر متابعت نہیں (بخاری ☆ یحییٰ ص ۱۷۱ ج ۳) بزار نے اس حدیث کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے مگر اس کا دارودار بھی علی بن زید پر ہے دارقطنی فرماتے ہیں دونوں سندیں ثابت نہیں ہیں ابن عبدالبر فرماتے ہیں یہ حدیث وہی الاسناد ہے (تلخیص ص ۲۵۳ ج ۲)

(۸۴۳) صلوا مع کل امام (وائله رضی اللہ عنہ)

ہر امام کے ساتھ نماز پڑھو ☆

ضعیف منقطع ہے راوی ابو سعید مجہول ہے (دارقطنی ص ۲۵۷ ج ۲) دوسرا راوی حارث بن نبھان منکر الحدیث (بخاری) متروک غیر ثقہ ہے (نسائی ☆ التعلیق المغنی ص ۲۵۷ ج ۲) نیز وائله کے شاگرد مجہول نے ان سے سنا نہیں (کتاب المراسیل ص ۲۱۳)

(۸۴۴) من اصل الدین الصلوة خلف کل بر و فاجر (علی رضی اللہ عنہ)

دین کا اصل یہ کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھی جائے ☆

نخت ضعیف ہے راوی حارث الاورق متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹) دوسرا راوی ابو اسحاق قسری مجہول ہے اور اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں (دارقطنی تعلیق المغنی ص ۲۵۷ ج ۲)

(۸۴۵) صلوا خلف کل امام وقاتلو مع کل امیر (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر امیر کی معیت میں جہاد کرو ☆

نخت ضعیف ہے راوی عبدالجبار بن حجاج متروک الحدیث ہے (میزان ص ۲۵۳ ج ۲) اس کی سند مجہول غیر محفوظ ہے اور اس متن سے کوئی سند ثابت نہیں (عقیلی ص ۹۰ ج ۳)۔

(۸۴۶) لا تکفروا احدا من اهل قبلتی بذنب وان عملوا الکبائر و صلوا خلف کل امام مختصراً (ابو درداء)

۸۴۳۔ دارقطنی ص ۵۷ ج ۲، العلل المتناہیة ص ۴۲۵ ج ۱۔

۸۴۴۔ دارقطنی ص ۵۷ ج ۲، العلل المتناہیة ص ۴۲۱ ج ۱۔

۸۴۵۔ دارقطنی ص ۵۵ ج ۲، عقیلی ص ۹۰ ج ۳، العلل المتناہیة ص ۴۲۶ ج ۱۔

۸۴۶۔ دارقطنی ص ۵۵ ج ۲، العلل المتناہیة ص ۴۲۶ ج ۱، میزان ص ۳۴۳ ج ۴، لسان ص ۲۲۶ ج ۶۔

اہل قبلہ میں کسی کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ قرار دو خواہ وہ کبیرہ گناہ کریں اور ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو ☆  
باطل ہے اس کی سند میں چار راوی ایسے ہیں جنکو امام دارقطنی نے ضعیف کہا ہے (دارقطنی ص ۵۶ ج ۲)  
ان چاروں میں ایک ولید بن فضل عنزی مجہول ہے (ابو حاتم) جو موضوع روایات کرتا ہے اور کسی  
بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان) دوسرا راوی عبد الجبار بن حجاج متروک الحدیث ہے  
تیسرا راوی مکرم بن حکیم جس کی حدیث کوئی شنیعی نہیں اور چوتھا راوی سیف بن منیر جس کی حدیث نہیں  
لکھی جاتی (تعلیق المغنی ص ۵۶ ج ۲)۔

(۸۴۷) صلوا خلف کل برو فاجر و صلوا علی کل برو فاجر (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو ☆  
منقطع ہے راوی مکمل نے حضرت ابو ہریرہ سے نہیں سنا اور نہ ہی ان سے ملے ہیں (کتاب الراہل)  
ص ۳۱۲ و دارقطنی ص ۵۷ ج ۲)۔

(۸۴۸) الصلوة واجبة علیکم مع کل امیر برا کان او فاجراً و ان عمل الکبائر  
(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز تم پر ہر ایک امیر کے پیچھے واجب ہے وہ نیک ہو یا بد خواہ وہ کبیرہ گناہ کرے ☆  
منقطع اور ضعیف ہے اولاً مکمل کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے ثانیاً بقیہ راوی بھی ضعیف ہے۔

(۸۴۹) ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ تیرے لئے تیری نماز ہے اور اس کا گناہ اس پر ہے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)  
من گھڑت ہے راوی عمر بن صبح متروک ہے (دارقطنی ص ۵۷ ج ۲)، کذاب ہے (ازدی)، حدیث وضع  
کرتا تھا (ابن حبان - میزان ص ۲۰۷ ج ۳)۔

(۸۵۰) صلوا علی من قال لا الہ الا اللہ وصلوا وراء من قال لا الہ الا اللہ

- 
- ۸۴۷ بیہقی ص ۱۹ ج ۴، دارقطنی ص ۵۷ ج ۲، كشف الخفاء ص ۲۹ ج ۲، العلل المتناہیة ص ۴۲۵ ج ۱۔  
۸۴۸ أبو داؤد ح ۲۵۳۳، العلل المتناہیة ص ۴۲۵ ج ۱، بیہقی ص ۱۲۱ ج ۳۔  
۸۴۹ دارقطنی ص ۵۷ ج ۲، العلل المتناہیة ص ۴۲۲ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۲۳۶ ج ۴، نصب الرایۃ ص ۲۸ ج ۱۔  
۸۵۰ طبرانی کبیر ص ۳۴۲ ج ۱۲ ح ۱۳۶۲۲، دارقطنی ص ۵۶ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۹۳ ج ۱۱، العلل المتناہیة ص ۴۲۳ ج ۱۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ پڑھو اور ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز پڑھو ☆

من گھڑت ہے اس کی پانچ سندیں ہیں ایک سند میں ابو الولید خالد بن اسماعیل مخزومی متهم بالکذب ہے  
(العلیق المغنی ص ۵۶ ج ۲) ☆ دوسری سند میں محمد بن فضل متروک (نسائی) کذاب ہے (ابن معین ☆  
العلیق (المغنی ص ۵۶ ج ۲)۔

تیسری سند میں عثمان بن عبد الرحمن کوئی شی نہیں (بخاری و نسائی)۔ و ابو داؤد (متروک ہے (دارقطنی)  
جھوٹ بولتا تھا (ابن معین ☆ العلل المتاہیہ ص ۴۲۷ ج ۱)، چوتھی سند میں وہب بن وہب حدیثیں وضع  
کرتا تھا اس کی حدیث من گھڑت ہے (العلل المتاہیہ ص ۴۲۷ ج ۱)۔

پانچویں سند میں عثمان بن عبد اللہ ابو عمرو حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب البحر و چین ص ۱۰۲ ج ۲) امام احمد سے  
حدیث ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو کے بارہ میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا ہم نے یہ روایت نہیں سنی۔

(۸۵۱) ایما امام سہا فصلی بالقوم و هو جنب فقد مضت صلوٰتہم فلیغتسل ہو  
ثم لیعد صلوٰتہ (براء رضی اللہ عنہ)

جنبی امام بھول کر نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے امام غسل کر کے اپنی نماز لوٹائے ضعیف اور  
منقطع ہے (درایہ ص ۱۷۴ ج ۱) راوی جویر متروک ہے اور ضحاک کی حضرت براء سے ملاقات نہیں  
(دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(۸۵۲) من ام قوما ثم ظہر انه كان محدثا او جنبا اعداد صلوٰتہ و اعدوا۔ ☆  
جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر اسے معلوم ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنبی، تو امام اور مقتدی سبھی نماز لوٹائیں۔ ☆  
حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۵۳) ان رسول اللہ ﷺ صلی بالنس و هو جنب فاعاد و اعدوا۔ (سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ)

۸۵۱۔ دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱، درایہ ص ۱۷۴ ج ۱۔

۸۵۲۔ ہدایہ ص ۱۲۷ ج ۱، نصب الراية ص ۵۷ ج ۲، درایہ ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۵۳۔ دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱، نصب الراية ص ۵۸ ج ۲، درایہ ص ۱۷۴ ج ۱۔

رسول اللہ ﷺ نے حالت جنابت میں نماز پڑھائی تو آپ بھی اور صحابہ نے نماز لوٹائی۔ ☆

سخت ضعیف ہے۔ اولاً مرسل ہے۔ ثانیاً راوی ابو جابر یاضی متروک الحدیث ہے۔ (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(۸۵۴) انہ صلی بالقوم وهو جنب فاعاد ثم امرهم فاعادوا (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت علی نے جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی اور نماز کو لوٹایا اور لوگوں کو بھی لوٹانے کا حکم دیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی عمرو بن خالد متروک ہے امام احمد نے کذب کا الزام لگایا ہے (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(ج ۱) اس کی سند واہ ہے (درایہ ص ۱۷۳ ج ۱)

(۸۵۵) ان علیاً صلی بالناس وهو جنب او علی غیر وضوء فاعاد و امرهم ان

یعيدوا۔ (أبو جعفر باقر رحمہ اللہ)

حضرت علی نے جنابت کی حالت میں یا بغیر وضوء کے نماز پڑھائی تو نماز لوٹائی اور لوگوں کو بھی نماز لوٹانے

کا حکم فرمایا۔ ☆

منقطع ہے امام باقر حضرت علی کی شہادت کے تقریباً اکیس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ (تہذیب ص ۳۵۱ ج ۹)

(۸۵۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنابت کی حالت میں جماعت کرائی اور نماز لوٹائی مگر لوگوں نے نہ لوٹائی حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن لوگوں نے حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ اسے لوٹائیں لوگوں نے حضرت

علی کی بات کو قبول کیا۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے راوی عبید اللہ بن زہر عن علی بن یزید عن القاسم ہے۔ جب یہ تینوں ایک سند میں جمع ہوں

تو وہ ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ (دیکھئے نمبر ۸۲۰ و ۸۲۱)

(۸۵۷) اخروہن من حیث اخرهن الله (ابن مسعود مرفوعاً)

۸۵۴ دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱، نصب الراية ص ۵۸ ج ۲، درایہ ص ۱۷۳ ج ۱، بیہقی ص ۴۰۱ ج ۲۔

۸۵۵ درایہ ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۵۶ مصنف عبد الرزاق ص ۳۵۱ ج ۲، درایہ ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۵۷ ہدایہ ص ۱۲۳ ج ۱، نصب الراية ص ۳۶ ج ۲، درایہ ص ۱۷۱ ج ۱۔

تم عورتوں کو پیچھے رکھو جس جگہ اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے ☆  
مرفوعاً ثابت نہیں صاحب ہدایہ کا وہم ہے۔

(۸۵۸) الاثنان فما فوقهما جماعة (ابو موسیٰ)

دو اور اس سے زیادہ افراد جماعت ہے ☆

سخت ضعیف ہے راوی ربیع بن بدر متروک ہے (تقریب ص ۱۰۰) جس کو ربیع نے اپنے دادا عمرو بن جرار سے روایت کیا ہے اور وہ مجہول ہے (تقریب ص ۲۵۸)

(۸۵۹) یہی روایت عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے بھی مروی ہے اس کا راوی عثمان بن عبد الرحمن متروک ہے ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے (تقریب ص ۲۳۵)

(۸۶۰) اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کا راوی عبید اللہ بن زحر کوئی شی نہیں اور اس کی حدیث ضعیف ہے (ابن معین) مکر الحدیث ہے (ابن مدینی) قوی نہیں (دارقطنی) ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۷ ج ۳)

(۸۶۱) اور حضرت حکم ثمالی سے بھی روایت کی جاتی ہے راوی عیسیٰ بن ابراہیم بن طہمان متروک ہے (لسان ص ۳۹۱ ج ۴ الکامل ص ۱۸۹۰ ج ۵) اس کا شاگرد بقیہ ضعیف ہے۔

(۸۶۲) اور حضرت انس سے بھی مروی ہے جس میں والثرثہ جملہ کے الفاظ بھی ہیں راوی سعید بن زری کوئی شی نہیں (ابن معین) ثقہ نہیں (نسائی) ضعیف ہے (دارقطنی) ☆ میزان ص ۱۳۶ ج ۲ قلت روایات کے باوجود ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (کتاب البحر وجین ص ۳۱۸ ج ۱)۔

ابن حجر فرماتے ہیں مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں اور اس کی تضعیف پر تمام کا اتفاق ہے تطلانی

۸۵۸۔ ابن ماجہ ج ۲، ۹۷۲، الکامل ص ۲۳۱۶ ج ۶، تاریخ بغداد ص ۴۱۵ ج ۸، بیہقی ص ۶۹ ج ۳، دارقطنی ص ۲۸۰ ج ۱۔

۸۵۹۔ دارقطنی ص ۲۸۱، فیض القدیر ص ۱۴۹ ج ۱، ضعیف الجامع ص ۲۲۔

۸۶۰۔ الکامل ص ۹۸۹ ج ۳۔

۸۶۱۔ الکامل ص ۱۸۹۰ ج ۵، لسان ص ۳۹۱ ج ۴، میزان ص ۳۰۸ ج ۳۔

۸۶۲۔ الکامل ص ۱۲۰۳ ج ۳۔



فرماتے ہیں اس کے تمام طرق ضعیف ہیں (فیض القدیر ص ۱۳۹ ج ۱)۔

(۸۶۳) لا یؤمن احد بعدی جالساً (شعبی مرفوعاً)

میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود سند سخت ضعیف ہے جابر جعفی سخت مجروح اور متروک ہے۔ (نصب الراية ص ۵۰ ج ۲)

(۸۶۴) کتب عمر لا یؤمن احد جالساً بعد النبی ﷺ (حکم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم نامہ جاری فرمایا کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی امام بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے۔ ☆

مرسل موقوف ہے۔ (نصب الراية ص ۵۰ ج ۲) اس لئے کہ حکم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے۔

## صف بندی

(۸۶۵) لتسوں الصفوف لتطمسن الوجوه و لتغمضن ابصارکم او لتخطفن

ابصارکم (ابو امامہ)

تم صفوں کو درست کرو یا تمہارے چہرے مسخ کر دیے جائیں گے اور نظروں کو پست کرو یا تمہاری نظریں

اچک لی جائیں گی ☆

سخت ضعیف ہے اس کے دو راوی عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید ضعیف ہیں (دیکھئے نمبر ۱۳۰ و ۸۶۰)

(۸۶۶) استووا تستوی قلوبکم و تما سوا تراحموا (علی رضی اللہ عنہ)

تم درست کھڑے ہو تمہارے دل بھی درست رہیں گے اور آپس میں مل کر کھڑے ہو تم ایک دوسرے پر

رحم کھاؤ گے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۸۶۷) من سلفرجة فی الصف رفعه الله بها درجة و بنی له بیتا فی الجنة (عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۶۳۔ بیہقی ص ۸۰ ج ۲، دار قطنی ص ۳۶۹ ج ۱، نصب الراية ص ۴۹ ج ۲، کنز ص ۶۱۳ ج ۷، ذرایۃ ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۶۴۔ نصب الراية ص ۵۰ ج ۲۔

۸۶۵۔ مسند أحمد ص ۲۵۸ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۱۳ ج ۸، فتح الباری ص ۲۰۷ ج ۲۔

۸۶۶۔ طبرانی اوسط ص ۵۶ ج ۶، ح ۵۱۱۷۔

۸۶۷۔ طبرانی اوسط ص ۳۷۲ ج ۶، ح ۵۷۹۳۔

جو صف میں خلاء کو پورا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلہ میں درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اس کا گھر بنائے گا ☆

ضعیف ہے مسلم بن خالد زنجی صدوق کثیر الادبام ہے (تقریب ص ۳۳۳)۔

(۸۶۸) ان الله و ملائكة يصلون على الذين يصلون الصفوف ولا يصل عبد صفا الا رفعه الله به درجة (ابو هريره رضي الله عنه مختصراً)

اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو صفوں کو ملاتے ہیں کوئی بندہ صف کو نہیں ملاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے ☆  
ضعیف ہے راوی غانم بن احوص قوی نہیں (مجمع ص ۹۱ ج ۲)۔

(۸۶۹) اور یہ روایت قدرے اختصار سے عبد اللہ بن زید سے بھی مروی ہے اس کا راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (مجمع ص ۹۱ ج ۲)۔

(۸۷۰) استغفر للصف الاول ثلاثاً وللثاني مرتين وللثالث مرة (ابو هريره رضي الله عنه)  
آپ نے پہلی صف کے لئے تین مرتبہ استغفار کیا اور دوسری کے لئے دو مرتبہ اور تیسری مرتبہ کے لئے ایک مرتبہ ☆  
ضعیف ہے راوی ایوب بن تمیمہ حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۹۲ ج ۲)۔

(۸۷۱) عليكم بالصف الاول و عليكم باليمين منه و اياكم والصف بين السواري (ابن عباس)۔

تم پر پہلی صف اور دائیں طرف لازم ہے اور تم سطونوں کے درمیان صف بنانے سے بچو ☆  
راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (مجمع ص ۹۲ ج ۲)۔

(۸۷۲) ان استطعت ان تكون خلف الامام والافن يمينه (ابو هريره رضي الله عنه)

۸۶۸ طبرانی اوسط ص ۴۶۳ ج ۴ ۳۷۸۳۔

۸۶۹ مجمع الزوائد ص ۹۱ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۸۷۰ عقیلی ص ۱۰۹ ج ۱، کشف الاستار ج ۵۰۹، مجمع ص ۹۲ ج ۲۔

۸۷۱ طبرانی اوسط ص ۲۰۶ ج ۴ ۳۳۶۲، طبرانی کبیر ص ۲۸۲ ج ۱۱ ۱۲۰۰، کنز ص ۶۲۲ ج ۷۔

۸۷۲ بیہقی ص ۱۰۴ ج ۳، طبرانی اوسط ص ۴۵ ج ۷ ۶۰۷۵۔

اگر تو طاقت رکھے کہ امام کے پیچھے کھڑا ہو ورنہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو ☆  
سند میں مجہول راوی ہے جس کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۹۲ ج ۲)۔

(۸۷۳) ان الله و ملائكة يصلون على ميا من الصفوف (عائشہ رضی اللہ عنہا)  
بیشک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں ان کے لئے جو صفوں کی دائیں طرف کھڑے  
ہوتے ہیں ☆

ضعیف ہے راوی اسامہ بن زید لیشی ضعیف ہے (تہذیب ص ۲۰۹ ج ۱)۔  
(۸۷۴) من عمر جانب المسجد الايسر لقللة اهلہ فله اجران (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
جو مسجد کی بائیں طرف کو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے آباد کرتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں ☆  
ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۸۷۵) من ترك الصف الاول مخافة أن يوذى احدا اضعف الله له اجر الصف  
الاول (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو پہلی صف کو اس لئے چھوڑ دیتا ہے کہ کسی ایک کو تکلیف نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اجر کو پہلی صف  
والوں کے اجر سے بڑھا دیتا ہے ☆

من گھڑت ہے راوی نوح بن ابی مریم حدیثیں وضع کرتا تھا (تقریب ص ۳۳۰) تفصیل ملاحظہ ہو داستان  
حنفیہ ص ۱۸۷ میں

(۸۷۶) وسطوا الامام (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

امام کو درمیان میں رکھو ☆

۸۷۳۔ ابن ماجہ ح ۱۰۰۵ باب فضل ميمنة الصف، بیہقی ص ۱۰۳ ج ۳، شرح السنة ص ۳۷۴ ج ۳، کامل  
ابن عدی ص ۲۰۱ ج ۵۔

۸۷۴۔ طبرانی کبیر ص ۱۵۲ ج ۱۱، مجمع ص ۹۴ ج ۱، الترغیب والترہیب ص ۳۲۴ ج ۱،  
کنز ص ۶۲۶ ج ۷۔

۸۷۵۔ طبرانی اوسط ص ۳۲۶ ج ۱ ح ۵۴۱، الترغیب ص ۳۲۱ ج ۱، کنز ص ۶۳۵ ج ۷۔

۸۷۶۔ أبوداود ح ۶۸۱ باب مقام الامام من الصف۔

ضعیف ہے۔ راوی یحییٰ بن بشر بن خلاد اور اس کی والدہ دونوں مجہول ہیں (فیض القدیر ص ۳۶۲ ج ۶)  
(۸۷۷) لیقم الاعراب خلف المهاجرین والانصار لیقتدوا بهم فی الصلوة  
(سمرة رضی اللہ عنہ)

بدوی مہاجرین اور انصار کے پیچھے کھڑے ہوں تاکہ وہ نماز میں ان کی اقتدا کریں ☆  
ضعیف ہے اولاً حسن بصری مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین ص ۵۶)

ثانیاً دوسرا راوی سعید بن بشر صاحب قتادہ ضعیف اور لاشکی ہے (ابن معین) ضعیف ہے (نسائی) محدثین  
اس کے بارہ میں اس کے حافظے کی وجہ سے کلام کرتے ہیں (بخاری) قتادہ سے منکر حدیثیں روایت کرتا  
تھا (ابن نمیر) قابل حجت نہیں (ابوزرعہ ☆ میزان ص ۱۲۹ ج ۲)

(۸۷۸) لا احب ان یکون الاعراب امامهم ولا یدرون کیف (الصلوة)  
(سمرة رضی اللہ عنہ)

میں پسند نہیں کرتا کہ بدوی امام بنیں درانحالیکہ وہ جانتے نہ ہوں کہ نماز کیسے ہے ☆  
ضعیف ہے (مجمع ص ۹۴ ج ۳)

(۸۷۹) اذا انتھی احدکم الی الصف وقد تم فلیجذب الیه رجلاً یقیمہ الی جنبہ  
(ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی صف تک پہنچے اور صف پوری ہو چکی ہو تو صف سے وہ اپنی طرف ایک آدمی کو کھینچ کر اپنے پہلو  
میں کھڑا کر لے جس کو وہ اپنے پہلو میں کھڑا کر لے ☆

سخت ضعیف ہے راوی بشر بن ابراہیم سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۹۶ ج ۲) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن  
عدی) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۱۱ ج ۱)۔

(۸۸۰) انصرف رسول اللہ ﷺ و رجل یصلی خلف القوم فقال ایہا المصلی

۸۷۷ طبرانی کبیر ص ۲۱۳ ج ۷ ح ۶۸۸۷، مسند الشامیین ح ۲۶۵۶۔

۸۷۸ کشف الاستار ح ۵۰۶، مجمع ص ۹۴ ج ۲۔

۸۷۹ طبرانی أوسط ص ۳۷۵ ج ۸ ح ۷۷۶۹، مجمع ص ۹۶ ج ۲۔

۸۸۰ بیہقی ص ۱۰۵ ج ۳، کنز ص ۶۲۱ و ص ۶۳۶ ج ۷، ارواء ص ۳۵۵ ج ۲۔

وحده الا تكون وصلت صفاً فدخلت معهم او اجتررت اليك رجلاً ان ضاق بكم المكان اعد صلاتك فانه لا صلاة لك۔ (وابصه بن معبد رضی اللہ عنہ)  
 رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو دیکھا کہ قوم کے پیچھے ایک آدمی تنہا ہی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا تو صف میں کیوں نہیں ملا اگر جگہ تنگ تھی تو اپنی طرف تو نے کوئی آدمی کیوں نہ کھینچ لیا۔ تو دوبارہ نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی ☆  
 سخت ضعیف ہے راوی سری بن اسماعیل صاحب اشعمی متروک ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا (احمد) اس کا جھوٹ مجھ پر ایک مجلس میں ظاہر ہوا تھا (حکمی) الفطنان ☆ میزان ص ۱۱۷ ج ۲)۔

## تکبیر اولی

(۸۸۱) من صلی اربعین يوماً فی جماعة یدرک التکبیرة الاولى کتبت له برأه من النفاق (انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔  
 جس نے چالیس دن باجماعت تکبیر اولی پانے سے نماز پڑھی اس کے لئے دو برائیاں لکھی جاتی ہیں ایک آگ سے اور دوسری نفاق سے ☆

غیر محفوظ ہے راوی اسماعیل بن عیاش جب غیر شامیوں سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں یہ حدیث غیر محفوظ اور مرسل ہے راوی عمارہ بن غزیہ حضرت انس کو نہیں ملا (ابن حوزی) ترمذی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے اور بزار نے مستغرب فرمایا ہے کیونکہ اس کا دار مدار اسماعیل عیاش پر ہے وہ شامیوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے اس روایت میں راوی مدنی ہے دارقطنی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے (الخصائص ج ۲ ج ۲)۔

(۸۸۲) لكل شئ صفوة وصفوة الصلوة التکبیرة الاولى (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)  
 ہر چیز کا صفوہ ہے اور نماز کا صفوہ تکبیر اولی ہے ☆

۸۸۱ ترمذی ح ۲۴۱ باب فی فضل تکبیرة الأولى، العلل المتناهية ص ۴۳۵ ج ۱۔

۸۸۲ الكامل ص ۷۴۰ ج ۲، کشف الاستار ح ۵۲۱، مجمع ص ۱۰۳ ج ۲، کنز العمال ص ۲۹۲ ج ۷۔

ضعیف ہے راوی حسن بن سکن ضعیف ہے (میزان ص ۴۹۳ ج ۱)۔

(۸۸۳) یہ روایت حضرت عبداللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں حسن بن عمارہ ضعیف ہے (التلخیص ص ۲۸، دیکھئے نمبر ۳۶۹)

(۸۸۴) لكل شئى انف و ان انف الصلوة التكبيرة الاولى فحافظوا عليها (ابو دراداء رضی اللہ عنہ)۔

ہر چیز کی ناک ہے اور نماز کی ناک تکبیر اولیٰ ہے تم اس کی حفاظت کرو ☆  
اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (التلخیص ص ۲۸ ج ۲)۔

(۸۸۵) ان ابن مسعود خرج الى المسجد فجعل يهرول فقيل له اتفعل هذا وانت تنهى عنه قال اردت حد الصلوة التكبيرة الاولى (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود مسجد کی طرف نکلے تو دوڑنا شروع کر دیا ان سے کہا گیا کیا آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں نماز کی حد یعنی تکبیر اولیٰ کو پالوں ☆  
ضعیف ہے طبرانی نے اس کو عن رجل من طی عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے (التلخیص ص ۲۸ ج ۲) رجل اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

(۸۸۶) ان ابن مسعود سعى الى الصلوة فقيل له فقال او ليس احق ما سعتيم اليه الصلوة (سلمة بن كهيل)

ابن مسعود نے نماز کی طرف دوڑ لگائی ان سے کہا گیا یہ کیا ہے؟ فرمایا تم جس کی طرف دوڑ لگاتے ہو کیا نماز سے زیادہ حقدار نہیں کہ اس کی طرف دوڑ لگائی جائے؟ منقطع ہے سلمہ نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔

۸۸۳ حلیۃ الاولیاء ص ۶۷ ج ۲، تلخیص ص ۲۸ ج ۲۔

۸۸۴ ابن ابی شیبہ ص ۲۷۱ ج ۱، ۳۱۲۰، کشف الاستار ح ۵۲۱، مجمع ص ۱۰۳ ج ۲۔

۸۸۵ طبرانی کبیر ص ۲۵۴ ج ۹، ۹۲۵۹۔

۸۸۶ طبرانی کبیر ص ۲۷۲ ج ۹ ص ۹۳۶۰۔

## متابعت امام

(۸۸۷) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ آپ کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور آپ کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے سر اٹھا لیا جب نماز پوری ہوئی تو آپ نے پوچھا ایسے کون کرتا تھا وہ کہنے لگا میں نے کیا ہے تاکہ میں جان لوں آپ کو علم ہوتا ہے یا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا نماز کے خداج (نقصان) سے ڈرو۔

جب امام رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ (ابوسعید)۔

اس متن سے ضعیف ہے راوی ایوب بن جابر امام احمد۔ ابن عدی اور فلاس کے نزدیک صدوق اور صالح ہے ابن معین کہتے ہیں کوئی شئی نہیں ابو زرہ کہتے ہیں واہ ہے نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن المدینی فرماتے ہیں حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۸۵ ج ۱)۔

(۸۸۸) انا بدنت فمن فاته ركوعى ادر كه فى بطاء قيامى (ابن مسعودہ) میں بوڑھا اور موٹا ہو گیا ہوں جس سے میرا رکوع فوت ہو گیا وہ اس کو میرے قیام کی سستی میں پالے گا ☆

منقطع ہے ابن مسعودہ سے راوی عثمان بن ابی سلیمان کی اکثر روایتیں تابعین سے ہیں (ذہبی ☆ مجمع ص ۷۷ ج ۲)۔

(۸۸۹) ان كان احدنا ليقيم صلبه فى الصلوة خلف النبى ﷺ حتى يتمكن النبى ﷺ من السجود (انس رضی اللہ عنہ)۔

بلاشبہ ہمارا ایک نماز میں اپنی پشت کو نبی ﷺ کے پیچھے سیدھی کرتا جب نبی ﷺ سجدہ میں جگہ پکڑ لیتے ☆ ضعیف ہے اس کی سند میں ایک مبہول راوی ہے (مجمع ص ۷۷ ج ۲)۔

۸۸۷ مسند أحمد ص ۴۳ ج ۳، طبرانی الأوسط ص ۲۶۲ ج ۵ ح ۴۰۱۳۔

۸۸۸ مسند أحمد ص ۱۷۶ ج ۴۔

۸۸۹ أبو يعلى ص ۱۳۹ ج ۴ ح ۴۰۶۸، مجمع ص ۷۷ ج ۲۔

(۸۹۰) لا تسبقوا امامکم بالرکوع فانکم تدرکونه بما سبقکم (سمرة رضی اللہ عنہ)

تم رکوع میں اپنے امام سے سبقت نہ کرو کیونکہ جو تم سے سبقت لے چکے ہیں تم اسے پالو گے ☆  
ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (مجمع ص ۸۷ ج ۲)

## نماز کی قضا

(۸۹۱) من نسی صلوة فليصلها حين يذكرها و من الغد للوقت (سمرة)۔

جو نماز پڑھنی بھول جائے اسے جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے یا اگلے دن اسی نماز کے وقت پڑھ لے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی بشر بن حرب ضعیف ہے (ابن مدینی و ابن معین) قوی نہیں (احمد) متروک ہے (ابن خراش) ابن مدینی سے ایک روایت اس کے ثقہ کی ہے ابن عدی فرماتے ہیں میرے نزدیک کوئی حرج نہیں میں اس کی کسی روایت کو منکر نہیں پہچانتا (میزان ص ۳۱۲ ج ۱) صدوق ہے اس میں نرمی ہے (تقریب ۲۴)

(۸۹۲) كان يامرنا اذا نام احدنا عن الصلوة او نيسها حتى يذهب حينها الذي

نصلي فيه ان يصلها مع النبي تليها من الصلوة المكتوبة (سمرة رضی اللہ عنہ)

آپ ہم کو حکم دیتے کہ جب ہم میں سے کوئی ایک نماز سے سو جائے یا بھول جائے حتیٰ کہ اس نماز کا وقت گزر جائے تو اس کو ساتھ والی فرضی نماز کے ساتھ پڑھ لے۔ ☆

باطل ہے راوی یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے۔ (داستان خفیہ ص ۲۲۳)

(۸۹۳) من نسی صلوة فوقتها اذا ذكرها (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

جو نماز پڑھنی بھول جائے اس نماز کا وہی وقت ہے جب یاد آئے ☆

ضعیف ہے راوی حفص بن عمر بن ابی العطاء سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۲ ج ۱) منکر الحدیث ہے

(بخاری ☆ میزان ص ۵۶۰ ج ۱)

۸۹۰۔ كشف الاستار ح ۴۷۴، مجمع ص ۷۸ ج ۲۔

۸۹۱۔ مسند أحمد ص ۲۲ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۳۵ ج ۷ ح ۶۹۷۸۔

۸۹۲۔ كشف الاستار ح ۳۹۷، طبرانی کبیر ص ۲۵۴ ج ۷ ح ۷۰۳۴۔

۸۹۳۔ دارقطنی ص ۴۲۳ ج ۱، طبرانی الأوسط ص ۳۸۸ ج ۹ ح ۸۸۳۵، الكامل ص ۷۹۲ ج ۲۔



(۸۹۴) عن رجل نسي الصلوة حتى طلعت الشمس او غربت قال اذا ذكرها فليصلها و ليحسن صلوته وليتوضأ فليحسن وضوءه فذلك كفارتها (ميمونه بنت سعد)۔

اس آدمی کے بارہ میں فرمایا جو نماز سے غافل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے یا غروب فرمایا جب اسے یاد آئے وہ پڑھ لے اور نماز کو اچھے طریقے سے پڑھے اور وضوء بھی اچھے طریقے سے کرے پس یہی اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں چند مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۳۲۲ ج ۱)۔

(۸۹۵) انه عام الاحزاب صلى المغرب فلما فرغ قال هل علم احد منكم اني صليت العصر قالوا يا رسول الله ما صليتها فامر المؤذن فاقام الصلوة فصلى العصر ثم اعاد المغرب (ابی جمعه حبيب بن سباع)۔

آپ نے خندق کے موقع پر مغرب کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو پوچھا تم میں سے کسی کو علم ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟ صحابہ نے فرمایا آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی آپ نے مؤذن کو حکم دیا اس نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز کو دوبارہ لوٹایا۔ ☆

ضعیف ہے ایک تو ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن یزید مجہول ہے (ارو الغلیل ص ۲۹۱ ج ۱)۔

## نماز میں لباس

(۸۹۶) رایت ابی یصلی فی ثوب واحد فقلت یا ابة تصلی فی ثوب واحد و ثيابك موضوعة فقال یا بینة ان آخر صلوة صلاها رسول الله ﷺ خلفی فی ثوب واحد (اسماء رضی اللہ عنہا)

میں نے اپنے باپ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے عرض کیا ابا جان

۸۹۴ طبرانی کبیر ص ۳۵ ج ۲۵ ح ۵۹۔

۸۹۵ مسند أحمد ص ۱۰۶ ج ۴، طبرانی کبیر ص ۲۴ ج ۴ ح ۳۵۴۲۔

۸۹۶ أبو یعلیٰ ص ۵۰ ج ۱ ح ۴۷۔

آپ ﷺ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں درحالیکہ آپ کے کپڑے پاس پڑے ہیں فرمایا اے نبی رسول اللہ ﷺ نے جو آخری نماز میرے پیچھے پڑھی تھی وہ ایک کپڑے میں تھی۔ ☆  
سخت ضعیف ہے راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۲۶۳ ج ۳)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا متواتر احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ واقعہ درست نہیں ہے۔  
(۸۹۷) رایت النبی ﷺ و عائشة یصلیان فی ثوب واحد نصفہ علی النبی ﷺ و نصفہ علی عائشة (ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ)  
میں نے نبی ﷺ اور عائشہ کو دیکھا کہ دونوں ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں آدھا کپڑا رسول اللہ پر ہے اور آدھا عائشہ پر۔ ☆

باطل ہے راوی ضرار بن مرد کذاب ہے (میزان ص ۳۲۷ ج ۲)

(۸۹۸) سئل عن الصلوة فی الثوب الواحد فقال ان کان واسعاً فلیضمہ و ان کان عاجزاً فلیتزر بہ (عبادہ)

آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا اگر کپڑا بڑا ہو تو اس کو ملا لیا جائے اور اگر تنگ ہو تو اس پر بٹن لگایا جائے۔ ☆  
منقطع ہے راوی اسحاق بن یحییٰ نے حضرت عبادہ کو نہیں پایا (مجمع ص ۵۰ ج ۲)۔

(۸۹۹) الصلوة فی الثوب الواحد سنة کنا نفعله مع رسول اللہ ﷺ ولا یعاب علینا و قال ابن مسعود انما کان ذلک اذ کان فی الثياب قلة فاما اذا وسع الله فالصلوة فی الثوبین ازکی (ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ)

ایک کپڑے میں نماز سنت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور ہم پر کوئی عیب نہیں لگایا جاتا تھا ابن مسعود فرماتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی کمی تھی اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے وسعت پیدا (کی دور) کر دی ہے تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ درست ہے۔ ☆

۸۹۷ طبرانی اوسط ص ۳۲۵ ج ۶ ح ۵۶۹۱۔

۸۹۸ مجمع ص ۵۰ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۸۹۹ مجمع ص ۴۹ ج ۱۔

منقطع ہے راوی ابو نصرہ نے حضرت ابی بن کعب اور ابن مسعود کو نہیں پایا (مجمع ص ۴۹ ج ۲)۔

(۹۰۰) نہی عن الصلوة فی السراویل (جابر رضی اللہ عنہ)

شلوار میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ ☆

منکر ہے راوی حسین بن وردان قوی نہیں (ابو حاتم) نا معلوم ہے اور مذکورہ روایت منکر ہے

(میزان ص ۵۵۰ ج ۱)

(۹۰۱) لا یقبل الله من امرأة صلوة حتی تواری زینتها (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ اپنی زینت چھپالے۔ (ضعیف ہے راوی اسحاق بن

اسماعیل بن عبد الاعلیٰ کا ترجمہ نہیں ملا۔ (مجمع ص ۵۲ ج ۲)۔

(۹۰۲) اذا صلیتم فارفعوا سبلکم فکل شیء اصاب الارض من سبلکم فهو فی

النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جب تم نماز پڑھو تو اپنی چادروں کو ٹخنوں سے اوپر اٹھا لو تمہاری چادروں سے جو بھی زمین کو چھوئے وہ

آگ میں ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے۔ راوی عیسیٰ بن قریس سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۵۰ ج ۲) قوی نہیں (یحییٰ) متروک

الحديث (نسائی) غالی رافضی تھا (عقلمی ☆ میزان ص ۳۲۲ ج ۳)۔

ٹخنوں کے نیچے چادر اور شلوار لٹکانے کی ممانعت صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ روایت درست نہیں۔

(۹۰۳) صلوا فی نعالکم فانها من جمالکم (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۹۰۰۔ تاریخ بغداد ص ۱۳۸ ج ۵، العلل المتناہیة ص ۱۹۲ ج ۲، طبرانی اوسط ص ۴۰۸ ج ۸ ح ۷۸۳۳،

میزان ص ۵۰۰ ج ۱۔

۹۰۱۔ طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۳۸ ج ۲ ح ۹۲۰، طبرانی اوسط ص ۲۹۴ ج ۸ ح ۷۶۰۲،

نصب الراية ص ۲۹۶ ج ۱، درایة ص ۱۲۲ ج ۱، تلخیص ص ۲۷۹ ج ۱۔

۹۰۲۔ عقلمی ص ۳۹۶ ج ۳، الکامل ص ۱۸۹۱ ج ۵، کتاب المجروحین ص ۱۱۸ ج ۲، طبرانی کبیر

ص ۲۰۸ ج ۱۱ ح ۱۱۶۷۷۔

۹۰۳۔ دیلمی ص ۵۳۶ ج ۲ ح ۳۵۱۵۔

تم جو توں میں نماز پڑھو اس میں تمہاری خوبصورتی ہے۔ ☆  
ان الفاظ سے ویلی نے ذکر کی ہے جس کی سندنا معلوم ہے۔

(۹۰۴) اذا قمتم الى الصلوة فانتعلوا (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو جوتے پہنا کرو۔ ☆ من گھڑت ہے دونوں روایتوں کا راوی محمد بن حجاج  
نحی کذاب ہے (مجمع ص ۵۴ ج ۲) کذاب خبیث ہے ثقہ نہیں (ابن معین) کذاب ہے (دارقطنی) اس  
نے حدیث والی روایت گھڑی ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۵۰۹ ج ۲)۔

(۹۰۵) زين الصلوة الحذاء (علی رضی اللہ عنہ)

جوتے نماز کی زینت ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے۔

(۹۰۶) خذوا زينتكم عن كل مسجد صلوا في نعالكم (انس رضی اللہ عنہ)

آیت خذوا زينتكم کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھو۔ ☆ من گھڑت ہے راوی عباد بن  
جویریہ کذاب ہے (بخاری و احمد ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(۹۰۷) من تمام الصلوة الصلوة في النعلين (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

کامل نماز یہ ہے کہ وہ جوتوں سمیت پڑھی جائے۔ ☆

ضعیف ہے راوی علی بن عاصم غلطیوں اور خطاؤں کی کثرت کے باوجود ان پر ڈٹ جاتا تھا (میزان ص  
۱۳۵ ج ۳)۔

(۹۰۸) رایت النبی ﷺ وهو یصلی و علیہ نعلان من بقر قال فتفل عن یساره ثم

۹۰۴۔ الکامل ص ۲۱۵ ج ۶، میزان ص ۵۰۹ ج ۳، لسان ص ۱۱۶ ج ۵، اللالی ص ۱۶ ج ۲، تذکرۃ  
الموضوعات ص ۳۸، کتاب الموضوعات ص ۲۰ ج ۲۔

۹۰۵۔ الکامل ص ۲۱۵ ج ۶، أبو یعلیٰ ص ۲۷۳ ج ۱ ح ۵۲۸، در منثور ص ۷۸ ج ۳، مجمع ص ۵۴ ج ۲۔

۹۰۶۔ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲، اللالی ص ۱۷ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۸۷ ج ۱۴۔

۹۰۷۔ طبرانی اوسط ص ۱۳۲ ج ۱ ح ۱۵۰۔

۹۰۸۔ مسند أحمد ص ۶ ج ۵۔

حك حيث تفل بنعله (اعرابی رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ نے گائے کے چمڑے کے جوتے پہنے ہوئے تھے آپ نے بائیں طرف تھوکا اور پھر اس جگہ کو جوتے کے ساتھ کھرچ دیا۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (مجمع ص ۵۴ ج ۲)۔

(۹۰۹) خذوا زينة الصلوة قالوا يا رسول الله ﷺ وما زينة الصلوة قال البسوا نعالكم وصلوا فيها (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

تم نماز کی زینت کو لازم پکڑو صحابہ نے پوچھا نماز کی زینت کیا ہے؟ فرمایا جوتوں سمیت نماز پڑھا کرو۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی محمد بن فضل کوئی شئی نہیں اس کی حدیث اہل کذب کی حدیث ہے (احمد ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(۹۱۰) رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے کہ انہوں نے اپنے جوتے اتار دیے ہم نے بھی اپنے اپنے جوتے اتار دیے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا میں تو ان سے اکتا گیا تھا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
مکر ہے راوی محمد بن عبید اللہ عزری متروک ہے (مجمع ص ۵۵ ج ۲) اس کے ضعف پر اجماع ہے (میزان ص ۲۳۵ ج ۳)۔

(۹۱۱) صلی و فی نعلیه اثر طین (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے جوتوں میں نماز پڑھی جن میں کیچڑ کے نشان تھے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن عثمان ضعیف ہے۔ (میزان ص ۵۷۸ ج ۲)

۹۰۹۔ الکامل ص ۲۱۷ ج ۶، علل الحدیث ص ۱۴۹ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲، حلیۃ الأولیاء

ص ۸۳ ج ۵، الفوائد المجموعۃ ص ۲۳، اللالی ص ۱۶ ج ۲، در منثور ص ۷۸ ج ۳، قرطبی

ص ۱۹۰ ج ۷، تاریخ اصفہان ص ۳۳۹ ج ۱ و ص ۲۶۵ ج ۲۔

۹۱۰۔ طبرانی کبیر ص ۱۱۵۳۱ ج ۱۲۰۹۷۔

۹۱۱۔ طبرانی اوسط ص ۲۳ ج ۵ ح ۴۰۳۴۔

## باب السترة

(۹۱۲) اذا صلى احدكم في الصحراء فليجعل بين يديه سترة۔☆

تم میں سے کوئی جنگل میں نماز پڑھے تو اپنے آگے سترہ رکھے۔

(۹۱۳) أيعجز احدكم اذ صلى في الصحراء ان يكون امامه مثل مؤخرة الرجل ☆

کیا تمہارا ایک اس سے عاجز ہے کہ وہ جنگل میں نماز پڑھے تو اس کے سامنے کچاؤے کی پچھلی جانب کی مثل کوئی چیز ہو ان الفاظ کے ساتھ یہ دونوں حدیث رسول نہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا استدراج ہیں۔

(۹۱۴) ما رایت رسول الله یصلی الی عود ولا عمود ولا شجرة الا جعله حاجبه

الایمن او الایسر ولا یصمد له صمداً (مقدار ضعیف)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی لکڑی یا ستون کی طرف نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اس کو اپنی آنکھوں کے

دائیں طرف یا بائیں طرف کرتے اور بالکل سیدھا اس کے سامنے کھڑے نہ ہوتے۔☆

سخت ضعیف ہے اس کی سند میں تین مجہول راوی ہیں اولاً ضباع ثانیاً مہلب بن حجر دونوں مجہول الحال ہیں

ثالثاً ولید بن کامل ان تینوں کی عدالت ثابت نہیں اور نہ ہی ان کی روایات باکثرت ہیں کہ جس پر کوئی

استدلال کیا جائے (ابن قحطان ☆ نصب الراية ص ۸۳ ج ۲) اضطراب یہ ہے کہ ولید کبھی تو مہلب سے

اور کبھی ضعیف بنت مقدم عن ایہا سے روایت کرتا ہے ابن حجر کہتے ہیں یہ کہتے ہیں یہ اضطراب ولید کی

طرف سے ہے اور وہ مجہول ہے (درایہ ص ۱۸۱ ج ۱)۔

(۹۱۵) صلی بیطحاء مكة الی عنزة ولم یکن للقوم سترة (ابو جحیفہ ضعیف)☆

آپ نے بطحاء مکہ میں نیزے کی طرف نماز پڑھی اور قوم کے لئے سترہ نہیں تھا۔☆

الی عنزة تک مفہوماً روایت صحیح ہے۔ ولم یکن سے لیکر آخر تک صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

۹۱۲۔ ہدایہ ص ۱۳۸ ج ۱، نصب الراية ص ۸۰ ج ۲، درایہ ص ۱۷۹ ج ۱۔

۹۱۳۔ ہدایہ ص ۱۳۸ ج ۱، نصب الراية ص ۸۱ ج ۲، درایہ ص ۱۸۰ ج ۱۔

۹۱۴۔ أبوداود ح ۶۹۳ باب الخط أو لم یجد عصاً، درایہ ص ۱۸۱ ج ۱۔

۹۱۵۔ ہدایہ ص ۱۳۹ ج ۱، نصب الراية ص ۸۴ ج ۱، نصب الراية ص ۱۸۱ ج ۱۔

(۹۱۶) بینا رسول اللہ ﷺ یصلی اذ جاءت شاة تسعى بين يديه فسااعاها حتى الزق بدنه بالحائط (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی آپ نے اس کی طرف جلدی کی حتیٰ کہ اپنا بدن دیوار کے ساتھ چپکا دیا۔ ☆ ضعیف ہے راوی عمرو بن حکام ضعیف ہے ہے (مجمع ص ۶۰ ج ۲) محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری ☆ میزان ص ۲۵۲ ج ۳)۔

(۹۱۷) بادر رسول اللہ الی ہرة ان تمرہ بین یدیه فی الصلوة (انس رضی اللہ عنہ)  
رسول اللہ ﷺ نے لمی کی طرف جلدی کی کہ کہیں حالت نماز میں وہ آپ کے آگے سے نہ گزر جائے۔ ☆ ضعیف ہے راوی مندل بن علی ضعیف ہے۔ (مجمع ص ۶۱ ج ۲ و تقریب ص ۳۲۷)

(۹۱۸) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ایک اعرابی دودھ کا برتن لیکر گزرا رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا مگر وہ سمجھ نہ سکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے اعرابی پیچھے ہو جا رسول اللہ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو پوچھا کس نے کلام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ نے فرمایا اسے سمجھ نہیں ہے (ابوسعید رضی اللہ عنہ)۔  
ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن مسیب بجلی کو ابن حبان اور حاکم نے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے (مجمع ص ۶۱ ج ۱) ابو داؤد ابن معین نسائی اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے اور ابو حاتم اور ابو زرہ کہتے ہیں قوی نہیں اور ابن حبان نے اس میں کلام کیا ہے (میزان ص ۳۲۳ ج ۳)

(۹۱۹) ان الشیطان اراد ان یمربین یدی فحنقته حتی وجدت یرد لسانہ علی یدی الحدیث (جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

ایک شیطان نے میرے آگے سے گزرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کو گلے سے پکڑ لیا حتیٰ کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ میں محسوس کی۔ ☆

۹۱۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۶۸ ج ۱۱ ح ۱۱۹۳۷۔

۹۱۷۔ طبرانی اوسط ص ۵۰۸ ج ۵ ح ۴۹۶۵۔

۹۱۸۔ طبرانی اوسط ص ۳۳۶ ج ۲ ح ۱۵۸۴۔

۹۱۹۔ بیہقی ص ۴۵۰ ج ۲، الدر المنثور ص ۳۱۳ ج ۵، کنز العمال ص ۲۵۵ ج ۱، دارقطنی

ص ۳۶۵ ج ۱، مجمع ص ۲۶۱ ج ۲۔

مکر ہے راوی مفضل بن صالح ضعیف ہے (بخاری و ابو حاتم ☆ مجمع ص ۶۱ ج ۲) اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۳۲۶ ج ۳)

(۹۲۰) جب کوئی تیرے آگے سے گزرتا چاہے کہ تو نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو نہ چھوڑ کیونکہ وہ تیری نصف نماز بیکار کر دیتا ہے۔ ضعیف ہے، سند میں مجہول راوی ہے (مجمع ص ۶۱ ج ۲)۔

(۹۲۱) الذی یمر بین یدی الرجل وهو یصلی عمدا یتمنی یوم القيامة انه شجرة یابسة (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

وہ شخص جو کسی نمازی کے آگے سے عمداً گزرتا ہے قیامت کے دن آرزو کرے گا کاش کہ وہ خشک درخت ہوتا۔ ☆ ایک مجہول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۶۱ ج ۲)

(۹۲۲) لو یعلم احدکم ما له فی ان یمشی بین یدی اخیه معترضا وهو یناجی ربہ لکان ان یقف فی ذلك المقام مائة عام احب الیه من الخطوة التي خطا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اگر تمہارا ایک جان لے کہ کتنا گناہ ہے اپنے اس بھائی کے آگے سے گزرنے کا جو اپنے رب سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ چند قدم جو چلا ہے اس کے لئے بہتر رب سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ چند قدم چلا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ وہ سو سال تک اسی جگہ ٹھہرا رہتا۔ ☆ ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن عبد الرحمن بن مہب التیمی المدنی قوی نہیں (تقریب ص ۲۳۶)۔

(۹۲۳) رای رجلا یصلی الی رجل فامرہ ان یعید الصلوة (علی رضی اللہ عنہ) آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کسی آدمی کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہا ہے آپ نے حکم دیا کہ وہ نماز

۹۲۰۔ طبرانی کبیر ص ۲۶۰ ج ۹ ح ۹۲۹۰، مجمع ص ۶۱ ج ۲۔

۹۲۱۔ طبرانی الأوسط ص ۵۰۳ ج ۲ ح ۱۹۴۹، مجمع ص ۶۱ ج ۲۔

۹۲۲۔ ابن ماجہ ح ۹۴۶ باب المرور بین یدی المصلی، ابن حبان ص ۴۶ ج ۵، مسند أحمد

ص ۳۷۱ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۳۷۷ ج ۱۔

۹۲۳۔ کشف الاستار ح ۵۸۳، مجمع ص ۶۲ ج ۲۔



لوثائے۔ ضعیف ہے راوی عبد الا علی تعلیمی ضعیف ہے ص ۶۱ ج ۱)۔

(۹۲۴) نہی ان یصلی الانسان الی نائم او متحدث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص سوئے ہوئے یا بے وضوء کی طرف (سترہ بنا کر) نماز پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابان بن سفیان مقدسی کذاب ہے (کتاب البحر وحین ص ۹۹ ج ۱)

(۹۲۵) الا لا یصلین احدکم الی احد ولا الی قبر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

کوئی ایک کسی ایک کی طرف اور قبر کی طرف نماز نہ پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے دیگر وہ ضعیف راویوں رشید بن کریب اور مندل بن علی کے علاوہ جبارہ بن مغلس

کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں اس کی روایات من گھڑت ہیں (العلل المتناہیہ ص ۳۳۳ ج ۱)۔

## نماز میں ممنوع افعال

(۹۲۶) کنا نصلی مع النبی ﷺ و نحن ننظر الی السدف (جابر رضی اللہ عنہ)۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور روشنی کی طرف دیکھتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو بکر مدنی مجہول ہے (مجمع ص ۸۳ ج ۲)۔

(۹۲۷) لا صلوة لملتفت۔ (عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

ادھر ادھر دیکھنے والے کی نماز نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صلت بن مہران مجہول الحال ہے اور یہ روایت ثابت نہیں۔ (میزان ص ۳۲۰ ج ۲)۔

۹۲۴۔ کتاب المجروحین ص ۹۹ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۴۳۴ ج ۱، میزان ص ۷ ج ۱۔

۹۲۵۔ کتاب المجروحین ص ۳۰۲ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۴۳۴ ج ۱، میزان ص ۵۱ ج ۱۔

۹۲۶۔ کشف الاستار ح ۵۷۲، مجمع ص ۸۲ ج ۲۔

۹۲۷۔ میزان ص ۳۲۰ ج ۲، لسان ص ۱۹۸ ج ۳، کنز ص ۵۰۰ ج ۷۔

(۹۲۸) لا تلتفتوا فی صلوتکم فانہ لا صلوة لملتفت (عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھا کرو جو ادھر ادھر دیکھتا ہے اس کی نماز نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صلت بن طریف معولی کا حال معلوم نہیں (ابن القطان) اس کی حدیث مضطرب ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۳۱۹ ج ۲) طبرانی کبیر میں راوی کا نام صلت بن یحییٰ ہے اور مجمع اوسط اور صغیر میں صلت بن ثابت ہے یہ دونوں وہم ہیں اصل نام صلت بن طریف ہے (مجمع ص ۸۰ ج ۲)۔

(۹۲۹) ایاکم والالتفات فی الصلوة فانہ لا صلوة لملتفت فان غلبتم فی التطوع فلا تغلبوا فی الفریضة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

تم نماز میں ادھر ادھر نہ جھانکا کرو جھانکنے والے کی نماز نہیں اگر تم نقلی نماز میں جھانکنے پر مجبور ہو جاؤ تو فرضی نماز میں مجبور نہ ہو۔ ☆

باطل ہے راوی عطاء بن عجلان متروک کذاب ہے (ابن معین وفلاس ☆ میزان ص ۷۲ ج ۳)۔

(۹۳۰) من قام فی الصلوة فالتفت رد اللہ علیہ صلوتہ (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جو نماز میں کھڑا ادھر ادھر جھانکے اللہ تعالیٰ اس کی نماز رد کر دیتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یوسف بن عطیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۸۱ ج ۲) متروک ہے۔ (نسائی) مکر الحدیث ہے (بخاری) کوئی شئی نہیں (ابن معین) اس کے ضعف پر اجماع ہے (میزان ص ۳۶۸ ج ۴)۔

(۹۳۱) ایا کم والالتفات فی الصلوة فان احدکم یناجی ربہ ما دام فی الصلوة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم نماز میں ادھر ادھر جھانکنے سے بچو کیونکہ تمہارا ایک جب تک نماز میں ہوتا ہے وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ ☆

۹۲۸۔ تاریخ اصفہان ص ۱۲۷ ج ۱، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۱۸ ج ۱ ح ۱۷۳، طبرانی

أوسط ص ۲۷ ج ۳ ح ۲۰۴۲۔

۹۲۹۔ مجمع الزوائد ص ۸۰ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۹۳۰۔ مجمع ص ۸۱ ج ۱ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۹۳۱۔ طبرانی أوسط ص ۵۵۶ ج ۴ ح ۳۹۴۷۔

مذکورہ متن کے ساتھ باطل ہے راوی وقدی کذاب ہے۔ (میزان ص ۶۲۳ ج ۳)

(۹۳۲) لو علم المصلی من یناجی ما التفت۔ ☆

اگر نمازی کو علم ہو وہ کس سے ہمکلام ہے تو ادھر ادھر نا جھانکے۔ ☆

اس متن کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۹۳۳) نماز میں رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں طرف جھانکتے تو آیت قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم

خاشعون نازل ہوئیں اس کے بعد آپ ایسا نہ کرتے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی حمزہ بن نعم اسکندرانی نامعلوم ہے (مجمع ص ۸۰ ج ۲)۔

ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (احمد و نسائی ☆ میزان ص ۷۵ ج ۱)

(۹۳۴) نمازی کے سر پر آسمان کے بادلوں سے خیر بکھرتی ہے اور فرشتہ آواز دیتا ہے اگر اس بندے کو علم ہو جائے

کہ وہ کس سے کلام کر رہا ہے تو ادھر ادھر نہ جھانکے (انس)۔

سخت ضعیف ہے راوی عباد بن کثیر ریلی حدیث میں کوئی شی نہیں (کتاب البحر و چین ص ۱۶۹ ج ۲)۔

## نماز میں ہنسنا اور قہقہہ لگانا

(۹۳۵) الضاحک فی الصلوة والملتفت والمفقع اصابعه بمنزلة واحدة (معاذ بن

انس رضی اللہ عنہ)۔

نماز میں ہسنے والا اور جھانکنے والا اور انگلیوں کے کڑا کے نکالنے والا سب ایک درجہ میں ہیں ☆

ضعیف ہے اس روایت کے تین راوی ابن لہیعہ و زبان بن فائد (مجمع ص ۷۹ ج ۲) اور سہل بن معاذ

۹۳۲۔ ہدایہ ص ۱۴۰ ج ۱، نصب الراية ص ۸۸ ج ۲، درایہ ص ۹۹۔

۹۳۳۔ طبرانی اوسط ص ۹۹ ج ۵، ۴۰۸۲۔

۹۳۴۔ کتاب المجروحین ص ۱۷۰ ج ۲، درایہ ص ۱۸۳ ج ۱، نصب الراية ص ۸۸ ج ۲۔

۹۳۵۔ مسند أحمد ص ۴۳۸ ج ۳، بیہقی ص ۲۸۹ ج ۲، دارقطنی ص ۱۷۵ ج ۱، نصب الراية ص ۸۷ ج ۲۔

درایہ ص ۱۸۲ ج ۱، کنز العمال ص ۴۹۳ ج ۷، مجمع ص ۷۹ ج ۲، طبرانی کبیر ص ۱۹۰ ج ۲۵

و ص ۴۱۹ و ص ۴۲۰۔

تینوں ضعیف ہیں (تعلیق بردر ایہ ص ۱۸۲ ج ۱)۔

(۹۳۶) آپ ﷺ غزوہ بدر میں نماز پڑھاتے ہوئے مسکرائے جب فارغ ہوئے تو پوچھا گیا آپ نماز میں مسکرا رہے تھے فرمایا میرے پاس میکائیل گزرے ان کے پروں پر غبار تھا وہ میری طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی وازع بن نافع متروک اور منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۴۲)

(۹۳۷) يقطع الصلوة الكثير و تقطع القرفرة (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

دانت نکال کر ہنسنے اور زور دار قہقہہ لگانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ثابت بن محمد کوئی عابد صدوق ہے (ابو حاتم) ضابطہ نہیں (حاکم) بخاری نے صحیح میں روایت لی ہے مگر اس کو ضعفاء میں داخل کیا ہے (میزان ص ۳۶۶ ج ۱) ضعف کی دوسری علت ابو الزبیر کی تدلیس ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں اس کو صرف ثابت نے مرفوع روایت کیا ہے محمد بن جعفر بن اعین نے اس کو موقوف روایت کیا ہے اور محمد بن جعفر ثقہ ہے (الروض البدانی ص ۱۸۶ ج ۲)

(۹۳۸) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا آدمی آیا اور مسجد کے گڑے میں گر گیا جس سے بہت سے لوگ نماز میں ہی ہنس پڑے آپ نے حکم فرمایا جو ہنسا ہے وہ وضوء اور نماز لوٹائے۔ (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ)

باطل ہے راوی ابو نعیم محمد بن موسیٰ واسطی کوئی شی نہیں کذاب غیث ہے (ابن معین) عام روایات میں متفرد ہے (ابن عدی) دوسرا راوی ہشام بن حسان مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۱۳ ج ۱) یہ روایت معین ہے ہشام نے اس کو حفصہ بنت سرین عن ابی العالیہ عن ابی موسیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے دارقطنی فرماتے ہیں ایوب، خالد الخداء اور مطر الوراق نے اس کو عن ابی العالیہ کے طریق سے مرسل روایت کیا ہے۔

۹۳۶۔ طبرانی أوسط ص ۹۹ ج ۸ ح ۷۱۹۹۔

۹۳۷۔ طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۸۳ ج ۲ ح ۹۹۵، میزان ص ۳۶۶ ج ۱۔

۹۳۸۔ دارقطنی ص ۱۷۴ ج ۱، درایۃ ص ۳۵ ج ۱، نصب الراية ص ۴۷ ج ۲۔

(۹۳۹) اس روایت کو عبد الرحمن بن محمد بن جلدہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کیا ہے عبد الرحمن متروک حدیثیں وضع کرتا تھا (دارقطنی ص ۱۲۳ ج ۱) حضرت انس کی روایت کی ایک اور سند بھی ہے اس کا راوی داؤد بن محمد بھی متروک حدیث وضع کرتا تھا (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

اور اس کا استاذ ایوب بن خوط ضعیف ہے (دارقطنی ص ۱۶۳ ج ۱)

(۹۴۰) اسی طرح کی ایک روایت ابو السلیح بن اسامہ عن ابیہ کے طریق سے مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کے دو راوی حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ متروک ہیں اور دونوں نے اس سند میں خطا کی ہے اس روایت کو حسن بصری نے حفص بن سلیمان منقری عن ابی العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے حسن بصری رسول اللہ ﷺ سے بہت سی مرسل حدیثیں روایت کرتے تھے حسن بن عمارہ کا عن خالد الخذاء عن ابی السلیح سے روایت کرنا بہت غلط وہم ہے کیونکہ اس کو خالد الخذاء نے حفصہ بنت سرین عن ابی العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے اس طرح یہ روایت سفیان ثوری، ہشیم و ہیب اور حماد بن سلمہ وغیرہم نے بھی ابو العالیہ سے مرسل روایت کی ہے پھر اس روایت میں ابن اسحاق حسن بن دینار سے روایت کرنے میں مضطرب ہے کبھی تو حسن بصری سے اور کبھی عن قتادہ عن ابی السلیح عن ابیہ روایت کرتا ہے قتادہ نے یہی روایت ابو العالیہ سے مرسل روایت کی ہے اسی طرح سعید بن ابی عروبہ، معمر، ابو عوانہ اور سعید بن بشیر وغیرہم نے بھی مرسل روایت کی ہے (دارقطنی ص ۱۶۲ ج ۱)

خلاصہ یہ ہے کہ ابو السلیح کی اس روایت کو ثقہ ائمہ کرام نے ابو العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے ان کے برعکس حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ نے متصل روایت کیا ہے حسن بن دینار متروک بلکہ امام احمد اور یحییٰ کے نزدیک کذاب ہے اور حسن بن عمارہ بھی متروک نا قابل حجت ہے۔ (میزان ص ۵۴۱ ج ۱)

(۹۴۱) ایک آدمی نماز کے لئے آیا اور گڑھے میں جا گرا جس پر قوم نے قہقہہ لگایا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا جن حضرات نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضوء اور نماز لوٹا لیں (سعید الجعفی رضی اللہ عنہ)

۹۳۹۔ دارقطنی ص ۱۷۴ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۷۱ ج ۱، نصب الراية ص ۴۹ ج ۱۔

۹۴۰۔ دارقطنی ص ۱۶۲ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۳۷۰ ج ۱، نصب الراية ص ۴۹ ج ۱، درایۃ ص ۳۶ ج ۱۔

۹۴۱۔ دارقطنی ص ۱۶۷ ج ۱، نصب الراية ص ۵۱ ج ۱، درایۃ ص ۳۷ ج ۱۔

سخت ضعیف ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت میں ابو حنیفہ کو منصور سے روایت کرتے وقت وہم ہو گیا ہے اس کو منصور نے محمد بن سیرین عن معبد روایت کیا ہے اور معبد صحابی نہیں بلکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے تابعین میں سے تقدیر کے بارہ میں کلام کیا ہے اس روایت کو منصور عن ابن سیرین کے طریق سے غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر نے روایت کیا ہے اور یہ دونوں ابو حنیفہ سے احفظ ہیں ابن عدی کہتے ہیں اس اسناد میں عن معبد صرف ابو حنیفہ نے کہا ہے اور اس میں انہوں نے خطا کی ہے (نصب الراية ص ۱۵۱ ج ۱) واضح رہے کہ کنویں گرنے کا واقعہ اسناداً بے بنیاد ہے مرسل ہونے کے باوجود حسن بن عمارہ، داؤد بن محمر، ایوب بن خوط، عبد الرحمن بن جبلة اور حسن بن دینار راویوں کا روایت کردہ ہے یہ تمام متروک ہیں ان میں کوئی ایک بھی قابل حجت نہیں ہے (نصب الراية ص ۵۰ ج ۱)

## پہلو پر ہاتھ رکھنا

(۹۴۲) الاختصار فی الصلوة استراحة اهل النار (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنا جہنم والوں کی راحت ہے۔ ☆

منکر ہے راوی عبد اللہ بن ازور سخت ضعیف ہے (ازدی) اس نے ہشام بن حسان سے مذکورہ حدیث منکر روایت کی ہے (میزان ص ۳۹۲ ج ۲)

## پسینہ

(۹۴۳) یمسح العرق عن وجهه فی الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نماز میں اپنے چہرے سے پسینہ صاف کرتے تھے۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی خارجہ بن مصعب متروک ہے (وکیع وابن مبارک) ثقہ نہیں کذاب ہے ابن معین (میزان ص ۲۴۵ ج ۱)

۹۴۲۔ بیہقی ص ۲۸۷ ج ۲، ابن خزیمہ ص ۵۷ ج ۲، ابن حبان ص ۲۴ ج ۵، ۲۲۸۳، طبرانی

أوسط ص ۴۶۹ ج ۷، ۶۹۲۱، لسان ص ۳۹۲ ج ۲، لسان ص ۱۱۰ ج ۳ و ص ۱۸۸ ج ۴۔

۹۴۳۔ طبرانی کبیر ص ۳۱۵ ج ۱۱، ۱۲۱۲۲۔

## چھینک جمائی اور اونگھ وغیرہ

(۹۴۴) العطاس والنعاس والتثاؤب فی الصلوة والحیض والقی والرعاف من

الشیطان۔ (عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ)

نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قی اور نکیر کا آنا شیطان کی طرف سے ہے۔ ☆

ضعیف ہے اولاً قاضی شریک ضعیف اور مدلس ہیں ثانیاً دوسرا راوی ثابت بن عدی مجہول الحال ہے ترمذی

فرماتے ہیں غریب ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے (تحفہ الاحوذی ص ۵ ج ۳)

(۹۴۵) کان یکرہ التثاؤب فی الصلوة (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

نماز میں جمائی کو ناپسند کرتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبدالکریم بن ابی الحارث ضعیف ہے (مجمع ص ۸۲ ج ۲)

(۹۴۶) التثاؤب والنعاس فی الصلوة من الشیطان (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

جمائی اور اونگھ نماز میں شیطان کے عمل سے ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید بن ابی زیاد نہ قوی ہے اور نہ قابل حجت (ابن معین) کوئی شئی نہیں (دکھ) اس کی

حدیث کسی لائق نہیں (احمد) اس کو پھینک دو (ابن مبارک ☆ میزان ص ۳۳۳ ج ۳) اس روایت کی سند

ضعیف ہے (تحفہ الاحوذی ص ۶ ج ۳)۔

## داڑھی چھونا

(۹۴۷) کان یمس لحیته فی الصلوة من غیر عبث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نماز میں داڑھی کو بغیر عبث (کھیل) کے چھوتے تھے۔ ☆

۹۴۴۔ ترمذی ح ۲۷۴۸ باب ما جاء ان العطاس فی الصلاة من الشیطان، الحاوی للفتاوی للسیوطی ص ۵۳۵ ج ۱۔

۹۴۵۔ طبرانی کبیر ص ۸۳ ج ۸، کنز العمال ص ۵۹ ج ۷۔

۹۴۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۸ ج ۹ ح ۹۴۵۳۔

۹۴۷۔ کشف الاستار ح ۵۷۱، مجمع ص ۸۵ ج ۲۔

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن عبد اللہ بن حکم انصاری جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (میزان ص ۳۱۶ ج ۳)

(۹۴۸) یمس لحيته في الصلوة (ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ) نماز میں داڑھی کو چھوتے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی منذر بن زیاد لمائی متروک ہے فلاں کہتے ہیں کذب ہے (میزان ص ۱۸۱ ج ۳)۔

(۹۴۸) یمس لحيته في الصلوة (حسن بصری) نماز میں داڑھی کو چھوتے۔ ☆

مرسل ہے

(۹۵۰) ربما مس لحيته في الصلوة (عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ)

بہا اوقات نماز میں داڑھی کو چھوتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن خطاب نامعلوم ہے ازدی کہتے ہیں منکر الحدیث ہے (میزان ص ۵۳۷ ج ۳)

## کڑا کے نکالنا اور پھونک مارنا

(۹۵۱) لا تفقع اصابعك وانت في الصلوة (علی رضی اللہ عنہ)

نماز میں انگلیوں کے کڑا کے نہ نکالا کرو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۹۵۲) نہی رسول اللہ ﷺ عن النفخ في السجود (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے سجدہ میں پھونکنے سے منع فرمایا ☆

ضعیف ہے راوی خالد بن الیاس متروک ہے (مجمع ص ۸۳ ج ۲)

(۹۵۳) من نفخ في صلوته فقد تكلم (ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۹۴۸۔ طبرانی اوسط ص ۱۶۰ ج ۶ ح ۵۳۲۸۔

۹۴۹۔ أبو یعلیٰ ص ۱۵۳ ج ۳ ح ۲۶۹۸۔

۹۵۰۔ أبو یعلیٰ ص ۱۶۷ ج ۲ ح ۱۴۵۸۔

۹۵۱۔ ابن ماجہ ح ۹۶۵، مسند أحمد ص ۱۴۶ ج ۱، کنز ص ۵۱۵ ج ۷۔

۹۵۲۔ طبرانی کبیر ص ۱۳۷ ج ۵ ح ۴۸۷۰۔

۹۵۳۔ ارواء الغلیل ص ۱۲۳ ج ۲۔



جس نے نماز میں پھونکا اس نے کلام کیا۔ ☆

اس کی سند معلوم نہیں اور غیر ثابت ہے (ارواء الغلیل ص ۱۲۳ ج ۲)

(۹۵۴) ثلاثة من الجفاء ان ينفخ الرجل في سجوده او يمسح جبهته قبل ان يفرغ

من صلوته (انس رضی اللہ عنہ)

تین چیزیں ظلم سے ہیں یہ کہ آدمی سجدہ میں پھونک مارے یا اپنی پیشانی کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے

صاف کرے۔ ☆

ضعیف ہے راوی جلد بن ایوب متروک ہے (دارقطنی) اس کی روایت کا کوئی وزن نہیں (احمد) ضعیف

ہے (ابن مبارک وابن راہویہ ☆ میزان ص ۳۳۱ ج ۱)

(۹۵۵) جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو سجدہ کی جگہ تیار کر لے اور اس وقت کے لئے نہ چھوڑے کہ جب وہ سجدہ

میں جائے تو پھونک مار کر جگہ بنائے آگ کے انگارے پر سجدہ کر لینا بہتر ہے کہ وہ اپنی پھونکی ہوئی جگہ

پر سجدہ کرے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سخت ضعیف ہے راوی عبدالمعتم بن بشیر سخت منکر الحدیث ناقابل حجت ہے (کتاب البحر وجین ص ۱۵۸ ج ۲)

## کنکریاں چھونا

(۹۵۶) سألت النبي ﷺ عن مسح الحصى فقال واحدة ولان تمسك عنها

خير لك من مائة ناقة (جابر رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریوں کے چھونے کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا صرف ایک مرتبہ اور اگر

ایک مرتبہ کے چھونے سے بھی رک جائے تو تیرے لئے سو اونٹوں سے بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو سعد شریل بن سعد ضعیف ہے (تعلیق برداریہ ص ۱۸۲ ج ۱) آخری عمر میں غلط ہو گیا

تھا (تقریب ص ۱۳۲)

۹۵۴۔ کشف الاستار ح ۵۴۸ مجمع ص ۸۳ ج ۲۔

۹۵۵۔ طبرانی أوسط ص ۱۸۳ ج ۱ ح ۲۴۲۔

۹۵۶۔ مسند أحمد ص ۳۲۸ ج ۲، درایۃ ص ۱۸۲، نصب الراية ص ۸۷ ج ۲۔

(۹۵۷) آپ نے ایک آدمی کو نماز میں کنکریوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھا اس نے جب سلام پھیرا تو فرمایا نماز سے تیرا یہی حصہ ہے (انس رضی اللہ عنہ)

باطل ہے یوسف بن خالد سستی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۰۲)

(۹۵۸) ہم ایک نماز میں رسول ﷺ کے ساتھ تھے ایک آدمی نے اپنے ہاتھ سے کنکریاں الٹ پلٹ کی جب آپ نے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کس نے کنکریاں الٹ پلٹ کی ہیں تو اس آدمی نے

کہا میں نے آپ ﷺ نے فرمایا نماز سے تیرا یہی حصہ ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہما)

باطل ہے راوی دازع بن نافع متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۲)

(۹۵۹) اسی کے قریب قریب ایک روایت سائب بن یزید سے بھی مروی ہے جو ضعیف ہے اس کا راوی یزید بن

عبدالملک نوفلی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۳)

## باب السهو

(۹۶۰) ایک آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں وسوسہ پاتا ہوں جب نماز میں داخل ہوتا ہوں مجھے پتہ

نہیں رہتا کہ شفع پر سلام پھیر رہا ہوں یا طارق پر آپ نے فرمایا تو جب ایسی حالت محسوس کرے تو اپنے

دائیں ہاتھ کی سبابہ (شہادت والی انگلی) کو آسمان کی طرف اٹھا اور پھر اپنے بائیں ران پر مار اور بسم اللہ

کہہ تو یہ شیطان کے لئے جھری ہے (اسامہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی مہاجر بن مسیب مجہول ہے (مجمع ص ۱۵۱ ج ۲) میزان میں مسیب کے بجائے

غیب ہے اور یہ بھی مجہول ہے نیز عقیلی اور میزان میں فائز تک الشیطان ہے اور ایک نسخہ میں مسکن

الشیطان ہے واللہ اعلم۔

۹۵۷۔ أبو یعلیٰ ص ۱۱۸ ج ۴ ح ۴۰۰۰، کشف الاستار ح ۵۶۹، مجمع ص ۸۶ ج ۲۔

۹۵۸۔ طبرانی کبیر ص ۲۲۴ ج ۱۲ ح ۱۳۲۲۷۔

۹۵۹۔ طبرانی کبیر ص ۱۵۹ ج ۷ ح ۶۶۹۱۔

۹۶۰۔ طبرانی کبیر ص ۱۹۲ ج ۱ ح ۵۱۲، کشف الاستار ح ۵۸۰، عقیلی ص ۲۰۹ ج ۴، میزان

ص ۱۹۴ ج ۴، لسان ص ۱۰۴ ج ۶۔

(۹۶۱) یا رسول اللہ افتنا فی رجل سہا فی صلوتہ فلا یدری کم صلی قال لا ینصرف ثم یقوم فی صلوتہ حتی یعلم کم صلی فانما ذاک الوسواس یرض فیسہیہ عن صلوتہ (میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا)

اللہ کے رسول ہمیں اس آدمی کے بارہ میں فتویٰ دیجئے جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے علم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے فرمایا وہ سلام نہ پھیرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ اسے علم ہو جائے کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے یہ وسوسہ ہے جو آدمی کو پیش آتا ہے اور اسے نماز میں بھلاتا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۱۵۱ ج ۲)

(۹۶۲) سئل عن رجل سہا فی صلوتہ فلم یدر کم صلی قال لیعد صلوتہ و لیسجد سجدتین قاعداً (عبادہ رضی اللہ عنہ)

اس آدمی کے بارہ میں پوچھا گیا جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے علم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے فرمایا نماز کو لوٹائے اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے۔ ☆  
ضعیف منقطع ہے راوی اسحاق بن یحییٰ کا حضرت عبادہ سے سماع نہیں ہے ابن حجر کہتے ہیں اس نے عبادہ سے مرسل روایت کی ہے اور یہ مجہول الحال ہے (تقریب ص ۳۰)

(۹۶۳) میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں بھول جانے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تو جب نماز پڑھ لے اور تیرے خیال میں تو نے پوری نماز پڑھی ہے درحالیکہ تو شک میں ہو تو تشهد بیٹھ اور سلام پھیر دے اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کر پھر تشهد بیٹھ اور سلام پھیر دے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

من گھڑت ہے راوی موسیٰ بن مطیر متروک الحدیث منسوب الی الوضع ہے (مجمع ص ۱۵۲ ج ۲) متروک ہے (ابو حاتم و نسائی) جھوٹا ہے (ابن معین) صاحب عجائب اور مناکیر ہے سننے والے کو اس کی روایت کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا (ابن حبان ☆ لسان ص ۱۳۰ ج ۶)

(۹۶۴) آپ نے عصر کی نماز تین رکعتیں پڑھائیں اور بعض بیویوں کے پاس تشریف لے گئے ایک صحابی

۹۶۱۔ طبرانی کبیر ص ۳۷ ج ۲۵ ح ۶۷، مجمع ص ۱۵۱ ج ۲۔

۹۶۲۔ مجمع ص ۱۵۳ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۹۶۳۔ طبرانی اوسط ص ۱۹۹ ج ۵ ح ۴۳۸۹۔

ذوالشمالین داخل ہوا اور کہا نماز میں کیا کمی ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کیسے وہ کہنے لگا آپ نے تین رکعتیں پڑھائیں ہیں آپ ﷺ صحابہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا اس نے سچ کہا ہے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں؟ صحابہ نے کہا جی ہاں، پھر آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور تشہد کے بعد دو سجدے کئے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔ اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی اسماعیل بن ابان غنوی متروک ہے (مجمع ص ۱۵۲ ج ۲) کذاب ہے (ابن معین) اس نے فطر سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (احمد) ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں گھڑتا تھا (میزان ص ۲۱۲ ج ۱)

(۹۶۵) آپ نماز میں کھڑے ہوئے جبکہ بیٹھنا ضروری تھا لوگوں نے سبحان اللہ کہا آپ کو معلوم ہو گیا جو لوگ چاہتے تھے جب نماز پوری کر لی تو دو سجدے کیئے اور فرمایا میں نے تمہاری سبحان اللہ سن لی تھی کہ میں بیٹھ جاؤں مگر ایسے بیٹھنا سنت نہیں ہے اور جو میں نے کیا ہے وہی سنت ہے (عقبہ رضی اللہ عنہ) ضعیف منقطع ہے اولاً راوی زہری نے عقبہ سے نہیں سنا۔ دوسرا راوی عبد اللہ بن صالح صدوق کثیر الغلط تھا کتاب میں ثبت تھا اور اس میں غفلت تھی (تقریب ص ۱۷۷)

(۹۶۶) آپ نماز مکمل کرنے سے پہلے بھول گئے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا اور فرمایا جو نماز کے کامل ہونے سے پہلے بھول جائے وہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے اور جب نماز کے کامل ہونے کے بعد بھولے تو سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کرے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن میمون احتجاج میں مختلف فیہ ہے اکثر نے اس کو ضعیف کہا ہے (مجمع ص ۱۵۴ ج ۲) (۹۶۷) میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ اس میں بھول گئے تو سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اسی طرح کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا (انس رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۱۵۴ ج ۲)

۹۶۴۔ طبرانی کبیر ص ۲۰۷ ج ۱۰ ح ۱۱۶۷۳، کشف الاستار ح ۵۷۸، مجمع ص ۱۵۲ ج ۲۔

۹۶۵۔ طبرانی کبیر ص ۳۱۳ و ص ۳۱۴ ج ۱۷ ح ۸۶۷-۸۶۸۔

۹۶۶۔ طبرانی اوسط ص ۲۸۹ ج ۸ ح ۵۸۹۔

۹۶۷۔ طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۲۶۶ ج ۱ ح ۴۳۷۔

(۹۶۸) اذا شك احدكم في النقصان فليصل حتى يكون الشك في الزيادة (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ)

جب نماز کی کمی میں شک ہو جائے تو نماز پڑھی جانی چاہئے حتیٰ کہ شک زیادہ میں بدل جائے۔ ☆ ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵)

(۹۶۹) جب کسی کو نماز میں شک ہو کہ اس نے زیادہ پڑھی ہے یا کم، اگر شک ایک یا دو رکعت میں ہو تو ان کو ایک بنالے، اور اگر شک دو یا تین میں ہو تو دو بنالے اور اگر تین یا چار میں شک ہو تو ان کو تین بنالے حتیٰ کہ شک اور وہم زیادہ میں ہو (مکحول)۔

مکحول کی مرسل ہے حسین بن عبد اللہ نے مکحول سے مسند روایت ہے مگر حسین ضعیف ہے (تقریب ص ۷۴) (۹۷۰) یہی روایت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے آخر میں ہے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے ابن حجر فرماتے ہیں یہ روایت معلول ہے کیونکہ یہ محمد بن اسحاق عن مکحول کریب کے طریق سے ہے امام احمد نے محمد بن اسحاق عن مکحول مرسل روایت کی ہے ابن اسحاق خود فرماتے ہیں میں حسین بن عبد اللہ کو ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا مکحول نے یہ روایت مسند روایت کی ہے میں نے کہا نہیں حسین نے کہا مجھ سے مکحول نے کریب عن ابن عباس عن عبد الرحمن مسند روایت کی ہے اور حسین تخت ضعیف ہے (الخصیص ص ۵ ج ۲) راقم کہتا ہے محمد بن اسحاق نے اس روایت کے مسند ہونے کی نفی کی ہے (دیکھئے دارقطنی ص ۳۶۹ ج ۱) ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے جو زبردست سہو ہے۔

(۹۷۱) یہی روایت مکحول سے ایک اور طریق سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مسند آئی ہے جس میں ان الفاظ کا

۹۶۸۔ دارقطنی ص ۳۷۷ ج ۱۔

۹۶۹۔ دارقطنی ص ۳۶۸ ج ۱۔

۹۷۰۔ دارقطنی ص ۳۷۰ ج ۱۔

۹۷۱۔ دارقطنی ص ۳۶۹ ج ۱، المستدرک ص ۳۲۴ ج ۱۔

اضافہ ہے وہ اپنی باقی نماز کو پورا کرے حتیٰ کہ وہم کی کے بجائے زیادہ میں ہو۔ پھر وہ سجدہ سہو کرے امام حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تعاقب کرتے ہوئے فرمایا ہے راوی عمار بن مطر رہاوی کو محدثین نے ترک کر دیا تھا (مستدرک مع الخیص ص ۳۲۳ ج ۱)

بعض محدثین نے عمار کی توثیق کی ہے مگر اکثر نے تضعیف کی ہے کہ حدیث چور تھا (ابن حبان) ثقہ راویوں سے منکر روایتیں کرتا تھا (عقیلی) ضعیف ہے (دارقطنی) کذاب ہے (ابو حاتم) اس کی حدیثیں باطل ہیں (ابن عدی) میزان ص ۱۷۰ ج ۳ و لسان ص ۲۷۶ ج ۴)

(۹۷۲) لا سہو الا فی قیام عن جلوس او جلوس عن قیام (ابن عمر رضی اللہ عنہ) سہو نہیں مگر بیٹھنے کی جگہ قیام ہو جائے یا قیام کی جگہ بیٹھا جائے۔ ضعیف ہے راوی ابو بکر عسی ضعیف ہے بیہقی فرماتے ہیں مجہول ہے (الخیص ص ۳ ج ۲)

(۹۷۳) سجدتا السہو تجزبان من کل زیادة ونقصان (عائشہ)

سہو کے دو سجدے ہر زیادتی اور کمی سے کفایت کر جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی حکیم بن کو این معین ثقہ اور ابو زرعہ نے ضعیف کہا ہے

(۹۷۴) صلی بنا رسول اللہ ﷺ ثلاثا ثم سلم فقال له ذو الشمالین انقصت الصلوة یا رسول اللہ ﷺ قال کذاک یا دا الیدین قال نعم فرکع رکعة و سجدتین (ابن عباس)۔

رسول اللہ نے ہمیں رکعتیں پڑھائیں پھر آپ نے سلام پھیر دیا تو ذو الشمالین نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کیا نماز کم ہو گئی ہے آپ نے ذو الیدین سے فرمایا کیا بات اسی طرح ہے تو اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے کئے۔ ☆

سخت ضعیف منکر ہے چار بھی مبہم ہے۔

(۹۷۵) صلی بہم احدى صلوتی العشیء وھی العصر رکعتین وفیه فرجع رسول

۹۷۲۔ دارقطنی ص ۳۷۷ ج ۱، المستدرک ص ۳۲۴ ج ۱، بیہقی ص ۳۴۵ ج ۲ واللفظ له۔

۹۷۳۔ ابو یعلیٰ ص ۳۲۵ ج ۴ ح ۵۷۳۔ کشف الاستار ح ۵۷۴

۹۷۴۔ کشف الاستار ص ۵۷۹۔ مجمع ص ۱۵۲

۹۷۵۔ مسند احمد ص ۷۷ ج ۴

اللہ وثاب الناس (مطیر)

واقعہ ذوالیدین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نمازی دو رکعتیں پڑھائیں اور اس روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ اور لوگ مسجد کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور دو سجدے کئے۔ ☆  
اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ہدی بن سلیمان ضعیف ہے

(۹۷۶) صلی بنا رسول اللہ ﷺ ثم دخل فقال بعض التوم انريد فس الصلوة قال وما ذاك قال صليت خمسا (ابن مسعود)

رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو پھر گھر داخل ہو گئے بعض لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہوئی ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ دونوں نے کہا آپ نے پانچ رکعت پڑھائی ہے آپ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر آپ مسجد کی طرف نکلے تو وہ ایک حلقہ بنا ہوا تھا جس میں ابو بکر اور عمر تھے آپ نے فرمایا ذوالیدین جو کہتا ہے وہ حق ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں آپ قبلہ رخ متوجہ ہوئے پھر دو سجدے کئے۔ ☆  
سخت ضعیف ہے راوی محمد بن ابان بھی ضعیف ہے۔

(۹۷۷) انه لم يسجد يوم ذی الیدین (ابن عمر)

آپ نے ذوالیدین کے یوم سجدہ سہو نہیں کیا۔ ☆  
ضعیف منکر ہے راوی عبد اللہ بن عمر العری ضعیف ہے۔

(۹۷۸) ليس في صلوة الخوف سهو (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نماز خوف میں سہو نہیں ہے۔ ☆

ضعیف باطل ہے راوی شریک بن عبد اللہ ضعیف اور مدلس ہیں ان کا شاگرد ولید بن فضل موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا کسی صورت میں قابل حجت نہیں (ابن حبان) کوفیوں سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (لسان ص ۳۲۶ ج ۲)

(۹۷۹) ليس على من خلف الامام سهو فان سها الامام فعليه و على من خلفه

السهو والامام كافيه (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۹۷۶۔ طبرانی کبیر ص ۳۲ ج ۱۰ ح ۹۸۵۴

۹۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۲۷۹ ج ۱۲ ح ۱۳۳۵۶

۹۷۸۔ طبرانی کبیر ص ۷۲ ج ۱۰ ح ۹۹۸۶۔ ۹۷۸ / ب دارقطنی ص ۵۸ ج ۲، الکامل ص ۱۹۶۰ ج ۵۔

۹۷۹۔ دارقطنی ص ۳۷۷ ج ۱، بیہقی ص ۳۰۲ ج ۲۔

مقتدی پر سہو نہیں اگر امام بھول جائے تو امام اور مقتدی دونوں پر سہو ہے اور امام مقتدی کو کافی ہے۔ باطل ہے اولاً راوی خارجہ بن مصعب کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶۲۹) ثانیاً الواحش مجہول ہے۔

(۹۸۰) یا رسول اللہ علی الرجل سہو خلف الامام قال لا انما السہو علی الامام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

کیا مقتدی پر سہو ہے فرمایا نہیں سہو صرف امام پر ہے۔ من گھڑت ہے راوی عمر بن عمرو طحان عسقلانی ثقہ راویوں کے نام سے باطل روایتیں کرتا تھا اور اس کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں سے ہے (اکامل ص ۱۷۲ ج ۵)

## نماز قصر

(۹۸۱) خیر امتی الذین اذا اساءوا استغفروا و اذا احسنوا استبشروا و اذا سافروا قصرُوا و افطروا (جابر رضی اللہ عنہ)

میری امت کے بہتر لوگ وہ ہیں جب وہ گناہ کر لیتے ہیں تو بخشش مانگتے ہیں اور جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب سفر کرتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور روزے افطار کرتے ہیں۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابن الہیعیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۹۸۲) خیار امتی من قصر الصلوة فی السفر و افطر (سعید بن المیسب رحمہ اللہ) میری امت کے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو سفر میں نماز قصر اور روزہ افطار کرتے ہیں۔ ☆ مرسل ہے۔

(۹۸۳) اور یہی روایت عروہ بن رویم سے بھی مروی ہے جو مرسل ہے۔

(۹۸۴) یا اهل مكة لا تقصروا فی اقل من اربع برد من مكة الى عسفان

۹۸۰۔ اکامل ص ۱۷۲ ج ۵۔

۹۸۱۔ طبرانی اوسط ص ۲۸۶ ج ۷، ح ۶۵۵۴، علل الحدیث ص ۲۵۵ ج ۱۔

۹۸۲۔ تلخیص ص ۵۱ ج ۲۔

۹۸۳۔ تلخیص ص ۵۱ ج ۲۔

۹۸۴۔ دارقطنی ص ۳۸۷ ج ۱، بیہقی ص ۱۳۷ ج ۳۔



(ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اے مکہ والو! تم چار بردے کم مسافت پر قصر نہ کرو جیسا کہ مکہ سے عسفان کا فاصلہ ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی عبد الوہاب بن مجاہد متروک ہے (الکفای ص ۳۶ ج ۲) کوئی شئی نہیں۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین) کوئی شئی نہیں ضعیف ہے (احمد) اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۸۲ ج ۲)، بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش قابل حجت نہیں اور عبد الوہاب سخت ضعیف ہے صحیح ابن عباس کا قول ہے (بیہقی ص ۱۳۸ ج ۳)۔

(۹۸۵) المتم للصلوة فی السفر کالمقصر فی الحضر (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سفر میں نماز پوری پڑھنے والا وہ ایسے ہے جیسا کہ حضر میں نماز قصر کرنے والا ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے ایک توبیقہ راوی مدلس ہے دوسرا راوی احمد بن محمد بن المغلس ہے ابن جوزی کہتے ہیں کذاب ہے تنقیح میں ہے ابن جوزی پر اشتباہ ہو گیا ہے یہ اور راوی ہے اور جو کذاب اور وضاع ہے وہ احمد بن محمد بن صلت بن مغلس حمائی ہے۔ اور یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی مجہول ہے (نصب الراية ص ۱۹۰ ج ۲) اس کی سند سخت ضعیف ہے (درایہ ص ۲۱۳ ج ۲)

(۹۸۶) ان الله فرض الصلوة علی لسان نبیکم فی الحضر اربعاً و فی السفر رکعتین (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمہارے نبی کی زبان سے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہے۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن زحر صدوق ہے لیکن اس کی ابو ہریرہ سے ملاقات نہیں بلکہ کسی تابعی سے بھی ملاقات نہیں (شرح مسند احمد ص ۱۷۸ ج ۱)

(۹۸۷) صلوة السفر رکعتان (عمر رضی اللہ عنہ)

۹۸۵۔ عقیلی ص ۱۶۲ ج ۳، العلل المتناہیة ص ۴۴۶ ج ۱، میزان ص ۱۹۹ ج ۳، لسان ص ۳۰۸ ج ۴،

نصب الراية ص ۱۹۰ ج ۲، درایہ ص ۲۱۳ ج ۱، تاریخ اصفہان ص ۳۵۳ ج ۱۔

۹۸۶۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۴ ج ۲، مستند أحمد ص ۴۰۰ ج ۲۔

۹۸۷۔ ابن ماجہ ص ۱۰۶۳ باب تقصیر الصلاة فی السفر، مسند أحمد ص ۳۷ ج ۱، تاریخ بغداد

ص ۱۹۳ ج ۵، علل الحديث ص ۱۳۸ ج ۱۔

سفر کی نماز دو رکعتیں ہے۔ ☆

منقطع ہے راوی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کا حضرت عمر سے سماع نہیں (تہذیب ص ۲۶۱ ج ۶)

(۹۸۸) یہی روایت خطیب نے تاریخ بغداد میں ص ۳۱۲ ج ۱۲ میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے: ”صلوة المسافر رکعتان حتی یؤوب الی اہله او یموت“ ”مسافر کی نماز دو رکعت ہے حتی کہ وہ لوٹ آئے یا مر جائے ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی خالد بن عثمان سے احتجاج باطل ہے (کتاب البحر چین ص ۲۸۳ ج ۱)

(۹۸۹) یا اہل مکة لا تقصر الصلوة فی ادنی من اربعة برد من مکة الی عسفان (ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اے اہل مکہ! تم چالیس برد (اربا لیس میل) مکہ سے عسفان تک سے کم سفر میں قصر نہ کرو۔ ☆

سخت ضعیف ہے عبد الوہاب بن مجاہد بالاتفاق متروک ہے حاکم نے اس کی نسبت وضع کی طرف کی ہے۔

(۹۹۰) سن الصلوة فی السفر رکعتین وہی تمام والوتر فی السفر سنة (علی) رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعتوں کو مکمل مسنون نماز قرار دیا اور وتر سفر میں سنت ہیں سخت ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۹۹۱) صلیت مع رسول اللہ ﷺ صلوة الخوف رکعتین الا المغرب ثلاثا صلیت معه فی السفر رکعتین الا المغرب ثلاثا (علی رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف دو رکعتیں پڑھیں سوائے نماز مغرب کے اور وہ تین رکعتیں پڑھیں اور سفر میں بھی دو رکعتیں پڑھیں مگر مغرب تین رکعتیں پڑھیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۹۹۲) فرضت الصلوة رکعتین رکعتین فصلاھا رسول اللہ ﷺ بمکة حتی

۹۸۸۔ تاریخ بغداد ص ۳۱۲ ج ۱۲۔

۹۸۹۔ دار قطنی ص ۳۸۷ ج ۱

۹۹۰۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۵ ج ۲، کشف الاستار ح ۶۸۰۔

۹۹۱۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۵ ج ۲، کشف الاستار ح ۶۸۱۔

۹۹۲۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۶ ج ۲، طبرانی أوسط ص ۱۹۵ ج ۶ ح ۵۴۰۵۔

قدم المدينة وصلاتها بالمدينة ما شاء الله و زيد في صلوة الحضر ركعتين  
وتركت الصلوة في السفر على حالها (سلمان رضی اللہ عنہ)

نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی آپ نے مکہ میں ایسے ہی پڑھی پھر مدینہ تشریف لے گئے تو جتنی دیر اللہ نے  
چاہا دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے بعد ازاں حضر کی نماز میں دو رکعت بڑھا دی گئیں اور سفر کی نماز اپنی  
حالت پر ہی رہی۔ ☆

اس متن کے ساتھ منکر ہے راوی عمر بن عبدالغفار متروک ہے (مجمع ص ۱۵۶ ج ۲) منکر الحدیث ہے  
(عقلمی) وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۷۲ ج ۳)

(۹۹۳) من صلی فی السفر اربعا اعادة الصلوة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا)

جو سفر میں چار رکعت نماز پڑھے وہ نماز دوبارہ لوٹائے۔ ☆

منقطع ہے راوی ابراہیم نخعی نے ابن مسعود سے نہیں سنا (مجمع ص ۱۵۵ ج ۲)

(۹۹۴) انها اعتمرت مع رسول الله ﷺ من المدينة الى مكة حتى اذا قدمت  
مكة قالت يا رسول الله ﷺ قصرت واتمت وافطرت وصمت قال  
احسنت يا عائشة وما عاب علي (عائشة رضی اللہ عنہا)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کے لئے سفر کیا حتی کہ جب میں مکہ میں آ  
گئی تو میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ آپ نے نماز قصر کی ہے اور میں نے پوری پڑھی ہے آپ نے  
روزہ افطار کیا ہے اور میں نے روزہ رکھا ہے فرمایا عائشہ تو نے اچھا کیا ہے اور مجھ پر کوئی عیب نہ لگایا۔ ☆  
منکر ہے راوی علاء بن زبیر کے بارہ میں ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا  
ہے جو ان کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں جس سے احتجاج باطل ہے پھر انہوں نے اس کو کتاب الثقات  
میں بھی ذکر کیا ہے یہی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے صاحب تنقیح فرماتے ہیں اس کا متن منکر ہے  
رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا (نصب الراية ص ۱۹۱ ج ۲) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ

۹۹۳۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۹ ج ۹ ح ۹۴۵۹۔

۹۹۴۔ نصب الراية ص ۱۹۱ ج ۲، زاد المعاد ص ۱۶۱ ج ۱، دراية ۲۱۴ ج ۱، نسائی ح ۱۴۵۷ باب المقام

الذي يقصر بمثله.

حدیث عائشہ پر جھوٹ ہے ابن القیم فرماتے ہیں یہ حدیث غلط ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا (زاد المعاد ص ۱۶۱ ج ۱)

(۹۹۵) ان النبی ﷺ و اصحابہ کانوا یسافرون و یعودون الی اوطانہم مقیمین من غیر عزم جدید۔ ☆

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سفر کرتے اور اپنے وطنوں کی طرف واپس لوٹتے اور بغیر نئے ارادہ کے قیام کرتے۔ ☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۹۹۶) من تأهل ببلد فلیصل صلوۃ المقیم (عثمان رضی اللہ عنہ)

جو کوئی کسی شہر میں اہل بنائے وہاں مقیم کی نماز پڑھے۔

(۹۹۷) اذا تأهل المسافر فی بلد فهو من اهلها یصلی صلوۃ المقیم (عثمان رضی اللہ عنہ)

جب کوئی مسافر کسی شہر میں اہل بنالے تو وہاں کے رہنے والوں میں سے ہو جاتا ہے وہ مقیم کی نماز پڑھے۔ ☆

دونوں ضعیف ہیں دونوں میں راوی عکرمہ بن ابراہیم ضعیف ہے (مجمع ص ۱۵۶ ج ۲) کوئی شئی نہیں (۱) ابن

معین و ابو داؤد اس کے حافظہ میں اضطراب ہے (عقلی میزان ص ۸۹ ج ۳)

(۹۹۸) لا تقصر الصلاة الا فی حج او جہاد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نماز قصر صرف حج اور جہاد میں کی جائے۔ ☆ منقطع ہے راوی قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (مجمع ص ۱۵۷ ج ۲)

(۹۹۹) شهدت معه الفتح فاقام بمكة ثمان عشرة ليلة لا یصلی الا رکعتین یقول

۹۹۵۔ ہدایہ ص ۱۶۷ ج ۱، درایہ ص ۲۱۳ ج ۱۔

۹۹۶۔ مسند أحمد ص ۶۲ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۲۷۱ ج ۳۔

۹۹۷۔ أبویعلی ص ۱۷۵ ج ۱ ح ۱۸، نصب الرایۃ ص ۲۷۱ ج ۳، مجمع ص ۱۵۶ ج ۲۔

۹۹۸۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۸ ج ۹ ح ۹۴۰۴۔

۹۹۹۔ أبو داود ح ۱۲۲۹، ترمذی، نصب الرایۃ ص ۱۸۷ ج ۲۔

یا اهل مكة صلوا اربعا فانا قوم سفر و فی رواية اتموا صلوتکم فانا قوم سفر (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

میں فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تھا آپ نے اٹھارہ راتیں مکہ میں قیام فرمایا اس دوران صرف دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری (چار رکعت) پڑھو، ہم تو مسافر لوگ ہیں۔ ☆  
ضعیف ہے راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور یہ روایت ضعیف ہے (نصب الراية ص ۱۵۸ ج ۲)

(۱۰۰۰) اقام رسول الله ﷺ بتبوك عشيرين ليلة يقصر الصلوة (انس رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ نے تبوک میں بیس راتیں قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عمرو بن عثمانی کلابی متروک ہے (مجمع ص ۱۵۸ ج ۲)

(۱۰۰۱) اقام النبی ﷺ بخيبر اربعين ليلة يقصر الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نبی ﷺ نے خیبر میں چالیس راتیں قیام کیا نماز قصر کرتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسن بن عمارہ متروک ہے (نصب الراية ص ۱۸۶ ج ۲) ☆ دیکھئے نمبر ۵۶۱

(۱۰۰۲) ان النبی ﷺ بعد الهجرة عد نفسه بمكة من المسافرين۔ ☆

نبی ﷺ نے ہجرت کے بعد مکہ میں خود کو مسافروں میں شمار کیا۔ ☆

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

## نمازوں کا جمع کرنا

(۱۰۰۳) من جمع بين صلوتين من غير عذر فقد آتی بابا من ابواب

۱۰۰۰۔ طبرانی اوسط ص ۵۵۲ ج ۴ ص ۳۹۳۹۔

۱۰۰۱۔ بیہقی ص ۱۵۲ ج ۳۔

۱۰۰۲۔ ہدایہ ص ۱۶۷ ج ۱، نصب الراية ص ۱۸۸ ج ۲، درایہ ص ۲۱۳ ج ۱۔

۱۰۰۳۔ ترمذی ح ۱۸۸ باب ما جاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس، مستدرک حاکم

ص ۲۵۷ ج ۱، بیہقی ۱۶۹ ج ۳، در المنثور ۱۴۷ ج ۲، ابن کثیر ص ۲۴۲ ج ۲، ترغیب الترهیب

ص ۳۸۷ ج ۱، نصب الراية ص ۱۹۳ ج ۲۔

الکبائر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے نماز بغیر عذر کے جمع کی وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازہ پر آیا۔ ☆  
ضعیف ہے راوی حش بن قیس ضعیف ہے ناقابل حجت متروک ہے امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے  
(نصب الراية ص ۱۹۳ ج ۲) سخت ضعیف ہے (درایہ ص ۲۱۲ ج ۱)

(۱۰۰۴) اقام بخیر ستة اشهر يصلى الظهر والعصر جمعا والمغرب والعشاء جمعا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے خیر میں چھ ماہ قیام فرمایا ظہر اور عصر جمع کرتے اسی طرح مغرب اور عشاء جمع کرتے۔ ☆  
مکر ہے راوی حفص بن عمر الجدی منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲)

(۱۰۰۵) جمع رسول الله ﷺ بين الاولى والعصر وبين المغرب والعشاء فقليل له في ذلك فقال صنعت هذا لكي لا تحرج امتي (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو جمع کیا مغرب اور عشاء کو جمع کیا اس کے بارہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں نے اس لئے جمع کی ہیں تاکہ میری امت حرج میں مبتلا نہ ہو۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن عبد القدوس کو ابن معین اور نسائی نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲) اصل حدیث ابن عباس سے اس سے قدرے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۰۰۶) جمع بين الصلوتين بالمدينة من غير خوف (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

آپ نے مدینہ میں دو نمازیں بغیر کسی خوف کے جمع کیں۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عثمان بن خالد اموی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲)

(۱۰۰۷) جمع بين الظهر والعصر للمطر (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

آپ نے ظہر اور عصر کو بارش کی وجہ سے جمع کیا۔ ☆

۱۰۰۴۔ طبرانی اوسط ص ۱۸۰ ج ۷ ح ۶۳۳۳۔

۱۰۰۵۔ طبرانی اوسط ص ۷۲ ج ۵ ح ۴۱۳۰۔

۱۰۰۶۔ کشف الاستار ح ۶۸۹، مجمع ص ۱۶۱ ج ۲۔

۱۰۰۷۔ تلخیص ص ۵۰ ج ۲۔

بے اصل ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کا کچھ اصل نہیں پہنچتی نے ابن عمر سے موقوف روایت کی ہے بعض فقہاء نے یحییٰ بن واضح عن موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر مرفوع روایت کی ہے (تلخیص ص ۵۰ ج ۲) بعض فقہاء کا علم نہیں لہذا ان پر اعتماد نہیں۔

## سواری پر نماز و امامت

(۱۰۰۸) رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ بارش ہو گئی جس سے زمین میں کچھڑ ہو گیا آپ تنگ جگہ میں تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا آپ نے بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا انہوں نے پہلے اذان اور پھر اقامت کہی رسول اللہ ﷺ نے سواری پر امامت کرائی ہم بھی اپنی سواریوں پر تھے آپ اشارہ سے نماز پڑھتے سجدہ رکوع سے ہلکا کرتے (یعنی ۱۰۰۸)

غریب ہے اس میں عمر بن رباح متفرد ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۱۷ ج ۱) راقم کہتا ہے عمر بن رباح دراصل عمر بن میمون بن بحر بن سعد الرباح بلخی ہے جو ثقہ ہے اس روایت کے ضعف کی علت راوی عثمان بن یعلیٰ ہے جو مجہول ہے (تقریب ص ۲۳۶) اس کی سند میں ضعف ہے بعض راویوں کی عدالت ثابت نہیں جو خبر کے قبول کرنے کو واجب کرے (نبی ص ۷۷ ج ۲)

(۱۰۰۹) حضرت الصلوۃ المکتوبۃ و نحن مع رسول اللہ ﷺ علی رکابنا فامنا رسول اللہ ﷺ فتقدمنا ثم امنا فصلینا علی رکابنا (عمر بن یعلیٰ) نماز کا وقت ہو گیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواریوں پر تھے آپ ہم سے آگے بڑھے اور ہماری امامت کرائی ہم نے نماز اپنی سواریوں پر پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الاعلیٰ بن عامر ضعیف ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲) قوی نہیں (یحییٰ) ضعیف ہے (سفیان ثوری۔ احمد و ابوزرعہ ☆ میزان ص ۵۳۰ ج ۲)

راقم کے خیال میں فرض نماز سواری پر پڑھنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہاں البتہ نفلی نماز سواری پر پڑھنے کی بہت سے صحیح احادیث ہیں۔ واللہ اعلم۔

## کشتی میں نماز

(۱۰۱۰) امره ان یصلی من السفینة قائماً الا ان یخشی الغرق (جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)  
آپ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے مگر یہ کہ غرق ہونے کا ڈر ہو۔ ☆  
ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی کا نام نامعلوم ہے (مجمع ص ۱۶۳ ج ۲)

## قیدی کی نماز

(۱۰۱۱) صلوة الا سیر رکعتان حتی یموت او یفک الله اسره (عمر رضی اللہ عنہ)  
قیدی کی نماز دو رکعت ہے حتیٰ کہ وہ مر جائے یا قید سے آزاد ہو جائے۔ ☆  
باطل ہے راوی ابان بن محمد ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں گھڑتا تھا قابل احتجاج نہیں اور یہ روایت باطل ہے  
(کتاب الحج و حین ص ۹۹ ج ۱)

## مریض کی نماز

(۱۰۱۲) یصلی المریض قائماً فان نالته مشقة صلی جالساً فان نالته مشقة صلی  
نائماً یؤمی برأسه فان نالته مشقة یسبح (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر مشقت ہو تو بیٹھ کر پھر بھی مشقت ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے کہ سر کے  
ساتھ اشارہ کرے اگر پھر بھی مشقت ہے تو سبحان اللہ کا ورد کرے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی فلس بن محمد ضعیفی کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۱۳۹ ج ۲)  
(۱۰۱۳) یصلی المریض قائماً فان لم یستطع فقاعدا فان لم یستطع فعلى فقاہ

۱۰۱۰۔ کشف الاستار ج ۶۸۳، مجمع ص ۱۶۳ ج ۲۔

۱۰۱۱۔ کتاب المجروحین ص ۹۹ ج ۱۔

۱۰۱۲۔ طبرانی ص ۱۱ ج ۵ ح ۴۰۰۹۔

۱۰۱۳۔ ہدایہ ص ۱۶۱ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۱۷۶ ج ۲، درایۃ ص ۲۰۹ ج ۱۔



یؤمی ایماء فان لم یستطع فالله احق بقبول العذوز۔ ☆  
 مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر طاقت نہ رکھے تو بیٹھ کر اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو گدی کے بل اشارہ  
 کے ساتھ نماز پڑھے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ ☆  
 حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۱۴) یصلی المریض قائماً فان لم یستطع صلی قاعداً فان لم یستطع ان  
 سجد او ما وجعل سجوده اخفض من رکوعه فان لم یستطع ان یصلی  
 قاعدا صلی علی جنبه الا یمن مستقبل القبلة فان لم یستطع صلی مستلقیا  
 رجلاہ مما یلی القبلة (علی رضی اللہ عنہ)

مریض کھڑا ہو کر نماز پڑھے اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو بیٹھ کر، اگر وہ سجدہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اشارہ  
 کرے اور سجدہ رکوع سے ہلکا کرے، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے داہنے پہلو پر  
 قبلہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھے لے اگر پھر بھی طاقت نہیں تو گدی کے بل لیٹ کر پڑھے لے کہ اس  
 کے پاؤں قبلہ کی جانب ہوں۔ ☆ سخت کمزور ہے (درایہ ص ۲۰۹ ج ۱) حسن عرفی شیعوں کا سرغنہ تھا جو  
 صدوق نہیں ہے۔ دوسرا راوی حسین بن زید کا حال معلوم نہیں ابن عدی کہتے ہیں اس نے منکر حدیثیں  
 روایت کی ہیں جو ثقہ راویوں کی حدیث کے مشابہ نہیں ابن حبان فرماتے ہیں مقلوب روایتیں کرتا تھا  
 (نصب الرایہ ص ۱۷۶ ج ۲)

(۱۰۱۵) سألت رسول الله ﷺ عن الرجل يغمی علیه فیتترك الصلوة فقال لیس  
 لشی من ذلك قضاء الا ان یغمی علیه فی وقت صلوة فیفیک علیه فانه  
 یصلیه (عائشہ رضی اللہ عنہا)

عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جس آدمی پر بیہوشی طاری ہو جائے اور اس حالت میں وہ نماز چھوڑ  
 دیتا ہے فرمایا اس پر قضاء نہیں ہے مگر یہ کہ نماز کے وقت بیہوشی طاری ہوئی ہو اور نماز کے وقت میں ہی

۱۰۱۴۔ دارقطنی ص ۴۲ ج ۲، نصب الرایہ ص ۱۷۶ ج ۲، درایہ ص ۲۰۹ ج ۱۔

۱۰۱۵۔ دارقطنی ص ۸۲ ج ۲، بیہقی ص ۳۸۸ ج ۱، نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲، درایہ ص ۲۰۹ ج ۱۔

افاقہ ہو جائے تو وہ اس نماز کو پڑھے گا۔ ☆

باطل ہے راوی حکم بن سعید ابلی ثقہ اور مامون نہیں (ابن معین) اس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) اس کی حدیثیں من گھڑت ہیں (احمد) حکم تک باقی سند بھی مظلم ہے (نصب الراية ص ۱۷۷ ج ۲)

(۱۰۱۶) فی الذی یغمی علیہ یوماً وليلة قال یقض (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اس آدمی کے بارہ میں جو پورا دن بیہوش رہتا ہے فرمایا وہ نماز کی قضاء دے۔ ☆  
ضعیف ہے ابراہیم غمی کا ابن عمر سے سماع نہیں نیز سند کے باقی راوی محمد بن حسن ان کے استاذ ابو حنیفہ حدیث میں ضعیف ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے۔ کماتر۔

(۱۰۱۷) اغمی علیہ فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء و افاق نصف اللیل فقضاہن (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمار پر نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں بے ہوش طاری ہوئی اور نصف رات کو ہوش میں آئے تو انہوں نے نمازیں ادا کیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید مولیٰ عمار مجہول ہے (نصب الراية ص ۱۷۷ ج ۲) اس کی سند میں ضعف ہے (درایہ ص ۲۱۰ ج ۱)

(۱۰۱۸) ان ابن عمر اغمی علیہ شہراً فلم یقض ما فاتہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ابن عمر ایک مہینہ بھر بے ہوش رہے آپ نے نمازوں کی قضاء نہ دی۔ ☆  
ضعیف ہے راوی ابن ابی لیلیٰ صدوق سخت سئی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۰۸) روی الحفظ کثیر الوہم اور فحش

۱۰۱۶۔ بیہقی ص ۳۸۸ ج ۱، کتاب الآثار محمد ص ۹۹۹، درایہ ص ۲۰۹ ج ۱، عبد الرزاق ص ۴۷۹ ج ۲، ابن ابی شیبہ ص ۷۲ ج ۲، دارقطنی ص ۸۲ ج ۲۔

۱۰۱۷۔ مصنف عبد الرزاق ص ۴۷۹ ج ۲، ابن ابی شیبہ ص ۷۰ ج ۲، ح ۶۵۸۴، بیہقی ص ۳۸۸ ج ۱، دارقطنی ص ۸۱ ج ۲۔

۱۰۱۸۔ مصنف عبد الرزاق ص ۴۷۹ ج ۲ ح ۴۱۵۳۔

غلطیاں کرتا تھا ترک کا مستحق ہے۔ (کتاب البحر وحین ص ۲۳۲ ج ۲) صحیح واقعہ ایک رات اور دن کی بے ہوشی کا ہے مہینہ بھر کی بے ہوشی کا نہیں ہے (نصب الراية ص ۱۷۷ ج ۲)۔

## سجدہ تلاوت وسجدہ شکر

(۱۰۱۹) اذا رأى الشيطان ابن آدم ساجداً صاح وقال يا ويل الشيطان امر الله ابن آدم ان يسجد وله الجنة فاطاع و امرني ان اسجد فعصيت فلي النار (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

شیطان جب آدم زادے کو سجدہ کرتے دیکھتا ہے تو چیختا ہے اور کہتا ہے شیطان پر ویل اور ہلاکت، اللہ تعالیٰ نے آدم زادے کو سجدہ کا حکم دیا اور اس کے لئے جنت ہے کیونکہ اس نے اطاعت کی اور مجھے سجدے کا حکم دیا اور میں نے نافرمانی کی میرے لئے آگ ہے۔ ☆  
منقطع ہے راوی ابو اسحاق نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔ (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲)

(۱۰۲۰) رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں اسلام کا اظہار کیا تو تمام مکہ والے مسلمان ہو گئے یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے آپ جب سجدہ والی آیت کی تلاوت کرتے تو زیادہ بھیڑ کی وجہ سے کچھ لوگ سجدہ کی طاقت نہ رکھتے اس وقت قریش کے سرغنہ ولید بن مغیرہ اور ابو جہل طائف میں اپنی زمینوں پر تھے جب مکہ واپس آئے تو کہنے لگے تم نے اپنے آباء کے دین چھوڑ دیا ہے تو لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا (خزرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی ابن لہیعہ ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۳)

(۱۰۲۱) ان لم يسجد في شئ من المفصل منذ تحول الى المدينة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں کیا جب سے مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ ☆

۱۰۱۹۔ طبرانی کبیر ص ۲۹۰ ج ۹ ح ۹۴۶۳۔

۱۰۲۰۔ طبرانی کبیر ص ۲۰ ج ۲ ح ۲۔

۱۰۲۱۔ أبوداود ح ۱۴۰۳، بیہقی ص ۳۲۴ ج ۲۔

منکر ہے ایک راوی ابو قدامہ حارث بن عبید ضعیف (ابن معین) مضطرب الحدیث ہے (احمد) صدوق ہے اس کے پاس منکر روایات ہیں (نسائی) شیخ صالح تھا مگر اس کے وہم بہت زیادہ ہیں (ابن حبان) دوسرا راوی مطر الوراق سنی الحفظ ہے اور حافظہ میں ابن ابی لیلی کے مشابہ ہے (نصب الراية ص ۱۸۲ ج ۲) یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ (تلخیص ص ۸ ج ۲) اس کی سند قوی نہیں (عبدالحق) یہ حدیث منکر ہے (ابن عبد اللہ ☆ نصب الراية ص ۱۸۲ ج ۲)

(۱۰۲۲) ایک آدمی نے آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا رسول اللہ نے بھی سجدہ کیا پھر کسی دوسرے آدمی نے تلاوت کی تو اس نے سجدہ نہ کیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے فلاں کی قرأت پر سجدہ کیا ہے اور میری قرأت پر سجدہ نہیں کیا آپ نے فرمایا تو امام تھا اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی سجدہ کرتے (زید بن اسلم رضی اللہ عنہ) مرسل ہے۔ اس روایت کو قرہ بن معاویہ نے ابو ہریرہ سے متصل روایت کیا ہے مگر قرہ ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰ ج ۲)

(۱۰۲۳) سجد فی الظهر فرای اصحابہ انہ قرأ آية سجدة فسجدوا (ابن عمر رضی اللہ عنہ) آپ نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا تو صحابہ نے گمان کیا کہ آپ نے آیت سجدہ تلاوت کی ہے اس لئے صحابہ نے بھی سجدہ کیا۔ ☆ ضعیف ہے راوی ابو بکر نا معلوم ہے (تلخیص ص ۱۰ ج ۲)

(۱۰۲۴) انہ سجد مع رسول اللہ ﷺ احدى عشرة سجدة ليس فيها شئ من المفصل (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے ان میں مفصل (اعراف، الرعد، نمل، بنی اسرائیل، مریم، حج، فرقان، نمل، السجد، ص، حم، السجدہ) میں سے کوئی نہیں تھا۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی عثمان بن فایہ قابل حجت نہیں (ابن حبان) سخت کمزور ہے (ابن عدی) اس کی سند

۱۰۲۲۔ ابوداؤد کتاب المراسیل فی السجود ص ۸، بیہقی ص ۳۲۴ ج ۲ متصلاً۔

۱۰۲۳۔ تلخیص ص ۱۰ ج ۲۔

۱۰۲۴۔ ابن ماجہ ح ۱۰۵۵، ابوداؤد ح ۱۸۱۰۱ ضمناً۔

سخت کمزور ہے (ابو داؤد ☆ نصب الراية ص ۱۸۲ ج ۲ ☆ درایہ ص ۲۱۱ ج ۱)

(۱۰۲۳ اب) پختہ سجدے چار ہیں سورۃ سجدہ کا، سورۃ حم کا، نجم کا اور اقراء کا (علی رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی حارث الاغور معتم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۰۲۵) انه كان اذا اقرء والنجم على الناس سجدها واذا قرأها في الصلوة ركع

بها وسجد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا)

ابن مسعود نے سورت والنجم لوگوں پر پڑھی اور سجدہ کیا اور جب نماز میں پڑھتے تو رکوع کرتے اور

سجدہ کرتے۔ ☆

منقطع ہے راوی ابن سیرین نے ابن مسعود سے نہیں سنا (مجمع ص ۲۸۶ ج ۲)

(۱۰۲۶) انما السجدة على من سمعها وعلى من تلاها (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

سجدہ اس پر ہے جو آیت تلاوت کو سنے یا پڑھے۔ ☆ مرفوعاً ثابت نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۲۷) من اراد السجود كبر ولم يرفع يديه وسجد ثم كبر ورفع رأسه ولا

تشهد عليه ولا سلام (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو سجدہ کا ارادہ کرے اللہ اکبر کہے اور رفع یدین نہ کرے اور سجدہ کرے پھر اللہ اکبر کہے کر

سراٹھائے اس پر تشہد اور سلام نہیں۔ ابن مسعود سے معلوم نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج

معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۲۸) ہم ابو عبد الرحمن سلمیٰ پر قرآن پڑھ رہے تھے اور وہ چلتے جا رہے تھے تو سجدہ کی آیت آئی انہوں

نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے بھی اللہ اکبر کہا انہوں نے بھی سجدہ کیا اور ہم نے بھی پھر سراٹھایا اور اللہ

اکبر کہا اور کہا السلام وعلیکم تو ہم نے بھی کہا السلام علیکم ابو عبد الرحمن کا خیال ہے کہ حضرت عبد اللہ

۱۰۲۴ اب۔ طبرانی اوسط ص ۲۸۸ ج ۸ ح ۷۵۸۴، مجمع ص ۲۸۵ ج ۲۔

۱۰۲۵۔ مجمع ص ۲۸۶ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۱۰۲۶۔ ہدایہ ص ۱۶۳ ج ۱، نصب الراية ص ۱۷۸ ج ۲، درایہ ص ۲۱۰ ج ۱۔

۱۰۲۷۔ ہدایہ ص ۱۶۵ ج ۱، نصب الراية ص ۱۷۹ ج ۲، درایہ ص ۲۱۰ ج ۱۔

۱۰۲۸۔ طبرانی کبیر ص ۱۴۸ ج ۹ ح ۸۷۴۲۔

بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے عطاء بن سائب مخطط ہو گئے تھے۔ (تقریب ص ۲۳۹)

(۱۰۲۹) ان النبی مرہ رجل به زمانۃ قنزل و سجد و مرہ ابو بکر فنزل و سجد و

مرہ عمر فنزل و سجد (ابن عمر)

نبی اکرم ﷺ ایک اچانچ شخص کے پاس سے گزرے تو آپ نے سواری سے اتر کر سجدہ کیا اسی طرح ابو

بکر رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے بھی سواری سے اتر کر سجدہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو وہ بھی سواری سے

اترے تو سجدہ کیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبدالعزیز بن عبید اللہ سخت ضعیف ہے (اکاشف ص ۱۷۷ ج ۲)



## ۱۳- کتاب قیام اللیل

(۱۰۳۰) علیکم بقیام اللیل ولو رکعة واحدة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تم پر رات کا قیام لازم ہے خواہ ایک رکعت ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسین بن عبد اللہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ ج ۲)

(۱۰۳۱) رکعتان فی جوف اللیل یکفران الخطایا (جابر رضی اللہ عنہ)

رات کے درمیان میں دو رکعتیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔ ☆

منکر ہے ایک راوی احمد بن محمد الازہری منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی) اس پر جھوٹ کا تجربہ کیا

گیا ہے (ابن حبان) دوسرا راوی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یلیع نیشاپوری کی روایت پر منکر روایات غالب

ہیں (حاکم ☆ فیض القدیر ص ۵۷ ج ۴)

(۱۰۳۲) رکعتان یرکعهما ابن آدم فی جوف اللیل الاخر خیر له من الدنیا وما

فیہا ولو لا ان اشق علی امتی لفرضتہما علیہم (حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ)

رات کے درمیان میں ابن آدم جو دو رکعتیں پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس

بہتر ہے اگر میں اپنی امت پر گراں اور مشکل نہ سمجھتا تو ان پر یہ نماز فرض کر دیتا۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۰۳۳) حافظ عراقی فرماتے ہیں دبلی نے اس روایت کو ابن عمر سے موصول روایت کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے

(المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۳۷ ج ۱ ☆ فیض القدیر ص ۴۷ ج ۴)

(۱۰۳۴) رکعتان بعد العشاء بالاخلاص عشرین مرة۔ ☆

۱۰۳۰۔ طبرانی اوسط ص ۴۲۰ ج ۷، ح ۶۸۱۷، قیام اللیل مروزی ص ۳۲۔

۱۰۳۱۔ کنز العمال ص ۷۹۰ ج ۷، ح ۲۱۴۲۶، ضعیفہ ح ۳۶۴۵۔

۱۰۳۲۔ احیاء العلوم ص ۳۵ ج ۲، قیام اللیل ص ۶۳، کنز العمال ص ۷۸۵ ج ۷۔

۱۰۳۳۔ المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۳۷ ج ۱، ح ۱۲۷۴۔

۱۰۳۴۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۴۷، الفوائد المجموعۃ ص ۵۸۔

عشاء کے بعد اخلاص کے ساتھ دو رکعتیں۔ ☆

لمی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے راوی ابوسلمان جھوٹ بولتا تھا (تذکرۃ الموضوعات ص ۴۷)

(۱۰۳۵) کان یا مرنا ان یصلی احدنا کل لیلۃ بعد الصلوۃ المکتوبۃ ما قل او کثر ویجعلها وترا (سمرة رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم کرتے کہ ہم ہر رات فرضی نماز کے بعد تھوڑی یا بہتی نماز ضرور پڑھیں اور اس کو وتر بنالیں۔ ☆  
سخت ضعیف ہے ایک راوی جعفر بن سعد بن سرہ قوی نہیں (تقریب ص ۵۵) اور اس کا استاذ خیب بن سلیمان بن سرہ مجہول ہے (تقریب ص ۹۲)

(۱۰۳۶) لا تدعن صلوۃ اللیل ولو حلب شاة (جابر رضی اللہ عنہ)

رات کی نماز ترک نہ کرو خواہ بکری کے دودھ دوھنے کے وقت کے برابر (مختصر پڑھو)۔ ☆  
ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔ (تقریب ص ۴۶ ج ۱)

(۱۰۳۷) امرنا لصلوۃ اللیل و رغب فیہا حتی قال علیکم بصلوۃ اللیل ولو رکعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ہم کو رات کی نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس بارہ میں ترغیب دی اور فرمایا تم پر رات کی نماز لازم ہے خواہ ایک رکعت ہی ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسین بن عبد اللہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ و تقریب ص ۷۴)

(۱۰۳۸) یا اهل القرآن لا توسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته فی اناء اللیل والنهار (عبیدۃ الملیکی رضی اللہ عنہ)

اے قرآن والو! قرآن کو نکیہ نہ بناؤ اور اس کی تلاوت کرو جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے رات اور دن

۱۰۳۵۔ طبرانی کبیر ص ۲۴۶ ج ۷ ح ۷۰۰۲۔

۱۰۳۶۔ طبرانی اوسط ص ۷۱ ج ۵ ح ۴۱۳۷، کنز العمال ص ۷۸۴ ج ۷۔

۱۰۳۷۔ قیام اللیل ص ۳۲، مجمع ص ۲۵۲ ج ۲۔

۱۰۳۸۔ شعب الایمان ص ۳۵۰ ج ۲، مجمع ص ۲۵۲ ج ۲، کنز العمال ص ۶۱۱ ج ۱، تاریخ اصفہان

ص ۲۶۰ ج ۱، تہذیب تاریخ دمشق ص ۲۵۱ ج ۴۔



☆ کی گھڑیوں میں۔

ضعیف ہے راوی ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ضعیف مختلط ہے (تقریب ص ۳۹۶) ردی الحفظ ہے جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب الحجر و عین ص ۱۶۲ ج ۳)

(۱۰۳۹) من صلی منکم باللیل فلیجهر لقراءته فان الملائكة تصلی لصلوته و تسمع لقراءته الحدیث (معاذ رضی اللہ عنہ)

تم میں سے جو رات کو نماز پڑھے وہ قرأت کو جہر کرے کیونکہ فرشتے اس کی نماز پر نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں۔ ☆

منقطع ہے راوی ابن معدان کا حضرت معاذ سے سماع نہیں ہے (مجمع ص ۲۵۶ ج ۲)

(۱۰۴۰) ما خیب اللہ امر أقام فی جوف اللیل فیسفتح سورة البقرة و آل عمران (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناکام نہیں لوثا تا جو رات کے قیام میں سورة البقرة اور آل عمران کی قرأت سے نماز

شروع کرتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے اس کی روایت میں تمیز نہیں ہو سکی کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں یا بعد کی جس کی وجہ سے ترک کر دی گئی ہیں۔ (تقریب ص ۷۸۲)

(۱۰۴۱) من بات لیلة فی خفة من الطعام والشراب یصلی حوله الحورالعین حتی یصبح (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس شخص نے ہلکے پھلکے کھانے اور پینے کے ساتھ رات گزاری حوریں اس کے گرد دعا کرتی رہتی ہیں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی اصرم بن حوشب کذاب تھا جو حدیثیں وضع کرتا تھا (لسان ص ۳۶۲ ج ۱)

(۱۰۴۲) اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے ہنستا ہے ایک آدمی سے جو رات کو اچھے وضوء کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دوسرے

۱۰۳۹۔ کشف الاستار ح ۷۱۲، مجمع ص ۲۵۳ ج ۲، الترغیب والترہیب ص ۴۳۱ ج ۱۔

۱۰۴۰۔ حلیۃ الأولیاء ص ۱۲۹ ج ۸، طبرانی اوسط ص ۴۵۹ ج ۲ ص ۱۷۹۳۔

۱۰۴۱۔ طبرانی کبیر ص ۲۵۸ ج ۱۱ ص ۱۱۸۹۱۔

۱۰۴۲۔ کشف الاستار ح ۷۱۵، مجمع ص ۲۵۶ ج ۲۔

اس آدمی سے جو سجدہ میں سو جاتا ہے تیسرے اس سے جو ٹکست کھا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو میدان سے بھاگ جائے (ابوسعید رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک سند میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی صدوق سیبی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۰۸) دوسری سند میں مجالد بن سعید غیر قوی مخطوط ہے (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۰۴۳) من کثرت صلوٰتہ باللیل حسن و جہہ بالنہار (جابر رضی اللہ عنہ)

جس کی رات کی نماز کثرت سے ہونے کے وقت اس کا چہرہ خوبصورت ہوگا۔ ☆

بے اصل ہے ابن جوزی فرماتے ہیں حضرت جابر سے اس کے مختلف طرق ہیں راوی عبد الحمید بن بحر کوئی ہے جو حدیث چور اور ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی روایات میں سے نہیں ہوتی تھیں کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان رضی اللہ عنہ)

باقی طرق میں ضعیف مجہول اور کذاب راوی ہیں ضعیف راویوں میں سے محمد بن ایوب ہے اور مجہول راویوں میں سے محمد اور اس کا باپ ضرار ہے اور کذاب راویوں میں سے ابوسعید عدوی ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۶ ج ۲)

ائمہ جرح و تعدیل ابن عدی، دارقطنی، عقیلی، ابن حبان، اور حاکم کا اتفاق ہے کہ یہ قاضی شریک کا قول ہے ابن حجر مکی فرماتے ہیں تمام کا اتفاق ہے کہ یہ روایت ابن ماجہ میں ہونے کے باوجود من گھڑت ہے (کشف الخفاء ص ۳۷۲ ج ۲)

(۱۰۴۴) حضرت انس سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے جو باطل اور بے اصل ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۶ ج ۲)

اسے حکامہ راوی نے اپنے باپ عثمان بن دینار سے روایت کیا ہے یہ اپنے باپ سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا تھا اس کی روایت قصہ گو حضرات کی روایات کے مشابہ ہے جس کا کوئی اصل نہیں (عقیلی ص ۲۰۰ ج ۳)

۱۰۴۳۔ تاریخ اصفہان ص ۳۵۸ ج ۱، ابن ماجہ ح ۱۳۳۳ باب ما جاء فی قیام اللیل، ابن کثیر ۳۴۲ ج ۷،

قرطبی ص ۲۹۳ ج ۱۶، ص ۲۲۶ ج ۱۹، تاریخ بغداد ص ۳۴۱ ج ۱، ص ۳۸ ج ۱۲، عقیلی

ص ۱۷۶ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۴۸، فوائد المجموعۃ ص ۳۵، موضوعات کبیر ص ۱۲۷،

تنزیہ الشریعۃ ص ۱۰۶ ج ۲، کشف الخفاء ص ۳۷۴ ج ۲۔

۱۰۴۴۔ کتاب الموضوعات ص ۳۶ ج ۲، اللالی ص ۳۲ ج ۲۔

حکامہ کا والد عثمان کوئی شئی نہیں اور حدیث واضح جھوٹ ہے (میزان ص ۳۳ ج ۳)

(۱۰۴۵) شرف المومن صلوتہ باللیل (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

مومن کا شرف رات کی نماز میں ہے۔ ☆

باطل ہے راوی داؤد بن عثمان تغزی اس روایت میں متہم ہے عقلی فرماتے ہیں اس روایت کا سند کوئی

اصل نہیں داؤد اوزاعی وغیرہ سے باطل روایتیں روایت کرتا تھا۔ (کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۹۲)

مذکورہ روایت بھی داؤد نے اوزاعی سے روایت کی ہے۔

(۱۰۳۶) یہی روایت قدرے طوالت سے حضرت بہل بن سعد سے بھی مروی ہے جو باطل ہے اس کا ایک راوی محمد

بن حمید متہم بالکذب ہے (میزان ص ۵۳۹ ج ۳) اور اس کے استاذ زافر بن سلیمان کی عام روایات پر

متابعت نہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲)

(۱۰۴۷) اذا نام احدکم وفي نفسه ان یصلی من اللیل فلیضع قبضة من تراب

الحديث (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

جب کوئی رات کو سوئے اور اس کے دل میں رات کو نماز پڑھے کا ارادہ ہو تو وہ ایک مٹھی مٹی

کو اپنے پاس رکھ لے۔ ☆

باطل ہے راوی ایوب بن عتبہ کوئی شئی نہیں نسائی فرماتے ہیں مضطرب الحدیث ہے

(کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲)

## باب الوتر

(۱۰۴۸) الوتر واجب علی کل مسلم۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۰۴۵۔ عقیلی ص ۳۸ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲، اللالی ص ۲۷ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۴۹۔

۱۰۴۶۔ کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲، المستدرک ص ۳۲۵ ج ۴، وقال صحیح الاسناد، اللالی ص ۲۸ ج ۲۔

۱۰۴۷۔ کتاب المجروحین ص ۱۷۰ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۳۷۸ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۳۴ ج ۲، اللالی

ص ۲۹ ج ۲، تنزیہ ص ۸۲ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۳۵۔

۱۰۴۸۔ کشف الاستراح ۷۳۳، مجمع ص ۲۴۰ ج ۲، درایۃ ص ۱۸۹ ج ۱۔

وتر ہر مسلمان پر واجب ہے ☆ ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم بالکذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۱۰۴۹) الوتر واجب فمن لم یوتر فلیس منا (بریرہ رضی اللہ عنہ)

وتر واجب ہے جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے ☆

ضعیف ہے راوی عبید اللہ عتکی امام ابن معین ابو حاتم اور ابن عدی کے نزدیک ضعیف ہے بخاری فرماتے ہیں اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں روایت کرتا تھا (میزان ص ۱۱ ج ۳) ابن جوزی فرماتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں (العلل المتناہیہ ص ۴۵۱ ج ۱)۔

(۱۰۵۰) ان الله زادكم صلوة الى صلوتكم وهي الوتر۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کے ساتھ نماز وتر کو زائد کیا ہے۔ ☆

ان الفاظ سے من گھڑت ہے راوی احمد بن عبد الرحمن اپنے چچا سے ایسی روایات لاتا تھا جس کا کوئی اصل نہیں ہوتا (کتاب المجرحین ص ۱۳۹ ج ۱) مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے چچا ابن وہب سے روایت کی ہے۔ امام دارقطنی نے اس حدیث کو حمید بن ابی الجون اسکندرانی کے طریق سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے ضعیف ہے (نصب الراية ص ۱۱۰ ج ۲) ابن حجر فرماتے ہیں اس سے علی بن سعید رازی نے روایت کی ہے اور یہ اس سند کے ساتھ من گھڑت ہے ابن یونس کہتے ہیں اس نے ابن وہب سے منکر حدیث روایت کی ہے جس کی کسی ایک نے متابعت نہیں کی (لسان ص ۳۶۳ ج ۲ و تعلیق بر نصب الراية ص ۱۱۰ ج ۲)۔

(۱۰۵۱) ان الله حرم على امتي الخمر والميسر وادنى صلوة الوتر

(عبد الله ابن عمر رضی اللہ عنہ)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب اور جو احرام کیا ہے اور مجھ پر نماز وتر زیادہ کی ہے ☆

۱۰۴۹۔ أبو داود ص ۱۴۱۹، باب فيمن لم يوتر بلفظ الوتر حق، تاريخ بغداد ص ۱۷۵ ج ۵، المستدرک ص ۳۰۵ ج ۱، بیہقی ص ۲۷۰ ج ۲، درایۃ ص ۱۸۹ ج ۱، نصب الراية ص ۱۱۲ ج ۲۔  
۱۰۵۰۔ کتاب المجروحین ص ۱۴۹ ج ۱، العلل المتناہیۃ ص ۴۵۱ ج ۱، میزان ص ۱۱۴ ج ۱، لسان ص ۳۶۲ ج ۲، نصب الراية ص ۱۱۰ ج ۲۔

۱۰۵۱۔ ترمذی ح ۴۵۲، باب ما جاء في فضل الوتر، ترغيب الترهيب ص ۴۰۷ ج ۱، علل المتناہیۃ ص ۴۵۲ ج ۱، أبو داود ح ۱۴۱۸، باب استحباب الوتر، أرواء الغلیل ص ۱۵۶ ج ۲۔

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے فرج بن فضالہ ضعیف ہے ابراہیم بن عبد الرحمان بن رافع مجہول ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۴۰ ج ۲)

☆ اللہ تعالیٰ نے تمہاری نماز کے ساتھ مدد کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ وتر ہے۔ ☆ غریب ہے (ترمذی) بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں (بخاری) اس کی سند منقطع ہے (ابن حبان) ☆ التعلیق المغنی ص ۳۰ ج ۲) ایک راوی عبد اللہ بن زحرانی مجہول ہے (میزان ص ۴۲۰ ج ۳) مستور ہے (تقریب ص) اس کا اپنے استاذ عبد اللہ بن مرہ سے سماع نہیں (بخاری ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۵۳ ج ۱)۔

(۱۰۵۲) مکنتنا زمانا لا نزید علی الصلوۃ الخمس فامرنا بالوتر۔ (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

ہم ایک مدت تک پانچ نمازوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پھر ہم کو وتر کا حکم ہوا۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد اللہ عزری ضعیف ہے متروک الحدیث ہے اس کی متابعت حجاج بن ارطاة نے کی ہے جو ضعیف ہے (التعلیق المغنی ص ۳۱ ج ۲)، عزری متروک الحدیث ہے (نسائی وفلاس)، لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی۔ (احمد ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۵۲ ج ۱)۔

(۱۰۵۳) ان اللہ زادکم صلوۃ فحافظوا علیہا وہی الوتر (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کے لحاظ سے زیادہ کیا ہے تم اس کی حفاظت کرو وہ وتر ہے ☆

ضعیف ہے راوی ثنی بن صباح ضعیف اور مختلط ہے احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی چیز کے برابر نہیں (کوئی وزن نہیں) نسائی فرماتے ہیں متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی حدیث میں ضعیف واضح ہے یحییٰ قطان فرماتے ہیں اختلاط کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے (میزان ص ۴۳۵ ج ۳)۔

(۱۰۵۴) الوتر علی اهل القرآن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

وتر اہل قرآن (حفاظ حضرات) پر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عمران خیاط غیر معروف ہے ذہبی فرماتے ہیں قریب نہیں کہ پہچانا جاتے (مجمع الزوائد ص ۳۴۰ ج ۲)

(۱۰۵۳ ب) اور یہ روایت مختصر ابن عباس سے بھی مروی ہے جس میں راوی ابو عمر نصر الخزاعی ضعیف ہے (دارقطنی

۱۰۵۲۔ مسند احمد ص ۲۰۸ ج ۲، دارقطنی ص ۳۱ ج ۲، العلل المتناہیہ ص ۴۵۲ ج ۱۔

۱۰۵۳۔ مجمع ص ۲۴۱ ج ۲ بحوالہ مسند احمد۔

۱۰۵۴۔

۱۰۵۴ ب۔ دارقطنی ص ۳۰ ج ۲۔

ص ۳۰ ج ۲)۔ متروک الحدیث ہے (ابن نمیر) ثقہ راویوں سے یہ ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں جب ایسی صورت اس کی روایات میں زیادہ ہو گئی تو اس سے دلیل پکڑنا باطل ہو گیا (کتاب البحر و چین ص ۴۹ ج ۳) ضعیف ہے (احمد) ذاہب الحدیث ہے (بخاری) اس کی حدیث باطل ہے (ابو داؤد ☆ میزان ص ۲۶۰ ج ۴) اس نے عکرمہ سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی متابعت نہیں اہل علم احکام میں اس کی روایت سے احتجاج پکڑنے سے رک گئے ہیں (بزار ☆ نصب الراية ج ۲ یہ روایت بھی عکرمہ کے طریق سے ہے۔

(۱۰۵۵) زادنی ربی عزوجل صلوة وہی الوتر۔ (معاذ رضی اللہ عنہ)

میرے رب نے نماز زائد کی ہے اور وہ وتر ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے اس کی روایات منکر ہیں (نصب الراية ص ۱۱۳ ج ۲) اور اس کے استاذ عبد الرحمن بن رفاع تنوخی نے حضرت معاذ کو نہیں پایا (نصب الراية ص ۱۱۳ ج ۲) درایہ ص ۱۸۹ ج ۱

(۱۰۵۶) من لم یوتر فلیس منا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ ☆

منقطع ضعیف ہے راوی معاویہ بن قرہ کی ابو ہریرہ سے نہ ملاقات ہے اور نہ سماع اور معاویہ کا شاگرد خلیل بن مرہ کو یحییٰ اور نسائی نے ضعیف کہا ہے بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (نصب الراية ص ۱۱۳ ج ۲) اس حدیث کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ۱۸۹ ج ۱)۔

(۱۰۵۷) من لم یوتر فلا صلوة لہ۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جو وتر نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ ☆

من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۸۴۳) راوی علی بن سعید علیک ضعیف ہے (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۶)

۱۰۵۵۔ مسند أحمد ص ۲۴۲ ج ۵، کنز العمال ص ۴۰۵ ج ۷، فتح الباری ص ۴۸۷ ج ۲۔

۱۰۵۶۔ ابن أبی شیبہ ص ۹۲ ج ۲ ح ۶۸۶۱، مسند أحمد ص ۴۴۳ ج ۲، حلیۃ الأولیاء ص ۲۶ ج ۱۰، کنز العمال ص ۴۰۹ ج ۷۔

۱۰۵۷۔ طبرانی اوسط ص ۱۹ ج ۵، ح ۴۰۲۴، کنز العمال ص ۴۰۶ ج ۷۔

ج ۱۳) دوسرے راوی عبد اللہ بن ابی رومان کو بہت سے ائمہ نے ضعیف کہا ہے جس نے جھوٹی حدیث روایت کی ہے دارقطنی نے کزور کہا ہے اور یہ ضعیف الحدیث ہے جس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں (لسان ص ۲۸۶ ج ۳) تیسرے راوی عیسیٰ بن واقد کا ترجمہ نہیں ملا۔

(۱۰۵۸) الوتر فی اول اللیل مسخط للشیطان واکل السحور مرضاة للرحمن۔  
(ابن عمر رضی اللہ عنہ)

رات کے پہلے حصے میں وتر شیطان کے لئے ناراضگی ہے اور سحری کھانا رجن کے لئے رضا مندی ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی آباء بن جعفر کذاب ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس نے ابو حنیفہ پر تین سو سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں حس القطان کہتے ہیں رسول اللہ پر جھوٹ بولتا تھا (میزان ص ۱۷ ج ۱)۔

(۱۰۵۹) الوتر ثلاث رکعات کصلوة المغرب۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵ و میزان ص ۲۵ ج ۱)۔

(۱۰۶۰) وتر اللیل ثلاث کوتر النهار صلوۃ المغرب۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رات کے وتر تین ہیں جیسا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحییٰ بن زکریا بن الحواجب ضعیف ہے (دارقطنی ص ۲۸ ج ۲)۔

(۱۰۶۱) ثلاث هن علی فرائض وهن لکم تطوع۔ النحر والوتر و رکعتا الفجر۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تین چیزیں قربانی، وتر اور فجر کی دو رکعتیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل ہیں۔ ☆

۱۰۵۸۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۴۸، میزان ص ۱۷ ج ۱، لسان ص ۲۷ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۸۵ ج ۱،

کتاب الموضوعات ص ۲۶ ج ۲، اللالی ص ۲۶ ج ۲، تنزیہ ص ۸۰ ج ۲، الفوائد ص ۵۸۔

۱۰۵۹۔ علل المتنہیۃ ص ۴۵۴ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۰۸ ج ۲، میزان ص ۲۵۰ ج ۲، نصب الراية

ص ۱۲۰ ج ۲، درایۃ ص ۱۹۰ ج ۱۔

۱۰۶۰۔ دارقطنی ص ۲۸ ج ۲، نصب الراية ص ۱۱۹ ج ۲۔

۱۰۶۱۔ مسند أحمد ص ۲۳۱ ج ۱، بیہقی ص ۴۶۸ ج ۲، ص ۲۶۴ ج ۹، نصب الراية ص ۲۰۶ ج ۴، تلخیص

ص ۱۸ ج ۲، کنز العمال ص ۴۰۷ ج ۷، دارقطنی ص ۲۱ ج ۲، المستدرک ص ۳۰۰ ج ۱۔

غریب منکر ہے ☆ راوی ابو جناب یحییٰ بن ابی حنیہ کبھی ضعیف ہے (نسائی و دارقطنی) صدوق مدلس ہے (ابوزرعه) متروک ہے (فلاس) میں اس سے روایت یعنی حلال نہیں جانتا (یحییٰ قطان ☆ میزان ص ۳۷۱ ج ۴) اس روایت کا دارو مدار کبھی پر ہے جو جوزی اور نووی ☆ تلخیص ص ۱۸ ج ۲) منکر غریب ہے (ذہبی) ☆ تلخیص مستدرک ص ۳۰۰ ج ۱) اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی وضاح بن یحییٰ منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں سے منقول حدیثیں روایت کرتا تھا جب منفرد ہو تو سوء حفظ کی وجہ سے قابل حجت نہیں (کتاب البحر و چین ص ۸۵ ج ۳) اور دوسرا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۷۷)

(۱۰۶۲) امرت بالوتر والاضحیٰ ولم یعزم علی۔ (انس رضی اللہ عنہ)

مجھے وتر اور چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہے لیکن مجھ پر فرض نہیں کی گئیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن محرر متروک ہے دارقطنی لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی (احمد) ہالک ہے (جوز جانی ☆ التعلیق المغنی ص ۲۱ ج ۲) جھوٹ بولتا تھا مگر جانتا نہیں تھا خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا اور سمجھتا نہیں تھا۔ (کتاب البحر و چین ص ۲۲ ج ۲)۔

(۱۰۶۳) آپ وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھتے اور پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور سلام پھیرنے سے فصل نہ کرتے (سلام نہ پھیرتے) تیسری رکعت میں ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھتے اور پھر تکبیر کہہ کر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کو جاتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (احمد) ضعیف متروک ہے (ابن معین) ساقط ہے (جوز جانی) اس سے روایت لینے سے تو زنا کر لینا بہتر ہے نیز میرا گھر اور گدھا مسکینوں میں صدقہ ہے اگر ابان حدیث میں جھوٹ نہ بولتا ہو (شعبہ ☆ میزان ص ۱۱ ج ۱) علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں مجھے ملا علی قاری پر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے اس من گھڑت روایت کو اپنے مذہب کی حمایت میں خاموشی سے درج کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بلاشبہ من گھڑت ہے کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ ابان متروک اور کذاب ہے (التعلیق المغنی ص ۲۹ ج ۲)۔

۱۰۶۲۔ مصنف عبد الرزاق ص ۵۳، دارقطنی ص ۲۱ ج ۲، کنز العمال ص ۴۰۶ ج ۷، تلخیص ص ۱۸ ج ۲۔

۱۰۶۳۔ الاصابة ص ۴۷۵ ج ۴، الاستيعاب بر حاشية الاصابة ص ۴۷۱ ج ۴۔



(۱۰۶۴) اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرهن۔  
(حسن بصری)

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں سلام صرف ان کے آخر میں پھیرا جائے۔ ☆  
باطل ہے راوی عمرو بن عبید مڑوک ہے (درایہ ص ۱۹۳)۔

(۱۰۶۵) نہی عن البتیر ان یصلی الرجل واحدة یوتر بها۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ)  
بتیراء سے منع کیا کہ آدمی صرف ایک رکعت پڑھے اور اسے وتر بنا لے۔ ☆  
سخت کمزور ہے راوی عثمان بن محمد بن ربیعہ پر وہم غالب ہے (عبدالحق اور یہ روایت شاذ ہے (ابن القطان ☆ میزان ص ۵۳ ج ۳)۔

(۱۰۶۶) یوتر بثلاث لا یفصل فیہن۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

تین وتر پڑھتے اور سلام کے ساتھ فصل نہ کرتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید بن یعفر قابل حجت نہیں ہے (ارواء الغلیل ص ۱۵۰ ج ۲)۔

(۱۰۶۷) القنوت واجب فی الوتر۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

وتر میں قنوت واجب ہے۔ ☆ بلیغی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۰۶۸) کان یوتر بثلاث رکعات ویجعل القنوت قبل الركوع۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تین وتر پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی سعید بن سالم صدوق وہم زدہ ہے (تقریب ص ۱۳۲) ضعیف ہے۔

۱۰۶۴۔ درایہ ص ۱۹۳، نصب الرایۃ ص ۱۲۲ ج ۲، ابن ابی شیبہ ص ۹۰ ج ۲ ح ۶۸۳۴۔

۱۰۶۵۔ میزان الاعتدال ص ۵۳ ج ۳ قابل غور ہے۔

۱۰۶۶۔ ارواء الغلیل ص ۱۵۰ ج ۲، بیہقی ص ۳۱ ج ۳، مسند أحمد ص ۱۵۵ ج ۶۔

۱۰۶۷۔ دیلمی ص ۲۸۷ ج ۳ ح ۴۷۳۱۔

۱۰۶۸۔ درایہ ص ۱۹۴ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۴۳۰ ج ۸ ح ۷۸۸۱، مجمع الزوائد ص ۱۳۸ ج ۲۔

(۱۰۶۹) اوتر بثلاث رکعات فقتت فیہا قبل الرکوع۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تین وتر پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔ ☆

غریب ہے راوی عطاء بن مسلم کی کتب فتن ہو گئیں تھیں اس کی حدیث ثابت نہیں (ابو حاتم) کمزور ہے (ابو زرہ) ضعیف ہے (ابو داؤد میزان ص ۷۶ ج ۳)۔

(۱۰۷۰) ان النبی ﷺ قنت قبل الرکوع۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نبی ﷺ نے رکوع سے پہلے قنوت کی۔ ☆

ضعیف ہے راوی شریک بن عبد اللہ ضعیف اور مدلس ہے (طبقات المدلسین)

(۱۰۷۱) قنت قبل الرکوع وقال اخبرتنی امی انه قنت قبل الرکوع۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود نے رکوع سے پہلے قنوت کی اور فرمایا میری والدہ نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ نے بھی رکوع سے پہلے قنوت کی۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابان بن ابی عیاش متهم بالكذب ہے۔ (میزان ص ۱۱ ج ۱۱ ☆ دیکھئے نمبر ۱۰۶۳)

(۱۰۷۲) قنت رسول اللہ ﷺ فی آخر الوتر و كانوا يفعلون ذلك۔ (خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم)

رسول اللہ ﷺ نے وتر کے آخر میں قنوت کی خلفاء راشدین بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی عمرو بن شمر کذاب ہے صحابہ کو گالیاں دیتا تھا۔ (میزان ص ۲۶۸ ج ۳)

(۱۰۷۳) من فاتہ الوتر من اللیل فلیقضہ من الغد۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس سے رات کو وتر فوت ہو جائے وہ صبح کو اس کی قضاء دے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی رواد حافظہ متغیر ہونے کی وجہ سے مختلط ہو گیا تھا۔ (بخاری ونسائی ☆ الاغیاط تعلیق

۱۰۶۹۔ درایۃ ص ۱۹۴ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۱۲۴ ج ۲۔

۱۰۷۰۔ دارقطنی ص ۳۲ ج ۲، حلیۃ الأولیاء ص ۳۰ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۱۲۴ ج ۲، درایۃ ص ۱۹۳ ج ۱۔

ابن أبی شیبۃ ص ۹۲ ج ۲ ح ۶۹۱۳۔

۱۰۷۱۔ ابن أبی شیبۃ ص ۹۷ ج ۲ ح ۶۹۱۲، دارقطنی ص ۳۲ ج ۲۔

۱۰۷۲۔ دارقطنی ص ۳۲ ج ۲۔

۱۰۷۳۔ الکامل ص ۱۰۳۹ ج ۳۔

نہایت الاعتباط ص ۱۲۳) دوسرا راوی نہٹل کذاب ہے (میزان ص ۲۷۵ ج ۴)۔

(۱۰۷۴) الوتر یقضى ولو الى سنة۔ (علی رضی اللہ عنہ)

وتر کی قضاء دی جائے خواہ سال گزرنے کے بعد ہو۔ ☆

دہلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۰۷۵) الوتر فی السفر سنة۔ (علی رضی اللہ عنہ)

سفر میں وتر سنت ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی جابر بھی متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

## صلوة التراويح

(۱۰۷۶) خلفاء نے تراویح پر بیعت کی۔ ☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۷۷) کان یصلی فی شہر رمضان عشرين رکعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رمضان میں بیس رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ☆

مکر باطل ہے (راوی ابراہیم بن عثمان ثقہ نہیں (ابن معین) ضعیف ہے (احمد) اس سے سکوت ہے

(سخت مجروح ہے (بخاری) متروک الحدیث ہے (نسائی) شعبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ ذہبی فرماتے

ہیں اس کی یہ روایت مکر ہے (میزان ص ۴۰ ج ۱) من گھڑت ہے (سلسلہ ضعیف ص ۲۳۶ ج ۱) بخاری اور

مسلم کی متفق گیارہ رکعت والی حدیث کے خلاف ہے (نصب الراية ص ۱۵۳ ج ۲ و درایہ ص ۲۰۳ ج ۱)

(۱۰۷۸) فصلی اربع و عشرين رکعة و اوتر بثلاث (جابر رضی اللہ عنہ)

۱۰۷۴۔ کنز العمال ص ۴۰۸ ج ۷، دیلمی ص ۱۴۳ ج ۵ ح ۷۴۳۸۔

۱۰۷۵۔ تاریخ بغداد ص ۳۷ ج ۱۰۔

۱۰۷۶۔ ہدایہ ص ۱۵۱ ج ۱۔

۱۰۷۷۔ بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲، ارواء الغلیل ص ۱۹۰ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۱۱۳ ج ۶، ص ۴۵ ج ۱۲، ضعیفہ

ص ۳۵ ج ۲، نصب الراية ص ۱۵۳ ج ۲، درایہ ص ۲۰۳ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۴۴۴ ج ۱ ح ۸۰۲۔

۱۰۷۸۔ ضعیفہ ص ۳۶ ج ۲۔

چوبیس رکعت اور تین وتر پڑھے۔ ☆  
من گھڑت ہے اس روایت کی سند کے دو راوی مجہول ہیں اور دو متہم بالکذب ہیں جن میں ایک راوی محمد بن حمید رازی ہے (میزان ص ۵۳۰ ج ۳) اور دوسرا راوی محمد کا استاذ عمر بن ہارون کذاب خبیث ہے (میزان ص ۲۲۸ ج ۳)

(۱۰۷۹) کان الناس فی زمن عمر یقومون فی رمضان بثلاث و عشرين رکعة (یزید بن رومان رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں تیس (۲۳) رکعتوں کا قیام کرتے تھے۔ ☆  
منقطع ہے یزید نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا (نصب الراية ص ۱۵۴ ج ۲)

(۱۰۸۰) امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرين رکعة (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)  
حضرت علی نے حکم دیا کہ امام لوگوں کو پانچ ترویجے تیس (۲۰) رکعت پڑھائیں۔ ☆  
ضعیف ہے راوی ابو الحسناء مجہول ہے (تحفة الاحوذی ص ۷۴ ج ۲) اور اس کا شاگرد ابو سعد بقال متروک اور مدلس ہے (داستان خفیه ص ۱۳۹) اس کی سند میں ضعف ہے (بیہقی ص ۴۹۷ ج ۲)

(۱۰۸۱) دعا القراء فی رمضان فامرهم رجلا یصلی بالناس عشرين رکعة رضی اللہ عنہ  
(علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت علی نے قاریوں کو بلایا اور ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔ ☆ ضعیف ہے  
ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے (ابن معین و نسائی) اس میں نظر ہے قابل حجت نہیں (بخاری) اس کی اکثر روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ تحفة الاحوذی ص ۷۵ ج ۲) اس کا استاذ عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص ۲۳۹)

(۱۰۸۲) ان عمر امر رجلا یصلی بهم عشرين رکعة (یحیی بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ)

۱۰۷۹۔ نصب الراية ص ۱۵۴ ج ۲، بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲، درایۃ ص ۲۰۳ ج ۱، مؤطا امام مالک ص ۹۱۔

۱۰۸۰۔ بیہقی ص ۴۹۷ ج ۲۔

۱۰۸۱۔ مؤطا ص ۷۱، بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲۔

۱۰۸۲۔ ابن ابی شیبۃ ص ۱۶۳ ج ۲ ح ۷۶۸۲۔

حضرت عمر نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ بیس رکعت پڑھائے۔ ☆

منقطع ہے یحییٰ نے حضرت عمر کو نہیں پایا (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۲)

(۱۰۸۳) کان ابی یصلی بالناس فی رمضان بالمدينة عشرين رکعة (عبد العزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ)

حضرت ابی بنی اللہ لوگوں کو مدینہ منورہ میں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ ☆

منقطع ہے راوی عبدالعزیز بن رفیع نے حضرت ابی بن کعب کو نہیں پایا (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۲)

حضرت ابی بنی اللہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ وہ گیارہ رکعت پڑھاتے تھے۔

(۱۰۸۴) کانوا یقومون علی عهد عمر فی شهر رمضان بعشرين رکعة (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔ ☆

شاذ ہے راوی یزید بن حصیف ثقہ ہے مگر جب اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے تو اس کی روایت شاذ ہوتی ہے امام احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (تہذیب ص ۳۴۰ ج ۱۱) حالانکہ امام احمد نے انہیں ثقہ بھی کہا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب یہ متفرد ہو یا اپنے سے ثقہ کی مخالفت کرے تو اس وقت یہ منکر الحدیث ہوتا ہے اس نے محمد بن یوسف کی مخالفت کی ہے جن کی روایات میں گیارہ کا ذکر ہے جو اس سے ثقہ ثبت ہے لہذا اس مخالفت کی وجہ سے مذکورہ روایت شاذ ہے۔

(۱۰۸۵) کنا نقوم فی زمان عمر بعشرين رکعة والوتر (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

ہم حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو عثمان بصری نامعلوم ہے (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۱)

(۱۰۸۶) انهم کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرين رکعة و علی عهد عثمان

۱۰۸۳۔ ابن ابی شیبہ ص ۱۶۳ ج ۲ ح ۷۶۸۴۔

۱۰۸۴۔ بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲۔

۱۰۸۵۔ بیہقی ص ۴۹۷ ج ۲۔

۱۰۸۶۔ آثار السنن ص ۲۵۲، تحفۃ الاحوذی ص ۷۲ ج ۲۔

و علی مثله (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔ ☆  
مدرج ہے بعض حضرات نے مذکورہ روایت کی نسبت بیہقی کی طرف کی ہے جو غلط ہے علامہ نیوی حنفی اور  
امام عبدالرحمن مبارکفوری فرماتے ہیں عہد عثمان اور علی کے الفاظ مدرج ہیں جو امام بیہقی کی تصانیف میں  
نہیں پائے جاتے (آثار السنن ص ۲۵۲ و تحفہ ص ۷۷ ج ۲)

حضرت عمر کے عہد کے الفاظ والی روایت بھی ضعیف ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

نوٹ: بیس رکعات کے متعلقہ ایک بھی نہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہے اور نہ ہی کسی ایک صحابی سے پھر بیس  
رکعت پر اجماع کا دعویٰ بھی سراسر باطل ہے کیونکہ بیس رکعت تراویح کا وجود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام  
کے زمانہ میں قطعاً نہ تھا اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ سے قیام رمضان گیارہ رکعت ثابت ہیں (بخاری و  
مسلم) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی اور تمیم داری کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا (موطا) ان  
دونوں نے گیارہ رکعت پڑھائیں اور لوگوں نے گیارہ رکعتیں پڑھیں ابن ابی شیبہ ص ۹ و آثار السنن ص ۲۵۰)  
(۱۰۸۷) ان عمر رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لہم عشرين  
رکعة (حسن بصری رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا وہ ان کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ ☆  
منقطع ہے حسن بصری کی حضرت عمر سے ملاقات نہیں حسن حضرت عمر کی خلافت کے آخری دو سالوں میں  
پیدا ہوئے تھے (تہذیب ص ۲۶۲ ج ۲) پھر حسن کثیر الارسال اور مدلس ہیں جب معتن روایت کریں تو  
قابل حجت نہیں۔

نوٹ: ابو داؤد کے صحیح ترین نسخوں میں رکعت کے بجائے لیلۃ کا لفظ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کو بیس رات  
نماز پڑھاتے تھے رکعت کا لفظ پاک و ہند میں طبع ہونے والے بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے جو تھیف یا  
تحریف ہے اعادنا اللہ من ذلک۔



## ۱۲- کتاب الجمعة

(۱۰۸۸) سمیت الجمعة لان آدم جمع فیہا خلقہ (سلمانی رحمہ اللہ)

جمعہ کو اس لئے جمعہ کہتے ہیں کہ آدم کی اس دن پیدائش مکمل ہو گئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن ابی امیہ میں جہالت ہے۔

(۱۰۸۹) اے لوگو! اللہ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے جو شخص بے رغبتی کی وجہ سے جمعہ چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی

جماعت کو اکٹھا نہ کرے۔ اور نہ اس کے امر میں برکت کرے۔ اور جو جمعہ کو بغیر عذر کے ترک کرے نہ

اس کی نماز قبول ہے اور نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ جہاد، نہ صدقہ اور نہ روزہ اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی

توبہ قبول کر لیتا ہے (ابو ہریرہ) سخت ضعیف ہے راوی خالد بن عبداللہ امم مصری ایسی منکر حدیثیں روایت

کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں انتہائی درجہ کمزور متون کو مشہور اسناد کے ساتھ چسپاں

کر دیتا تھا (بطور مثال) اسی روایت کو پیش کیا ہے۔ (کتاب المجروحین ص ۲۸۰ ج ۱) اور اس کا شاگرد

زکریا بن یحییٰ حدیثیں وضع کرتا تھا (العلل المتناہیہ ص ۴۶۰ ج ۱) ابن ماجہ نے اس روایت کو عبداللہ بن

محمد العدوی عن علی بن زید کے طریق سے روایت کیا ہے علی بن زید ضعیف ہے۔ اور عدوی متروک ہے

وکیع نے اس پر وضع کا الزام لگایا ہے بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے اس کی حدیث پر متابعت نہیں

ابن عبدالبر اور ابن حجر فرماتے ہیں وہی الحدیث ہے (ارواء الغلیل ص ۵۲ ج ۳)

اس روایت کی تیسری سند بقیہ بن ولید عن حمزہ عن علی بن زید کے طریق سے ہے بقیہ اور علی دونوں ضعیف

ہیں اور ان کے علاوہ مجہول راوی بھی ہیں (ارواء الغلیل ص ۵۲ ج ۳)

(۱۰۹۰) الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ حضرت ابوسعید سے بھی مروی ہے اس کی سند بھی سخت ضعیف ہے

راوی عطیہ اور اس کا شاگرد فضیل بن مرزوق دونوں ضعیف ہیں اور فضیل کا شاگرد موسیٰ بن عطیہ باطنی تا

۱۰۸۸۔ مشکاة ص ۴۳۱ ج ۱۔

۱۰۸۹۔ کتاب المجروحین ص ۲۸۰ ج ۱، علل المتناہیہ ص ۴۶۰ ج ۱، ارواء الغلیل ص ۵۳ ج ۳۔

۱۰۹۰۔ ارواء الغلیل ص ۵۳ ج ۳، طبرانی اوسط ص ۱۲۰ ج ۸، ح ۷۲۴۲۔

معلوم ہے ابو حاتم کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (ارواء الغلیل ص ۵۴ ج ۳)

(۱۰۹۱) من ترك الجمعة من غير عذر فليتصدق بدینار فان لم يجد فنصف دينار (سمرقانی رحمہ اللہ)  
جو بغیر عذر کے جمعہ چھوڑتا ہے وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر وہ ایک دینار نہیں پاتا تو آدھا دینار صدقہ کرے۔ ☆  
منقطع ہے راوی قدامہ بن ویرہ کا سماع حضرت سمرہ سے نہیں (بخاری) ابو العلاء نے یہ حدیث عن قتادة  
عن قدامہ سے مرسل روایت کی ہے اور اس میں دینار کے بدلے ایک درہم یا نصف صاع صدقہ کرے  
کے الفاظ ہیں۔ (العلل المتناہیہ ص ۴۷۱ ج ۱)

(۱۰۹۲) من فاتته صلوٰۃ الجمعة فليصدق بدینار (عائشة رضی اللہ عنہا)

جس سے جمعہ کی نماز فوت ہو جائے وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن عمر بن غالب کذاب ہے (ابن ابی القوارس ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۱ ج ۱)

(۱۰۹۳) الجمعة حج المساکین (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ مسکینوں کا حج ہے پہلی والی حدیث ہے فرق صرف فقیر کی بجائے مسکین کے لفظ کا ہے اس کا راوی بھی

مقاتل کذاب ہے۔ (میزان ص ۲۹۰ ج ۳)

(۱۰۹۴) الجمعة حج فقرائها (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

جمعہ فقیروں کا حج ہے۔ ☆

۱۰۹۱۔ أبو داود ح ۱۰۵۳ باب كفارة من ترك، مسند أحمد ص ۸ ج ۵، بیہقی ص ۲۴۸ ج ۳، طبرانی کبیر

ص ۲۱۹ ج ۷ ص ۲۳۵ ج ۶۹۷۹، تاریخ الکبیر البخاری ص ۱۷۶ ج ۴، علل المتناہیہ

ص ۴۲۰ ج ۱، ابن ماجہ ح ۱۱۲۸ باب فیمن ترك الجمعة من غير عذر، نسائی ح ۱۳۷۳ باب

كفارة من ترك الجمعة غير عذر.

۱۰۹۲۔ تاریخ بغداد ص ۱۵ ج ۷، حلیۃ الأولیاء ص ۲۶۹ ج ۷، العلل المتناہیہ ص ۴۷۰ ج ۱.

۱۰۹۳۔ اتحاف ص ۱۹۲ ج ۹، کنز العمال ص ۷۰۷ ج ۷، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۳۳ ج ۴، تاریخ

اصفہان ص ۱۹۰ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۱۴، کشف الخفاء ص ۲۳۴ ج ۱، فوائد المجموعۃ

ص ۴۳۷، ضعیفۃ ص ۲۲۴ ج ۱.

۱۰۹۴۔ کتاب المجروحین ص ۹۰ ج ۳، کشف الخفاء ص ۳۴ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۴۳۷.



من گھڑت ہے راوی ہشام بن عبید اللہ رازی قابل حجت نہیں (کتاب البحر وحین ص ۹۰ ج ۳)  
اور اس کا شاگرد عبد اللہ بن یزید تحمش واضح الحدیث ہے (دار قطنی ☆ میزان ص ۵۲۷ ج ۲) یہ حدیث  
باطل ہے اس کا کچھ اصل نہیں (ابن حبان) یہ جھوٹ ہے اور اس کے وضع کا بوجھ تحمش پر ہے جو حدیثیں  
وضع کرتا تھا (دار قطنی ☆ الملائکی المصنوع ص ۲۸ ج ۲)

(۱۰۹۵) اذا سلمت الجمعة سلمت الايام فاذا سلم رمضان سلمت السنة (عائشہ رضی اللہ عنہا)  
جب جمعہ کا دن محفوظ ہو تو تمام دن محفوظ ہوتے ہیں اور جب رمضان محفوظ ہو تو پورا سال محفوظ رہتا ہے ☆  
من گھڑت ہے راوی عبد العزیز بن ابان کذاب خبیث ہے جس نے من گھڑت روایت کی ہیں (ابن  
معین ☆ میزان ص ۲۲۲ ج ۲)

(۱۰۹۶) الا اخبر کم بافضل الملائكة جبریل و افضل النبیین آدم و افضل الايام  
يوم الجمعة الحديث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)  
کیا میں تمہیں فرشتوں میں سے بہتر فرشتہ کی خبر نہ دوں وہ جبریل ہیں اور نبیوں میں افضل آدم ہیں اور  
دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ ☆

اس متن کے ساتھ باطل ہے راوی ابو ہریرہ ضعیف ہے (احمد) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) ثقہ  
نہیں (نسائی) کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۲۳۳ ج ۲)  
(۱۰۹۷) ليلة الجمعة ليلة غرة ويوم ازهر (انس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کی رات اور دن روشن ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۲۳۶ ج ۱ و مجمع

الزوائد ص ۱۶۵ ج ۲)

۱۰۹۵- تذکرة الموضوعات ص ۷۰، در منشور ص ۱۸۸ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۱۴۰ ج ۷، تنزیہ

ص ۱۵۵ ج ۲، کشف الخفاء ص ۹۱ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۹۳۔

۱۰۹۶- طبرانی کبیر ص ۱۲۹ ج ۱۱، ح ۱۱۳۶۱، در منشور ص ۹۲ ج ۱، کنز العمال ص ۳۴۶ ج ۱۲۔

۱۰۹۷- کشف الاستار ح ۶۱۶، مجمع ص ۱۶۵ ج ۲۔

(۱۰۹۸) ان يوم الجمعة وليلة الجمعة اربع و عشرون ساعة ليس فيها ساعة الا

ولله فيها ستمائة عتيق من النار كلهم قد استوجب النار (انس فی اللہ)

جمعہ کا دن اور رات چوبیس گھنٹے کا ہے اس کے ہر ایک گھنٹے میں اللہ تعالیٰ چھ سو ایسے آدمی آگ سے آزاد

کرتا ہے جن تمام پر آگ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے اس کے دو راوی عبد الصمد بن ابی خداش اور اس کا استاذ عوام بصری کا ترجمہ نامعلوم ہے

(مجمع ص ۱۶۵ ج ۲) اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جس کا راوی ابو میمون شیخ من اہل البصرة

مجهول ہے ایک تیسری سند بھی ہے جس کا راوی ازور بن غالب منکر الحدیث ہے ایسی روایات لاتا ہے جو

قابل متحمل نہیں ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۶۵ ج ۱) ثقہ راویوں سے منکر روایات کرتا تھا۔ خطا کرتا تھا مگر

اسے علم نہیں ہوتا تھا جب یہ متفرد ہو تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ روایت کا متن باطل ہے جس کا کچھ اصل

نہیں (کتاب البحر وحین ص ۱۷۸ ج ۱)

(۱۰۹۸ اب) ایک لمبی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ میں ایک لاکھ موحدین کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (انس فی اللہ)

من گھڑت ہے اس کو ابو محمد قاص نے وضع کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سند کے دو راوی غلیل اور اس کا باپ

عبید اللہ عبدی مجهول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲)

(۱۰۹۹) فضل الجمعة فی شهر رمضان علی سائر الجمع کفضل رمضان علی

سائر الشہو (جابر فی اللہ)

رمضان میں جمعہ کی فضیلت باقی جمعوں پر ایسے ہے جیسا کہ رمضان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ہے۔ ☆

من گھڑت ہے ایک راوی ہارون بن زیاد کی حدیث باطل ہے (ذہبی) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان)

اور دوسرا راوی عمر بن موسیٰ رجبی حدیث وضع کرتا تھا۔ (فیض القدر ص ۴۳۰ ج ۳)

۱۰۹۸ (الف) - أبو یعلیٰ ص ۳۸۴ ج ۳ ح ۴۲۲، العلل المتناہیة ص ۴۶۶ ج ۱۔

۱۰۹۸ (ب) - کتاب الموضوعات ص ۳۱ ج ۲، کتاب المجروحین ص ۱۷۸ ج ۱، اللالی ص ۲۵ ج ۲، تنزیہ

ص ۸۱ ج ۲۔

۱۰۹۹ - دیلمی ص ۱۵۰ ج ۳ ح ۴۲۳۵۔

## غسل و صفائی

(۱۱۰۰) الغسل فی هذه الايام واجب يوم الجمعة و يوم الفطر و يوم النحر و يوم عرفة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جمع عیدین، اور یوم عرفہ میں غسل واجب ہے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی یحییٰ بن عبد الحمید حمانی کو امام احمد نے ثقہ کہا ہے ابن معین فرماتے ہیں علانیہ جھوٹ بولتا تھا زیادہ کہتے ہیں اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے (میزان ص ۳۹۲ ج ۳)  
(۱۱۰۱) الغسل يوم الجمعة سنة (ابن مسعودؓ)

جمعہ کا غسل سنت ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو بکر اکبر راوی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۸۳ ج ۲)  
(۱۱۰۲) الغسل يوم الجمعة ليسل الخطايا من اصول الشعر استلالا (ابو امامہؓ)  
جمعہ کا غسل بالوں کی جڑوں سے گناہوں کو نکال دیتا ہے۔ ☆  
منکر ہے راوی ابو قاطبہ مسکین بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ (لسان ص ۲۹ ج ۶) نیز حسن بصری مدلس ہیں امام ابو حاتم فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔ (علل الحدیث ص ۲۱۰ ج ۱)  
(۱۱۰۳) الغسل يوم الجمعة كفارة والمشى الى الجمعة كفارة (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)  
جمعہ کا غسل (گناہوں کا) کفارہ ہے اور جمعہ کے لئے جانا بھی کفارہ ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عباد بن عبد الصمد ضعیف ہے (بخاری وابن حبان ☆ مجمع ص ۱۷۴ ج ۲)  
(۱۱۰۴) جو شخص جمعہ کے روز غسل جنابت کے علاوہ صرف نیت اور ثواب کے لئے غسل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے قیامت کے دن نور لکھ دے گا۔ (یہ روایت بہت لمبی ہے جو تقریباً دو صفحات پر پھیلی

۱۱۰۰ - طبرانی کبیر ص ۲۱۲ ج ۱۰ ح ۱۰۵۰۱، حلیۃ الأولیاء ص ۱۷۸ ج ۴۔

۱۱۰۲ - علل الحدیث ۲۱۰ ج ۱۔

۱۱۰۳ - طبرانی أوسط ص ۲۳۷ ج ۴ ح ۳۴۲۱، العلل المتناہیة ص ۴۶۴ ج ۱۔

۱۱۰۴ - کتاب الموضوعات ص ۲۹ ج ۲، اللالی ص ۲۴ ج ۲، تنزیہ ص ۸۱ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۱۵۔

ہوئی ہے اس کے آخر میں ہے) اس کے لئے دار السلام میں اللہ کے پڑوس میں بیٹھتی ہوگی (ابو ہریرہ)  
من گھڑت ہے ایک راوی بشیر بن زاذان ضعیف ہے (دارقطنی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) متہم ہے (ابن  
جوزی ☆ میزان ص ۳۲۸ ج ۱) اس پر نور نہیں غیر ثقہ ضعیف ہے (اکمال ص ۲۵۳) اس کی روایت پر وہم  
غالب ہے اور اس سے احتجاج باطل ہے (کتاب البحر چین ص ۱۹۲ ج ۱) تیسرا راوی عمر بن صحیح متہم بالوضع  
ہے (دیکھئے نمبر ۱۰۹) یہ اس لائق ہے کہ وضع کی نسبت اس کی طرف کی جائے۔ (کتاب الموضوعات ص ۲۹)

(۱۱۰۵) غسل یوم الجمعة واجب کو جو غسل الجنابة (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا غسل جنابت کے غسل کی طرح واجب ہے۔ ☆

من گھڑت ہے (ضعیف ہے الجامع ص ۵۷۵)

(۱۱۰۶) اغتسلوا یوم الجمعة ولو کاس بدینار (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم جمعہ کے روز غسل کرو خواہ پانی کا ایک پیالہ ایک دینار کے عوض لینا پڑے۔ ☆

مرفوعاً من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن حبان ساقط اور زائف ہے جس کی روایت قابل حجت نہیں (کتاب  
الموضوعات ص ۲۹ ج ۲)

نوٹ: ابراہیم بن حبان دراصل ابراہیم بن براء نظر بن انس کی اولاد میں سے تھا ابن عدی کہتے ہیں سخت ضعیف ہے جو  
باطل حدیثیں روایت کرتا تھا عقلی فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر باطل روایتیں کرتا تھا (میزان ص ۲۲ ج ۱)  
(۱۱۰۷) یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے موقوف بھی مروی ہے جو زیاد بن عبد اللہ نمیری کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(سلسلہ ضعیف ص ۱۸۸ ج ۱)

(۱۱۰۸) من تویضا یوم الجمعة فبہانعمت ومن اغتسل فالغسل افضل (سمرۃ رضی اللہ عنہ)

۱۱۰۵- دیلمی ص ۱۲۷ ج ۳ ح ۴۱۴۷۔

۱۱۰۶- کتاب الموضوعات ص ۲۹ ج ۲، اللالی ص ۲۶ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۱۵، تنزیہ  
ص ۱۰۴ ج ۲۔

۱۱۰۷- ابن ابی شیبہ ص ۴۳۴ ج ۱ ح ۵۰۰۴۔

۱۱۰۸- ابن ماجہ ج ۱۶۹۱ باب ما جاء فی الرخصة فی ذالک، نسائی ج ۱۳۸۱ باب الرخصة فی ترک

جس نے جمعہ کے روز وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسن بصری مدلس ہے۔

(۱۱۰۹) یہی حدیث حسن نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کا راوی ابو بکر ہزلی ضعیف ہے اور اس کو وہم ہو گیا ہے۔

(۱۱۱۰) اور اسی طرح حسن عن جابر سے بھی مروی ہے مگر وہ بھی نام میں وہم ہے (الخصائص الجبر ص ۶۷ ج ۲)

(۱۱۱۱) من توضأ يوم الجمعة فيها و نعمت يحزى عنه الفريضة و من اغتسل فالغسل افضل (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کے روز وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا اور اس سے فرض کفایت کر جائے گا اور جو غسل کرے بس غسل بہتر ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم کی اور اس کا استاذ یزید بن ابان رقاشی دونوں ضعیف ہیں۔ (تقریب ص ۳۸۱ و ص ۳۵)

(۱۱۱۲) من قص اظفارہ واحد من شاریہ کل يوم الجمعة ادخل الله فيه شفاء و اخرج منه داء أ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

الغسل يوم الجمعة، ترمذی ح ۴۹۷، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة، بیہقی ص ۴۹۵  
ص ۴۹۶ ج ۱، ص ۱۹۰ ج ۳، أبوداود ح ۳۵۴، باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة، مسند  
أحمد ص ۱۵ ص ۱۶ ج ۲۲، تلخیص ص ۶۷ ج ۲، نصب الراية ص ۸۸ ج ۱، شرح السنة  
ص ۱۶۴ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۷۵ ج ۲، قرطبی ص ۱۰۶ ج ۱۸، معانی الآثار ص ۱۱۹ ج ۱،  
تاریخ بغداد ص ۳۵۲ ج ۲، حلیۃ الأولیاء ص ۳۰۷ ج ۶، طبرانی کبیر ص ۱۹۹ ج ۷، عقلی  
ص ۱۶۷ ج ۲، کشف الخفاء ص ۴۴ ج ۲، اتحاف ص ۲۴۶ ج ۳۔

۱۱۰۹- تلخیص ص ۶۷ ج ۲۔

۱۱۱۰- کشف الاستار ح ۶۲۹، مجمع ص ۱۷۵ ج ۲، تلخیص ص ۶۷ ج ۲۔

۱۱۱۱- ابن ماجہ ح ۱۰۹۱، باب ما جاء في الرخصة في ذلك، مجمع ص ۱۷۵ ج ۲، کشف الاستار ح ۶۲۸۔

۱۱۱۲- اللعل المتناهية ص ۴۶۴ ج ۱۔

جو جمعہ کے روز اپنے ناخن اور لبیں کاٹے اللہ اس میں شفاء داخل کرے گا اور بیماری نکال دے گا۔ ☆

نخت ضعیف ہے راوی صالح بن بیان متروک ہے (میزان ص ۲۹۰ ج ۲)

(۱۱۱۳) مثل المومن يوم الجمعة كمثل المحرم لا يأخذ من شعره ولا من اظفاره حتى يقضى الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے دن مومن کی مثال احرام باندھنے والے کی طرح ہے وہ نماز کی ادائیگی سے پہلے نہ تو بال کاٹے اور نہ ہی ناخن کاٹے۔ ☆

ضعیف ہے اس روایت کا ایک جعفر بن محمد جسمی کا ترجمہ نامعلوم ہے اور دوسرا راوی عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہاشمی منکر الحدیث ناقابل حجت ہے۔ اور اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (لسان ص ۲۲ ج ۴)

## سنگی لگوانا

(۱۱۱۴) فی الجمعة ساعة لا يوافقها رجل يحتجم فيها الامات (حسین)

جمعہ میں ایک گھڑی ہے جو اس میں سنگی لگواتا ہے مرجاتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی یحییٰ بن العلاء کذاب ہے حدیثین وضع کرتا تھا۔ (میزان ص ۳۹۷ ج ۴)

## حجامت بنوانا

(۱۱۱۵) كان يقلم اظفاره يوم الجمعة ويقص شاربه قبل ان يخرج الى الصلوة (ابو هريرة رضي الله عنه)

آپ جمعہ کے روز نماز کی طرف نکلنے سے پہلے ناخن اور لبیں کاٹتے تھے۔ ☆

منکر ہے راوی ابراہیم بن قدامہ جعی مشہور نہیں اور نہ ہی اس کی متابعت ہے اور جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (بزار ☆ تلخیص الجبر ص ۶۹ ج ۲)

غیر معروف ہے اور حدیث منکر ہے۔ (میزان ص ۵۳ ج ۱)

۱۱۱۳- العلل المتناهية ص ۴۶۵ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۴۶۳ ج ۱۲، کنز العمال ص ۷۴۱ ج ۷۔

۱۱۱۴- تذكرة الموضوعات ص ۲۰۹، میزان ص ۳۹۷ ج ۴۔

۱۱۱۵- طبرانی الأوسط ص ۴۶۶ ج ۱، کنز العمال ص ۱۲۷ ج ۷، تلخیص ص ۶۹ ج ۲۔

## پگڑی باندھنا

(۱۱۱۶) جمعة بعمامة افضل من سبعين بلا عمامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جمعہ پگڑی کے ساتھ بہتر ہے ستر جمعوں سے جو بغیر پگڑیوں کے ہوں۔ ☆

دیلی نے اسے ذکر کیا ہے راقم کو سند نہیں ملی۔ یہ روایت قدرے تفصیل سے ابن عمر سے ہی مروی ہے

اس میں مجہول راوی ہے اور یہ روایت منکر موضوع ہے (ابن حجر ☆ تعلیق بر فردوس ص ۱۷۴ ج ۲)

(۱۱۱۷) ان لله ملائكة يوم الجمعة يستغفرون لا أصحاب العمامم البيض (انس رضی اللہ عنہ)

کچھ ایسے فرشتے ہیں جو جمعہ کے روز سفید پگڑی باندھنے والوں کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی یحییٰ بن شبيب قابل حجت نہیں (ابن حبان) اس نے باطل حدیثیں روایت کی ہیں

(خطیب بغدادی) اور روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۳۸۵ ج ۳)

(۱۱۱۸) ان الله و ملائكتہ يصلون على اصحاب العمامم يوم

الجمعة (ابو دردا غرضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جمعہ کے روز پگڑی

باندھتے ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ایوب بن مدرک متروک ہے (ابو حاتم و نسائی) کذاب ہے۔ (ابن معین) اس نے

نکھول سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے حالانکہ اس نے نکھول کو دیکھا تک نہیں (ابن حبان ☆ میزان

ص ۲۹۳ ج ۱) یہ حدیث بھی ایوب نے نکھول سے روایت کی ہے۔

۱۱۱۶- دیلمی ص ۱۷۴ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۶۔

۱۱۱۷- تاریخ بغداد ص ۲۰۷ ج ۱۴، میزان ص ۳۸۵ ج ۴، لسان ص ۲۶۲ ج ۶۔

۱۱۱۸- الکامل ص ۳۴۰ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۱۹۰ ج ۵، میزان ص ۲۹۳ ج ۱، عقیلی ص ۱۱۵ ج ۱، کتاب

الموضوعات ص ۳۰ ج ۲، احیاء العلوم ص ۲۴۰ ج ۱، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۳۳ ج ۱۔

## خوشبو کا اہتمام

(۱۱۱۹) ان عمر کان یحجر مسجد رسول ﷺ کل جمعة (ابن عمروؓ موقوفاً)  
حضرت عمر ہر جمعہ کو مسجد نبوی میں خوشبو کا اہتمام کرتے تھے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عبداللہ بن عمر العری ضعیف ہے (تقریب ص ۱۸۲)

## دیہات میں جمعہ

(۱۱۲۰) لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع (علی مرفوعاً)  
جمعہ، تشریق، عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف شہر کی جامع مسجد میں ہے۔ ☆  
مرفوعاً من گھڑت ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔ دراصل یہ حضرت علی کا قول یعنی موقوف روایت  
ہے نبی ﷺ سے مرفوعاً کچھ ثابت نہیں (نصب الراية ص ۱۹۵ ج ۲)

## جمعہ کس پر؟

(۱۱۲۱) الجمعة علی من اواه اللیل الی اھله (ابو ہریرہؓ)  
جمعہ اس پر فرض ہے جو اپنے اہل میں رات گزارے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص ۶۵) اس کا استاد معارک بن  
عباد بھی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۳۱) اور اس کا استاذ عبد اللہ بن سعید المقبری متروک ہے (تقریب  
ص ۱۷۵ ☆ دیکھئے نمبر ۱۵۲)

۱۱۱۹- أبویعلی ص ۱۲۱ ج ۱ ح ۱۸۵۔

۱۱۲۰- ہدایہ ص ۱۶۸ ج ۱، نصب الراية ص ۱۹۵ ج ۲، درایۃ ص ۲۱۴ ج ۱۔

۱۱۲۱- ترمذی ح ۵۰۱، ۵۰۲ باب ما جاء من کم یؤتی الی الجمعة، شرح السنة ص ۲۲۱ ج ۴، تاریخ  
اصفہان ص ۱۴۰، العلل المتناہیۃ ص ۴۶۰ ج ۱۔



(۱۱۲۲) الجمعة واجبة على كل قرية وان لم يكن فيها الا اربعة (ام عبدالله دو سیفین الثمنا)

جمعہ ہر بستی پر واجب ہے خواہ اس میں چار افراد ہی ہوں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی معاویہ بن سعید سجی اور ولید بن محمد اور حکم بن عبداللہ تینوں ہی متروک ہیں اور ایک تالف ہے (ذہبی) ضعیف اور منقطع ہے اور اس کی سند سخت کمزور ہے (فیض القدیر ص ۳۵۹ ج ۳) من

گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۳۹۴)

(۱۱۲۳) الجمعة واجبة الا على امرة او صبی او مریض او عبد او مسافر (تمیم الداری رضی اللہ عنہ)

جمعہ واجب ہے سوائے عورت، بچے، بیمار، غلام اور مسافر کے۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابو عبداللہ شامی مجہول ہے (ابن القطان) اس کی متابعت نہیں

(بخاری) کذاب ساقط ہے (ازدی ☆ فیض القدیر ص ۳۵۹ ج ۳)

(۱۱۲۴) الجمعة على من سمع النداء (عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جمعہ اس پر ہے جس نے اذان سنی۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابوسلمہ بن عیثہ اور اس کا استاد عبداللہ بن ہارون دونوں مجہول ہیں (تقریب ص ۳۰۹ و

ص ۱۹۲) اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی زہیر بن محمد خراسانی کثیر الخطاء ہے (تقریب ص ۱۰۹)

اس کا شاگرد ولید بن مسلم بڑی کثرت سے تدلیس کرتا اور تدلیس تسویہ کا قائل تھا (تقریب ص ۳۷۱)

(۱۱۲۵) الجمعة على من كان بمدى الصوت (عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جمعہ اس پر ہے جس تک آواز پہنچے۔ ☆

باطل ہے راوی محمد بن فضل بن عطیہ متروک ہے احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث اہل کذب کی ہے

۱۱۲۲- بیہقی ص ۱۹۷ ج ۳، دارقطنی ص ۷ ج ۲، الکامل ص ۶۲۱ ج ۲، نصب الراية ص ۱۷۹ ج ۲،

کنز العمال ص ۷۲۳ ج ۷۔

۱۱۲۳- طبرانی کبیر ص ۵۱ ج ۲، عقیلی ص ۲۲۲ ج ۲، بیہقی ص ۱۸۳ ج ۳۔

۱۱۲۴- حلیۃ الأولیاء ص ۱۰۴ ج ۷، أبوداود ح ۱۰۵۶، شرح السنة ص ۲۲۲ ج ۴، دارقطنی ص ۲۶ ج ۲۔

۱۱۲۵- دارقطنی ص ۲۶ ج ۲۔

(التعلیق المغنی ص ۲۶۱)

(۱۱۲۶) امرنا النبی ﷺ ان تشهد الجمعة من قباء (عن رجل عن ابیه)۔

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم جمعہ کے لئے قباء سے حاضر ہوں۔ ☆  
 ضعیف ہے رجل مجہول ہے ثوبیر بن ابی فاخثہ ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں متروک ہے ثوری فرماتے ہیں  
 کذب کا رکن تھا امام بخاری فرماتے ہیں اسکو صحیحی اور ابن مہدی نے ترک کر دیا تھا (تحفۃ الاغوی ص ۳۱ ج ۳)

## جمعہ کے لئے جانا

(۱۱۲۷) مثل الجمعة مثل قوم غشوا ملکا فنحر لهم الحزار ثم جاء قوم فنحر لهم البقر ثم جاء القوم فذبح لهم الغنم ثم جاء قوم فذبح لهم الدجاجة ثم جاء قوم فذبح لهم العصفير (واثله فی التہذیب)

جمعہ کی مثال اس قوم کی ہے جو بادشاہ کے پاس گئے تو اس نے ان کے لئے اونٹ ذبح کیا، پھر ایک قوم آ گئی بادشاہ نے ان کے لئے گائے ذبح کی، پھر ایک قوم آ گئی ان کے لئے بکری ذبح کی، پھر ایک قوم آ گئی ان کے لئے مرغی ذبح کی پھر ایک قوم آ گئی تو ان کے لئے چڑیاں ذبح کیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی بشیر بن عون نے اس کو گھڑا ہے اس نے اپنی سند کے ساتھ کئی حدیثیں گھڑی ہیں ذہبی فرماتے ہیں اس نے کھول سے سو روایات کے قریب ایک نسخہ روایت کیا ہے جو تمام کا تمام من گھڑت اور یہ روایت بھی اس نسخہ کی ہے۔ (میزان ص ۳۲۲ ج ۱)

(۱۱۲۸) الذی يتخطى رقاب الناس يوم الجمعة ويفرق بين اثنين بعد خروج الامام كالجار قصبه في النار (ارقم فی التہذیب)

وہ شخص جو جمعہ کے دن لوگوں کے گردنیں پھاندتا ہے اور امام کے مسجد میں آنے کے بعد دو کے درمیان

۱۱۲۶- ترمذی کتاب الجمعة ح ۵۰۱

۱۱۲۷- میزان ص ۳۲۲ ج ۱، لسان ص ۲۸ ج ۲، کنز العمال ص ۷۴۲ ج ۷۔

۱۱۲۸- مسند أحمد ص ۴۱۷ ج ۳، المستدرک ص ۵۰۴ ج ۳، طبرانی کبیر ص ۳۰۸ ج ۱ ح ۹۰۸۔

تفریق ڈالتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتریاں آگ میں کھینچتا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ہشام بن زیاد کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے (مجمع ص ۱۷۹ ج ۲) متروک ہے (نسائی) ثقہ نہیں (ابو داؤد) اس میں کلام ہے (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا۔

(ابن حبان ☆ میزان ص ۲۹۸ ج ۴)

(۱۱۲۹) رایتک تخطی رقاب الناس وتوذیہم من اذی مسلما فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ (انس رضی اللہ عنہ)

میں نے دیکھا ہے کہ تو لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہے اور انہیں تکلیف پہنچاتا ہے جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ ☆

ضعیف ہے راوی قاسم بن میثب غلی خطا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا ترک مستحق ہو گیا (کتاب البحر چین ص ۲۱۳ ج ۲)

(۱۱۳۰) امرنا رسول اللہ ﷺ لا يتحلّق يوم الجمعة قبل خروج الامام و يقبلوا على القبلة ولا يوم العيد بعد الصلوة (واثلة رضی اللہ عنہ)

ہمیں رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ جمعہ کے روز امام کے مسجد میں آنے سے پہلے حلقہ نہ بنایا جائے اور قبلہ کی طرح متوجہ ہوا جائے اور نہ ہی عید کے روز نماز پڑھنے کے بعد حلقہ بنایا جائے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی بشیر بن عون نے کھول کے نام سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے یہ روایت بھی اس نسخہ سے ہے (مجمع ص ۱۷۸ ج ۲ ☆ دیکھئے نمبر ۱۱۲۷)

## تعداد سامعین

(۱۱۳۱) مضت السنة فی کل اربعین فما فوقها جمعة (جابر رضی اللہ عنہ)

۱۱۲۹- الاتحاف ص ۲۶۱ ج ۱ و موسوعة اطراف الحديث ص ۱۰۵ ج ۵

۱۱۳۰- طبرانی کبیر ص ۶۱ ج ۲۲ ح ۱۴۸، مسند الشامیین ح ۳۳۹۲

۱۱۳۱- دارقطنی ص ۴۱ ج ۲، بیہقی ص ۱۷۷ ج ۳، تلخیص ص ۵۵ ج ۱

سنت گزر چکی ہے کہ ہر چالیس یا ان سے زائد پر جمعہ ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے راوی عبد العزیز بن عبد الرحمن قرشی ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (دارقطنی) قابل  
 حجت نہیں (ابن حبان) اس کی حدیث کو پھینک دو یہ جھوٹ ہے یا من گھڑت (احمد) اس جیسی روایت  
 سے حجت نہیں پکڑی جاتی (بیہقی ☆ التلخیص ص ۵۵ ج ۲)

(۱۱۳۲) اذا بلغ اربعین رجلا فعليهم الجمعة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جب چالیس تک مردوں کی تعداد پہنچ جائے تو ان پر جمعہ ہے۔

(۱۱۳۳) لا جمعة الا باربعین (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ چالیس سے کم افراد پر نہیں ہے۔ ☆

ان دونوں کا کچھ اصل نہیں (تلخیص ص ۵۶ ج ۲)

(۱۱۳۴) الجمعة على خمسين رجلاً وليس على ما دون خمسين جمعة (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

پچاس آدمیوں پر جمعہ ہے اور ان سے کم پر نہیں۔ ☆

باطل ہے راوی جعفر بن زبیر نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں (شعبہ ☆ میزان ص ۴۰۶ ج ۱) اور دوسرا راوی ہبیان

بن بسطام متروک ہے بیہقی نے نقاش مفسر کے طریق سے روایت کی ہے وہ سخت کمزور ہے (تلخیص ص ۵۶ ج ۲)

(۱۱۳۵) اذا راح منا سبعون رجلا الى الجمعة كانوا كسبعين لموسى الذين

وفدوا الى ربهم او افضل (انس رضی اللہ عنہ)

جب ہم میں سے ستر آدمی جمعہ کے لئے جائیں وہ ایسے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ستر آدمی

تھے جو اپنے رب کی طرف وفد بن کر گئے تھے یا ان سے بھی افضل ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی احمد بن بکر بالسی ثقہ راویوں سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا (ابن عدی) حدیث

۱۱۳۲- تلخیص ص ۵۶ ج ۲۔

۱۱۳۳- تلخیص ص ۵۶ ج ۲۔

۱۱۳۴- الکامل ص ۵۰۹ ج ۲۔

۱۱۳۵- طبرانی اوسط ص ۳۷۴ ج ۸ ح ۵۷۹۸، درمنثور ص ۱۳۱ ج ۲، کنز العمال ص ۷۰۹ ج ۷۔

وضع کرتا تھا (ازدی) اس کی ایک روایت بسند صحیح موضوع ہے۔ (لسان ص ۱۳۱ ج ۱)

## امام کا منبر پر بیٹھ کر سلام کہنا

(۱۱۳۶) اذا صعد المنبر توجه الى الناس فسلم عليهم ثم جلس (ابن عمروؓ)

آپؐ جب منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سلام کہتے اور پھر بیٹھ جاتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن عبد اللہ ضعیف ہے ابن حبان کہتے ہیں جب مفرد ہو تو قابل حجت نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (کتاب الحجر چین ص ۱۲۱ ج ۲ و میزان ص ۳۱۶ ج ۳)

(۱۱۳۷) كان اذا صعد المنبر سلم (جابرؓ)

جب آپؐ منبر پر تشریف لاتے تو سلام کہتے۔ ☆

واہ ہے اس کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف اور دلس ہے باقی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر زیلعی کہتے ہیں

یہ روایت واہ ہے ابو حاتم کہتے ہیں من گھڑت ہے (نصب الراية ص ۲۰۵ ج ۲)

(۱۱۳۸) اذا صعد المنبر يوم الجمعة استقبل الناس بوجهه وقال السلام عليكم (عطاءؓ)

جب جمعہ کے روز منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو السلام علیکم کہتے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان

بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود سند ضعیف ہے راوی مجالد بن سعید قوی نہیں اور آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔

(تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۴۰) لو لا المنابر لهلك الناس (ابن عمروؓ)

۱۱۳۶- کتاب المجروحین ص ۱۲۱ ج ۲، میزان ص ۳۱۶ ج ۳۔

۱۱۳۷- ابن ماجہ ج ۱۱۰۹، شرح السنة ص ۲۴۲ ج ۴، بیہقی ص ۲۰۴ ج ۳، نصب الراية ص ۲۰۵ ج ۲،

کنز العمال ص ۶۴ ج ۷۔

۱۱۳۸- مصنف عبد الرزاق ج ۱۹۲ ج ۳۔

۱۱۳۹- مصنف عبد الرزاق ص ۱۹۳ ج ۳، در منثور ص ۲۲۲ ج ۶۔

۱۱۴۰- کتاب المجروحین ص ۳۲۶ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۹۸۔

اگر منبر نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ ☆

من گھڑت ہے ابن حبان فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اس کو سعید بن موسیٰ نے وضع کیا ہے یا سلیمان بن سلمہ نے یہ نہ تو حدیث رسول ہے اور نہ ابن عمر کا فرمان نافع اور مالک بن انس کی روایت ہے (کتاب البحر و چین ص ۳۲۶ ج ۱) سلیمان بن سلمہ خیاطری ساقط ہے (میزان ص ۲۰ ج ۲) متہم بالوضع ہے (لسان ص ۹۲ ج ۳)

## خطبہ کے درمیان کلام اور نماز

(۱۱۳۱) اختلاف کی اکثر مساجد میں جو خطبہ پڑھا جاتا ہے جس میں طویل قسم کے سلام ہیں وہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۱۴۲) من تکلم يوم الجمعة و امام يخطب فهو كالحمار يحمل اسفارا و الذی يقول له انصت ليس له جمعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے دن دوران خطبہ کلام کرے وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتا ہے اور جو اس کو خاموش ہونے کو کہتا ہے اس کا جمعہ نہیں ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی مجالد بن سعید قوی نہیں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۴۳) اذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام۔ ☆

جب امام تشریف لے آئے پھر نہ کوئی نماز ہے اور نہ کلام۔ ☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۱۴۴) خروج الامام يوم الجمعة للصلوة یعنی يقطع الصلوة و كلامه يقطع

۱۱۴۱- طبرانی اوسط ص ۳۷۳ ج ۴ ح ۳۶۳۲، ترغیب الترهیب ص ۵۰۴ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۱۷۹ ج ۲۔

۱۱۴۲- مسند أحمد ص ۲۳۰ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۷۱ ج ۱۲ ح ۱۲۰۶۳، کشف الاستار ح ۶۴۴۔

۱۱۴۳- ہدایہ ص ۱۷۱ ج ۱، نصب الراية ص ۲۰۱ ج ۲۔

۱۱۴۴- بیہقی ص ۱۶۳ ج ۳، ضعیفہ ص ۱۲۳ ج ۱۔

الکلام (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

امام کا جمعہ کے روز تشریف لانا نماز کو قطع کر دیتا ہے اور اس کا کلام (خطبہ) کلام کو قطع کر دیتا ہے۔ (یعنی دوران خطبہ مقتدی نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ کلام کر سکتا ہے) ☆  
مرفوعاً بے اصل فحش خطا ہے دراصل سعید بن مسیب کا قول ہے جو مرفوع نہیں ہے (بیہقی ص ۱۹۳ ج ۳)

## کیفیت خطبہ

پاک و ہند میں احناف میں خطبہ جمعہ کا جو طریق کار رائج ہے کہ پہلے تقریر کی جائے پھر اذان کہہ کر عربی خطبہ پڑھا جائے رسول اللہ ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ آپ ﷺ کے خطبے کا طریقہ وہی تھا جو آج اہل حدیثوں میں مروج ہے۔

(۱۱۴۵) کان اذا خطب يوم الجمعة دعا و اشار باصبعه (زہری رضی اللہ عنہ)

جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو دعا کرتے اور انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔ ☆

مرسل ہے اسی روایت کو قرہ بن عبد الرحمن نے زہری سے عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ موصول روایت کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں (بیہقی ص ۲۱۰ ج ۳) قرہ صدوق ہے اور اس کی روایات منکر ہیں (تقریب ص ۲۸۲)

(۱۱۴۶) اذا خطب لا يلتفت۔ ☆

جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو ادھر ادھر نہ جھانکتے تھے۔ ☆

بے اصل ہے ابن حجر فرماتے ہیں میں نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی (تلخیص ص ۶۳ ج ۲)

## مستجاب گھڑی

(۱۱۴۷) ان في الجمعة ساعة لا يوافقها عبد مسلم يسأل الله فيها خيراً الا اعطاه

۱۱۴۵- بیہقی ص ۲۱۰ ج ۳

۱۱۴۶- تلخیص ص ۶۴ ج ۲

۱۱۴۷- مجمع الزوائد ص ۱۶۵ ج ۲، مسند أحمد ص ۱۶۶ ج ۲، بیہقی ص ۳ ج ۹، الکامل ص ۲۵۰ ج ۷،

در المنثور ص ۲۱۷ ج ۶، مسند حمیدی ج ۹۸۹۔

ایاہ وہی بعد العصر (ابو سعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما)  
بلا شعبہ جمعہ میں ایک گھڑی ہے اس گھڑی میں کوئی بھی بندہ مسلم موافقت نہیں کرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس  
میں خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ خاص اسے وہ عطاء کر دیتا ہے اور یہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ ☆  
مرفوعاً بعد العصر کے الفاظ منکر ہیں باقی حدیث صحیح ہے راوی محمد بن ابی سلمہ انصاری مجہول ہے۔ (مجمع  
الروائد ص ۱۶۵ ج ۲)

(۱۱۴۸) ابتغوا الساعة التي ترجى في الجمعة ما بين العصر الى غيوبة الشمس  
وہی قدر هذا یعنی قبضة (انس رضی اللہ عنہ)  
تم جمعہ کے روز استجابت والی گھڑی کو عصر سے لیکر سورج کے غروب ہونے تک کے وقت میں تلاش کرو  
اور یہ مختصری گھڑی ہے مذکورہ متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے۔  
(۱۱۴۹) قلت ای ساعة هي قال حين يقوم الامام (ميمونه بنت سعد رضی اللہ عنہا)  
میں نے پوچھا استجابت والی کونسی گھڑی ہے فرمایا جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۱۶۲ ج ۲) ان راویوں میں ایک راوی عبد الحمید  
بن یزید مجہول ہے (تقریب ص ۱۹۶)

## نماز جمعہ

(۱۱۵۰) انما اقر الجمعة ركعتين من اجل الخطبة (عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً)  
جمعہ کی دو رکعتیں خطبہ کی وجہ سے ہیں۔ ☆  
اس کی سند نامعلوم ہے۔

(۱۱۵۱) انما جعل الخطبة مكان الركعتين فان لم يدرك الخطبة فليصل اربعاً

۱۱۴۸- طبرانی اوسط ص ۱۲۴ ج ۱ ص ۱۳۶.

۱۱۴۹- طبرانی کبیر ص ۳۷ ج ۲۵، ص ۶۶.

۱۱۵۰- ارواء ص ۷۲ ج ۳.

۱۱۵۱- ارواء ص ۷۲ ج ۳.



(عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

خطبہ دو رکعتوں کی جگہ پر ہے جس نے خطبہ کو نہیں پایا وہ چار رکعتیں پڑھے۔ ☆  
منقطع ہے راوی یحییٰ بن ابی کثیر کا حضرت عمرؓ سے سماع نہیں ابو حاتم فرماتے ہیں اس نے سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی ایک صحابی کو نہیں پایا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھی صرف دیکھا ہے اور ان سے کچھ سنا نہیں۔  
(کتاب المراسیل ص ۲۳۲)

(۱۱۵۲) كانت الجمعة اربعا فجعلت ركعتين من اجل الخطبة فمن فاتته الخطبة فليصل اربعا (عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)  
جمعہ کی چار رکعتیں تھیں پھر خطبہ کی وجہ سے دو رکعتیں ہو گئیں جس سے خطبہ رہ جائے وہ چار رکعتیں پڑھے۔ منقطع ہے راوی عمرو بن شعیب کی روایت حضرت عمرؓ سے مرسل ہے۔ (کتاب المراسیل ص ۱۳۸)  
(۱۱۵۳) من ادرك من الجمعة ركعة فليصل بها اخرى فان ادرك جلوسا صلى الظهر اربعا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)  
جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے پس اگر امام کو تشہد میں پائے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

ضعیف ہے راوی یسین بن معاذ منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں یسین کی بجائے صالح بن ابی الاخضر ضعیف ہے (ائمہ کرام ابن معین، احمد، بخاری نسائی یحیی القطان، ابو ذر عبد ابو حاتم ابن عدی اور عجمی نے ضعیف کہا ہے) (تعلیق المغنی ص ۱۱ ج ۲)  
(۱۱۵۴) من لم يدرك الركوع من الركعة الاخرى فليصل الظهر اربعا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۱۵۲- ارواء ص ۷۳ ج ۳۔

۱۱۵۳- ابن ماجہ ح ۱۱۲۱، باب ما جاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة، أرواء الغلیل ص ۸۸ ج ۳، اللعل المتناهیة ص ۶۹ ج ۱، کامل ابن عدی ص ۲۴۵ ج ۱، دارقطنی ص ۱۰ ص ۱۱ ج ۲۳۔

۱۱۵۴- دارقطنی ص ۱۲ ج ۲۔

جس نے امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے راوی سلیمان بن ابی داؤد حرائی منکر الحدیث ہے (بخاری) قابل حجت نہیں (ابن  
 حبان ☆ تعلیق المغنی ص ۱۲ ج ۲)

(۱۱۵۵) من ادرك من الجمعة ركعة فليضف اليها اخرى (ابو هريره رضي الله عنه)  
 جو نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری ملا لے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی مختلف اسناد ہیں ایک سند میں عبد الرزاق بن عمرو مشقی ضعیف ہے۔ (مسلم) ثقہ نہیں  
 (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کی امام زہری سے روایات کی کتاب ضائع ہو گئی تھی اور یہ کتاب  
 کے ضائع ہونے سے پہلے بھی ضعیف تھا۔ (دارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص ۱۰ ج ۲) دوسری سند میں حجاج بن  
 ارطاة ضعیف ہے اس نے یہ حدیث زہری سے روایت کی ہے۔ یحییٰ فرماتے ہیں اس نے زہری کو نہیں  
 دیکھا۔ تیسری سند کا راوی نوح بن ابی مریم معروف کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱) چوتھی سند میں راوی عمر بن  
 قیس ابن المعروف السدل منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کو احمد، نسائی اور دارقطنی نے ترک کر دیا تھا  
 (التعلیق المغنی ص ۱۱ ج ۲) پانچویں سند میں یحییٰ بن راشد البراء ضعیف ہے اور چھٹی سند میں عبید اللہ بن  
 تمام ضعیف ہے (التعلیق المغنی ص ۱۳ ج ۲)

(۱۱۵۶) من ادرك ركعة من صلوة الجمعة وغيرها فليضف اليها اخرى وقد  
 تمت صلواته (ابن عمر رضي الله عنه)  
 جو نماز جمعہ یا کسی دوسری نماز کی ایک رکعت پالیتا ہے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے تو اس  
 کی نماز پوری ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف ہے اسے اس روایت میں وہم ہو گیا ہے اصل روایت تو حضرت ابو ہریرہ سے  
 مرفوعاً ہے کہ من ادرك من الصلوة ركعة فقد ادركها ہے جسے اس نے ابن عمر سے روایت کر دیا ابن حجر  
 فرماتے ہیں صلوة الجمعۃ کا لفظ وہم ہے (التعلیق المغنی ص ۱۲ ج ۲)

۱۱۵۵ - دارقطنی ص ۱۰ ج ۲، الکامل ص ۱۶۳۷ ج ۴ و ص ۱۹۴۷ ج ۵، اللعل المتناہیہ ص ۴۶۷ ج ۱۔

۱۱۵۶ - دارقطنی ص ۱۲ ج ۲۔

۱۱۵۷ - ابن ماجہ ص ۱۱۲۹۔

## نماز جمعہ سے پہلے و بعد نوافل

(۱۱۵۷) یرکع من قبل الجمعة اربعاً لا يفصل فی شئی منهن و اربعاً بعدها۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
آپ خطبہ سے پہلے چار اور خطبہ کے بعد چار رکعت پڑھتے اور ان میں (سلام پھیر کر)  
فصل نہ کرتے۔ ☆

بے اصل ہے راوی حجاج بن ارطاة اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہے اور ایک تیسرا راوی مبشر بن عبد کا شمار  
حدیث وضع کرنے والوں میں ہوتا ہے اور اس روایت کی سند واہ ہے۔ (نصب الراية ص ۲۰۶ ج ۲)  
(۱۱۵۸) کان رسول اللہ ﷺ یصلی قبل الجمعة اربعاً و بعدها اربعاً۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)  
رسول اللہ ﷺ جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے۔ ضعیف ہے راوی علی بن سعید رازی میں  
ضعیف ہے۔ (درایہ ص ۲۱۸ ج ۱)

(۱۱۵۹) یہی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ جسکا ایک راوی عاصم بن ضمرہ رضی اللہ عنہ تھا جو  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقوف اقوال کو مرفوع روایت کر دیتا تھا، اور اس کا شاگرد حسین بن عبد الرحمن سلمی متغیر ہے۔  
(تقریب ص ۷۶) اور تیسرا راوی سلمی کا شاگرد محمد بن عبد الرحمن تمیمی لین الحدیث ہے۔ (تقریب ص ۳۰۷)  
(۱۱۶۰) کان یصلی الجمعة اربع رکعات و بعدها اربع رکعات۔ (ابن  
مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

ابن مسعود جمعہ سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھتے تھے۔ ☆  
منقطع ہے راوی قنادة کا ابن مسعود سے سماع نہیں ہے۔ (مجمع ص ۱۹۵ ج ۲)  
(۱۱۶۱) کان یأمرنا ان نصلی قبل الجمعة اربعاً و بعدها اربعاً۔

۱۱۵۸- طبرانی اوسط ص ۵۶۸ ج ۴ ح ۳۹۷۱، نصب الراية ص ۲۰۶ ج ۲، درایہ ص ۲۱۸ ج ۱۔

۱۱۵۹- طبرانی اوسط ص ۳۶۸ ج ۲ ح ۱۶۴۰۔

۱۱۶۰- طبرانی کبیر ص ۳۱۰ ج ۹ ح ۹۵۵۵۔

۱۱۶۱- طبرانی کبیر ص ۳۱۰ ج ۹ ح ۹۵۵۲۔

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود ہمیں جمعہ سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عطاء بن سائب ثعلب ہے۔ (تقریب ۲۳۹)

## جمعہ کے روز تلاوت و استغفار

(۱۱۶۲) من قرأ حم الدخان في ليلة الجمعة او يوم الجمعة بنى الله له بيتا في الجنة۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کی رات یا دن کو سورۃ دخان کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ ☆  
بے اصل ہے راوی فضال بن جبیر حضرت ابو امامہ سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی روایات سے نہیں ہوتیں یہ کسی صورت میں بھی قابل احتجاج نہیں ہے اور حضرت ابو امامہ سے اس کی روایت کا کچھ اصل نہیں (کتاب البحر وجین ص ۲۰۳ ج ۲)

(۱۱۶۳) من قرأ سورة آل عمران صلى الله عليه وملائكته حتى تغيب الشمس (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو سورۃ آل عمران پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ ☆

بے اصل ہے راوی طلحہ بن زید الرقی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) سخت منکر الحدیث ہے اس کی روایت قابل حجت نہیں (ابن حبان) حدیث وضع کرتا تھا (ابن مدینی) اس نے چھ من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۳۳۸ ج ۲)

۱۱۶۲- طبرانی کبیر ص ۲۶۴ ج ۸ ح ۸۰۲۶۔

۱۱۶۳- طبرانی اوسط ص ۲۹۲ ج ۷ ح ۶۱۵۳۔

۱۱۶۴- طبرانی اوسط ص ۳۴۹ ج ۸ ح ۷۷۱۳۔

- ۱۱۶۴) من قال قبل صلوة الغداة يوم الجمعة ثلاث مرة استغفر الله الذي لا اله الا هو واتوب اليه غفرت ذنوبه وان كانت اكثر من زيد البحر (انس رضی اللہ عنہ)  
 جو جمعہ کے روز فجر کی نماز سے پہلے تین مرتبہ استغفر اللہ الذي لا اله الا هو اتوب اليه کہتا ہے تو اس کے تمام گناہ خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ☆  
 بے اصل ہے راوی عبد العزیز بن عبد الرحمن بالسی معتم ہے (احمد) یہ کسی بھی حالت میں قابل احتجاج نہیں ہم نے عمر بن سنان عن اسحاق بن خالد بالسی کے طریق سے روایات کے قریب اس سے ایک نسخہ لکھا جو مقلوب روایات پر مشتمل ہے جس کا کچھ اصل نہیں (میزان ص ۲۳۱ ج ۲)

## صدقہ و کار خیر

(۱۱۶۵) يتصدق مما قل او اكثر يوم الجمعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز صدقہ کیا جائے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن نھیک منکر الحدیث ہے اور اس کا شاگرد ابو قتادہ حرائی کوئی شی نہیں (العلل المتناہیہ ص ۴۶۸ ج ۱)

(۱۱۶۶) من وافق صيامه يوم الجمعة وعاد مريضاً وشهد جنازة و تصدق واعتق

و جبت له الجنة (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز جس نے روزہ رکھا، بیمار کی تیمارداری کی، نماز جنازہ میں حاضر ہوا، صدقہ کیا اور غلام آزاد کیا

اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

۱۱۶۵- بیہقی ص ۲۹۵ ج ۴، العلل المتناہیہ ص ۴۶۸ ج ۱۔

۱۱۶۶- اللالی ص ۲۶ ج ۲، کنز العمال ص ۸۸۹ ج ۱۰۔

(۱۱۶۷) من اصبح يوم الجمعة صائما وعاد مريضا واطعم مسكينا وشيع جنازة لم يصبه ذنب اربعين سنة (جابر رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے روز روزہ رکھے، بیمار کی تیمارداری کرے، مسکین کو کھانا کھلائے۔ جنازہ کے ساتھ چلے تو چالیس سال تک اسے گناہ نہیں پہنچے گا۔ ☆

ابن جوزی فرماتے ہیں من گھڑت ہے راوی عمرو بن حمزہ بصری اس کا استاذ غلیل بن مرہ اور اس کا استاذ اسماعیل بن ابراہیم کلہم ضعیف اور مجروح ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲)

(۱۱۶۸) تضاعف الحسنات يوم الجمعة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز نیکیاں دوگنا ہو جاتی ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی خالد بن آدم کذاب ہے (مجمع ص ۱۶۴ ج ۲)



۱۱۶۷ - الکامل ص ۹۳۰ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲، تنزیہ ص ۱۰۴ ج ۲، الفوائد المجموعة

ص ۴۳۷، اللالی ص ۲۸ ج ۲، شعب الایمان ص ۳۹۴ ج ۳ ص ۳۸۶۔

۱۱۶۸ (أ) طبرانی اوسط ص ۴۳۰ ج ۸ ص ۷۸۹۱۔

## ۵۱- کتاب العیدین

### عید کی رات عبادت

(۱۱۶۸ب) ایک بہت لمبی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اسرافیل علیہ السلام سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے خبر دی ہے کہ جو شخص فطر کی رات سو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اس کے آخر میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میری امت کے مرد اور عورتوں کے لئے ہے جو مجھ سے پہلے کسی ایک کو نہیں دیا گیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں راویوں کی ایک جماعت ہے جو اصلاً نامعلوم ہے (کتاب الموضوعات ص ۵۳ ج ۲) (۱۱۶۹) جو فطر کے دن نماز عید کے بعد چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ الشمن پڑھے اور تیسری رکعت میں سورۃ الضحیٰ پڑھے اور چوتھی رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے تو اس نے گویا کہ پورا قرآن انبیاء پر تلاوت کیا ہے اور اس نے جہاں بھر کے یتیموں کو سیر کر دیا ہے اس کے لئے ان کے اجر کے برابر اجر ہے جن پر بھی سورج طلوع ہوا ہے اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور ایک راوی عبد اللہ بن محمد ہے جس کا ذکر کرنا کتابوں میں حلال نہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۳ ج ۲)

(۱۱۷۰) من احياء ليلتي العيد لم يممت قلبه يوم تموت القلوب (ابو امامه)  
جس نے عید الفطر اور عید الضحیٰ کی دونوں راتوں کو بیدار رکھا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن دل مردہ

۱۱۶۸ (ب) کتاب الموضوعات ص ۵۳ ج ۲، اللالی ص ۶۱ ج ۲، تنزیہ ص ۹۴ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۵۲۔

۱۱۶۹۔ کتاب الموضوعات ص ۵۴ ج ۲، اللالی ص ۶۱ ج ۲، تنزیہ ص ۹۵ ج ۲، الفوائد ص ۵۲۔

۱۱۷۰۔ ابن ماجہ ح ۱۷۸۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۴۷، احياء العلوم ص ۴۴ ج ۲، المغنی عن حمل

الاسفار ص ۳۴۲ ج ۱۔

ہو جائیں گے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۱۷۱) اور یہی روایت حضرت عبداللہؓ سے بھی مروی ہے جو سخت ضعیف ہے راوی عمر بن ہارون بلخی متروک الحدیث ہے (احمد، ابن مہدی، نسائی) ثقہ راویوں سے متصل روایتیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) کذاب ہے (ابن معین و صالح جزرہ ☆ میزان ص ۲۲۸ ج ۳) اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی بشر بن رافع متہم بالوضع ہے (تلخیص ص ۸۵ ج ۲)

(۱۱۷۲) من قام لیلۃ العید للہ محتسبا فلم یمت قلبہ حین تموت القلوب (ابو دردۃؓ) جس نے عید کی دو راتوں کو ثواب کی خاطر قیام کیا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جب دل مردہ ہو جائیں گے۔ ☆ ضعیف ہے راوی ابراہیم بن محمد متروک ہے (تقریب ص ۲۳)

(۱۱۷۳) من احیا اللیالی الاربع وجبت لہ الجنة لیلۃ الترویۃ و لیلۃ عرفة و لیلۃ النحر و لیلۃ الفطر (معاذؓ)

جس نے چار راتوں کو بیدار رکھا اس کے لئے جنت واجب ہے ترویہ (۸ ذوالحجہ) کی رات، عرفہ کی رات، قربانی کی رات اور عید الفطر کی رات۔ ☆

باطل ہے ایک راوی سدید بن سعید ضعیف ہے دوسرا راوی عبدالرحیم بن زید العی متروک متہم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۵۸) مسند فردوس میں یہ روایت ابراہیم بن ابی یحییٰ عن ابی معشر عن الہثمی بن سہل کے طریق سے ہے یہ ابراہیم وہی ہے جو اوپر والی حدیث میں تقریب کے حوالہ سے متروک گزر چکا ہے اس کا استاذ ابو معشر نجیح بن عبدالرحمن سندھی غلط اور ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۲)

(۱۱۷۴) یہی روایت ابن اعرابی نے المعجم میں اور علی بن سعید عسکری نے کردوس صحابی سے روایت کی ہے اس کی

۱۱۷۱- دیلمی ص ۲۷۱ ج ۴ ح ۶۳۵، الترغیب والترہیب ص ۱۵۳ ج ۲، مجمع ص ۱۹۸ ج ۲۔

۱۱۷۲- تلخیص ص ۸۰ ج ۲

۱۱۷۳- دیلمی ص ۲۷۲ ج ۴ ح ۶۳۵، تلخیص ص ۸۰ ج ۲۔

۱۱۷۴- تلخیص ص ۸۰ ج ۲۔



سند میں راوی مروان بن سالم تالف ہے (تفصیل ص ۸۵ ج ۲) ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (دارقطنی) مکر الحدیث (بخاری، مسلم و ابو حاتم) کذاب ہے (ابو عروہ حرانی) اس کی عام روایات پر ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے (ابن عدی ☆ میزان ص ۹۰ ج ۴)

(۱۱۷۵) من صلی لیلة الفطر مائة رکعة الحديث (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو عید الفطر کی رات سو رکعت پڑھے۔ ☆

لبی حدیث کا ٹکڑا ہے من گھڑت ہے اس کی سند کے چند راوی اصلاً نامعلوم ہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۲ ج ۲ والفوائد المجموعہ ص ۵۲۲)

## غسل

(۱۱۷۶) من صام رمضان وغدا بغسل الی المصلی وختمه صدقه رجع مغفورا له

(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے رمضان کے روزے رکھے اور صبح غسل کر کے عید گاہ کی طرف گیا اور اس کا اختتام صدقے سے کیا تو گھر بخشا ہوا لوٹے گا۔ ☆

ضعیف ہے راوی نصر بن حماد متروک ہے (مجمع ص ۱۹۸ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) ذاہب الحدیث ہے (مسلم) کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۲۵۱ ج ۴)

(۱۱۷۷) کنا ناکل ونشرب ونغسل ثم نخرج الی المصلی (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ہم کھا، پی اور غسل کر کے عید گاہ کی طرف نکلتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن یزید کی متروک ہے (مجمع ص ۱۳۸ ج ۲) ثقہ نہیں (ابن معین) اس سے سکوت ہے (بخاری ☆ میزان ص ۷۵ ج ۱)

۱۱۷۵- کتاب الموضوعات ص ۵۲ ج ۲، اللالی ص ۶۱ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۵۲، تنزیہ ص ۹۴ ج ۲۔

۱۱۷۶- طبرانی اوسط ص ۷۶۶ ج ۶ ح ۵۷۸۰۔

۱۱۷۷- طبرانی کبیر ص ۲۰۱ ج ۱۱ ح ۱۱۶۴۸۔

## کھانا کھانا اور عید کے لئے جانا

(۱۱۷۸) کان يطعم يوم الفطر قبل ان يغدو و يامر الناس بذلك (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

آپ عید الفطر کے دن عید کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھاتے اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیتے۔ ☆

اس متن کے ساتھ باطل ہے راوی واقدی کذاب ہے۔ (میزان ص ۶۲۳ ج ۳)

(۱۱۷۹) ان من السنة ان تاتي العيد ماشياً (علی رضی اللہ عنہ)

سنت طریقہ یہ ہے کہ عید کے لئے پیدل جایا جائے۔ سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔

(دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۱۸۰) لم يركب في جنازة قط ولا في خروج الاضحى ولا الفطر (زہری)

آپ جنازہ اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو جاتے وقت سوار نہیں ہوتے تھے۔ ☆ مرسل ہے

(۱۱۸۱) سنة الفطر ثلاث المشى الى المصلی والاكل قبل الخروج والاعتسال

(سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ)

عید الفطر میں تین سنتیں ہیں عید گاہ کی طرف پیدل چلنا اور نماز کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھانا اور غسل

کرنا۔ ☆ مرسل ہے۔

## تکبیرات

(۱۱۸۲) زينوا اعيادكم بالتكبير (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۱۷۸- طبرانی اوسط ص ۲۵۳ ج ۵ ح ۴۹۹۔

۱۱۷۹- ترمذی ح ۵۳۰، مصنف عبد الرزاق ص ۲۸۹ ج ۳، بیہقی ص ۲۸۱ ج ۳، ابن ابی شیبہ

ص ۴۸۶ ج ۱ ح ۵۶۰۶۔

۱۱۸۰- فتح الباری ص ۴۵۱ ج ۲، بحوالہ کتاب الأم، تلخیص ص ۷۰ و ص ۸۲ ج ۲۔

۱۱۸۱- أرواء ۱۰۴ ج ۳۔

۱۱۸۲- طبرانی اوسط ص ۱۸۹ ج ۵ ح ۴۳۷۰۔

تم اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو۔ ☆  
 ضعیف ہے ایک راوی عبد اللہ بن وہیب غزی نا معلوم ہے (مجمع ص ۴۷ ج ۲) دوسرا راوی بقیہ ضعیف ہے اور  
 تیسرا راوی عمر بن راشد یمای ضعیف ہے (تقریب ص ۲۵۳)

(۱۱۸۳) زینو العیدین بالتهلیل والتقدیس والتهمید والتکبیر (انس رضی اللہ عنہ)  
 تم عیدین کو لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر سے مزین کرو۔ ☆  
 من گھڑت ہے اس میں دو راوی کذاب ہیں (المقاصد الحسنہ ص ۲۳۵) من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۳۶۷)  
 (۱۱۸۴) کان یکبر یوم الفطر من حین یخرج من بیتہ حتی یاتی المصلی  
 (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

عید الفطر کے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیریں شروع کر دیتے حتی کہ عید گاہ پہنچ جاتے۔ ☆  
 ضعیف ہے راوی ولید بن محمد المؤقری اور اس کا شاگرد موسی بن عطاء بلقادی متروک ہیں (تخصیص  
 المسند رک ص ۲۹۸ ج ۱) موسی منکر الحدیث ہے اور ولید ضعیف ہے محفوظ روایت ابن عمر کا موقوف قول ہے  
 (بیہقی ص ۷۹ ج ۳)

(۱۱۸۵) انه یسمع تکبیر عمر وهو یمرفی زقاق (عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ)  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر سنتے جب عمر رضی اللہ عنہ گلیوں سے گزرتے ہوئے تکبیریں کہتے۔ ☆  
 ضعیف ہے ابن الہیثم ضعیف ہے۔

(۱۱۸۶) انه یکبر حتی یسمع اهل الطريق (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ بلند آواز سے تکبیر کہتے حتی کہ راستے والے سن لیتے۔ ☆  
 سند نا معلوم ہے۔

۱۱۸۳ - حلیۃ الأولیاء ص ۲۸۸ ج ۲، کنز العمال ص ۵۴۶ ج ۸، کشف الخفاء ص ۴۴۳ ج ۱۔

۱۱۸۴ - دارقطنی ص ۴۴ ج ۲، کنز العمال ص ۶۴۲ ج ۸۔

۱۱۸۵ - أرواء ص ۱۲۱ ج ۳۔

۱۱۸۶ - أرواء ص ۱۲۱ ج ۳۔

نوٹ: بہت سے صحابہ سے موقافا مروی ہے کہ وہ راستہ میں عید کی تکبیریں بلند آواز سے کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۸۷) کان یکبر فی الطريق یعنی فی عید الاضحیٰ۔ ☆

آپ عید الاضحیٰ کی تکبیریں راستے میں کہتے ☆ حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۱۸۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ماثور تکبیر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد ☆

بے اصل ہے صاحب ہدایہ کا وہم ہے۔

## اسلحہ ساتھ لے جانا

(۱۱۸۹) نہی ان یلبس السلاح فی بلاد الاسلام فی العیدین الا ان یکون بحضرة العدو (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے منع فرمایا کہ اسلامی علاقہ میں عیدین کے موقع پر اسلحہ پہنا جائے مگر دشمن کی موجودگی میں (درست ہے۔) ☆

من گھڑت ہے راوی نائل بن نجیح ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۲) اس کی حدیثیں تاریکی والی ہیں اکامل ۲۵۲۰ ج ۷) اس کا استاذ اسماعیل بن زیاد متروک کذاب ہے (دارقطنی) دجال ہے (ابن حبان) ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۶ ج ۱)

(۱۱۹۰) رایت رسول اللہ ﷺ یوم العیدین یدیہ بالحراہ (ابن ابی اوفی)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عید کے دنوں میں دیکھا کہ آپ کے سامنے نیزہ تھا ☆ من گھڑت ہے راوی منذر بن زیادہ متروک ہے (دارقطنی) کذاب ہے (فلاس) ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۶ ج ۱) محدثین کو قرار ہے کہ اس روایت کو منذر نے وضع کیا ہے (لسان ص ۸۹ ج ۲)

۱۱۸۷- ہدایہ ص ۱۷۴ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۲۲۴ ج ۲۔

۱۱۸۸- ہدایہ ص ۱۷۵ ج ۱، درایۃ ص ۲۲۳ ج ۱۔

۱۱۸۹- ابن ماجہ ح ۱۳۱۴ باب ما جاء فی السلاح فی یوم العید، العلل المتناہیہ ص ۳۷۵ ج ۱۔

۱۱۹۰- العلل المتناہیہ ص ۴۷۶ ج ۱، لسان ص ۸۹ ج ۲۔

## نماز میں تکبیرات زوائد

(۱۱۹۱) کان یکبر فی العیدین اربعاً تکبیرۃ علی الجنائز (ابو موسیٰ وحذیفہ رضی اللہ عنہ)

آپ عیدین میں جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے اولاً ابوعائشہ نا معلوم راوی ہے جسے کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ ہی کسی ایک سے اس کی روایت درست ہے (الحلی ص ۸۹ ج ۳) غیر معروف ہے (میزان ص ۵۴۳ ج ۴) ثانیاً راوی عبد الرحمن بن ثوبان ضعیف ہے (محلی ص ۸۹ ج ۳) اس کی روایات منکر ہیں (احمد ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۵ ج ۱)

(۱۱۹۲) کبر فی العیدین فی الاولی سبعاً قبل القراءة وفی الآخرة خمساً قبل القراءة (عمر و بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ)۔

عیدین میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی کثیر بن عبد اللہ بن مہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)

(۱۱۹۳) اور یہی روایت محمد بن عمار سے بھی مروی ہے اس کا راوی عبد اللہ بن محمد بن عمار کوئی شی نہیں (نصب الراية ص ۲۱۸ ج ۲)

(۱۱۹۴) اور یہی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی فرج بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص ۲۷۴)

(۱۱۹۵) اور یہی روایت حضرت عائشہ سے بھی منقول ہے جس کے الفاظ ہیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے۔ اس میں رکوع کی تکبیریں شامل نہ ہوتیں۔ ☆

۱۱۹۱ - أبو داود ح ۱۱۵۳، المحلی ص ۸۹ ج ۳، العلل المتناہیہ ص ۴۷۵ ج ۱، طحاوی ص ۳۴۶ ج ۴۔

۱۱۹۲ - ابن ماجہ ح ۱۲۷۹ باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلاة العیدین۔

۱۱۹۳ - دارقطنی ص ۴۷ ج ۲، دارمی ص ۳۱۵ ج ۱، نصب الراية ص ۲۱۸ ج ۲۔

۱۱۹۴ - دارقطنی ص ۴۹ ج ۲، نصب الراية ص ۲۱۸ ج ۲۔

۱۱۹۵ - أبو داود ح ۱۱۴۹ باب التکبیر فی العیدین، ابن ماجہ ح ۱۲۸۰ باب ما جاء فی صلاة العیدین

أرواء الغلیل ص ۱۰۸ ج ۳، دارقطنی ص ۴۷ ج ۲، بیہقی ص ۲۸۷ ج ۳، مسند أحمد ص ۷۰ ج ۶۔

اس کا راوی ابن لھیعہ ہے امام بخاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں یہ روایت مضطرب ہے اور اس میں اضطراب ابن لھیعہ کی طرف سے ہے (نصب الراية ص ۲۱۶ ج ۲) البانی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اس لئے کہ اس روایت کو ابن لھیعہ سے ابن وہب نے روایت کیا ہے عبد الغنی بن سعید ازدی فرماتے ہیں ابن لھیعہ سے ابن مبارک اور ابن وہب کی روایت صحیح ہے محمد ذیلی فرماتے ہیں اس لئے کہ ابن وہب ابن لھیعہ سے قدیم السماع ہیں لھذا سند صحیح ہے امام دارقطنی نے اس روایت میں خالد بن یزید سے ابن لھیعہ کے سماع اور تحدیث کی وضاحت کی ہے۔ (جس سے تدلیس کا شبہ زائل ہو جاتا ہے) امام بخاری نے اس روایت کو ابن لھیعہ کے تفرد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ تفرد ابن وہب کی روایت میں مضرنہیں (ارواء الغلیل ص ۱۰۸ ج ۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے مروی مذکورہ روایت صحیح ہے واللہ اعلم۔

(۱۱۹۶) کان یکبر فی العیدین فی الاولی سبعاً قبل القرۃ وفی الآخرة خمساً قبل القرۃ (سعد بن عمار)۔

آپ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص ۲۰۲) امام احمد کہتے ہیں تکبیرات عید کے بارہ میں کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں (نصب الراية ص ۲۱۸ ج ۲) راقم الحروف کہتا ہے امام احمد علی بن المدینی اور بخاری نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت کو صحیح کہا ہے جس میں ہے عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں اور اس روایت کے بعد امام احمد فرماتے ہیں میرا بھی یہی مذہب ہے (ارواء الغلیل ص ۱۰۹ ج ۳) ممکن ہے دیگر شواہد کی وجہ سے مذکورہ ائمہ نے اسے صحیح کہا ہو۔

(۱۱۹۷) کیونکہ اس روایت کی حضرت ابو ہریرہ کے موقوف عمل سے بھی تائید ہوئی ہے کہ انہوں نے پہلی رکعت میں

۱۱۹۶- ابن ماجہ ح ۱۲۷۷ باب ما جاء کم یکبر الامام فی صلاة العیدین۔

۱۱۹۷- موطا ص ۱۰۸، المحلی ص ۸۸ ج ۳، طحاوی ص ۴۴۴ ج ۴۔

قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں (موطا) اس حدیث کی سند اس باب میں سب سے عمدہ اور اعلیٰ ہے ابن حزم فرماتے ہیں اس حدیث کی سند سورج کی طرح روشن ہے (المحلی ص ۸۸ ج ۳)

(۱۱۹۸) بارہ تکبیرات کے علاوہ اس باب میں جتنی مرفوع روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور اس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کہ وہ نو تکبیرات سکھاتے تھے ضعیف ہے اس کا راوی مجالد بن سعید قوی نہیں متغیر ہو گیا تھا (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۹۹) اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ وہ پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے پھر قرأت کرتے اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت کرتے پھر چار تکبیریں کہتے کو بعض آئمہ نے اگرچہ صحیح قرار دیا ہے مگر ضعیف ہے راوی ابواسحاق سہمی مدلس اور مختلط ہیں۔ (طبقات المدلسین ص ۱۰۱)

## قرأت اور خطبہ

(۱۲۰۰) صلی العید رکعتین لا یقرأ فیہا الا بام الكتاب لم یزد علیہا شیئاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے عید کی نماز دو رکعتیں پڑھیں ان میں صرف سورت فاتحہ کی قرأت کی۔ ☆  
منکر ہے راوی شہر بن حوشب صدوق کثیر الارسال اور ادھام ہے (تقریب ص ۱۵۷)

(۱۲۰۱) کان یقرأ فی صلوٰۃ العیدین بعم یتساء لون والشمس وضحاها (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نبی اکرم ﷺ نماز عیدین میں سورت النباء اور الشمس پڑھتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن سيار ضعیف ہے نسائی فرماتے ہیں متروک ہے (میزان ص ۲۸۹ ج ۱)

۱۱۹۸- ابن أبی شیبۃ ص ۴۹۴ ج ۱ ح ۵۶۹۷۔

۱۱۹۹- المحلی ص ۸۸ ج ۳، نصب الرایۃ ص ۲۱۳ ج ۲۔

۱۲۰۰- أبویعلی ص ۸۶ ج ۳، طبرانی کبیر ص ۱۹۳ ج ۱۲ ح ۴۳۰۱۶، کشف الاستار ح ۲۷۰ ص ۴۹۰۔

۱۲۰۱- کشف الاستار ح ۶۵۶، مجمع ص ۲۰۴ ج ۲۔

(۱۲۰۲) یکبر بین اضعاف الخطبة یکثر التکبیر فی خطبة عیدین (سعد المؤذن)

عیدین کے خطبہ کے درمیان کثرت سے تکبیریں کہتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص ۲۰۲) اس نے یہ حدیث اپنے باپ سعد سے

اور اس نے اپنے باپ عمار سے روایت کی ہے دونوں باپ بیٹا مجہول ہیں (تہذیب ص ۴۷۹ ج ۳)

(۱۲۰۳) یخطب بعدہما خطبتین كذلك فعل علیہ السلام۔ ☆

امام نماز کے بعد دو خطبے دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

دو خطبوں کا ذکر بے اصل ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۲۰۴) تقبل اللہ منا ومنک (واثلو فی اللہ مرفوعاً)

اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول کرے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ مدلس اور ضعیف ہے اس کا شاگرد محمد بن ابراہیم سامی منکر الحدیث ہے (العلل

المتناہیہ ص ۴۷۶ ج ۱)

(۱۲۰۵) سألت رسول اللہ ﷺ عن قول الناس تقبل اللہ منا ومنکم قال ذالک

فعل اهل الكتاب و کرہہ (عبادہ فی اللہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں پوچھا کہ لوگ آپس میں جو تقبل اللہ منا ومنکم کہتے ہیں آپ

نے فرمایا یہ اہل کتاب کا فعل ہے اور اس کو ناپسند فرمایا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی مکحول کثیر الارسال ہیں اور ان کی حضرت عباد فی اللہ سے روایت منقطع ہے دوسرا

روای عبد الخالق بن زید بن واقد ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف الحدیث، منکر الحدیث

غیر قوی ہے (ابو حاتم) کوئی شی نہیں (ابو نعیم) لسان ص ۴۰۱ ج ۳) مشاہیر سے منکر حدیثیں روایت کرتا

تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۴۹ ج ۲)

۱۲۰۲- ابن ماجہ ح ۱۲۸۷ باب ما جاء فی الخطبة فی العیدین، المستدرک حاکم ص ۶۰۷ ج ۳.

۱۲۰۳- ہدایہ ص ۱۷۴ ج ۱، نصب الراية ص ۲۲۰ ج ۲، درایۃ ص ۲۲۲ ج ۱.

۱۲۰۴- بیہقی ص ۳۱۹ ج ۳، العلل المتناہیہ ص ۴۷۶ ج ۱.

۱۲۰۵- کتاب المجروحین ص ۱۴۹ ج ۲، لسان ص ۴۰۰ ج ۳.



## نماز عید کے بعد نماز

(۱۲۰۶) جس نے عید الفطر کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھیں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الفس، تیسری رکعت میں سورۃ الفصحیٰ اور چوتھی رکعت میں قل هو اللہ پڑھی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے تمام نبیوں پر نازل شدہ تمام کتابیں پڑھ ڈالیں اور اس کا اجر تمام قیموں کو سیر کرنے کے برابر ہے۔ اور مزید اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

من گھرت ہے اور اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں ایک راوی عبد اللہ بن محمد ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس کا کتابوں میں تذکرہ کرنا حلال نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص ۵۴ ج ۲)

## جمعہ اور عید کا اجماع

(۱۲۰۷) شهدت مع النبی ﷺ عیدین اجتماعاً فصلی العید ثم رخص فی الجمعة فقال من شاء ان یصلی فلیصل (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو عیدیں (عید اور جمعہ) میں حاضر تھا جو اکٹھی آگئیں آپ نے نماز عید پڑھی اور جمعہ کی نماز پڑھنے میں رخصت دے دی فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ بن ولید ضعیف ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۳۷)

(۱۲۰۸) اجتمع فی یومکم هذا عیدان فمن شاء منکم اجزاه من الجمعة وانا مجمعون (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں جو شخص (صرف عید کی نماز پر اکتفا) چاہتا ہے تو نماز عید اس

۱۲۰۶- کتاب الموضوعات ص ۹۳ ج ۲، تنزیہ ص ۹۴ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۵۳۔

۱۲۰۷- المستدرک ص ۲۸۸ ج ۱، نسائی ح ۱۵۹۲، ابن ماجہ ح ۱۳۱۰، مسند أحمد ص ۳۷۲ ج ۴، بیہقی ص ۳۱۷ ج ۳۔

۱۲۰۸- أبوداؤد باب اذا وافق یوم الجمعة یوم عید ح ۱۰۷۳، بیہقی ص ۳۱۷ ج ۳، ابن ماجہ ح ۱۳۱۱، المستدرک ص ۲۸۸ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۱۲۵ ج ۳، اللعل المتناہیة ص ۷۴۷ ج ۱۔

کو جمعہ سے کفایت کر دے گی اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ بن ولید ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں یہ روایت مغیرہ ضبی کی غریب روایت ہے اسے صرف شعبہ نے مرفوع روایت کیا ہے اور شعبہ سے صرف بقیہ نے نیز اسکو زیاد بکائی اور صالح بن موسیٰ طلحی نے عبد العزیز بن رفیع سے متصل روایت کیا ہے اسی طرح ثوری عن عبد العزیز سے بھی متصل ہے اور یہ روایت اس سے غریب ہے ایک جماعت نے عبد العزیز سے عن ابی صالح عن النبی ﷺ مرسل روایت کی ہے اس میں ابو ہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح امام احمد نے بھی فرمایا ہے کہ ابو صالح سے عام لوگوں نے مرسل روایت کی ہے اور احمد نے بقیہ سے مرفوع روایت کرنے پر تعجب فرمایا ہے (العلل المتناہیہ ص ۴۷۳ ج ۱) واضح رہے کہ روایت واصل ابو ہریرہ کی سند سے ہے ابن ماجہ میں ابو ہریرہ کے بجائے ابن عباس ہے جو وہم ہے۔

(۱۲۰۹) اجتمع عیدان علی عہد رسول اللہ ﷺ فصلی بالناس ثم قال من شاء ان یاتی الجمعة فلیأتھا ومن شاء ان یتخلف فلیتخلف (ابن عمر رضی اللہ عنہما)  
رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید اور جمعہ اکٹھے آ گئے آپ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے اور جو اس سے پیچھے رہنا چاہے وہ پیچھے رہ جائے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی مندل ضعیف ہے (تقریب ص ۳۴۷) اس کا شاگرد جبارہ بن مغلس کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۳۸۷ ج ۱)

(۱۲۱۰) شہدت معاویہ وھو یسال زید بن ارقم شہدت مع رسول اللہ ﷺ عیدان اجتمعا قال نعم صلی العید الاول اول النھار ثم ارخص فی الجمعة ثم قال من شاء ان یجمع فلیجتمع (ایاس بن ابی رملۃ رضی اللہ عنہ)

۱۲۰۹- ابن ماجہ ح ۱۳۱۲، الکامل ص ۱۰۵۰ و ص ۱۲۱۸ ج ۳ و ص ۲۴۴۸ ج ۶، العلل المتناہیہ ص ۴۷۴ ج ۱۔

۱۲۱۰- أبوداود باب اذا وافق يوم الجمعة يوم عید ح ۱۰۷۰، نسائی ح ۱۵۹۲، ابن ماجہ ح ۱۳۱۰، المستدرک ص ۲۸۸ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۷۴۷ ج ۱۔

میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا جب عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہوئے تو انہوں نے فرمایا جی ہاں آپ ﷺ نے دن کے پہلے وقت عید پڑھائی پھر جمعہ کے بارہ میں رخصت دے دی اور فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایسا مجہول ہے (تقریب ص ۴۰)

(۱۲۱۱) اجتمع عیدان علی عهد رسول اللہ ﷺ فقال من احب ان یجلس من

اهل البادية فلیجلس من غیر حرج (عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید اور جمعہ اکٹھے آگئے آپ نے فرمایا دیہاتیوں میں سے جو بیٹھنا چاہتا ہے وہ بغیر کسی حرج کے بیٹھ جائے۔ ☆

منقطع ہے اور پھر سند بھی ضعیف ہے (بیہقی ص ۳۱۸ ج ۳) راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ متروک ہے

(تقریب ص ۲۳)



## ۱۶- کتاب الصلوات التطوعات صلوة الضحیٰ

(۱۲۱۲) یصلی الضحیٰ حتی نقول لا یدعها ویدعها حتی نقول لا یصلها (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

چاشت کی نماز پڑھتے حتی کہ ہم کہتے آپ اس کو چھوڑیں گے نہیں اور چھوڑ دیتے حتی کہ ہم کہتے آپ اسے پڑھیں گے نہیں۔ ☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عطیہ عوفی ضعیف ہے (ابو حاتم) ☆ ضعیف الحدیث ہے (احمد) ☆ میزان ص ۸۰ ج ۳

(۱۲۱۳) صلی رسول اللہ ﷺ الضحیٰ یوما رکعتین ثم یوما اربعاً ثم یوما ستاً ثم یوما ثمانیا ثم ترک یوماً (مجاہد رضی اللہ عنہ) آپ نے ایک دن چاشت کی نماز دو رکعتیں، دوسرے دن چار رکعتیں تیسرے دن چھ رکعتیں اور چوتھے دن آٹھ رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے ایک دن چھوڑ دی۔ ☆ مرسل ہے۔

(۱۲۱۴) صلی سبحۃ الضحیٰ ثمانی رکعات یسلم من کل رکعتین (ابن عباس رضی اللہ عنہ) آپ نے چاشت کی نماز آٹھ رکعتیں پڑھیں اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ ☆ یسلم من کل رکعتین کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عیاض بن عبد اللہ لین ہے (تقریب ص ۲۷۰) اور یہ اس میں متفرد ہے۔

(۱۲۱۵) ضلی بمکۃ یوم فتحہا ثمان رکعات یطول فیہا القراءة والركوع (سعد رضی اللہ عنہ) آپ نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعتیں پڑھیں جن میں قرآن اور رکوع لمبے کئے۔ ☆

۱۲۱۲- مسند أحمد ص ۳۶ ج ۳، أرواء الغلیل ص ۲۱۲ ج ۲، ترمذی ح ۴۷۷ باب صلاة الضحی۔

۱۲۱۳- أرواء الغلیل ص ۲۴۷ ج۔

۱۲۱۴- أبو داود باب صلاة الضحی ح ۱۲۴۰، بیہقی ص ۴۸ ج ۳

۱۲۱۵- كشف الاستار ح ۶۹۸، مجمع ص ۲۳۶ ج ۲۔

یطول سے لیکر آخر تک کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عبد اللہ بن حبیب ضعیف ہے (مجمع ص ۳۳۶ ج ۲) ذاہب الحدیث

ہے (ابو احمد حاکم) خبروں کو پلٹ دیتا اور روایات کی چوری کرتا تھا۔ (لین حبان) وہ ہے (میزان ص ۳۳۸ ج ۲)

(۱۲۱۶) لا یترو الضحی فی السفر ولا فی غیرہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

آپ چاشت کی نماز سفر وغیرہ میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ☆

باطل ہے راوی یوسف سستی کذاب ہے۔ حدیث وضع کرتا تھا۔ (کتاب البحر و جین ص ۱۳۱ ج ۳) تفصیل داستان حنفیہ ص ۲۲۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲۱۷) لا یحافظ علی صلوة الضحی الا اواب (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز چاشت کی حفاظت صرف اواب (اللہ کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا) کرتا ہے۔ ☆ ضعیف ہے

سند میں ایک مجہول راوی ہے اور دوسرا راوی محمد بن عمرو متکلم فیہ ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۸) جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے قیامت کے دن آواز دینے والا کہے گا کہاں ہیں وہ جو نماز ضحیٰ پر بیٹھ کر رہے تھے وہ آج اس دروازہ سے داخل ہوں (ابو ہریرہ)

سخت ضعیف ہے راوی سلیمان بن داؤد یمامی متروک ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۹) ان فی الجنة بابا یقال له ضحی فمن صلی صلوة الضحی حنت الیه صلوة

الضحیٰ کما یحن الفصیل الی امہ حتی انھا لتستقبله حتی یدخل الجنة (انس رضی اللہ عنہ)

جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے جس نے چاشت کی نماز پڑھی وہ نماز (قیامت کے دن) نماز کی

طرف بھٹکے گی جیسا کہ بچہ ماں کی طرف بھٹکتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کا استقبال کرے گی یہاں تک کہ نماز

جنت میں داخل ہو جائے۔ ☆ باطل ہے۔

۱۲۱۶- کشف الاستار ح ۶۹۰، مجمع ص ۲۳۸ ج ۲۔

۱۲۱۷- ابن خزيمة ص ۲۲۸ ج ۲، المستدرک ص ۳۱۴ ج ۱، الکامل ص ۲۲۰ ج ۶، طبرانی اوسط

ص ۵۱۰ ج ۴ ح ۳۸۷۷، درمنثور ص ۲۹۹ ج ۵، کنز العمال ص ۸۰۷ ج ۷۔

۱۲۱۸- طبرانی اوسط ص ۲۸ ج ۶ ح ۵۰۰۶، العلل المتناہیة ص ۴۷۲ ج ۱۔

۱۲۱۹- العلل المتناہیة ص ۴۷۱ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۲۰۷ ج ۱۴۔

(۱۲۲۰) ان فی الجنة بابا يقال له الضحی لا یدخل منه الا من حافظ علی صلوۃ الضحی (انس رضی اللہ عنہ)

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ضحیٰ ہے اس دروازے سے وہی شخص داخل ہوگا جو نماز چاشت کی حفاظت کرتا ہے۔ ☆

باطل ہے ان دونوں روایتوں کا راوی یحییٰ بن شعیب یمامی سفیان سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کو سفیان نے کبھی روایت نہیں کیا کسی حالت میں بھی قابل حجت نہیں (کتاب البحر وحین ص ۱۲۹ ج ۳) خطیب نے شعیب کے ترجمہ میں مذکورہ حدیث ذکر کی ہے اور فرمایا ہے اس سے محمد بن سری اور علی بن محمد بن فتح نے باطل حدیثیں روایتیں کی ہیں (تاریخ بغداد ص ۲۰۶ ج ۱۳) مذکورہ حدیث بھی علی بن محمد کے طریق سے ہے۔

(۱۲۲۱) من دوام علی صلوۃ الضحی ولم یقطعها الا من علة كنت انا وهو فی الجنة فی زورق من نور فی بحر من نور اللہ حتی نزور رب العالمین (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جو نماز چاشت پر ہمیشگی کرے اور اسے بغیر کسی علت اور سبب کے ترک نہ کرے میں اور وہ جنت میں نور کی کشتی پر سوار ہوں گے جو اللہ کے نور کے سمندر میں ہوگی حتیٰ کہ ہم رب العالمین کی زیارت کریں گے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی زکریا بن دریت کندی حمید طویل پر روایتیں گھڑتا تھا اس نے حمید کے نام پر ایک نسخہ روایت کیا ہے جو بالکل من گھڑت ہے اس کا کتابوں میں ذکر کرنا حلال نہیں (کتاب البحر وحین ص ۳۱۵ ج ۱)

(۱۲۲۲) ایک طویل حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے روز نماز چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں دس مرتبہ سورۃ الفاتحہ دس مرتبہ سورۃ الاخلاص دس مرتبہ سورۃ الکافرون دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ معوذتین کو پڑھا اس کے آخر میں ہے اس کے لئے حضرت ابراہیم، موسیٰ، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰات والسلام کو ثواب ہوگا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۱۲۲۰- العلل المتناہیہ ص ۴۷۱ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۲۰۷ ج ۱۴۔

۱۲۲۱- کتاب المجروحین ص ۳۱۵ ج ۱، العلل المتناہیہ ص ۴۷۲ ج ۱، میزان ص ۷۲ ج ۲۔

۱۲۲۲- کتاب الموضوعات ص ۳۷ ج ۲، اللالی ص ۳۲ ج ۲، تنزیہ ص ۸۲ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۳۶۔

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث بلاشبہ من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں ان میں سے کسی ایک نے اس روایت کو گھڑا ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۷ ج ۲) سیوطی فرماتے ہیں شیرازی نے اس روایت کو القاب میں روایت کیا ہے اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں (اللائلیٰ الموضوع ص ۳۷ ج ۲)

(۱۲۲۳) یہی روایت حضرت علی سے بھی مرفوعاً بیان کی جاتی ہے سیوطی فرماتے ہیں ابو نعیم نے اس روایت کو کتاب قربان المتقین میں دو متصل اور منقطع سندوں سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں من گھڑت الفاظ ہیں اور اس کے من گھڑت ہونے کے آثار بڑے واضح ہیں (اللائلیٰ الموضوع ص ۳۷ ج ۲)

کیا چار رکعتیں نماز پڑھنے والا اول العزم انبیاء کے ثواب کا پاسکتا ہے حاشا دکلا۔

(۱۲۲۴) صلی بن رسول اللہ ﷺ صلوۃ الضحیٰ (عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو چاشت کی نماز پڑھائی۔ ضعیف ہے اس کی سند میں شیخ راوی مجہول ہے (مسند

احمد ص ۶۳ ج ۵)

(۱۲۲۵) من صلی الضحیٰ فکانما صلی صلاة الاوابین وکان معی مرافقتی یوم

القیامة فی الجنة۔ (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے نماز ضحیٰ پڑھی اس نے گویا کہ نماز اوابین پڑھی اور وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا۔ (سندنا معلوم ہے۔)

(۱۲۲۶) من صلی الضحیٰ وصیام ثلاثة ايام الحدیث۔ ☆

جس نے نماز ضحیٰ پڑھی اور مہینہ میں تین روزے رکھے اور وتر سفر اور حضر میں نہ چھوڑے اس کے لئے

شہید کا اجر لکھا جاتا ہے۔ ☆ ضعیف ہے راوی ایوب بن نھیک ضعیف ہے۔ (میزان ص ۲۹۳ ج ۱)

۱۲۲۳- اللالی ص ۳۳ ج ۲۔

۱۲۲۴- مسند أحمد ص ۶۴ ج ۵۔

۱۲۲۵- دیلمی ص ۵۷ ج ۴ ص ۶۶۶۔

۱۲۲۶- حلیۃ الأولیاء ص ۳۳۲ ج ۴، مجمع ص ۲۴۱ ج ۲ بحوالہ طبرانی کبیر۔

(۱۲۲۷) ما من رجل يصلي صلاة الضحى ثم تركها الا عرج بها الى الله فقالت يا رب ان فلانا حفظني فاحفظه وان فلانا ضينى فضيعه (عبد الله بن سميج) جو آدمی پہلے نماز صبحی پڑھتا رہا ہو پھر چھوڑ دیتا ہے نماز اللہ کے حضور پیش ہوتی ہے اور عرض کرتی ہے اللہ! فلاں نے میری حفاظت کی تو مجھی اس کی حفاظت کر! اور فلاں نے مجھے ضائع کر دیا ہے تو بھی اسے ضائع کر دے! ☆ سخت ضعیف ہے بعض دیگر راویوں کے علاوہ عبد اللہ بن حسین مصیعی حدیث چور تھا منفرد ہو تو قابل حجت نہیں۔ (میزان ص ۴۰۸ ج ۲)

(۱۲۲۸) صلوا رکعتی الضحی بسورتیہما والشمس والضحی۔ (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ) نماز صبحی میں سورت واہشمس اور وا الضحی پڑھو۔ ☆ من گھڑت ہے راوی مجاشع بن عمرو حدیث وضع کرتا تھا۔ (ابن حبان ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۵۳۱ ج ۲)

(۱۲۲۹) المنافق لا يصلي الضحى ولا يقرأ قل يا أيها الكافرون۔ (عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ) منافق نماز صبحی اور سورۃ الکافرون نہیں پڑھتا۔ ☆ من گھڑت ہے۔ راوی یعلیٰ بن اشدق اس کی حدیث نہ لکھی جائے (بخاری) کوئی شئی نہیں۔ (ابوزرعہ) اس کے لئے حدیثیں وضع کی جاتیں وہ انہیں روایت کر دیتا تھا اور اسے معلوم نہ ہوتا کہ (یہ من گھڑت ہیں) (ابن حبان ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۶۰ ج ۲) من گھڑت ہے۔ (ضعیف الجامع ص ۸۵۷)

## نماز تسبیح

(۱۲۳۰) يا عباس يا عماه الاعطيك الا منحك الا اخبرك الا افعل بك عشر

۱۲۲۷- دیلمی ص ۳۱۵ ج ۳ ح ۶۴۶۳

۱۲۲۸- دیلمی ص ۵۳۶ ج ۲ ح ۳۵۱۷، کنز العمال ص ۸۰۵ ج ۷.

۱۲۲۹- دیلمی ص ۴۴۸ ج ۴ ح ۶۹۰۳، در منثور ص ۶۴۰ ج ۶، کنز العمال ص ۸۰۷ ج ۷.

۱۲۳۰- المستدرک ص ۳۱۸ ج ۱، بیہقی ص ۱۵ ج ۳، کنز العمال ص ۸۱۸ ج ۷، تنزیہ ص ۱۰۷ ج ۲،

أبوداود ح ۱۲۹۷، الفوائد المجموعۃ ص ۳۷.



خصال اذا انت فعلت غفرک الله لك ذنبك اوله و آخره قديمه و حديثه  
خطأه وعمده صغيره و كبيره سره و علانيته ان تصلى اربع ركعات  
الحديث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

چچا عباس رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے کچھ عطیہ نہ دوں کیا میں تجھے خبر نہ دوں کیا میں تیرے ساتھ ایسے نہ کروں دس  
خصلتیں ہیں جب آپ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام پچھلے پرانے غلطی اور عمد چھوٹے اور  
بڑے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے گا یہ کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں۔ ☆ ضعیف ہے ایک راوی موسیٰ  
بن عبد العزیز قابل حجت نہیں ہے (ذہبی)

کوئی حرج نہیں (ابن معین و نسائی) کبھی کبھی خطا کر جاتا تھا (ابن حبان) منکر الحدیث (ابو الفضل  
سلیمان) ضعیف ہے (ابن مدینی) اس کی حدیث منکر ہے (میزان ص ۲۱۳ ج ۴) صدوق سنی الحفظ ہے  
(تقریب ص ۳۵۱) اس کا استاذ حکم بن ابان ثبت نہیں (میزان ص ۲۱۳ ج ۴)

(۱۲۳۱) یا عم الا اصلک الا احبوك الا انفعک قال بلی یا رسول اللہ ﷺ قال صل  
اربع ركعات الحديث (ابو رافع رضی اللہ عنہ)

اے چچا کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں فرمایا جی  
ہاں آپ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ ☆ ضعیف ہے راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (نسائی) کوئی شئی  
نہیں اس کی حدیث قابل حجت نہیں (اب معین ثقہ ہے قابل حجت نہیں (ابن سعد) صدوق سخت ضعیف ہے  
(یعقوب بن شیبہ) اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد) ہم اس کی حدیث سے بچتے تھے (یحییٰ بن سعید) اس  
کی روایت پر ضعف واضح ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۱۳ ج ۴) ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱) اس کا  
استاذ سعید بن ابی سعید مجہول ہے (تقریب ص ۱۲۲) یہ حدیث غریب ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۵۰ ج ۱)

(۱۲۳۲) جاء العباس الى النبي ﷺ ساعة لم يكن ياتيه فيها فقيل يا رسول

۱۲۳۱- ابن ماجه ج ۱۳۸۶، ترمذی ج ۴۸۲ باب ما جاء في صلاة التسبيح، اللالی ص ۲۳۴ ج ۲، کتاب

الموضوعات ص ۶۴ ج ۱.

۱۲۳۲- طبرانی کبیر ص ۱۳ ج ۱۱ ح ۱۱۳۶۵.

اللہ ﷺ هذا عمك على الباب. قال اذنوا له فقد جاء لامر۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لے گئے جس وقت میں اس سے پہلے نہیں  
جاتے تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے چچا دروازہ پر کھڑے ہیں فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت  
دے دو انہیں کوئی کام لے آیا ہے۔ ☆ ضعیف ہے لمی حدیث کا ابتدائی حصہ ہے راوی نافع بن ہریر  
ضعیف ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) جس کو امام احمد  
اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور ابن معین نے تکذب کی ہے (میزان ص ۲۳۳ ج ۴)

(۱۲۳۳) يا غلام الا احبوك الا انحللك الا اعطيتك قال قلت بلى فقال اربع  
ركعات الحديث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اے بچے کیا میں تجھے کوئی عطیہ نہ دوں میں نے کہا جی ہاں فرمایا چار رکعتیں۔ ☆  
سخت ضعیف ہے راوی عبد القدوس بن حبیب متروک ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) اس کے ترک پر اجماع ہے  
(فلاس) ثقہ نہیں (نسائی) کذاب ہے (عبد اللہ بن مبارک) اس کی روایات سند اور متن کے اعتبار سے  
منکر ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۴۳ ج ۲)

(۱۲۳۴) يا ابا الجوزاء الا احبوك الا انحللك الا اعطيتك قلت بلى فقال سمعت  
رسول الله ﷺ يقول من صلى اربع ركعات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اے ابو الجوزاء کیا میں تجھے عطیہ نہ دوں؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے  
فرماتے تھے جو چار رکعت نماز پڑھے۔ ☆ ضعیف ہے راوی یحییٰ بن عقبہ بن ابی العیزہ ضعیف ہے (مجمع  
ص ۲۸۲ ج ۲) کوئی شکی نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی) کذاب خبیث اللہ  
کا دشمن ہے (ابن معین)، حدیث گھڑتا تھا (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۹۷ ج ۴) اس روایت کی ایک اور بھی  
سند ہے جس میں راوی عبد القدوس بن حبیب متروک ہے جو اس سے پہلے روایت میں گزر چکا ہے۔

۱۲۳۳- طبرانی اوسط ص ۱۶۷ ج ۳ ح ۲۳۳۹، حلیۃ الأولیاء ص ۲۵ ج ۱، کنز العمال ص ۸۲۰ ج ۷۔

۱۲۳۴- طبرانی اوسط ص ۱۸ ج ۳ ح ۲۳۳۹۔

(۱۲۳۵) اس کے ہم معنی روایت حافظ ابو نعیم نے کتاب القربان میں عبد الحمید بن عبد الرحمن طائی عن ابیہ عن ابی رافع عن الفضل بن عباس کے طریق سے بیان کی ہے عبد الحمید اور اس کا باپ عبد الرحمن دونوں نامعلوم ہیں اور ابورافع یہ صحابی نہیں بلکہ خیال ہے کہ اسماعیل بن ابی رافع ہے جو ضعیف ہے (الآثار المرفوعة ص ۱۲۶)

(۱۲۳۶) وجہ رسول اللہ ﷺ جعفر بن ابی طالب الی بلاد الحبشة فلما قدم اعتنقه وقبل بين عينيه قال الا اهب لك الا ابشرك الا امنحك الا اتحفك قال نعم يا رسول الله ﷺ قال تصلى اربع ركعات الحديث (ابن عمر)

رسول اللہ ﷺ نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے علاقہ کی طرف بھیجا جب آپ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معاف کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا کیا میں تجھے تحفہ نہ دوں تو چار رکعت پڑھ۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی احمد بن داؤد بن عبد الغفار کی امام دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔

☆ میزان ص ۹۶ ج ۱) ذہبی نے اس کی دو من گھڑت روایات کی نشاندہی فرمائی ہے (میزان ص ۹۶ ج ۱)

نوٹ: امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں (متدرک ص ۳۱۹ ج ۱) مگر احمد بن داؤد پر امام دارقطنی کی شدید جرح سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۱۲۳۷) دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت بیان فرمائی ہے مگر اس کی سند میں ضعف اور انقطاع ہے اس کی ایک اور سند ابن الاثعث عن موسی بن جعفر بن اسماعیل بن موسی بن جعفر لا صادق عن آباء الی عن علی کے طریق سے ہے جس پر محدثین نے اس سند اور جو بھی اس سند کے ساتھ نسخہ اس نے روایت کیا ہے میں طعن کیا ہے (آثار المرفوعة ص ۱۲۷) راقم کہتا ہے یہ سارا نسخہ ہی من گھڑت ہے۔

(۱۲۳۸) اسی طرح حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی ہے جس کو دارقطنی نے عبد المالك بن ہارون بن عترہ عن ابیہ عن جدہ عن علی عن جعفر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے جو سخت ضعیف ہے اولاً عبد المالك بن

۱۲۳۵- الآثار المرفوعة ص ۱۲۶۔

۱۲۳۶- المستدرک ص ۳۱۹ ج ۱۔

۱۲۳۷- الآثار المرفوعة ص ۱۲۷۔

۱۲۳۸- الآثار المرفوعة ص ۱۲۸۔

ہارون متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۷)

اور اس کا باپ ہارون بن عترہ سخت منکر الحدیث ناقابل حجت ہے (میزان ص ۲۸۳ ج ۴) اس روایت کی خطیب نے ایک اور سند بھی ذکر کی ہے جس کا راوی ابو معشر نجیح ضعیف ہے پھر یہ ابو رافع کی مرسل روایت ہے اور ابو رافع خود بھی ضعیف ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

نماز تسبیح کے بارہ میں اور بھی چند روایات ہیں جن میں بعض مرفوع متصل ہیں بعض موقوف ہیں اور بعض مرسل ہیں مگر ان میں کوئی اسکی بھی اس لائق نہیں کہ انفراداً درجہ صحت کو پہنچ سکے خصوصاً مرفوع تو کوئی بھی صحیح نہیں ہے حافظ عقیلی فرماتے ہیں نماز تسبیح کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں عقیلی کے اس قول کو حافظ عراقی نے بعینہ بلا کسی نقد و جرح کے نقل فرمایا ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۳۱ ج ۱)

## سورج گرہن کی نماز

(۱۲۳۹) فی کل رکعة رکوع (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع ہے۔ ☆ بے اصل ہے (نصب الراية ص ۲۲۷ ج ۲ و درایہ ص ۲۲۲ ج ۱)

(۱۲۴۰) اذا كسفت الشمس والقمر فصلوا كما حدث صلوة فليتموها في

المكتوبة (نعمان بن بشير رضی اللہ عنہ)

مقطع ہے راوی ابو قلابہ کا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں (تہذیب ص ۲۲۵ ج ۵)

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جو عن ابی قلابہ عن رجل عن النعمان کے طریق سے ہے حضرت

نعمان رضی اللہ عنہ کا شاگرد رجل مجہول ہے۔

(۱۲۴۱) صليت مع النبي ﷺ الكسوف فلم اسمع منه فيها حرفاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی تو آپ سے قرأت کا ایک حرف بھی نہ سنا۔ ☆

۱۲۳۹- نصب الراية ص ۲۲۷ ج ۲، درایہ ص ۲۲۴ ج ۱۔

۱۲۴۰- کنز العمال ص ۸۲۱ ج ۷۔

۱۲۴۱- مسند احمد ص ۲۹۳ ج ۱۔ حلیۃ الاولیاء ص ۳۴۴ ج ۳۔ درایہ ص ۲۲۴ ج ۱

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اس روایت کو ابو نعیم نے واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے

واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)

(۱۲۴۲) صلیت الی جنب رسول اللہ ﷺ یوم کیف الشمس فلم اسمع له قرأۃ  
(ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سورج گرہن کے روز نماز پڑھی میں نے آپ کی قرأت نہیں سنی۔ ☆  
ضعیف ہے ایک راوی حکم بن ابان صدوق ہے اس کے کئی وہم ہیں (تقریب ص ۷۹) اور اس کا شاگرد  
موسیٰ بن عبد العزیز سی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۵۱)

(۱۲۴۳) لیس فی الکسوف خطبة لانه لم ينقل۔ ☆

کسوف میں خطبہ نہیں ہے اس لئے کہ منقول نہیں ہے۔ ☆

صاحب ہدایہ کی لاعلمی کا نتیجہ ہے ورنہ صحیح احادیث میں ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا (بخاری  
ص ۱۳۲ ج ۱ اور مسلم ص ۲۹۵ ج ۱)

## بارش طلب کی نماز

(۱۲۴۴) لیس فی الاستسقاء صلوۃ مسنونة فی جماعة۔ ☆

نماز استسقاء میں جماعت کے ساتھ مسنون نماز نہیں ہے۔ ☆ صاحب ہدایہ کی لاعلمی ہے متعدد صحیح

احادیث میں نماز استسقاء کا ذکر ہے (دیکھئے بخاری ص ۱۳۹ ج ۱)

(۱۲۴۵) صلی رکعتین کبر فی الاولی سبع تکبیرات وکبر فی الثانية خمس

تکبیرات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۱۲۴۲- نصب الراية ص ۲۳۳ ج ۲

۱۲۴۳- هداية ص ۱۷۶ ج ۱، نصب الزاوية ص ۲۳۶ ج ۲، دراية ص ۲۲۵ ج ۱۔

۱۲۴۴- هداية ص ۱۷۶ ج ۱۔

۱۲۴۵- بيهقي ص ۳۴۸ ج ۳، المستدرک ص ۳۲۶ ج ۱، دارقطني ص ۶۷ ج ۲۔

آپ نے نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں۔ ☆  
 ضعیف ہے راوی محمد بن عبدالعزیز مکر الحدیث ہے (بخاری) متروک الحدیث ہے (نسائی) ضعیف الحدیث ہے  
 اس کی حدیث درست نہیں ہے (ابو حاتم) احتجاج سے ساقط ہے (ابن حبان ☆ نصب الراية ص ۲۳۵ ج ۲)  
 (۱۲۳۶) لمبی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا لوگوں نے شکایت کی اللہ کے رسول ﷺ  
 بارش کم ہوئی ہے جس سے درخت خشک ہو گئے ہیں چار پائے ہلاک ہو گئے اور لوگ قحط زدہ ہیں آپ اللہ  
 سے دعا کیجئے آپ نے فرمایا فلاں دن کو آ جانا اور اپنے ساتھ صدقہ بھی لیتے آنا جب یہ دن آ گیا تو  
 رسول اللہ ﷺ اور لوگ میدان کی طرف نکلے آپ نے فرمایا تم وقار اور سکون کے ساتھ چلو حتیٰ کہ آپ  
 عید گاہ پہنچ گئے آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور قرأت کو جہر کیا پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور  
 سورۃ الاعلیٰ پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الغاشیہ پڑھی (الحدیث (انس رضی اللہ عنہ)  
 اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی مجاشع بن عمرو کذابوں میں سے ایک ہے (مجمع ص ۲۱۳ ج ۲) اس  
 کی حدیث منکر ہے (عقلمی ☆ میزان ص ۳۳۶ ج ۳)

(۱۲۴۷) قحط المطر فامرهم ان يحشوا على الركب الحديث (سعد رضی اللہ عنہ)

بارش نہیں ہو رہی تھی آپ نے حکم فرمایا گھنٹوں کے بل گر کر دعاء کرو۔ ☆

ضعیف ہے راوی عامر بن خارجہ بن سعد ضعیف ہے (مجمع ص ۲۱۳ ج ۲)

## ہفتہ بھر کی نمازیں

(۱۲۴۸) من صلی رکعتین فی لیلة الجمعة قرأ فیہما بفاتحة الكتاب و خمس عشره

مرة اذا زلزلت آمنه الله من عذاب القبر و من احوال يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کی رات دو رکعت نماز پڑھی ان میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پندرہ دفعہ سورۃ الزلزال پڑھی اللہ

۱۲۴۶- طبرانی اوسط ص ۳۰۰ ج ۸ ص ۷۶۱۰

۱۲۴۷- کشف الاستار ج ۶۶۵ مجمع ص ۲۱۴ ج ۲

۱۲۴۸- کتاب المجروحین ص ۳۵ ج ۲ تذکرۃ الموضوعات ص ۴۲ کنز العمال ص ۷۷۵ ج ۷

اسے عذاب قبر اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا۔ ☆ باطل ہے راوی عبد اللہ بن داؤد سخت منکر الحدیث ہے مشہور راویوں کے نام سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا دل کہتا ہے ایسے یہ عمداً کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب الحجر و حین ص ۳۴ ج ۲)

(۱۲۴۹) من صلی يوم الجمعة ما بین الظهر والعصر رکعتین و فی آخره فلا ینخرج

من الدنیا حتی یری ربہ فی المنام و یری مکانہ فی الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعتیں نماز پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے وہ دنیا سے اس

وقت تک نہیں نکلے گا جب تک وہ خواب میں اپنے رب کو اور جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے گا۔ ☆

من گھڑت ہے اس میں کئی راوی مجہول اور غیر معروف ہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۳ ج ۲)

(۱۲۵۰) من صلی لیلۃ السبت اربع رکعات یقرأ فی کل رکعة فاتحة الكتاب

مرة واحد وقل هو الله أحد خمساً و عشرين مرة حرم الله جسده علی

النار (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے ہفتے کی رات چار رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پچیس مرتبہ سورۃ قل ہو

اللہ احد پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ☆

بے اصل ہے اس کے اکثر راوی مجہول ہیں۔

۱۔ یزید رقاشی، ۲۔ عیثم متروک ہے، ۳۔ بشر بن سری اس لائق نہیں کہ اس سے کچھ لکھا جائے۔

۴۔ احمد جو بیاری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۸ ج ۲)

(۱۲۵۱) من صلی يوم السبت عند الضحی اربع رکعات۔ فی آخره۔ کتب له

بکل یهودی و نصرانی حجة و عمرة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جو ہفتہ کے دن چاشت کے وقت چار رکعت پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اس کے لئے ہر یہودی

۱۲۴۹- کتاب الموضوعات ص ۴۳ ج ۲، اللالی ص ۵۲ ج ۲، تنزیہ ص ۸۷ ج ۲۔

۱۲۵۰- کتاب الموضوعات ص ۳۸ ج ۲، تنزیہ ص ۴۹ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۴۴، اللالی ص ۴۸ ج ۲۔

۱۲۵۱- کتاب الموضوعات ص ۳۸ ج ۲، اللالی ص ۴۹ ج ۲، تنزیہ ص ۸۴ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۴۴۔

اور عیسائی کے بدلے ایک حج اور عمرے کا ثواب لکھا جائے گا۔ ☆ بے اصل ہے اس کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے اور ایک راوی اسحاق بن یحییٰ کوئی شئی نہیں احمد فرماتے ہیں متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۹ ج ۲)

(۱۲۵۲) من صلی يوم السبت عند الضحیٰ أربع رکعات وفی آخره یجتمع أولیاء الله عند تلك الأشجار طوبی لهم وحسن ماب (أنس رضی اللہ عنہ)۔ جو ہفتے کے دن چاشت کے وقت رکعت نماز پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اللہ کے دوستوں کو جنت کے درختوں کے پاس جمع کیا جائے گا مبارک ہے ان کے لئے اور اچھی ہے لوٹنے کی جگہ۔ ☆ بے اصل ہے اس کی سند بھی اوپر والی روایت کی ہے۔ جس میں ایک راوی احمد جو بیاری بھی ہے جو کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶)

(۱۲۵۳) من صلی لیلة الأحد أربع رکعات الحدیث (أبو سعید) جو اتوار کی رات چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ پچاس مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ احد پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دے گا اور قیامت کے دن عذاب سے محفوظ اٹھائے گا اور اس کا حساب آسان سالے گا وہ پلصراط سے چکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ ☆ من گھڑت ہے اس کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۰ ج ۲) ایک راوی احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے (الملائک المصنوعہ ص ۵۰ ج ۲)

(۱۲۵۴) یہی روایت مختلف الفاظ سے انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نمازی کو دس مرتبہ قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب دے گا قیامت کے روز جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک رکعت کے بدلے یا قوت کے ایک ہزار گھر عطا کرے گا اور ہر گھر میں کستوری کے ہزار کمرے ہوں گے اور ہر کمرے میں ہزار تخت ہوں گے

۱۲۵۲- کتاب الموضوعات ص ۳۹ ج ۲، اللالی ص ۴۲ ج ۲۔

۱۲۵۳- کتاب الموضوعات ص ۴۰ ج ۲، اللالی ص ۴۳ ج ۲، تنزیہ ص ۸۵ ج ۲، الفوائد ص ۴۵۔

۱۲۵۴- کتاب الموضوعات ص ۴۰ ج ۲، اللالی ص ۴۳ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۴۴، تنزیہ ص ۸۵ ج ۲۔



اور ہر تحت پر لڑکیاں براجمان ہوں گی۔ (انس بنیٰ)

من گھڑت ہے اس کی سند کے عام راوی مجہول ہیں اور ایک راوی سلمہ بن دروان کوئی شی نہیں احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے ابن حبان فرماتے ہیں قابل حجت نہیں اور راوی احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۰)

(۱۲۵۵) جو اتوار کے روز ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیت امن الرسول پڑھے اللہ تعالیٰ ہر نصرانی مرد اور عورت کے بدلے اس کے لئے ایک ہزار حج اور عمرے اور ایک ہزار جہاد کا ثواب لکھے گا اور ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار نماز لکھے گا اس کے اور آگ کے درمیان ہزار خندقیں بنا دے گا اور اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا وہ جنت میں جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے گا اور اللہ قیامت کے دن اس کی حاجتیں پوری کرے گا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے دیکھئے اوپر والی روایت (کتاب الموضوعات ص ۴۱ ج ۲)

(۱۲۵۶) جو سوموار کی رات چھ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بیس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اور اس کے بعد سات دفعہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہزار صدیق۔ ہزار عابد اور ہزار زاہد کا ثواب دے گا اور نورانی موتیوں کا اسے تاج پہنائے گا اسے کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف کھائیں گے اور پلصراط سے بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا۔ (انس بنیٰ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں یزید رقاشی، یثیم اور بشر تمام مجروح راوی ہیں اور احمد جو بخاری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۱ ج ۲)

(۱۲۵۷) جو سوموار کے روز چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیت الکرسی اور قل ہو اللہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے، جب سلام پھیرے تو دس مرتبہ استغفر اللہ کہے اور دس مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر

۱۲۵۵- کتاب الموضوعات ص ۴۱ ج ۲، اللالی ص ۴۳ ج ۲، تنزیہ ص ۸۶ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۴۵۔

۱۲۵۶- کتاب الموضوعات ص ۴۱ ج ۱، اللالی ص ۴۳ ج ۲، تنزیہ ص ۸۴ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۴۵۔

۱۲۵۷- کتاب الموضوعات ص ۴۲ ج ۲، اللالی ص ۴۴ ج ۲، تنزیہ ص ۸۶ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۴۵۔

درود بھیجے تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

یہ لمبی حدیث ہے بلاشبہ من گھڑت ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۲ ج ۲)

(۱۲۵۸) من صلی يوم الاثنين أربع ركعات أعطاه الله قصراً فيه ألف ألف حوراء  
(ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو سوموار کے روز چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ایک محل دے گا جس میں دس لاکھ حوریں ہوں گی۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی حسین بن ابراہیم و جال ہے اس نے اپنی سند سے ہفتہ بھر کے دنوں کی نمازیں  
گھڑیں ہیں (میزان ص ۵۳۰ ج ۱)

## عاشوراء کی رات اور دن کی نمازیں

(۱۲۵۹) من احبى ليلة العشوراء فكأنما عبد الله تعالى بمثل عبادة اهل  
السموات ومن صلی أربع ركعات يقرأ فى كل ركعة الحمد مرة و  
خمسين مرة مرة قل هو الله احد غفر الله له الذنوب خمسين عاما ماض و  
خمسين عاماً مستقبلاً و بنى له فى المثل الاعلى الف الف منبر من نور  
(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے عاشوراء کی رات کو بیدار رکھا گویا کہ اس نے آسمان والوں جیسی عبادت کی ہے اور جو چار  
رکعتیں نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک بار اور پچاس مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس  
کے پچاس سال گزشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور مثل الاعلیٰ میں اس کے لئے  
نور کے دس لاکھ منبر بناتا ہے۔ ☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے بعض غفلت زدہ متأخرین پر اس  
حدیث کو داخل کیا گیا ہے اور پھر اس کا ایک راوی عبد الرحمن بن ابی الزناد و مجروح ہے احمد فرماتے ہیں مضطرب

۱۲۵۸- کتاب الموضوعات ص ۴۲ ج ۲، اللالی ص ۴۳ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۴۵، تنزیہ ص ۸۶۔

۱۲۵۹- کتاب الموضوعات ص ۴۵ ج ۲۔

الحديث ہے اور ابن معین فرماتے ہیں قابل حجت نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۵ ج ۲) عبد الرحمن بن الزناد بعض محدثین کے نزدیک ثقہ ہے اصل خرابی ان سے نیچے طبقہ کے کسی راوی میں ہے واللہ اعلم۔

(۱۲۶۰) جو عاشوراء کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چالیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اور دس مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد ستر دفعہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں سفید قبۃ عطاء کرے گا اس میں ایک سبز پتھر کا کمرہ ہوگا اس کمرے کی وسعت دنیا کے تین مثل ہوگی۔ پھر اس کمرے میں نورانی تخت ہوگا اس تخت کے پائے عنبر اشہب سے ہوں گے اور اس تخت پر ایک ہزار زعفرانی بستر ہوں گے (ابو ہریرہ)۔

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اس جیسی تخیل سے منزہ ہوتے ہیں اس روایت کے راوی مجہول ہیں اس میں متہم حسین بن ابراہیم ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۶ ج ۲)

## عرفہ کے روز کی نماز

(۱۲۶۱) طویل حدیث میں ہے جو عرفہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے اس کا درجہ جنت میں بلند کرے گا ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی قرآن کے ہر حرف کے بدلے اس کی شادی ایک حور کے ساتھ موتیوں کے ستر ہزار دسترخوان ہوں گے الحديث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی ضعیف اور مجہول راوی ہیں ابن عدی فرماتے ہیں اس کے راوی نہاں کا کچھ وزن نہیں ابن حبان فرماتے ہیں مشہور راویوں کے نام سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا اس سے حجت پکڑنی جائز نہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۴ ج ۲)

۱۲۶۰۔ کتاب الموضوعات ص ۴۶ ج ۲، اللالی ص ۴۶ ج ۲، تنزیہ ص ۸۹ ج ۲، الفوائد ص ۴۷۔

۱۲۶۱۔ کتاب الموضوعات ص ۵۴ ج ۲، اللالی ص ۵۲ ج ۲۔

(۱۲۶۲) جو عرفہ کے روز دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ تین مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ بسم اللہ سے شروع کرے پھر تین مرتبہ سورۃ الکافرون پڑھے اور سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے ہر مرتبہ سورت کا آغاز بسم اللہ سے کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس نمازی کو بخش دیا ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے راوی عبد الرحمن بن اسلم کو محدثین نے ضعیف کہا ہے احمد کہتے ہیں ہم اس سے کچھ روایت نہیں کرتے۔ ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے من گھڑت روایتیں روایت کرتا تھا اور محمد بن سعید المصلوب سے تدلیس کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۵۵ ج ۲)۔

(۱۲۶۳) جو قربانی کی رات دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے سلام پھیر کر آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھے اور اللہ سے پندرہ مرتبہ استغفار کرے تو اللہ اس کے نام کو جنت والوں میں سے لکھ دے گا اور اس کے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کو معاف کر دے گا اور ہر ایک آیت کے بدلے جو اس نے پڑھی ہے حج اور عمرہ لکھ دے گا اور وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ساٹھ غلاموں کو آزاد کیا (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

غیر صحیح ہے اس کی سند میں ایک تو قاسم بن عبد الرحمن مکر الحدیث ہے اور دوسرا راوی احمد بن محمد بن غالب جو غلیل کا غلام تھا حدیث وضع کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۵۶ ج ۲)۔

## رجب کی نمازیں

(۱۲۶۴) ما من احد يصوم يوم الخميس اول خميس في رجب ثم يصلي ليلة الجمعة ثنتي عشرة ركعة - الحديث (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص رجب کے مہینے کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے پھر جمعہ کی رات بارہ رکعتیں پڑھے (روایت کے

۱۲۶۲ - طبرانی کبیر ص ۲۶۴ ج ۸ ح ۸۰۲۶۶۔

۱۲۶۳ - کتاب الموضوعات ص ۵۵ ج ۲، اللالی ص ۵۳ ج ۲، تنزیہ الشریعہ ص ۹۰ ص ۹۲ ج ۲، فوائد ص ۵۳۔

۱۲۶۴ - کتاب الموضوعات ص ۴۸ ج ۲، اللالی ص ۴۷ ج ۲، تنزیہ الشریعہ ص ۹۰ ص ۹۲ ج ۲، فوائد ص ۴۷۔

آخر میں ہے) پھر وہ اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے تو اس کی حاجت کو پورا کیا جائے گا۔ ☆  
من گھڑت ہے جو طویل روایت کا ایک حصہ ہے راوی علی بن عبد اللہ بن جهمیم متھم ہے محدثین نے اس کی  
نسبت جھوٹ کی طرف کی ہے علاوہ ازیں اس روایت کی سند کے بہت سے راوی مجہول ہیں (کتاب  
الموضوعات ص ۳۸ ج ۲)

(۱۳۶۵) جو رجب کے کسی بھی دن میں روزہ رکھے اور چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سو بار آیتہ الکرسی اور دوسری  
رکعت میں سو بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ موت سے پہلے ہی جنت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا (ابن عباس رضی اللہ عنہما)۔  
من گھڑت ہے اکثر راوی مجہول ہیں اور عثمان بن عطاء متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۷ ج ۲)  
(۱۳۶۶) رجب کی پہلی رات مغرب کے بعد جو شخص بیس رکعتیں پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اس کو عذاب قبر  
سے پناہ حاصل ہوگی اور پل صراط سے بجلی کی رفتار سے بغیر حساب اور عذاب کے گزر جائے گا۔ (انس رضی اللہ عنہ)  
من گھڑت ہے اس روایت کی سند کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۶ ج ۲)

## شعبان کی نمازیں

(۱۳۶۷) ایک لمبی روایت میں ہے جو پندرہویں شعبان کو سورکعت نماز پڑھے..... اس روایت کے آخر میں ہے اللہ  
تعالیٰ اس کا حصہ اسی رات میں کر دے گا۔ (علی رضی اللہ عنہ)

(۱۳۶۸) جو شعبان کی پندرہویں رات میں سورکعت میں ہزار دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھے یہ فوت نہیں ہوگا حتیٰ کہ اللہ  
تعالیٰ اس کی خواب میں سو فرشتے بھیجے گا جو اسے جنت کی بشارت دیں گے اور ان کے علاوہ تین فرشتے  
بھیجے گا جو اسے جہنم سے امان میں رکھیں گے اور تین فرشتے بھیجے گا جو اسے خطا سے محفوظ رکھیں گے اور تین

۱۲۶۵ - کتاب الموضوعات ص ۴۷ ج ۲، اللالی المصنوعة ص ۴۷ ج ۲، تنزیہ الشریعة ص ۸۹، ۹۰ ج ۲،  
فوائد ص ۴۷۔

۱۲۶۶ - کتاب الموضوعات ص ۴۶ ج ۲، اللالی ص ۴۷ ج ۲، تنزیہ الشریعة ص ۸۹ ج ۲، فوائد ص ۴۷۔

۱۲۶۷ - کتاب الموضوعات ص ۴۶ ج ۲، اللالی ص ۵۷ ج ۲، تنزیہ الشریعة ص ۹۲ ج ۲، فوائد  
المجموعة ۵۰، ۵۱۔

۱۲۶۸ - کتاب الموضوعات ص ۵۱ ج ۲، اللالی ص ۵۸ ج ۲، تنزیہ ص ۹۳ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۵۱۔

فرشتے جو اس کے دشمن سے تہنیت کریں گے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

امام ابن جوزی اور شوکانی فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں من گھڑت ہیں ان کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۱ ج ۲ والفوائد ص ۵۱)

(۱۲۶۹) اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر بي فاغفر له (الحديث - علي رضي الله عنه)

جب پندرھویں شعبان کی رات ہوتی ہے اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات کو سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا، میں اس معاف کردوں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی صبرہ حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد۔ ابن عدی ☆ میزان ص ۵۰۳ ج ۴ والکامل ص ۲۷۵ ج ۷) اس پر وضع کا طعن ہے (تقریب ص ۳۹۶) ثقہ راویوں کا نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا اس سے حدیث لکھنا اور احتجاج پکڑنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں (کتاب المعجمین ص ۱۳۷ ج ۳)

(۱۲۷۰) من احياء ليلة النصف من شعبان لم يمته قلبه يوم تموت فيه القلوب (کر دوس رضی اللہ عنہ) جس نے پندرھویں شعبان کی رات کو زندہ کیا (عبادت کی) اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن کہ دل مردہ ہو جائیں گے۔ ☆

غیر صحیح ہے ایک راوی مروان بن سالم ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی) دوسرا راوی سلمہ بن سلیمان ضعیف ہے عیسیٰ بن ابراہیم مکر الحدیث ہے (بخاری و نسائی و ابوحاتم) ☆ یہ حدیث منکر مرسل ہے (میزان ص ۳۰۸ ج ۳)

۱۲۶۹- ابن ماجہ باب فی ليلة النصف من شعبان ح ۱۳۸۸، شعب الايمان ص ۳۷۸ ج ۳ ح ۳۸۲۲، دیلمی

ص ۳۲۱ ج ۱ ح ۱۰۱۴، میزان ص ۵۰۴، العلل المتناهية ص ۷۱ ج ۲۔

۱۲۷۰- العلل المتناهية ص ۷۲ ج ۲، میزان ص ۳۰۸ ج ۳۔

## نماز توبہ

(۱۲۷۱) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا گناہگار اپنے گناہوں سے توبہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا سوموار کی رات نماز وتر کے بعد غسل کرے اور بارہ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ اور دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے اس کے بعد پھر چار رکعت نماز پڑھے اور سلام پھیر کر سجدہ کرے سجدہ میں آیتہ الکرسی پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور سو مرتبہ استغفارہ کرے پھر ایک لمبی دعا کا ذکر ہے اور آخر میں ہے جو ایسے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پڑوسی ہوگا۔ (ابو ذر رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں حافظ ابن عباس فرماتے ہیں یہ حدیث باطل ہے (کتاب الموضوعات ص ۵۶ ج ۲)۔

## نماز حاجت

(۱۲۷۲) من توحاً فاسبغ الوضوء ثم صلی رکعتین یتمہما اعطاه اللہ ما سأل مؤجلاً او مؤخراً (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جو ایسے طریقے سے وضوء کرے پھر دو رکعتیں پڑھے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا وہ ضرور پورا کرے گا خواہ جلدی کرے یا دیر سے۔ (ضعیف ہے اس کا راوی ابو محمد میمون نا معلوم ہے) (مجمع ص ۳۷۸ ج ۲)۔

(۱۲۷۳) جس کو اللہ کی طرف یا بندوں کی طرف کوئی حاجت ہو وہ صحیح طریقہ سے وضوء کر کے دو رکعتیں نماز پڑھے پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے الحدیث (عبد الرحمن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۱- کتاب الموضوعات ص ۵۶ ج ۲، اللالی ص ۶۴ ج ۲، تنزیہ ص ۹۶ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۵۴۔

۱۲۷۲- مسند أحمد ص ۴۴۳ ج ۶، مجمع ص ۲۷۸ ج ۲۔

۱۲۷۳- کتاب الموضوعات ص ۶۱ ج ۲، اللالی ص ۴۰ ج ۲، تنزیہ ص ۱۱۰ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۳۹،

ابن ماجہ ص ۱۳۸۴، ترمذی ص ۴۷۹، المستدرک ص ۳۲۰ ج ۱۔

ضعیف غریب ہے راوی ابو الورقاء حدیث میں ضعیف ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۴۸ ج ۱) متروک الحدیث ہے (احمد) ثقہ نہیں (ابن معین) ذاہب الحدیث ہے (رازی) قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۶۱ ج ۲)۔

(۱۲۷۴) اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت انس سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے راوی ابو ہاشم کثیر بن عبد اللہ منکر الحدیث ہے (بخاری و نسائی) اس کی حدیث درست نہیں ہے (ابو حاتم) اس کا خیال ہے کہ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں جن کے متعلق دل گواہی دیتا ہے کہ یہ من گھڑت ہے (تہذیب ص ۴۱۸ ج ۸)

(۱۲۷۵) من كانت له حاجة عاجلة او اجلة فليتقدم بين يدي نحواه صدقة الحديث (انس رضی اللہ عنہ)۔

جس کو جلدی سے حاجت درپیش ہو یا دیر سے تو وہ اپنی حاجت کرنے سے پہلے صدقہ کرے اور جمعہ کے روز کسی جامع مسجد میں جا کر بارہ رکعت نماز پڑھے اس کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو رد نہیں کرے گا۔

نخت ضعیف ہے راوی ابان بن عیاش متروک الحدیث ہے (تقریب ص ۱۸)

## ضائع شدہ نماز کی تلافی کیلئے نماز

(۱۲۷۶) لمبی روایت میں ہے طائف کا ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مجھ سے نماز ضائع ہو گئی ہے اب اس بارہ میں کیا حیلہ ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جمعہ کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھ پھر اس کا لمبا سا طریقہ بیان ہوا ہے اور آخر میں ہے جو اس نماز کو میری وفات کے بعد پڑھے گا

۱۲۷۴- طبرانی صغیر ص ۲۱۳ ج ۱ ح ۱۳۴۱، طبرانی اوسط ص ۲۳۷ ج ۴ ح ۳۴۲۲، اللالی ص ۴۰ ج ۲، بحوالہ دیلمی من طریق ابی ہاشم۔

۱۲۷۵- کتاب الموضوعات ص ۶۱ ج ۲، اللالی ص ۴۱ ج ۲، تنزیہ ص ۸۴ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۴۱۔

۱۲۷۶- کتاب الموضوعات ص ۵۷ ج ۲، اللالی ص ۵۴ ج ۲، تنزیہ ص ۹۷ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۵۵۔



وہ اس رات خواب میں میری زیارت سے ہمکنار ہوگا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کے لئے جنت ہے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے اس کو بعض واعظین نے گھڑا ہے اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں یہ حدیث بالکل بے اصل ہے۔ (کتاب الموضوعات ص ۵۷ ج ۲)

## نماز فرقان

(۱۲۷۷) من صلی رکعتین یقرأ فی احدھما من الفرقان ﴿تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً﴾ حتی یختم وفی الركعة الثانية اول سورة المومن حتی یبلغ ﴿فتبارک اللہ احسن الخالقین﴾ (الحديث)۔

جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفرقان اور دوسری رکعت میں سورۃ المؤمن کی ابتدائی آیتیں حتیٰ کہ آیت ﴿تبارک اللہ احسن الخالقین﴾ تک پڑھے۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی نعیم بن سالم وضع روایت میں متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص ۳۳)

## حفظ القرآن کیلئے نماز

(۱۲۷۸) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ قرآن میرے دل سے نکل جاتا ہے آپ نے فرمایا میں تجھے چند کلمے نہ سکھاؤں جو تجھے بھی فائدہ دیں اور جس کو تو سکھائے اسکو بھی فائدہ پہنچے۔ جمعہ کی رات چار رکعتیں پڑھ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ یس دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد تبارک الذی جب تو تشہد سے فارغ ہو تو اللہ کی حمد و ثناء کے بعد نبی پر درود بھیج اور ایمانداروں کے لئے استغفار کر۔ اور یہ دعاء پڑھ:-  
اللهم ارحمني بترك المعاصي ابدًا ما ابقيتني (علی رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۷- کتاب الموضوعات ص ۶۲ ج ۲، اللالی ص ۷۵ ج ۲، تنزیہ ص ۹۸ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۴۳۔  
۱۲۷۸- کتاب الموضوعات ص ۵۹ ج ۲، اللالی ص ۵۵ ج ۲، تنزیہ ص ۱۱۲ ج ۲، طبرانی کبیر ص ۲۹۱ ج ۱۱ ص ۱۲۳۶۔

اے اللہ مجھ پر رحم کر ہمیشہ گناہ کے ترک کرنے پر جب تک تو مجھے باقی رکھے۔ ☆  
 من گھڑت ہے راوی محمد بن ابراہیم قرطبی نے مذکورہ حدیث من گھڑت روایت کی ہے (میزان ص ۲۳۶)  
 (ج ۳) اور اس کا استاذ ابو صالح اسحاق بن نجیح متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۵۹ ج ۲) اکذب  
 الناس ہے (احمد) کذاب ہے جو حدیث کے وضع میں معروف تھا (ابن معین) سرے عام روایتیں وضع  
 کرتا تھا ((فلاس ☆ میزان ص ۲۰۱ ج ۱))

(۱۲۷۹) یہ روایت مذکورہ متن اور سند کے علاوہ ایک اور طویل متن کے ساتھ بھی مروی ہے جس کو ترمذی اور حاکم  
 نے روایت کیا ہے ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر شاذ ہے مجھے اس کی سند کے عمدہ ہونے نے حیران کر  
 دیا ہے (تلخیص المستدرک ص ۳۱۵ ج ۱) یہ روایت دراصل ابو ایوب سلیمان بن عبد الرحمن شامی کی سند  
 سے ہے دارقطنی فرماتے بذات خود صدوق ہے مگر ضعیف اور مجہول راویوں سے روایت لے لیتا تھا اگر  
 کوئی شخص حدیث وضع کر دیتا تو یہ اس میں تمیز نہیں کر سکتا تھا ذہبی نے اگرچہ ان اعتراضات کے جواب  
 دیے ہیں مگر آخر میں خود اقرار کر گئے ہیں کہ یہ روایت نفاخت سند کے باوجود سخت منکر ہے میرے دل  
 میں اس کے بارہ میں تردد ہے شاید کہ سلیمان پر اس روایت کو غلط ملط کر دیا گیا ہو اور اس پر وار کر دیا  
 گیا ہو جیسا کہ ابو حاتم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس کے حدیث وضع کرتا تو یہ سمجھتا نہ تھا (میزان  
 ص ۲۱۳ ج ۲)



TRUEMASLAK@INBOX.COM

## ۱۷۔ کتاب الجنائز

## فضیلت مرض

(۱۲۸۰) المصيبة تبیض وجه صاحبها يوم تسود الوجوه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مصیبت اپنے صاحب (مصیبت زدہ) کا چہرہ سفید کرے گی جس (قیامت کے) دن چہرے سیاہ ہوں گے۔ ☆

ضعیف ہے راوی سلیمان بن رقاہ منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۲۹۱ ج ۲)

(۱۲۸۱) ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی بیمار نہیں ہوا آپ نے فرمایا جو کسی جہنمی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے اس کو یہاں سے نکال دو۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی حسن بن جعفر صدوق منکر الحدیث ہے (فلاس) منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف ہے (ابن مدینی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) عبادت گزار مستجاب الدعوات تھا لیکن فن حدیث سے غافل تھا قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۴۲ ج ۱)

(۱۲۸۲) لا تسبها فانها تنقی الذنوب کما تنقی النار خبث الحديد (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

بیماری کو گالی نہ دو کیونکہ یہ گناہوں کو اس طرح صاف کرتی ہے جیسا کہ آگ لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱)

(۱۲۸۳) قال الله اذا اشتكى عبدی فاطهر المرض من قبل ثلاث فقد شکانی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۸۰۔ در منشور ص ۶۳ ج ۲، کنز العمال ص ۲۹۶ ج ۳، طبرانی اوسط ص ۳۱۴ ج ۵ ح ۴۶۱۹، الترغیب

والترہیب ص ۲۸۴ ج ۴، مجمع البحرین ص ۳۳۵ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۲۹۱ ج ۲۔

نوٹ: طبرانی اوسط مطبوعہ میں لفظ مصیبت ساقط ہو گیا ہے۔ واللہ أعلم۔

۱۲۸۱۔ طبرانی اوسط ص ۴۲۱ ج ۶ ح ۵۹۰۱۔

۱۲۸۲۔ ابن ماجہ ح ۳۴۶۹، کنز العمال ص ۳۲۱ ج ۳۔

۱۲۸۳۔ طبرانی اوسط ص ۴۸۳ ج ۱ ح ۸۷۹، کنز العمال ص ۳۱۷ ج ۳۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو تین دن میں مرض کو ظاہر کر دیتا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمر العری موقوف ہے (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

(۱۲۸۴) لا تمار ضوا فتمر ضوا ولا تحفروا قبور کم فتموتوا (وہب بن قیس رضی اللہ عنہ)

تم اپنے آپ کو بیمار ظاہر نہ کرو تم بیمار ہو جاؤ گے تم اپنی قبریں نہ کھودو تم مر جاؤ گے۔ ☆

منکر ہے راوی محمد بن سلیمان صنعانی مجہول ہے روایت منکر ہے (میزان ص ۵۷۱ ج ۳ و علل الحدیث ص ۳۲۱ ج ۲)

## مریض کی خوراک

(۱۲۸۵) لا تکرھوا مرضا کم علی الطعام ان اللہ یطعمهم ویسقیم (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ ☆

باطل ہے راوی بکر بن یونس بن بکر منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆

میزان ص ۳۸۳ ج ۱) بکر منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث باطل ہے (ابو حاتم) (علل الحدیث ص ۲۳۲ ج ۲)۔

(۱۲۸۶) اذا اشتھى مریض احدکم فلیطعمه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب تمہارا مریض کھانے کو طلب کرے تو اس کو کھانا کھلا دو۔ ☆

ضعیف ہے راوی صفوان بن ہبیرہ لین الحدیث ہے (تقریب ص ۱۵۳)۔

(۱۲۸۷) قال اتشتهی شیئا قال اتشتهی کعلک (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۸۴ - علل الحدیث ص ۳۲۱ ج ۲، موضوعات کبیر ص ۱۳۸، کشف الخفاء ص ۲۳۴ ج ۲۔

۱۲۸۵ - ابن ماجہ باب لا تکرھوا المریض علی الطعام ح ۳۴۴۴، ترمذی باب لا تکرھوا مرضاکم علی

الطعام ح ۲۰۴۰، المستدرک ص ۳۵۰ ج ۱ و ص ۴۱۰ ج ۴ حلیۃ الاولیاء ص ۵۱ ج ۱، تاریخ

اصفہان ص ۱۴۷ ج ۲، عقیلی ص ۷۴ ج ۳، الکامل ص ۴۶۴ ج ۲، العلل المتناہیۃ ص ۳۸۳ ج ۲، علل

الحدیث ص ۲۴۲ ج ۲، میزان ص ۶۶۶ ج ۲ لسان ص ۳۱۹ ج ۵۔

۱۲۸۶ - ابن ماجہ باب المریض یشتهی شیئا ح ۳۴۴۰، عقیلی ص ۲۱۲ ج ۲، میزان ص ۲۷۷ ج ۴۔

۱۲۸۷ - ابن ماجہ باب المریض یشتهی شیئا ح ۳۴۴۱، کنز العمال ص ۱۰ ج ۱۰ ح ۲۸۱۴۱۔

آپ نے ایک مریض سے پوچھا تو کس چیز کی چاہت کرتا ہے تو وہ کہنے لگا ایک کی۔ ☆ ضعیف ہے  
راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱)۔

## تیمارداری

(۱۳۸۸) لمبی روایت میں ہے کہ قیامت کے روز آواز دینے والا کہے گا کہاں ہیں تیمارداری کرنے والے ان کو نور کے منبر پر بٹھایا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ سے کلام کر رہے ہوں گے اور لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی عمرو بن بکر سکسی قابل حجت نہیں ہے اس کی روایات خود ساختہ ہیں یا منقولہ ہیں (کتاب  
المجرمین ص ۷۹ ج ۲)

(۱۲۸۹) لا يعاد المريض الا بعد ثلاث (بو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

مریض کی عیادت تین دن کے بعد کی جائے۔ ضعیف راوی۔

(۱۲۹۰) لا يجب عيادة المريض الا بعد ثلاث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

مریض کی عیادت تین دن کے بعد واجب ہے۔ ☆

اس متن سے من گھڑت ہے راوی روح بن غطیف متروک الحدیث ہے ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں  
وضع کرتا تھا (ابن حبان) دوسرا راوی نصر بن حماد الورق ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں  
(نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲)

(۱۲۹۱) من عاد مریضا و جلس عنده ساعة اجري الله اجر الف سنة لا يعصى  
الله فيها طريقة عين (انس رضی اللہ عنہ)

- ۱۲۸۸

۱۲۸۹- طبرانی اوسط ص ۲۹۸ ج ۴ ح ۳۵۲۷، کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲، اللالی ص ۲۳۳۶ ج ۲،

تنزیہ ص ۳۵۷ ج ۲، الکامل ص ۹۹۸ ج ۳، کنز العمال ص ۱۰۳ ج ۹، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۰۔

۱۲۹۰- کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲، اللالی ص ۲۳۳۶ ج ۲، تنزیہ ص ۳۵۷، الکامل ص ۱۳۸ ج ۳،

طبرانی اوسط ص ۲۹۸ ج ۴ ح ۳۵۲۷۔

۱۲۹۱- دیلمی ص ۱۳۶ ج ۴، حلیۃ الأولیاء ص ۱۶۱ ج ۸۔

جو مریض کی تیمارداری کرے اور ایک گھڑی اس کے پاس بیٹھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار سال کا اجر جاری کر دیتا ہے ایسا کہ اس نے کبھی ان کو جھپکنے کے برابر نافرمانی نہ کی ہو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ابان بن ابی عیاض متروک الحدیث ہے (احمد) متروک ضعیف ہے (ابن معین) ساقط ہے (جز جانی) متروک ہے (نسائی) اس کی حدیثیں منکر ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۱ ج ۱)

(۱۲۹۲) من عاد مریضا فرجاء فی اللہ ووعدہ بالعافیہ لم یقطع رجاءہ یوم وقوفہ بین یدی اللہ عزوجل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو بیمار کی تیمارداری کرے اور اللہ کے بارہ میں اس سے امید دلانے اور عافیت کا وعدہ دے اس کی امید ختم نہ ہوگی جس دن وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا۔ ☆  
سند نامعلوم ہے۔

(۱۲۹۳) عاد رسول اللہ ﷺ اجلاء من اصحابہ فقبض علی یدہ فوضع یدہ علی جبہتہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی بڑے صحابی کی تیمارداری کی تو اس کے ہاتھ کو پکڑ کر پیشانی پر رکھا ☆  
ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن یزید بن تمیم ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۲۱۱)۔

(۱۲۹۴) دخل علی رسول اللہ ﷺ یعودنی فلما اراد ان ینخرج قال یا سلمان کشف اللہ ضرک و غفر ذنبک و عافاک فی دینک و جسدک الی اجلک (سلمان رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ میری تیمارداری کے لئے تشریف لائے جب واپس جانے کا ارادہ فرمایا تو یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیری تکلیف رفع کرے تیرے گناہ معاف کرے تجھے دین اور جسم میں تیری موت تک عافیت بخشے۔ ☆  
باطل ہے راوی عمرو بن خالد قرشی کذاب ہے (احمد۔ وابن معین) حدیث وضع کرتا تھا (دکھ ☆ میزان ص ۲۵۷ ج ۳)۔

۱۲۹۲- دیلمی ص ۱۳۶ ج ۴ ح ۵۹۳۲۔

۱۲۹۳- مجمع الزوائد ص ۲۹۸ ج ۲، بیہقی ص ۳۸۲ ج ۳، اللالی ص ۳۳۸ ج ۲۔

۱۲۹۴- طبرانی کبیر ص ۲۴۰ ج ۵ ح ۳۴۹۳۔

(۱۲۹۵) جو کسی بیمار کی تیمارداری کرتا ہے تو اس پر پچھتر ہزار فرشتے سایہ کرتے ہیں جب وہ ایک قدم اٹھاتا ہے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جب وہ بیٹھتا ہے تو اس کو رحمت گھیر لیتی ہے اور اپنے گھر لوٹنے تک رحمت میں گھرا ہوا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر لوٹ آئے (ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی جعفر بن میسرہ اشجعی ضعیف منکر الحدیث ہے (بخاری) سخت منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) قوی نہیں (ابو زرہ) یہ اپنے باپ کے واسطہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور منکر الحدیث ہے (ابن عدی ☆ لسان ص ۱۳۰ ج ۲)۔

(۱۲۹۶) اذا دخلتم علی المريض فنفسوا فی اجله فان ذلك لا یرد شیئا (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔ جب تم مریض پر داخل ہو تو اسے موت کے بارہ میں تسلی دو یہ تسلی کسی چیز کو رد نہیں کر سکتی۔ ☆ منکر ہے راوی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تمیمی کوئی شئی نہیں (ابن معین) اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری) منکر الحدیث ہے (نسائی) متروک ہے۔ دارقطنی ☆ میزان ج ۴) یہ حدیث منکر ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ من گھڑت ہے موسیٰ سخت ضعیف الحدیث ہے اس کے باپ ابو سعید سے سماع بھی نہیں (ابو حاتم) ☆ علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲)۔

(۱۲۹۷) غبوا فی العیادة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

تم تیمارداری میں ناغمہ کیا کرو۔ ☆

منکر ہے اس کا راوی بھی موسیٰ بن محمد اور پر والی روایت والا ہے (علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲)۔

(۱۲۹۸) لا یجب عیادة المريض الا بعد ثلاث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۹۵- طبرانی اوسط ص ۲۰۱ ج ۵ ح ۴۳۹۳۔

۱۹۹۶- ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۴۳۸، ترمذی کتاب الطب آخری باب ح ۲۰۸۷، الکامل

ص ۲۳۴۳ ج ۶، ابن ابی شیبہ ص ۴۴۵ ج ۲ ح ۱۰۸۵۱، علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲، عمل الیوم

واللیلة ص ۴۸۶ ج ۵، میزان ص ۲۱۸ ج ۴۔

۱۲۹۷- علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲۔

۱۲۹۸- الکامل ص ۱۳۸ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲، اللالی ص ۳۳۶ ج ۲، تنزیہ ص ۳۰۷ ج ۲۔

مریض کی عیادت تین دن کے بعد واجب ہے۔ ☆  
اس متن سے من گھڑت ہے راوی روح عطیف متروک الحدیث ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) دوسرا راوی نصر بن حماد الوراق ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲

(۱۲۹۹) کان لا يعود مریضا الا بعد ثلاثة ايام (انس رضی اللہ عنہ)۔  
آپ مریض کی تیمارداری تین دن کے بعد کرتے تھے۔ (باطل ہے اس کا راوی مسلمہ بن علی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (ابن عدی) ابو حاتم فرماتے ہیں باطل من گھڑت ہے (میزان ص ۱۱۰ ج ۴)۔

(۱۳۰۰) عودو المریضی و مروهم فليدعوا لكم فلدعوة المریض مستحابة و ذنبه مخفور (انس)۔  
بیماروں کی تیمارداری کیا کرو اور ان کو حکم کیا کرو کہ تمہارا لئے دعا کریں بلاشبہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن قیس غبی متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔  
(۱۳۰۱) من انفق علی مریض حتی عوفی کتب اللہ له بكل حبة فضة عبادة سنة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جو مریض پر خرچ کرے حتی کہ وہ صحت یاب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر درہم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے۔ سخت ضعیف ہے راوی عباد بن کثیر کوئی شی نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) میزان ص ۳۷۲ ج ۲

(۱۳۰۲) ثلاث لا يعاد صاحب ارمذ و صاحب الضرس و صاحب الرملة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۹۹- ابن ماجہ ما جاء فی عیادة المریض ح ۱۴۳۷۔

۱۳۰۰- طبرانی اوسط ص ۱۷ ج ۷ ح ۶۰۲۴، کنز العمال ص ۹۶ ج ۹۔

۱۳۰۱- تنزیہ ص ۱۴۲ ج ۲۔

۱۳۰۲- عقیلی ص ۲۱۲ ج ۴، کتاب الموضوعات ص ۳۸۴ ج ۲، اللالی ص ۳۳۸ ج ۲، طبرانی اوسط

ص ۳۳ ج ۱ ح ۱۵۲، الکامل ص ۲۳۱۴ ج ۶، شعب الایمان ص ۵۳۵ ج ۶ ح ۹۱۸۸۔



تین قسم کے مریضوں کی تیمار داری نہیں کرنی چاہئے آنکھ کی تکلیف والے، داڑھ کی تکلیف والے اور پھوڑے والے کی۔ ☆

باطل ہے راوی مسلمہ بن علی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں۔ (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۰۹ ج ۳)۔

(۱۳۰۳) ان الله ليستلي العبد وهو يحب يسمع تضرعه (ابن مسعود و عمرو بن مرفع رضي الله عنهما)۔  
اللہ تعالیٰ بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے کی عاجزی اور انکساری سے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی محمد بن عبد الملك قوی نہیں (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

## بیماری میں موت

(۱۳۰۴) من مات مریضا مات شهيدا (ابو ہریرہ رضي الله عنه)۔

جو حالت بیماری میں فوت ہوا وہ شہادت کی موت مرا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی متہم بالکذب ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کا دارومدار ابراہیم بن ابی یحییٰ پر ہے تدلیس سے کام لیتے ہوئے کبھی اس کو ابراہیم بن ابی عطاء کہہ دیتے ہیں اور کبھی ابراہیم بن ابی یحییٰ درحقیقت یہ تمام نام ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اسلمی کے ہیں امام مالک امام یحییٰ بن سعید اور ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں لوگوں نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا تھا (کتاب الموضوعات ص ۳۹۳ ج ۲)

## مختلف قسم کی موتوں سے پناہ

(۱۳۰۵) كان يتعوذ من موت فجأة و كان يعجبه ان يمرض قبل ان يموت (ابو امام رضي الله عنه)۔

آپ اچانک موت سے پناہ طلب کرتے تھے اور آپ کو پسند تھا کہ مرنے سے پہلے بیمار ہوں۔ ☆

۱۳۰۳ - طبرانی اوسط ص ۱۴۴ ج ۲ ح ۱۲۶۷۔

۱۳۰۴ - ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۶۱۵، الکامل ص ۲۲۲ ج ۱، علل الحدیث ص ۳۵۸ ج ۱، اللالی ص ۳۴۴ ج ۲۔

۱۳۰۵ - طبرانی کبیر ص ۱۳۲ ج ۸، کنز العمال ص ۷۷ ج ۷۔

نخت ضعیف ہے راوی عثمان بن عبد الرحمن قرشی متروک ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)۔

(۱۳۰۶) استعاذ من سبع موتات موت الفجأة ومن لدغ الحية ومن السبع ومن الغرق ومن الحرق وان يخر على شئ او يخر عليه شئ ومن القتل عند فرار الزحف (عبد الله بن عمرو)۔

آپ سات قسم کی موت سے پناہ طلب کرتے تھے اچانک موت سے، سانپ کے ڈسنے سے درندے سے، پانی میں غرق ہونے، آگ سے جل جانے سے اور یہ کہ آپ کسی چیز پر گریں یا کوئی چیز آپ پر گرے، اور لڑائی سے فرار کے وقت قتل سے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

(۱۳۰۷) موت الفجأة راحة للمومن واخذة اسف على الفاجر (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

اچانک موت مومن کے لئے راحت ہے اور فاجر کے لئے ندامت ہے۔ ☆

نخت ضعیف، ہے راوی عبید اللہ بن ولید رصافی متروک ہے۔ (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲) کوئی شئی نہیں (ابن معین) حدیث کو ضبط نہیں کرتا تھا (احمد) ضعیف ہے (ابوزرعہ و دارقطنی) ثقہ راویوں سے ایسی روایات کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایسا عدا کرتا تھا جس سے اسکا ترک مستحق ہو گیا ہے (میزان ص ۱۷ ج ۳)

(۱۳۰۸) موت الغریب شهادة (ابن عباس)۔

مسافر کی موت شہادت ہے۔ ☆

۱۳۰۶- مسند أحمد ص ۱۷۱ ج ۲، مجمع ص ۳۱۸ ج ۳۔

۱۳۰۷- بیہقی ص ۳۷۹ ج ۳۔

۱۳۰۸- طبرانی کبیر ص ۴۸ ج ۱۱ ح ۱۱۰۳۴، کنز العمال ص ۴۲۰ ج ۴، حلیۃ الأولیاء ص ۲۰۱ ج ۸، عقیل ص ۳۶۵ ج ۴، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۲۲، الفوائد المجموعۃ ص ۲۰۹، تنزیہ ص ۱۷۹ ج ۲، العلل المتناهیۃ ص ۴۰۸ ج ۲، الکامل ص ۲۵۶ ج ۱ و ص ۲۵۸ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۶۱ ج ۱، کشف الخفاء ص ۲۹۰ ج ۲، تلخیص ص ۱۴۱ ج ۲، ضعیفۃ ص ۴۲۵ ج ۱۔

سخت ضعیف ہے لمبی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے راوی عمرو بن حسین عقیلی متروک ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)  
 ذاہب الحدیث ہے (ابوحاتم) واہ ہے (ابوزرعہ) متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۳۵۳ ج ۳)۔

(۱۳۰۹) ما من مومن يموت في غربة الا ناحت عليه الملائكة رحمة له حيث غابت عنه بو اكيه (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص غربت (سفر) میں فوت ہوتا ہے تو فرشتے اس پر ترس کھاتے ہوتے نوحہ کرتے ہیں اس لئے کہ اس پر رونے والی نہیں ہوتیں۔ (دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے)۔

(۱۳۱۰) اللهم اني اعوذ بك ان اموت هما او غما او غرقا او يتخبطنني الشيطان عند الموت او اموت لديغا (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں پریشانی، غم کی موت مروں یا پانی میں غرق ہو کر شیطان مجھے موت کے وقت پاگل کر دے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن اسحاق کی توثیق نامعلوم ہے۔ (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)۔

## موت سے فرار و محبت

(۱۳۱۱) ایک لمبی حدیث میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا انہوں نے شیطان سے پوچھا میں اسے کہاں لے جاؤں اس نے کہا زمین کی گہرائی میں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی اچھا پھر سمندر کی گہرائی میں فرمایا موت تو وہاں بھی پالے گی اچھا پھر مغرب کی طرف بھیج دیں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی تو کہنے لگا اچھا پھر مشرق میں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی۔ اچھا پھر زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا دیں تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے جن بچے کو اٹھا کر زمین اور آسمان کے درمیان لے گئے اتنے میں ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے اس بچے کی روح قبض

۱۳۰۹- دیلمی ص ۳۲۴ ج ۴ ح ۶۴۸۳۔

۱۳۱۰- مسند أحمد ص ۲، کنز العمال ص ۲۰۸ ج ۲، مجمع ص ۳۱۸ ج ۲۔

۱۳۱۱- عقیلی ص ۴۲۴ ج ۴، کتاب الموضوعات ص ۳۹۳ ج ۲، اللالی ص ۳۴۵ ج ۲، تنزیہ ص ۳۶۲ ج ۲۔

کرنے کا حکم ملا تھا میں نے اسے زمین کی تہہ میں سمندر کی گہرائی میں اور مشرق و مغرب کے کونوں میں تلاش کیا مگر مجھے نہ مل سکا۔ بالآخر میں آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا تو میں نے اس کو پالیا اور اس بچے کا جسم کرسی پر آگرایہ ہے آیت ولقد فتنا سليمان والقينا على كرسيه جسدا ثم اناب (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت راوی یحییٰ بن کثیر ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتی تھیں (ابن حبان) اسی سند کے دوسرے راوی محمد بن عمرو کی روایات کو لوگ پھاڑ دیتے تھے (ابن معین ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۹۴ ج ۲)۔

یحییٰ بن کثیر ابو زخرف منکر الحدیث ہے (عقیلی ص ۴۲۴ ج ۴)۔

(۱۳۱۲) من احب الموت فهو حبيبى حقا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو موت سے محبت رکھے وہ میرا حقیقی دوست ہے۔ ☆ ویلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

## موت کے وقت وصیت

(۱۳۱۳) المحروم من حرم وصيته (انس رضی اللہ عنہ)۔

محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم ہو گیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱) اور اس کا شاگرد درست بن زیاد غیری بھی ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۹۷)

(۱۳۱۴) من حضره الموت فوضع وصيته على كتاب الله كان ذلك كفارة لما ضيع من زكوته فى حياته (قرہ)

جس کے پاس موت حاضر ہو وہ اپنی وصیت کتاب اللہ کے مطابق کرے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگی ان

۱۳۱۲- دیلمی ص ۲۴۷ ج ۴ ح ۶۲۷۹۔

۱۳۱۳- ابن ماجہ باب الحث على الوصية ج ۲۷۰۰

۱۳۱۴- ابن ماجہ کتاب الوصایا ح ۲۷۰۰، کتاب الموضوعات ص ۳۹۶ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۴۷ ج ۸، دارقطنی ص ۱۴۹ ج ۴، تنزیہ ص ۳۶۵ ج ۲، طبرانی کبیر ص ۳۳ ج ۱۹، اللالی ص ۳۴۷ ج ۲۔

اعمال کا جو اس کی زندگی میں ضائع ہوئے ہیں۔ ☆  
 ضعیف ہے اس کی ایک سند میں بقیہ ضعیف اور مدلس ہے اور اس کا استاذ ابو حلیس مجہول ہے (تقریب  
 ص ۴۰۲) اور اس کا استاذ خلید بن ابی خلید بھی مجہول ہے (تقریب ص ۹۳) دوسری سند میں یعقوب  
 بن محمد زہری کسی شئی کے مساوی نہیں (احمد) یہ حدیث ہی نہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۹۶ ج ۲)۔

## تلقین میت

(۱۳۱۵) اذا قرءت یس عند الموت خفف عنه بها۔ (صفوان)  
 موت کے وقت جب سورۃ یس پڑھی جائے تو میت پر تخفیف ہو جاتی ہے ☆  
 حدیث رسول نہیں بعض مشائخ کا قول ہے۔

(۱۳۱۶) اقرء واسورة یس علی موتاکم (معقل بن سیار)  
 تم اپنے فوت ہونے والوں پر سورۃ یس پڑھو۔ ☆

ضعیف اور مضطرب ہے اس کے دو راوی ابو عثمان اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں دارقطنی فرماتے ہیں یہ  
 حدیث ضعیف الاسناد مجہول المتن ہے۔ (التلخیص الجبیر ص ۱۰۴ ج ۲)۔

(۱۳۱۷) ما من میت یموت فتقرأ عنده یس الا هون الله (ابو درداء، ابو ذر رضی اللہ عنہ)  
 جس مرنے والے کے پاس سورۃ یس پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس پر آسانی کر دیتا ہے۔ ☆  
 من گھڑت ہے راوی مروان بن سالم جزری ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (دارقطنی) منکر الحدیث ہے  
 (بخاری، مسلم، ابو حاتم) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو عروبہ حرانی) ☆ میزان ص ۹۰ ج ۴

۱۳۱۵- مسند احمد ص ۱۰۵ ج ۴، در منثور ص ۲۵۷ ج ۵

۱۳۱۶- ابو داود کتاب الجنائز ح ۳۱۲۱، ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۴۴۸، مسند أحمد ص ۲۶ ج ۵،

طبرانی کبیر ص ۲۱۹ ج ۲۰ ح ۵۱۰ و ۵۱۱، ابن ابی شیبہ ص ۴۴۵ ج ۲ ح ۱۰۸۵۴، المستدرک

ص ۵۶۵ ج ۱ ابن حبان ص ۶۳ ج ۶ ح ۲۹۹۱ بیہقی ص ۳۸۳ ج ۳۔

۱۳۱۷- کنز العمال ص ۵۶۳ ج ۱۵، تلخیص ص ۱۰۴ ج ۲، در منثور ص ۲۵۷ ج ۵۔

(۱۳۱۸) ما من مریض یقرأ عنده سورة یسین إلا مات ریاناً و ادخل قبره ریاناً و حشر یوم القيامة ریاناً (عبد اللہ بن سمیع)

جس مریض کے پاس سورۃ یسین پڑھی جائے وہ پانی سے سیر ہو کر مرے گا اور قبر میں بھی سیر ہو کر داخل ہوگا اور قیامت کے دن بھی پانی سے سیر ہو کر اٹھایا جائے گا۔ ☆

باطل ہے بعض دیگر راویوں کے علاوہ ایک راوی عبد اللہ بن حسین مصیعی حدیث چور اور خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۴۰۸ ج ۲)

(۱۳۱۹) لقنوا موتا کم لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم احمد للہ رب العالمین (عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ (الی آخرہ) کی تلقین کرو۔ ☆  
ضعیف ہے راوی اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر مجہول الحال ہے جس کی کسی ایک نے توثیق نہیں کی (تعلیق بر مشکوٰۃ الباب ص ۵۱۰ ج ۱)

(۱۳۲۰) اپنے بچوں کو سب سے پہلے لا الہ الا اللہ سکھاؤ اور موت کے وقت اسی کلمہ کی تلقین کرو جس کا اول اور آخر کلام لا الہ الا اللہ ہو گیا خواہ وہ ہزار سال زندہ رہا اس سے کسی گناہ کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما)۔

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے ایک راوی ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے (بخاری) اور دو راوی محمد بن محبوب اور اس کا باپ مجہول الحال ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۹۵ ج ۲)

(۱۳۲۱) لا یقولن احدکم اللہم لقنی حجتی فان الکافر یلقن حجتہ ولكن لیقل اللہم لقنی حجة الايمان عند الممات (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۱۸- دیلمی ص ۳۲۸ ج ۴ ح ۶۴۹۳۔

۱۳۱۹- ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۴۴۶۔

۱۳۲۰- کتاب الموضوعات ص ۳۹۵ ج ۲، اللالی ص ۳۴۷ ج ۲، شعب الایمان ص ۳۹۸ ج ۶ ح ۸۶۴۹۔

تنزیہ ص ۳۶۴ ج ۲۔

۱۳۲۱- طبرانی اوسط ص ۵۲۷ ج ۲ ح ۱۹۰۷۔

تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ مجھے میری حجت کی تلقین کر کیونکہ کافر کو اس کی حجت کی تلقین کی جاتی ہے لیکن یہ کہے کہ اے اللہ مجھے موت کے وقت ایمان کی حجت کی تلقین کر۔ ☆  
ضعیف ہے ایک راوی ابن الصبیحہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی سکن بن ابی کرعہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۳۲۵ ج ۲)

## موت کے وقت اعمال کا پیش ہونا

(۱۳۲۲) رسول اللہ ﷺ ایک بیمار کی تیمارداری کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا تو کیا پاتا ہے؟ وہ کہنے لگا سیاہ اور سفید پاتا ہوں آپ نے پھر پوچھا ان دونوں میں تیرے قریب کون ہے وہ کہنے لگا سیاہ قریب ہے آپ نے فرمایا خیر قلیل ہے اور شر کثیر ہے اس پر وہ کہنے لگا آپ میرے لئے دعا فرمائیے آپ نے دعائی فرمائی اور پوچھا اب کیا پاتا ہے وہ کہنے لگا اب میں خیر کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بڑھ رہی ہے اور شر کمزور ہو رہی ہے (سلمان رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱ و مجمع ص ۳۲۲ ج ۲)۔

(۱۳۲۳) ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم و عشائرکم من الاموات فان کان خیراً استبشروا وان کان غیر ذلک قالو الہم لا تمتہم حتی تہدیہم کما ہدیتنا (انس رضی اللہ عنہ)

تمہارے اعمال تمہارے فوت شدہ قریبی رشتے داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو وہ کہتے ہیں اے اللہ تو ان کو فوت نہ کر حتیٰ کہ ان کو بھی ہدایت نصیب کر جیسا کہ تو نے ہمیں ہدایت نصیب کی۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے جس کا نام ذکر نہیں ہے (مسند احمد ص ۲۸۵ ج ۳ و مجمع ص ۳۲۹ ج ۲)۔

(۱۳۲۴) لا تفضحوا امواتکم بسیات اعمالکم فانہا تعرض علی اولیاءکم من

۱۳۲۲ - مجمع ص ۳۲۹ ج ۲۔

۱۳۲۳ - مسند أحمد ص ۱۶۴ و ص ۱۶۵ ج ۳، مجمع ص ۳۲۹ ج ۲۔

۱۳۲۴ - المقاصد الحسنہ ص ۴۶۴، كشف الخفاء ص ۳۵۸ ج ۲، الفوائد المجموعہ ص ۲۶۹۔

اهل القبور (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم برے اعمال سے اپنے فوت شدگان کو رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارے اعمال تمہارے ان دوستوں پر پیش کئے

جاتے ہیں جو قبروں میں ہیں۔ ☆

ضعیف ہے (المقاصد الحسنة ص ۲۶۴)

## کیفیت موت

(۱۳۲۵) لمعالجة ملك الموت اشد من الف ضربة بالسيف (انس رضی اللہ عنہ)۔

ملک الموت کی سختی تلوار کی ہزار ضربوں سے زیادہ سخت ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن قاسم لمجی حدیثیں وضع کرتا تھا (حاکم) متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ کتاب

الموضوعات ص ۳۹۲ ج ۲) اس نے مکہ کے طریق میں من گھڑت روایتیں روایت کی ہیں (المدخل للحاکم

ص ۲۱۰) ایسی روایتیں لاتا ہے جن کے باطل ہونے کی امت گواہی دیتی ہے (کتاب البحر وجین ص ۳۱۱

ج ۲) حدیثیں وضع کرتا اور جھوٹ بولتا تھا (جورجانی ☆ لسان ص ۳۴۴ ج ۵)۔

(۱۳۲۶) ایک لمبی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت کو ایک نصاریٰ کے پاس پایا اور فرمایا میرے ساتھی

سے نرمی برتنا کیونکہ ایماندار ہے فرشتے نے کہا میں ہر مومن کے ساتھ نرمی برتنا ہوں جب میں روح قبض کرتا

ہوں تو میت کے گھر والے رونا شروع کر دیتے ہیں اور میں روح کو لے کر چلا جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں یہ

کیوں رو رہے ہیں میں نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے میں ان کو نماز کے وقت

تک مؤخر کرتا ہوں پس جو نماز کی حفاظت کرتا ہے تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان دور بھاگ

جاتا ہے فرشتہ اس میت کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے (حارث بن خرزج عن ابیہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کے دو راوی عمر بن شمر جعفی اور حارث بن خرزج کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۲)۔

۱۳۲۵- تاریخ بغداد ص ۲۵۲ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۳۹۵ ج ۲، کنز العمال ص ۵۷۰ ج ۱۵، تنزیہ

ص ۳۶۵ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۴۔

۱۳۲۶- کشف الاستار ح ۷۸۴، مجمع ص ۳۲۶ ج ۲۔



(۱۳۲۷) مومن کی روح پسینے کی طرح نکل جاتی ہے اور کافر کی روح بڑی سختی کے ساتھ جیسا کہ گدھے کی روح نکلتی ہے مومن پر اس کے گناہ کی وجہ سے سختی کی جاتی ہے تاکہ وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے اور کافر پر موت کے وقت سختی نہیں کی جاتی اس لئے کہ اس نے جو نیکیاں کی ہیں اسے ان کا بدلہ دیا جائے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی قاسم بن مطیب ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۲) قلت روایات کے باوجود خطا کرتا تھا کثرت خطا کی وجہ سے اس کا ترک مستحق ہو گیا (کتاب الحجر و حین ص ۲۱۳ ج ۲)

(۱۳۲۸) مومن کی روح جب قبض ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے کہتے ہیں تم اپنے ساتھی کو آرام کا موقع دو کیونکہ یہ دنیا میں سخت تکلیف میں تھا پھر وہ پوچھتے ہیں فلاں مرد اور فلاں عورت نے کیا کیا؟ کیا اس نے شادی کر لی ہے؟ اگر وہ اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے وہ مر چکا ہے جس پر وہ انا اللہ پڑھتے ہیں اس لئے کہ اسے ہادیہ کی طرف لے جایا گیا ہے جو بہت بری جگہ ہے بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے قریبی رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر بہتر ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ یہ تیرا فضل اور رحمت ہے تو اپنی نعمت اس پر پوری کر۔ الحدیث (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں ایک سند کا راوی مسلمہ بن علی متروک منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۱۲۹۹) دوسری سند کا ایک راوی زمزم بن زرعہ صدوق وہم زدہ ہے (تقریب ص ۱۵۵) اور دوسرا راوی محمد بن اسماعیل بن عیاش ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا (ابو حاتم) یہ روایت کے لائق نہیں۔ (ابو داؤد و☆ میزان ص ۲۸۱ ج ۳)

(۱۳۲۹) لما اتی ابراہیم ربہ قال لہ یا ابراہیم کیف وجدت الموت قال وجدت جسدی ینزع بالسلمة قال هذا وقد یسرناہ علیک (عائشہ رضی اللہ عنہ)۔

جب ابراہیم فوت ہو کر اپنے رب کے ہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا ابراہیم تو نے موت کو کیسے پایا؟ فرمایا

۱۳۲۷- حلیۃ الأولیاء ص ۵۹ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۷۹ ج ۱۰ ح ۱۰۰۱۵۔

۱۳۲۸- طبرانی کبیر ص ۱۲۹ ج ۴ ح ۳۸۸۷ و ۳۸۸۹، طبرانی اوسط ص ۱۳۰ ج ۱ ح ۱۴۸، مسند

الشماسین ح ۱۵۴۴ و ۳۵۷۴۔

۱۳۲۹- کتاب المجروحین ص ۲۱۴ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۳۹۶ ج ۲، اللالی ج ۲، تنزیہ ص ۳۶۲ ج ۲۔

میرا جسم کائناتوں کے ساتھ کھینچا جاتا تھا اللہ نے فرمایا ہم نے تو موت کو آپ پر آسان کر دیا تھا۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی جعفر بن نصر غزیری مہتم بالکذب ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا (میزان ص ۲۱۹ ج ۱)۔

(۱۳۳۰) یہی روایت جعفر بن نصر غزیری نے حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے ابن حبان فرماتے ہیں من گھڑت ہے (کتاب البحر وجین ص ۲۱۲ ج ۱)۔

## انا للہ کہنا

(۱۳۳۱) اعطیت امتی شیئاً لم یعطہ احد من الامم عند المصیبة انا للہ وانا الیہ راجعون (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

میری امت کو ایسی چیز عطا ہوئی ہے جو دیگر امتوں میں سے کسی ایک کو عطا نہیں ہوئی وہ مصیبت کے وقت انا للہ پڑھتے تھے۔ ☆

اس سیاق کے ساتھ سخت ضعیف ہے راوی محمد بن خالد طحان بہت برا آدمی تھا کوئی شئی نہیں کذاب تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۵۳۳ ج ۳)

(۱۳۳۲) من استرجع عند المصیبة جبر اللہ مصیبتہ وجعل لہ خلفاً یرضہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو مصیبت کے وقت انا للہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے اور اس کے لئے ایسا نائب بناتا ہے جو اس کی پسند ہوتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی علی بن ابی طلحہ ضعیف ہے ابن حجر فرماتے ہیں ابن عباس سے مرسل روایت کرتا تھا حالانکہ اس نے ابن عباس کو دیکھا نہیں ہے (تقریب ص ۲۴۸)۔

۱۳۳۰- کتاب المجروحین ص ۲۱۴ ج ۱۔

۱۳۳۱- طبرانی کبیر ص ۳۲ ج ۱۲ ح ۱۲۴۱۱، الترغیب والترہیب ص ۳۳۷ ج ۴، کنز العمال ص ۲۹۶ ج ۳۔

۱۳۳۲- کنز العمال ص ۳۰۰ ج ۳، الترغیب والترہیب ص ۳۳۷ ج ۴، مجمع ص ۳۳۱ ج ۲ و ص ۳۱۷ ج ۶۔

(۱۳۳۳) ما من مسلم ولا مسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها ان قدم عهدا

فيحدث له استر جاعا الا احدث الله له عند ذلك واعطاه ثواب يوم

اصيب بها (حسين بن علي رضی اللہ عنہ)

کسی مسلمان مرد یا عورت کو مصیبت نہیں پہنچتی اگرچہ اس کا زمانہ پرانا ہو چکا ہو مگر وہ اسے انا اللہ کہنے کی خاطر نئے سرے سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئے سرے سے ثواب دیتا ہے جتنا کہ اس کو

تکلیف پہنچنے کے دن عطاء کیا تھا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ہشام بن زیاد متروک ہے (تقریب ص ۳۶۲)۔

(۱۳۳۴) من سمع بموت مسلم فدعا له بخير كتب الله له اجر من عاداه او شيعه

ميتا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو کسی مسلمان کی موت کی خبر سنے تو اس کے لئے بھلائی کی دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے

برابر اجر لکھ دیتا ہے جس نے اس کی تیمارداری کی ہوتی ہے یا اس کے جنازہ کے ساتھ گیا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی صالح بن بشیر مری ضعیف ہے (تقریب ص ۱۳۸) قصہ گو ہے صاحب حدیث نہیں اور نہ

حدیث کو پہچانتا ہے (احمد) متروک ہے (نسائی) مکر الحدیث ہے (بخاری) سخت مکر الحدیث ہے (فلاس

☆ میزان ص ۲۸۹ ج ۲)

## میت کے پاس عورتوں کی حاضری

(۱۳۳۵) لا خير في جماعة النساء ولا عند ميت فانهن اذا اجتمعن قلن وقلن

(خولة بنت يمان)۔

عورتوں کی جماعت کرانے اور میت کے پاس جمع ہونے میں خیر نہیں ہے جب یہ جمع ہوتی ہیں تو ایسی ویسی

۱۳۳۳- مسند أحمد ص ۲۰۱ ج ۱، مجمع ص ۳۳۱ ج ۲، طبرانی أوسط ص ۳۷۱ ج ۳ ح ۲۷۸۹، ابن كثير

ص ۲۹۵ ج ۱ البقرة ص ۱۵۶۔

۱۳۳۴- كنز العمال ص ۶۶۲ ج ۱۵۔

۱۳۳۵- طبرانی أوسط ص ۴۴۸ ج ۸ ح ۷۱۲۶۔

باتیں کرتی ہیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی وازع بن نافع متروک ہے (مجمع ص ۳۳۰ ج ۲ دیکھئے نمبر ۴۲)

## قبلہ رخ کرنا

(۱۳۳۶) اوصی ان یوجہہ الی القبلة لما احتضر (عبد اللہ بن ابی قتادة رضی اللہ عنہ)

انہوں نے وصیت کی کہ موت کے وقت انہیں قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۳۳۷) کان البراء بن معرور اول من استقبل القبلة حیا و میتا (عبد الرحمن بن

عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

براء بن معرور پہلے شخص تھے جو زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ☆ مرسل ہے۔

(۱۳۳۸) قال حذیفہ وجہونی الی القبلة۔ (حذیفہ رضی اللہ عنہ)

حضرت حذیفہ نے فرمایا مجھے قبلہ رخ کر دینا ہے۔ ☆ نامعلوم ہے۔

## موت کفارہ ہے

(۱۳۳۹) الموت کفارة لكل مسلم (انس رضی اللہ عنہ)

موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں پہلی سند میں محمد بن احمد المفید سخت ضعیف ہے اور اس کا

استاذ احمد بن عبد الرحمن ثقفی مجہول ہے دوسری سند میں مفرج بن شجاع و ابی الحدیث ہے نیز اس کا شمار

مجہولوں میں سے ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۹۵ ج ۲)۔

۱۳۳۶- المستدرک ص ۳۵۳ ج ۱ بیہقی ص ۳۸۴ ج ۳۔

۱۳۳۷- بیہقی ص ۳۸۴ ج ۳۔

۱۳۳۸- أرواء الغلیل ص ۱۵۲ ج ۳۔

۱۳۳۹- تاریخ بغداد ص ۳۷۴ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۱۲۱ ج ۳، کنز العمال ص ۵۴۸ ج ۱۶، موضوعات کبیر

ص ۱۲۹، کتاب الموضوعات ص ۳۹۴ ج ۲، اللالی ص ۳۴۶ ج ۲، دیلمی ص ۵۱۳ ج ۴، ۶۹۸۵۔

(۱۳۴۰) الموت كفارة للمومن (انس رضی اللہ عنہ)۔

موت مومن کے لئے کفارہ ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی داؤد بن الحجر متروک ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

(۱۳۴۱) الموت كفارة لكل ذنب۔ ☆

موت ہر گناہ کے لئے کفارہ ہے۔ ☆

من گھڑت ہے اس روایت کے دو راوی خزرج بن جمیل اور اس کا استاد حفص بن عبد الرحمن نامعلوم ہے اور تیسرا راوی داؤد بن الحجر متروک ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

## میت پر رونا نوحہ کرنا

(۱۳۴۲) ویل ام سعداً سعداً و جدّاً فقال النبی ﷺ لا تزيدن علی هذا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی مسلم ملائی ضعیف ہے مجمع ص ۱۵ ج ۳)۔

(۱۳۴۳) الميت تنضح علیه الحميم بيكاء الحى (عائشة رضی اللہ عنہ)۔

میت پر گرم پانی چھڑکا جاتا ہے زندوں کے رونے کی وجہ سے۔ ☆

باطل ہے راوی محمد بن حسن بن زبالہ ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی و رازی) واہمی الحدیث (ابو

حاتم) منکر الحدیث (دارقطنی) کذاب ہے (میزان ص ۵۱۴ ج ۳)۔

(۱۳۴۴) لا يبكى الا احد رجلين فاجر مكمل فجوره او بار مكمل بره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

صرف دو آدمیوں پر رویا جائے کامل فاجر پر یا کامل نیک پر۔ ☆

۱۳۴۰ - کتاب الموضوعات ص ۳۹۴، اللالی ص ۳۴۶ ج ۲۔

۱۳۴۱ - اللالی ص ۳۴۶ ج ۲۔

۱۳۴۲ - طبرانی کبیر ص ۶۹ ج ۶ ح ۵۳۲۸۔

۱۳۴۳ - أبویعلی ص ۵۴ ج ۱ ح ۴۳، کنز العمال ص ۶۱۲ ج ۱۰، مجمع ص ۱۶ ج ۳، مسند أبی بکر للمروزی

ص ۷۳، كشف الاستار ص ۳۷۹ ج ۱۔

۱۳۴۴ - طبرانی أوسط ص ۲۲۷ ج ۱ ح ۳۴۲، کنز العمال ص ۶۲۵ ج ۱۰۔

ضعیف ہے راوی رشدین بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۳)

(۱۳۴۵) کان الاسترجاع فی الجاهلیة النوح عند المصیبة والایاس من الانابة فابدلنا الله فی الاسلام مکان النیاحة الاسترجاع عند المصیبة و مکان الایاس الیقین بالانابة (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)  
جاہلیت میں مصیبت کے وقت انا اللہ کہنے کے بجائے نوح تھا اور انابت سے ناامیدی تھی اللہ تعالیٰ نے اسلام میں مصیبت کے وقت نوح کی جگہ انا اللہ کو بدل دیا اور ناامیدی کو انابت بالیقین سے بدل دیا۔  
دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

## حرمین میں موت

(۱۳۴۶) من مات فی احد الحرمين یبعث أمناً (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو حرمین میں سے ایک میں مرادہ قیامت کے دن با امن اٹھایا جائے گا۔ ☆  
مکر ہے راوی ابو الزبیر مدلس ہیں اور اس کا شاگرد عبد اللہ بن مؤمل مخزومی ضعیف ہے (ابن معین۔ نسائی و دارقطنی) اس کی حدیث منکر ہے (احمد ☆ میزان ص ۵۱۰ ج ۲)۔

(۱۳۴۷) من مات فی احد الحرمين استوجب شفاعتی وکان یوم القيامة من الامنین (سلمان رضی اللہ عنہ)۔

جو حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی اور قیامت کے دن وہ امن والوں میں سے ہوگا۔ ☆

۱۳۴۵- دیلمی ص ۳۲۲ ج ۳ ح ۴۸۵۲

۱۳۴۶- طبرانی اوسط ص ۴۱۲ ج ۶ ح ۵۸۷۹، شعب الایمان ص ۴۹۷ ج ۳، کنز العمال ص ۳۷۱ ج ۱۲، تنزیہ ص ۱۷۳ ج ۲، در منثور ص ۵۵۵ ج ۲۔

۱۳۴۷- طبرانی کبیر ص ۲۴۰ ج ۶ ح ۶۱۰۴، شعب الایمان ص ۴۹۶ ج ۳، کنز العمال ص ۲۷۱ ج ۱۲، تنزیہ ص ۱۷۳ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۱۴۔

ضعیف ہے راوی عبدالغفور بن سعید متروک ہے (مجمع ص ۳۱۹ ج ۲)۔

(۱۳۴۸) من مات فی طریق مکة لم يعرضه الله يوم القيامة ولم يحاسبه (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جو مکہ کے رستہ میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش نہیں کریں گے۔ ☆

منکر ہے راوی عائد بن بشر (میزان میں نسیر ہے) ضعیف ہے (ابن معین) منکر الحدیث ہے (عقیلی

☆ لسان ص ۲۲۶ ج ۳) اس کا شاگرد یحییٰ بن یحییٰ وہم زدہ اور خطا کرتا تھا (اکامل ص ۱۹۹ ج ۵)۔

(۱۳۴۹) من مات فی طریق مکة حاجا لم يعرضه الله عز وجل ولم

يحاسبه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو مکہ کے رستہ میں حج کی نیت سے مر گیا اللہ تعالیٰ اس سے نہ تعرض کرے گا اور نہ ہی حساب لے گا۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۶) اور اس کے شاگرد اسحاق بن بشر اکالی کا

شمار حدیث وضع کرنے والوں میں ہوتا ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۱۸۶ ج ۱)

(۱۳۵۰) من خرج فی هذا الوجه فی حجة او عمرة فمات لم يعرض ولم

يحاسب وقيل له ادخل الجنة (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جو حرم کی طرف حج یا عمرہ کے لئے نکلے تو وہ مرجائیں اس سے نہ تعرض ہوگا اور نہ حساب لیا جائے گا اس

کو کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ ☆

منکر ہے سند میں ایک راوی مجہول ہے ابن عدی کہتے ہیں وہ مجہول راوی عائد ہے جو اوپر والی حدیث کا

راوی ہے اس کی یہ دونوں روایتیں غیر محفوظ ہیں (اکامل ص ۱۹۹ ج ۵)۔

۱۳۴۸- شعب الایمان ص ۳۷۴ ج ۳ ح ۴۰۹۹، کنز العمال ص ۱۶ ج ۵، اللالی ص ۱۰۸ ج ۲، تذکرۃ

الموضوعات ص ۷۲۔

۱۳۴۹- الکامل ص ۳۳۶ ج ۱، دیلمی ص ۱۴۸ ج ۴ ح ۵۹۶۹، تذکرۃ الموضوعات ص ۷۲۔

۱۳۵۰- أبویعلیٰ ص ۳۳۰ ج ۴ ح ۵۸۹، مجمع ص ۲۰۸ ج ۳، الترغیب والترہیب ص ۱۷۸ ج ۲، دارقطنی

ص ۲۹۸ ج ۲، الکامل ص ۹۹۲ ج ۵، طبرانی الأوسط ص ۱۸۵ ج ۶ ح ۵۳۸۴، کتاب المجروحین

ص ۱۹۴ ج ۲، میزان ص ۲۳۶ ج ۲۔

(۱۳۵۱) من مات بین الحرمین حشره اللہ یوم القیامۃ من الآمنین و کنت شهیداً و شفیعاً یوم القیامۃ (انس رضی اللہ عنہ)

جو حرمین (مکہ اور مدینہ) کے درمیان فوت ہوا وہ قیامت کے روز با امن لوگوں میں سے اٹھایا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے لئے گواہ یا شفا رشی ہوں گا۔ متن کی سند نامعلوم ہے۔

(۱۳۵۲) من مات فی بیت المقدس فکانما مات فی السماء (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو بیت المقدس میں فوت ہوا گویا کہ وہ آسمان میں مرا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یوسف بن عطیہ بصری متروک ہے (تقریب ص ۲۸۹) منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے (ذہبی) اس کی عام روایات محفوظ نہیں ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۳۶۸ تا ۴۷۰ ج ۳)۔

(۱۳۵۳) من مات بیت المقدس او حولها باثنی عشر میلاً کان بمنزلۃ من قبض من السماء الدنیا (معاذ رضی اللہ عنہ)

جو بیت المقدس یا اس کے ارد گرد بارہ میل کے اندر مر جائے وہ ایسے ہے جیسا کہ پہلے آسمان پر فوت ہوا۔ ☆  
باطل ہے راوی یوسف بن عطیہ ضعیف ہے (دارقطنی) ثقہ نہیں (نسائی) وہ بصری سے بھی زیادہ کذاب ہے (فلاس) اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۴۷۰ ج ۳)

## علاقہ شام میں موت

(۱۳۵۴) من مات بالشام اعطی اماناً من ضغطة القبر والجواز علی الصراط (علی رضی اللہ عنہ)

جو شام کے علاقہ میں فوت ہو وہ قبر کے جھٹکے سے محفوظ رہے گا اور پل صراط سے آسانی گزر جائے گا۔ ☆  
ویلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

۱۳۵۱- دیلمی ص ۱۴۸ ج ۴ ح ۵۹۷۰۔

۱۳۵۲- کتاب الموضوعات ص ۱۳۰ ج ۲، اللالی ص ۱۰۸ ج ۲، کنز العمال ص ۲۸۹ ج ۱۲۔

۱۳۵۳- دیلمی ص ۱۴۸ ج ۴ ح ۵۹۷۳۔

۱۳۵۴- دیلمی ص ۱۴۸ ج ۴ ح ۵۹۷۱۔



## جمعہ کے روز کی موت

(۱۳۵۵) من مات يوم الجمعة وليلتها غفر له (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

جو جمعہ کے دن یا اس کی رات کو مرے تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆

منکر ہے راوی ہشام بن سعد حدیث میں محکم نہیں (احمد) ضعیف ہے (نسائی) اسکی یہ روایت (میزان

ص ۲۹۹ ج ۴) اس کا استاذ ربیعہ بن سیف صدوق ہے (تقریب ص ۱۰۰) اس کے پاس منکر روایات ہیں

(بخاری) پھر اس کا حضرت عبد اللہ بن عمرو سے سماع نہیں (ترمذی ☆ میزان ص ۴۳ ج ۲)۔

(۱۳۵۶) ما من مسلم يموت يوم الجمعة او ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر

(عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ ☆

اس کی سند بھی اوپر والی حدیث کی سند ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس کی سند متصل نہیں

اور ہم نہیں سمجھتے کہ ربیعہ بن سیف کا حضرت عبد اللہ بن عمرو سے سماع ہو (ترمذی مع تحفہ ص ۱۶۳ ج ۲)۔

(۱۳۵۷) من مات يوم الجمعة وقى عذاب القبر (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو جمعہ کے روز مرے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ ☆

راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱) اور اس کا شاگرد واقد بن سلامہ منکر الحدیث ہے قابل

جہت نہیں۔ کتاب البحر وچین ص ۸۵ ج ۳) اس کی حدیث صحیح نہیں (بخاری ☆ اکال ص ۲۵۵ ج ۷)

اس روایت کی سند بہت سخت ضعیف ہے (تحفہ الاحوذی ص ۱۶۳ ج ۲)۔

(۱۳۵۸) اثنان لا ليعذبان في قبورهم من مات يوم الجمعة ومن مات في

۱۳۵۵- میزان ص ۲۹۹ ج ۴۔

۱۳۵۶- ترمذی کتاب الجنائز ج ۱۰۷۴۔

۱۳۵۷- الکامل ص ۲۵۵ ج ۷، أبو یعلیٰ ص ۱۴۹ ج ۴، ح ۴۰۹۹۔

۱۳۵۸- دیلمی ص ۵۰۲ ج ۱، ح ۱۶۸۱۔

رمضان۔ (عمران رضی اللہ عنہ)

دو قسم کے آدمیوں کو قبر میں عذاب نہیں ہوتا جو جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہو۔ ☆  
دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

## غسل

(۱۳۵۹) جو میت کو غسل دے اور اس میں امانت کو کما حقہ ادا کرے اور میت کے اس راز کو افشاء نہ کرے جو غسل کے وقت دیکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو غسل قریبی رشتہ دار دے اگر اسے غسل دینے کا تجربہ ہو ورنہ جس کو تم پر ہیزار گار اور امانت دار سمجھو وہ غسل دے۔ (عائشہ رضی اللہ عنہ)  
ضعیف ہے راوی جابر بھی متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۱۳۶۰) من غسل میتا خرج من ذنوبہ کیوم ولدت امہ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو میت کو غسل دے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس کی والدہ نے اسے آج ہی جنا ہو۔ ☆  
ضعیف ہے راوی ظیل بن مرہ منکر الحدیث ہے (بخاری) قوی نہیں (ابو حاتم) ضعیف ہے (ابن معین) ☆  
میزان ص ۲۶۸ ج ۱ و تقریب ص ۹۴)۔

(۱۳۶۱) من غسل میتا فکتم علیہ طہرہ اللہ من ذنوبہ فانہ کفنه کساہ اللہ من سندس (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

جو میت کو غسل دے اور اس کے معاملہ کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک کر دے گا اور جو کفن دے اللہ تعالیٰ اسے ریشم کا لباس پہنائے گا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو عبد اللہ نامعلوم ہے (مجمع ص ۴۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۲) من غسل میتا و تبعہ رجع مغفوراً لہ (معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۵۹- مسند أحمد ص ۱۱۹ ج ۶، طبرانی أوسط ص ۳۴۹ ج ۴ ص ۳۵۹۹۔

۱۳۶۰- طبرانی أوسط ص ۲۸۱ ج ۸، ح ۹۲۸۸۔

۱۳۶۱- طبرانی کبیر ص ۲۸۱ ج ۸، ح ۸۰۷۸، کنز العمال ص ۵۷۵ ج ۱۵۔

۱۳۶۲- مسند أحمد ص ۴۰۲ ج ۶۔

جو میت کو غسل اور کفن دے اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے تو وہ بخشا ہوا واپس لوٹے گا۔ ☆  
ضعیف ہے راوی صالح مجہول ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۳) فی الرجل یموت مع النساء والمرأة تموت مع الرجال وليس لهما محرم یتیمما (سنان بن عرفہ رضی اللہ عنہ)۔

وہ آدمی جو عورتوں کے ساتھ اور عورت مردوں کے ساتھ مرتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی محرم نہیں ہوتا تو ان دونوں کو یتیم کرایا جائے۔ ☆

راوی عبد الحلق بن یزید بن واقد ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳ ج ۳) ثقہ نہیں (نسائی) مکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۵۴۳ ج ۲)۔

(۱۳۶۴) فلما حضرت خالد بن الحواری الوفاة وقد اتی اہله اغسلونی غسلتین غسلة للجنابة و غسلة للموت (خالد بن الحواری رضی اللہ عنہ)۔

صحابی خالد بن الحواری کو جب موت حاضر ہوئی تو وہ غصبی تھے انہوں نے فرمایا مجھے دو غسل دینا ایک جنابت کا غسل اور دوسرا موت کا۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسحاق بن حارث نامعلوم ہے (مجمع ص ۲۳ ج ۳)۔

(۱۳۶۵) اغسلو اقتلاکم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے مقتولوں کو غسل دو۔ ☆

ذہبی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر حدیث کی نکارت ظاہر ہے۔ (میزان ص ۶۲۱)۔

(۱۳۶۶) افعلوا بمیتکم ما تفعلون باحیاءکم۔ ☆

تم اپنے مردوں کے ساتھ ایسے کرو جیسا کہ تم اپنے زندوں کے ساتھ کرتے ہو۔

غزالی نے اس روایت کی اپنی کتاب وسیط میں ذکر کیا ہے ابن صلاح فرماتے ہیں کوشش کے باوجود نہیں

۱۳۶۳- طبرانی کبیر ص ۱۰۸ ج ۷ ح ۶۴۹۷۔

۱۳۶۴- طبرانی کبیر ص ۱۹۶ ج ۴ ح ۴۱۲۳۔

۱۳۶۵- الکامل ص ۸۲۷ ج ۲ ح ۱، میزان ص ۶۲۱ ج ۱۔

۱۳۶۶- تلخیص ص ۱۰۶ ج ۲۔

مٹی ابو شامہ فرماتے ہیں غیر معروف ہے (التلخیص ص ۱۰۶ ج ۲)۔

☆ (۱۳۶۷) افعلو ا بمیتکم کما تفعلون بعرو سکم۔

تم اپنے مردوں کے ساتھ ویسے کرو جیسا کہ تم اپنی دہنوں کے ساتھ کرتے ہو۔ ☆

نا معلوم ہے۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں تلاش بسیار کے باوجود اس کا اصل معلوم نہیں ہوا (التلخیص ص ۱۰۶ ج ۲)۔

☆ (۱۳۶۸) ان المیت لیعرف من یحمله ومن یغسله ومن یدلیہ فی القبور (ابو سعید)

میت جانتی ہے اسے کس نے اٹھایا، غسل دیا اور قبر میں اتارا ہے۔ ☆

ضعیف ہے سند میں ایک نا معلوم راوی ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

☆ (۱۳۶۹) لا یغسل موتاکم الا المأمونون۔

تمہارے مردوں کے صرف مامون ہی غسل دیں۔ ☆

حدیث نہیں کسی نا معلوم کا قول ہے۔

☆ (۱۳۷۰) ان انسا اوصی ان یغسلہ محمد بن سرین۔

حضرت انس نے وصیت کی تھی کہ ان کو محمد بن سیرین غسل دیں چنانچہ ابن سرین نے حسب

وصیت ان کو غسل دیا۔ ☆

سند نا معلوم ہے (ارواء ص ۱۵۹ ج ۳)۔

☆ (۱۳۷۱) ان ابا بکر الصدیق اوصی ان تغسلہ امراتہ اسماء بنت عمیس۔

حضرت ابو بکر نے وصیت کی تھی کہ ان کو غسل ان کی بیوی اسماء دے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)۔

۱۳۶۷- ابن ابی شیبہ، ص ۴۵۲ ج ۲، ح ۱۰۹۲۵، تلخیص ص ۱۰۶ ج ۲۔

۱۳۶۸- مسند أحمد ص ۳ ج ۳، تاریخ بغداد ص ۲۱۲ ج ۱۲، تاریخ اصفہان ص ۲۰۸ ج ۱، مجمع الجوامع

ح ۵۹۵۹، مجمع ص ۲۱ ج ۳۔

۱۳۶۹- ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۴۶۱، کنز العمال ص ۵۷۱ ج ۱۵۔

۱۳۷۰- أرواء الغلیل ص ۱۵۹ ج ۳۔

(۱۳۷۲) لا تنظر الی فخذ حی ولا میت (علی رضی اللہ عنہ)۔

اے علی نہ تو زندہ کا ران دیکھ اور نہ مردہ کا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن حریق مدلس ہیں اور انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے بلا سماع روائے ہے، بعض اسناد میں ابن حریق کے سماع کی تصریح ہے مگر وہ سندیں ضعیف ہیں سماع والی ایک میں یزید ابو خالد تیسرا راوی مجہول ہے دوسری سند میں احمد بن منصور ہے جس نے اس کو روایہ عبادہ سے روایت کیا ہے۔ مگر روح کے جو ثقہ شاگرد ہیں وہ سماع کا ذکر نہیں کرتے۔ تفصیل الغلیل ص ۲۹۵ ج ۱) میں ملاحظہ کریں۔

(۱۳۷۳) رأت امرأة یکدون رأسها بمشط فقالت علام تنص میتکم (عائشہ رضی اللہ عنہ)۔

عائشہ نے دیکھا کہ وہ مردہ عورت کو کنگی کر رہے ہیں فرمایا تم اپنے مردہ کے بالوں کو کیوں سیدھے کرتے ہو منقطع ہے راوی ابراہیم نخعی کا حضرت عائشہ سے سماع نہیں نیز محمد بن حسن اور ان کے اسناد ابو حنیفہ ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہیں۔

## کفن

(۱۳۷۴) أحسنوا کفان موتا کم (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو اچھے کفن پہناؤ۔ ☆

ضعیف ہے کہ سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)

(۱۳۷۵) اذاولی احد کم احافلیحسن کفنه فانهم یبعثون فی اکفانهم (انس)

۱۳۷۱- بیہقی ص ۳۹۷ ج ۲، میزان ص ۶۶۳ ج ۳۔

۱۳۷۲- أبو داؤد ح ۳۱۴۰ و ۴۰۱۵، ابن ماجہ ۱۴۶۰، بیہقی ص ۳۲۸ ج ۳، دارقطنی ص ۸۶ ج ۳۔

العمال ص ۳۳۸ ج ۷۔

۱۳۷۳- کتاب الآثار لمحمد ص ۳۹، مصنف عبد الرزاق ص ۴۳۷ ج ۳۔

۱۳۷۴- الکامل ص ۱۱۰ ج ۳، تنزیہ ص ۳۷۳ ج ۲۔

جب کوئی اپنے بھائی کا ولی بنے تو اس کے کفن کو اچھا کرے قیامت کے روز وہ انہیں کفنوں میں اٹھائیں گے۔ ☆  
ضعیف مکر ہے راوی سعید بن سلام عطار وضع حدیث کے ساتھ مشہور تھا (میزان ص ۱۴۱ ج ۲)

(۱۳۷۶) الکفن من جمیع المال (علی رضی اللہ عنہ)

کفن میت کے تمام اثاثہ سے ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن ہارون فروی ضعیف ہے (مجمع الزوائد ج ۲۲۳ ج ۲)

(۱۳۷۷) من کفن میتا فان له بكل شعرة تصیب کفنه عشرہ حسنات (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو میت کو کفن پہنائے اس کے ہر بال کے بدلے جس کو کفن چھوئے دس نیکیاں ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابوالعلاء نے نافع سے ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جو اس کی روایات میں سے نہیں

اور یہ حدیث من گھڑت ہے۔ (میزان ص ۵۵۴ ج ۲)

(۱۳۷۸) ان النبی ﷺ لما کفن زر علیہ قمیصہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جب آپ ﷺ کو کفن پہنایا گیا تو قمیض بھی اوڑھ دی گئی۔ ☆

مکر ہے راوی عبدالملک بن قریب اصمعی صدوق سی ہے (تقریب ص ۲۲۰) دوسرا راوی احمد بن عبید بن

ناصح لین الحدیث ہے (تقریب ص ۱۵) یہ روایت مکر ہے (میزان ص ۶۲۳ ج ۲)۔

(۱۳۷۹) خیر الکفن حلة (عبادہ رضی اللہ عنہ)

طہ بہترین کفن ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حاتم بن ابی نصر مجہول ہے (تقریب ص ۵۹)

(۱۳۸۰) اور یہی روایت حضرت ابو امامہ سے بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے راوی عفیر بن معدان حمصی مؤذن شیخ

۱۳۷۵ - الکامل ص ۱۷۶ ج ۵، عقیلی ص ۵۵ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۱۶۰ ج ۴، تاریخ اصفہان ص ۳۴۶ ج ۲۔

۱۳۷۶ - طبرانی اوسط ص ۱۹۵ ج ۸ ح ۷۳۹۷۔

۱۳۷۷ - دیلمی ص ۱۷۱ ج ۴ ح ۶۰۱، تذکرۃ الموضوعات طبرانی ص ۱۲۸، میزان ص ۵۵۴ ج ۴۔

۱۳۷۸ - میزان ص ۶۶۲ ج ۲۔

۱۳۷۹ - ابو داود کتاب الجنائز ج ۳۱۵۶، ترمذی کتاب الاضاحی ج ۱۴۱۷، ابن ماجہ کتاب الجنائز

ج ۱۴۷۲، بیہقی ص ۴۰۳ ج ۳، حلیۃ الأولیاء ص ۵۸ ج ۹۔

صالح ضعیف ہے (ابو داؤد) یہ سلیم عن ابی امامہ کے طریق سے بہت زیادہ روایتیں لاتا ہے جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا (ابو حاتم) کوئی شی نہیں ثقہ نہیں (ابن معین) منکر الحدیث ہے (احمد ☆ میزان ص ۸۳ ج ۳) یہ روایت بھی سلیم عن ابی امامہ کے طریق سے ہے۔

(۱۳۸۱) کفن فی قطیفة الحمراء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ کو سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔ ☆

باطل ہے راوی محمد بن مصعب قرطانی قوی نہیں (ابو حاتم) ضعیف ہے (نسائی ☆ میزان ص ۴۲ ج ۴) اور اس کا استاذ قیس بن ربیع ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲) باطل ہے (میزان ص ۴۲ ج ۴)

(۱۳۸۲) انه کفن فی حلة حمراء کان یلبسها وقميص (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ کو سرخ حلہ میں جسے آپ پہنتے تھے اور قمیض میں کفن دیا گیا۔ ☆

منکر ہے راوی عمران بن عیینہ قابل حجت نہیں منکر روایات لاتا تھا (ابو حاتم) ضعیف تھا (ابو زرعہ ☆ میزان ص ۲۴۰ ج ۲)۔ اس کا استاذ یزید بن ابی زیاد ضعیف اور متغیر لقمہ قبول کرتا تھا (تقریب ص ۳۸۲)

(۱۳۸۳) کفن فی ثلاثة أثواب قميصه الذی مات فیہ و حلة نجرانية (ابن عباس)

آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اس قمیض میں جس میں آپ فوت ہوئے تھے اور نجرانی حلہ میں۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید بن زیاد اس کے روایت کرنے میں متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰۸ دیکھئے اس سے پہلی والی روایات)

(۱۳۸۴) کفن فی ثلاث أثواب احدها برد أحمد (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک سرخ رنگ کی چادر تھی۔ ☆

احدہا برد أحمد کے الفاظ غیر ثابت ہیں، راوی بشر بن نمعان زہری سے روایت کرنے میں ضعیف ہے

۱۳۸۰- ترمذی کتاب الاضاحی باب ۱۷ ح ۱۰۱۷، الکامل ص ۲۰۱۷ ج ۵۔

۱۳۸۱- الکامل ص ۲۰۶۸ ج ۲، تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲۔

۱۳۸۲- أبوداؤد ح ۳۱۵۳، میزان ص ۲۴۰ ج ۳۔

۱۳۸۳- ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۴۷۱، ابن ابی شیبہ ص ۴۶۲ ج ۲ ح ۱۱۰۴۶، بیہقی ص ۴۰۰ ج ۳۔

(تقریب ص ۱۷۹) مذکورہ روایت بھی زہری سے ہے۔

(۱۳۸۵) کفن فی ثلاثة اثواب قمیض و ازار و لفافه (جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

آپ کو تین کپڑوں قمیض چادر اور لفافہ میں کفن دیا گیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی نا صحیح ضعیف ہے اور منفرد ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲)

(۱۳۸۶) کفن فی سبعة اثواب (علی رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ☆

راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل سنی الحفظ ہے متابعت میں اس کی روایت درست ہے مگر جب منفرد ہو تو حسن ہے جب صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہو تو قائل قبول نہیں اس نے اس روایت میں خود اپنی ہی مخالفت کی ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲) راقم کہتا ہے کہ یہ روایت متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے جس میں تین کپڑوں کا ذکر ہے۔

(۱۳۸۷) احبان کی بیٹی کہتی ہے کہ میرے والد نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا تھا کہ مجھے کفن میں قمیض نہ پہنانا مگر ہم نے انہیں قمیض پہنا دی صبح کو دیکھا کہ وہ قمیض مشب (کلی) پر لٹک رہی ہے (عدیہ بنت احبان)

یہ الفاظ مسند احمد ص ۶۹ ج ۵ کے ہیں طبرانی کبیر ص ۲۹۳ ج ۱ میں ہے میرے والد نے کہا تھا کہ مجھے سلے ہوئے کپڑے میں کفن نہ دینا مگر ہم نے سلی ہوئی قمیض میں دے دیا میں گھر میں آئی تو قمیض موجود تھی الحدیث۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو عمر قسملی نامعلوم ہے (مجمع الزوائد ص ۲۵ ج ۳)

طبرانی کی روایت میں عثمان بن ہشیم راوی صدوق تھا مگر آخری عمر میں لقمہ قبول کر لیتا تھا (ابوحاتم)

۱۳۸۴- الکامل ص ۱۰۰۸ ج ۴۔

۱۳۸۵- الکامل ص ۲۵۱ ج ۷، کشف الاستار ح ۸۱۱، مجمع ص ۲۳ ج ۳۔

۱۳۸۶- مسند احمد ص ۹۴ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۴۶۵ ج ۲ ح ۱۱۰۸۶، المحلی ص ۱۲۴ ج ۳، تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲۔

۱۳۸۷- مسند احمد ص ۶۹ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۹۳ ج ۱ ح ۸۶۲۔



صدوق کثیر الخطا ہے (دارقطنی) ثبت نہیں (احمد ☆ حدی الساری ص ۴۲۲)۔

(۱۳۸۸) ان میمونة کفنت فی درع مصفر (علی بن ابی طلحة رضی اللہ عنہ)

حضرت میمونة کو زرد قمیض میں کفن دیا گیا۔ ☆

منقطع اور ضعیف ہے علی بن ابی طلحة نے ام المومنین میمونة کو نہیں پایا علی ۱۳۳ کو فوت ہوا ہے (تہذ

۷۳۸ ج ۷) اور حضرت ام المومنین ۱۵۰ کو فوت ہوئیں (تقریب ص ۴۷۳)

(۱۳۸۹) لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سریعا (علی رضی اللہ عنہ)

کفن میں غلو نہ کرو (مہنگا نہ ڈالو) کیونکہ یہ جلدی چھینا جاتا ہے۔ ☆

منقطع ہے راوی ثعلبی کا حضرت علی سے سوائے ایک روایت کے باقی میں سماع نہیں ہے

ص ۱۰۹ ج ۲) دوسرا راوی عمرو بن ہاشم البکلی لین الحدیث ہے (تقریب ص ۲۶۳)۔

(۱۳۹۰) احسنوا الکفن ولا توذوا موتا کم بعویل ولا تاخیر وصیة و عجلو

ء دینہ و اعدلوا عن جیران السوء (ام سلمة رضی اللہ عنہ)

تم مردوں کا کفن اچھا کرو۔ رونے پینے اور وصیت کے موخر کرنے سے اسے تکلیف نہ دو اس

جلدی ادا کرو اور برے لوگوں کے درمیان دفن نہ کرو ☆

من گھڑت ہے راوی عبدالقدوس بن حبیب کلاعی کذاب ہے (ابن مبارک) اس کے ترک پر:

(احمد) ثقہ نہیں (نسائی) اس کی روایات متن اور سند کے لحاظ سے منکر ہیں (میزان ص ۶۳۳ ج ۱)

## جنازہ اٹھانا

(۱۳۹۱) ما من میت یوضع علی سریرہ فیخطی بہ ثلاث خطا الا نادى بـ

یسمعه من شاء الله (عمر رضی اللہ عنہ)

۱۳۸۸- طبرانی کبیر ص ۲۹ ج ۲۴ ح ۷۶۔

۱۳۸۹- أبوداؤد کتاب الجنائز باب کراهیة المغالاة فی الکفن ح ۳۱۵۴، تلخیص ص ۱۰۹ ج ۲۔

۱۳۹۰- اللالی ص ۳۶۵ ج ۲، دیلمی ص ۱۳۴ ج ۱ ح ۳۱۷ بمعناه۔

میت کو جب چارپائی پر رکھ کر تین قدم لے جایا جاتا ہے تو وہ آواز دیتی ہے اللہ جسے چاہتا ہے اس آواز کو سنا دیتا ہے اے بھائیوں، اے میت کی چارپائی اٹھانے والو! تمہیں دنیا دھوکہ میں نہ رکھے جیسا کہ اس نے مجھے دھوکہ میں رکھا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبدالرحمن بن محمد الحارثی مدلس ہے (تقریب ص ۲۰۹) اور اس کا استاذ خلیل بن مرہ ضعیف ہے (تقریب ص ۱۹۳)

(۱۳۹۲) من اتبع الجنازة فليحمل بجوانب السرير كلها فانه من السنة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ کے ساتھ چلے وہ چارپائی کے چاروں کونوں کو پکڑے بلاشبہ یہ سنت ہے۔ ☆  
منقطع ہے راوی ابو عبیدہ کا ابن مسعود سے سماع نہیں۔

(۱۳۹۳) من حمل جوانب السرير الا ربع كفر الله عنه اربعين كبيرة (انس رضی اللہ عنہ)  
جو چارپائی کی چاروں جانبوں کو اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹاتا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی علی بن ابی سارہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۶، ۳)

(۱۳۹۴) من تبع جنازة فاخذ بجوامع السرير الا ربع غفر له ارعون ذنبا كلها كبيرة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جنازے کے پیچھے چلے چارپائی کے چاروں پائے پکڑے اس کے چالیس گناہ بخش دیے جاتے ہیں ☆  
ضعیف ہے راوی سواد بن مصعب ہمدانی کوئی شئی مہین (ابن معین) مکر الحدیث ہے۔ (بخاری) متروک

۱۳۹۱- دیلمی ص ۳۲۸ ج ۴ ح ۶۴۹۴، کنز العمال ص ۵۹۶ ج ۱۵، ص ۵۹۸ ج ۱۵، تلخیص ص ۱۱۱ ج ۲،  
مجمع ص ۲۹ ج ۳۔

۱۳۹۲- ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۱۵ ح ۱۴۷۸، تہذیب المزی ص ۲۳۸ ج ۱۹، کنز العمال  
ص ۵۹۳ ج ۱۵۔

۱۳۹۳- طبرانی اوسط ص ۴۲۸ ج ۶ ح ۵۹۱۶، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۷، کنز العمال ص ۵۹۳

۱۳۹۴- دیلمی ص ۹۹ ج ۴ ح ۵۸۰۴۔

ہے (نسائی) ثقہ نہیں (ابوداؤد☆ میزان ص ۲۳۶ ج ۲)

(۱۳۹۴ ب) من شهد جنازةً و مشى امامها و حمل باربع روايا السرير و يجلس حتى يدفن كتب له قيراطان من اجر اخفهما في ميزانه يوم القيامة اثقل من جبل احد۔ (واثلة رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ کے ساتھ جائے اور اس کے آگے چلے اور چار پائی کے چاروں پاؤں کو (باری باری) پکڑے اور دفن ہونے تک بیٹھا رہے اس کے لئے دو قیراط ثواب لکھا جاتا ہے قیامت کے ترازو میں ہلکا قیراط احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگا۔ ☆

منکر ہے راوی معروف بن عبد اللہ خیاط ضعیف ہے (تقریب ص ۳۴۳) قوی نہیں۔ (ابو حاتم) اس کی حدیث سخت منکر ہیں۔ (میزان ص ۱۴۳ ج ۴)

(۱۳۹۵) زودوا موتا کم لا الہ الا اللہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کا توشہ دو۔ ضعیف ہے (جامع الضعیف ص ۴۶۷) راقم کو سند نہیں ملی۔  
(۱۳۹۶) من رای جنازة فقال الله اکبر صدق الله ورسوله هذا ما وعدنا الله ورسوله الحديث (انس رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ دیکھ کر اللہ اکبر کہے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اے اللہ ہمیں ایمان اور تسلیم میں زیادہ کر۔ تو اس کے لئے قیامت کے روز تک میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ ☆

من گھڑت ہے راوی سلیمان بن عمرو ابو داؤد کذاب ہے حدیث وضع کرنے میں معروف تھا۔ (میزان ص ۲۱۶ ج ۲) متعدد بار گزر چکا ہے۔

(۱۳۹۷) ان الله يحب الصمت عند ثلاث عند تلاوة القرآن و عند الزحف و عند الجنائز (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۹۴ ب۔ الکامل ص ۲۳۲ ج ۶، کنز العمال ص ۵۹۷ ج ۱۰۔

۱۳۹۵۔ دیلمی ۴۱۹ ج ۲ ح ۳۱۵۷، تاریخ اصفہان ص ۲۷۰ ج ۱۔

۱۳۹۶۔ دیلمی ص ۱۹۱ ج ۴ ح ۶۱۰۴، تنزیہ ص ۳۳۱ ج ۲۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تین موقعوں پر خاموشی کو پسند کرتا ہے قرآن کی تلاوت کے وقت لڑائی اور جنازہ کے وقت۔ ☆  
ضعیف ہے ایک راوی کا سند میں نام مذکور نہیں (مجمع ص ۲۹ ج ۳)۔

(۱۳۹۸) نہی ان یتبع المیت بصوت او نار (جابر رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ میت کے پیچھے آواز لگائے جائے اور آگ لے جائے جائے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن المحمد دنا معلوم ہے (مجمع ص ۲۹ ج ۳)۔

(۱۳۹۹) ان اول ما یجازی به العبد بعد موته ان یغفر لجميع من اتبع جنازته  
(ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

بندے کو اس کے مرنے کے بعد سب سے پہلے جو بدلہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے کے  
ساتھ چلنے والوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۱۴۰۰) آخر ما یجازی به العبد المومن ان یغفر لمن یتبع جنازته  
(ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

مومن بندے جو آخری جزاء دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ☆  
دونوں روایتیں ضعیف ہیں ان دونوں کا راوی مروان بن سالم شامی ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی)  
نیز مروان کے علاوہ اس کا شاگرد عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد متکلم فیہ ہے (میزان ص ۶۲۸ ج ۲)۔

(۱۴۰۱) لمبی روایت میں ہے جب کوئی ایماندار عورت یا مرد فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم کرتا ہے کہ تو نداء کر  
دے جو شخص بھی اس کے جنازہ میں حاضر ہوگا بخشا جائے گا اور اس کو ہر قدم کے بدلے بارہ حج اور  
عمرہ کا ثواب ملے گا اور جنازہ کی ہر تکبیر کے بدلے بارہا ہزار شہیدوں کا اجر اس کے لئے اللہ نے لکھ

۱۳۹۱- طبرانی کبیر ص ۲۱۲ ج ۵ ح ۵۱۳۰، کنز العمال ص ۳۵۰ ج ۲، مجمع الجوامع ح ۵۲۰۹۔

۱۳۹۰- أبویعلی ص ۱۲۲ ج ۳ ح ۲۶۱۹، الکامل ص ۲۳۶۰ ج ۶، الفوائد المجموعہ ص ۲۶۹، مجمع ص ۲۹ ج ۳۔

۱۳۹۰- کشف الاستار ح ۸۲۰، کتاب الموضوعات ص ۴۰۱ ج ۲، اللالی ص ۳۵۷ ج ۲، العلل المتناهیة

ص ۳۸۲ ج ۱، مجمع ص ۲۹ ج ۳، الترغیب والترہیب ص ۳۴۳ ج ۴، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۷۔

۱۴۰- میزان ص ۹۱ ج ۴۔

دیا ہے اس روایت کے آخر میں ہے جنازہ کے پیچھے چلنے والے کا اتنا درجہ ہے جیسا کہ میرا درجہ تمہا کسی ادنیٰ پر ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی اصح بن نباتہ ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) کذاب ہے (ابو عباس ☆ میزان ص ۲۷۱ ج ۱) نیز اس کا شاگرد سعد بن طریف بر موقعہ فی الفور روایت گھڑ لیتا تھا (الحجر وحین ص ۳۵۷ ج ۱)۔

(۱۴۰۲) اول تحفة المومن ان يغفر لمن خرج في جنازته (جابر رضی اللہ عنہ)۔

مومن کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والے کو بخش دیا جاتا ہے ☆ سخت ضعیف ہے راوی محمد بن راشد متروک ہے (دارقطنی) مبہول ہے (خطیب ☆ کتاب الموفہ ص ۴۰۱ ج ۲) اس کا استاذ بقیہ بھی ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۴۰۳) کرامة المومن على الله ان يغفر لمشييعه (ابو هرير رضی اللہ عنہ)۔

☆ اللہ کے ذمہ مومن کی یہ عزت ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو بخش دے۔ ☆ من گھڑت ہے ایک راوی عبد الرحمن بن قیس زعفرانی کی روایت کوئی شئی نہیں (متروک الحدیث) کذاب ہے (ابوزرعة) حدیث وضع کرتا تھا (ابو علی صالح بن محمد) اس کا شاگرد عبد اللہ بن میمون الحدیث ہے (بخاری) جب مفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۱ ج ۲)

(۱۴۰۴) رای جنازة يسرعون بها قال لتكن عليكم سكينه (ابو موسى رضی اللہ عنہ)

آپ نے ایک جنازہ کو دیکھا جس کو جلدی جلدی لے جا رہے تھے آپ نے فرمایا تم پر سکون اور نرمی لا (۱۴۰۵) عليكم بالقصد في جنازكم اذا مشيتم (ابو موسى رضی اللہ عنہ)۔

۱۴۰۱ - الکامل ص ۱۱۸۸ ج ۳، کتاب الموضوعات ص ۴۰۰ ج ۲، اللالی ص ۳۰۷ ج ۲، تنزیہ ص

میزان ص ۱۲۴ ج ۲۔

۱۴۰۲ - کتاب الموضوعات ص ۴۰۱ ج ۲، اللالی ص ۳۰۷ ج ۲۔

۱۴۰۳ - الکامل ص ۱۶۰۱ ج ۴، کتاب الموضوعات ص ۴۰۱ ج ۲، اللالی ص ۳۰۷ ج ۲، تار

ص ۲۵۱ ج ۱۰، تنزیہ ص ۳۷۰ ج ۲۔

جنازوں کے جانے میں تم پر میانہ روی لازمی ہے۔ ☆  
 دونوں روایتیں منکر ہیں راوی لیث بن ابی سلیم آخری عمر میں غلط ہوئے تھے ان کی حدیث میں تمیز نہیں  
 ہو سکتی کہ یہ اختلاط سے قبل کی ہے یا بعد کی لہذا انہیں ترک کر دیا گیا۔ (تقریب ص ۲۸۷) اس کی یہ سند  
 ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۱۳ ج ۲)۔

(۱۴۰۶) علیکم ما دون الخب ان یکن خیرا یعجل الیہ وان لم یکن غیر ذلک  
 فبعداً لا هل النار (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم پر درمیانی چال لازم ہے اگر میت نیک ہے اس کو جلدی کیا جائے اور اگر بد ہے تو آگ والوں کے  
 لئے دوری ہے۔ ☆

غریب ہے راوی ابو ماجہ منکر الحدیث ہے سخت ضعیف ہے (بخاری) مجہول ہے اور یہ روایت غریب ہے  
 (ترمذی ص ۱۲۵ ج ۱)۔

(۱۴۰۷) الجنازة متبوعة ولا تتبع لیس معها من تقدمها (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔  
 جنازہ کی پیروی کی جاتی ہے جنازہ پیروی نہیں کرتا وہ شخص جو جنازہ کے آگے چلتا ہے وہ جنازہ کے ساتھ نہیں۔ ☆  
 اوپر والی حدیث کا ٹکڑا ہے۔

(۱۴۰۸) لا یمشی بین یدیہا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جنازہ کے آگے نہ چلا جائے۔ ☆

منکر ضعیف ہے اس کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔

- ۱۴۰۴- ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ۱۵ ح ۱۴۷۹، مسند أحمد ص ۴۰۳ ج ۴، طحاوی ص ۴۷۸ ج ۱۔  
 ۱۴۰۵- بیہقی ص ۲۲ ج ۴، ابن ابی شیبہ ص ۴۷۹ ج ۲ ح ۱۱۲۶۱، طحاوی ص ۴۷۹ ج ۱، تلخیص ص ۱۱۳ ج ۲۔  
 ۱۴۰۶- أبوداؤد ح ۳۱۸۴، ترمذی ح ۱۰۱۱، طحاوی ص ۴۷۹ ج ۱، مسند أحمد ص ۳۹۴ ج ۱، ابن ابی  
 شیبہ ص ۴۷۸ ج ۲ ح ۱۱۲۴۰، کنز العمال ص ۵۹۲ ج ۱۵، نصب الراية ص ۲۸۹ ج ۲۔  
 ۱۴۰۷- ابن ماجہ ح ۱۴۸۴، مصنف عبد الرزاق ص ۴۴۶ ج ۳، أبوداؤد ح ۳۱۸۴، ترمذی ح ۱۰۱۱،  
 طحاوی ص ۴۷۹ ج ۱، مسند أحمد ص ۳۹۴ ج ۱، ابن ابی شیبہ ص ۴۷۸ ج ۲ ح ۱۱۲۴۰، کنز العمال ص ۵۹۲ ج ۱۵۔

(۱۴۰۹) مشی خلف جنازة ابنه ابراهيم حافيا (ابو امامه رضی اللہ عنہ)۔

آپ اپنے بیٹے ابراہیم کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں گئے تھے۔ ☆

ضعیف ہے اس کے دو راوی ہیں امام حاکم کے استاذ اور اس کا استاذ دونوں نامعلوم ہیں تیسرا راوی محمد بن مصنف بن بہلول مدلس تھے جو تدلیس تسویر کرتے تھے اور اس کا استاذ بقیہ بھی مدلس ہیں (تعلیق بر نصب الراية ص ۲۹۱ ج ۲)۔

(۱۴۱۰) کان یمشی خلف الجنابة (سهل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

آپ جنازے کے پیچھے چلتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے ایک راوی سلیمان بن سلمہ نامعلوم ہے دوسرا راوی یحییٰ بن سعید الحمصی الطار مکر الحدیث ہے (سعدی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) اور تیسرا راوی عبد الجبید بن سلیمان ضعیف ہے (نصب الراية ص ۲۹۱ ج ۲)۔

(۱۴۱۱) ان فضل الماشی خلفها علی الماشی امامها کفضل الصلوة المكتوبة علی التطوع الحديث (علی رضی اللہ عنہ)۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جنازے کے آگے چلنا بہتر ہے یا پیچھے تو فرمایا جنازے کے پیچھے چلنے والے کی آگے چلنے والے پر اتنی فضیلت ہے جتنی کہ فرض نماز کی نفلی نماز پر ہے ابو سعید کہتے ہیں یہ تم اپنی رائے

کہہ رہے ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی بار سنا ہے الحدیث۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی مطرح بن یزید ابی المہلب ضعیف ہے ثقہ نہیں اس کی روایت کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ اکامل ص ۲۳۴ ج ۶) اس کا استاذ عبید اللہ بن زرعن علی بن زید عن القاسم تمام ضعیف ہیں جو یہ ایک سند میں جمع ہوں تو وہ حدیث ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ (تفصیل دیکھئے نمبر ۱۳۰)

(۱۴۱۲) ما مشی رسول الله ﷺ حتی مات الا خلف الجنابة (طاؤوس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ تا حیات جنازے کے پیچھے چلتے رہے۔ ☆

۱۴۰۸۔ أبوداؤد کتاب الجنائز ح ۳۱۷۱، مسند أحمد ص ۵۲۸ و ص ۵۳۱ ج ۲۔

۱۴۰۹۔ المستدرک ص ۴۰ ج ۴۔

۱۴۱۰۔ طبرانی کبیر ص ۱۶۰ ج ۶ ص ۵۸۵۳۔

۱۴۱۱۔ مصنف عبد الرزاق ص ۴۴۷ ج ۳، اللعل المتناهية ص ۴۱۷ ج ۲۔

مرسل ہے (نصب الراية ص ۲۹۲ ج ۲)

(۱۴۱۳) فاجعلوا موتاكم بين ايديكم (مسروق رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو اپنے آگے رکھو۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۴۱۴) اركب راكبك و سرامامها فانك اذا كنت امامها لم تكن معها (ثابت

بن قيس بن شماس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور چاہتی تھی کہ میں اس کے جنازہ میں حاضر ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چل تو تو

جنازے کے ساتھ نہیں ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے (نصب الراية ص ۲۹۲ ج ۲ و دارقطنی ص ۷۶ ج ۲) یہ حدیث ثابت

نہیں۔ (احادیث ضعاف ص ۲۰۲)

ایسا ہی ایک اثر حضرت عبد اللہ بن معقل سے ابن ابی شیبہ نے جریر بن عطاء بن السائب کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ جو ضعیف ہے اس لئے کہ عطاء آخر میں غلط ہو گئے تھے اور جریر کا سماع عطاء سے اختلاط

کے بعد کا ہے (تہذیب ص ۳۵۳ ج ۷)۔

(۱۴۱۵) كيف السنة في المشي مع الجنائز امامها او خلفها فقال ويحك يا نافع

اما تراني اني امشي خلفها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں جنازے کے آگے چلنا چاہیے یا پیچھے فرمایا اے نافع افسوس تجھ

پر کیا تو مجھے دیکھ نہیں رہا کہ میں جنازے کے پیچھے چل رہا ہوں۔ ☆

۱۴۱۲- مصنف عبد الرزاق ص ۴۴۵ ج ۳، درایۃ ص ۲۳۸ ج ۱، نصب الراية ص ۲۹۲ ج ۲۔

۱۴۱۳- ابن ابی شیبہ ص ۴۷۸ ج ۲ ح ۱۱۲۴۱۔

۱۴۱۴- دارقطنی ص ۷۶ ج ۲، نصب الراية ص ۲۹۲ ج ۲۔

۱۴۱۵- نصب الراية ص ۲۹۳ ج ۲، درایۃ ص ۲۳۸ ج ۱ بحوالۃ مسند الشاميين۔



ضعیف ہے راوی ابو بکر بن ابی مریم ضعیف ہے اور مختلط ہے (تقریب ص ۳۹۶)۔

## جنارے کے ساتھ ورد

(۱۴۱۶) لم یکن یسمع من رسول اللہ ﷺ وهو یمشی خلف الجنازة الا قول لا اله الا الله مبدیا و راجعا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ سے جنازہ کے پیچھے چلتے ہوئے سوائے لا اله الا اللہ کے کچھ نہ سنا جاتا آپ جاتے اور آتے وقت یہ ورد کرتے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن ابی حمید الحرانی حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو عروبہ) اس نے ابن حران سے منکر اسناد اور متن والی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (الکامل ص ۶۹ ج ۱) اس کا استاد عبد العظیم بن حبیب ثقہ نہیں (میزان ص ۳۶۹ ج ۲)۔

(۱۴۱۷) ما عمل احد فی یوم خیراً من شهود الجنازة (جابر رضی اللہ عنہ) دن میں سب سے بہتر عمل جنازہ میں شمولیت ہے۔ ☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

## نماز جنازہ

(۱۴۱۸) ما اباح لنا رسول الله لنا ولا ابو بكر ولا عمر في شئ ما ابا جوا في الصلاة على الميت يعني لم يوقت (جابر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر نے ہمارے لئے کسی چیز کو حلال قرار نہیں دیا جو انہوں نے نماز جنازہ کو حلال قرار دیا ہے یعنی وقت مقرر نہیں کیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن اراطہ ضعیف ہے اور مدلس ہے۔ (دیکھئے نمبر ۶۲۷)

۱۴۱۶ - الکامل ص ۲۶۹ ج ۱۔

۱۴۱۷ - دیلمی ص ۳۶۱ ج ۴ ص ۶۵۸۲۔

۱۴۱۸ - ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۵۰۱، مسند أحمد ص ۳۵۷ ج ۳۔

(۱۴۱۹) ما صف قوم صفوفا علی (میت فیستغفرون له الا شفعا)۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جس میت پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆  
دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۴۲۰) ما صف صفوفا ثلاثة من المسلمین علی میت الا اوجب (مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ)۔

جب کسی جنازہ میں نمازی کم ہوتے تو آپ نے ان کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور فرماتے جب کسی میت پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی محمد بن اسحاق مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین)

(۱۴۲۱) صلوا علی اطفالکم (ابو ہریرہ)

تم اپنے بچوں کی میت پر (جب فوت ہو جائیں) نماز جنازہ پڑھو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی بختری بن عبید بن ابیہ ضعیف ہے (ابو حاتم۔ ابن عدی۔ ابن حبان۔ دارقطنی) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (ابو نعیم۔ حاکم۔ نقاش) اس کا باپ مجہول ہے اور اس کی سند ضعیف ہے (ابن حجر ☆ ارواء ۱۷۲ ج ۳)۔

(۱۴۲۲) کان یکبر علی الجنائز اربعاً ثم یقول ماشاء اللہ ثم ینصرف (زید بن ارقم)۔

آپ جنازہ پر چار تکبیریں کہتے پھر جس قدر اللہ چاہتا آپ خاموش رہتے پھر سلام پھیرتے ☆  
غیر ثابت ہے سند معلوم نہیں۔

۱۴۱۹- دیلمی ص ۳۷۱ ج ۴ ص ۶۶۰۔

۱۴۲۰- ابو داود کتاب الجنائز ج ۳۱۶۶، ترمذی کتاب الجنائز ۱۰۲۸، مسند أحمد ص ۷۹ ج ۴،

المستدرک ص ۳۶۲ ج ۱، بیہقی ص ۴۳۰، ابن ابی شیبہ ص ۱۳ ج ۳ ص ۱۱۶۲۵۔

۱۴۲۱- ابن ماجہ کتاب الجنائز ج ۱۵۰۹، تلخیص ص ۱۱۴ ج ۲، کنز العمال ص ۵۸۳ ج ۱۵۔

۱۴۲۲- ارواء الغلیل ص ۱۸۱ ج ۳۔

(۱۴۲۳) صف علیہا اربعاً فکبر اربعاً فقام بعد تکبیرة الرابعة بقدر ما بین تکبیرتین يستغفر لها ويدعوا ثم قال كان رسول الله ﷺ يصنع هكذا

(عبد الله بن ابی اوفی)۔

ابن ابی اوفی نے ایک نماز جنازہ میں چار صفیں باندھیں اور چار تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جیسا کہ دو تکبیروں کا درمیانی وقفہ تھا استغفار اور دعا کرتے اور فرمایا یا رسول اللہ ابھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن مسلم ہجری لین الحدیث موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا (تقریب ص ۲۳)۔

(۱۴۲۴) أنه صلى على زيد بن المكف فسلم واحدة عن يمينه السلام عليكم (على موقوفاً)۔

حضرت علی نے زید بن مکف کی نماز جنازہ پڑھائی اور صرف دائیں طرف سلام پھیرا اور کہا السلام علیکم۔ ☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاة ضعیف اور مدلس ہے۔ (دیکھئے نمبر ۶۲۷)

(۱۴۲۵) صليت خلف علي جنازة فسلم عن يمينه حين فرغ السلام عليكم (على موقوفاً)

میں نے حضرت علی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جب وہ فارغ ہوئے تو صرف دائیں طرف سلام پھیرا اور السلام علیکم کہا۔ ☆

نحت ضعیف ہے راوی حارث الاعمور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۴۲۶) آخر جنازة صلى عليها رسول الله ﷺ كبر عليها اربعاً (ابن عباس)

رسول اللہ نے جو آخری نماز جنازہ پڑھی اس میں چار تکبیریں کہیں۔ ☆

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک میں ابو عمر نصر ضعیف ہے اور دوسری سند میں ابو ہریرہ متروک۔

۱۴۲۳- مسند أحمد ص ۳۵۶ و ص ۳۸۳ ج ۴۔

۱۴۲۴- بیہقی ص ۴۴۴ ج ۴، ابن ابی شیبہ ص ۴۹۹ ج ۲ ح ۱۱۴۹۲ بنحوہ۔

۱۴۲۵- ابن ابی شیبہ ص ۴۹۹ ج ۲ ح ۱۱۴۹۴۔

• (درایہ ص ۲۳۳ ج ۱)۔

(۱۴۲۷) آخر ما کبر النبی ﷺ اربع تکبیرات (ابن عباس)۔

آخری نماز جنازہ جو آپ نے پڑھائی اس میں اس میں چار تکبیریں کہیں۔ ضعیف ہے اس کی دوسندیں ہیں ایک میں راوی فرات بن سائب اور دوسری میں ابن معاویہ دونوں متروک ہیں۔

(۱۳۲۸) اور یہی روایت فرات نے میمون کے طریق سے ابن عمر سے روایت کی ہے (درایہ ص ۲۳۳ ج ۱)

(۱۴۲۹) صلی عمر علی بعض ازواج النبی ﷺ فکبر اربعاً وقال هذه آخر صلاة صلاها رسول الله ﷺ (عمر)۔

حضرت عمر نے بعض ازواج النبی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز جنازہ اسی طرح تھی جو آپ نے پڑھائی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی یحییٰ بن ابی اسیر متروک ہے (درایہ ص ۲۳۳ ج ۱)۔

(۱۴۳۰) صلی جبیریل علی آدم فکبر علیہ اربعاً (ابن عباس)

جبریل نے حضرت آدم کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ سخت ضعیف ہے راوی عبد الرحمن بن مالک بن مغول متروک ہے (دارقطنی ص ۱۷ ج ۲)۔

(۱۴۳۱) ان الملائكة صلت علی آدم فکبرت علیہ اربعاً وقالوا هذه سنتکم یا بنی آدم (ابی بن کعب)۔

فرشتوں نے آدم کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا اے بنی آدم نماز جنازہ کا یہی طریقہ ہے۔ ☆ ضعیف ہے راوی عثمان بن سعد کاتب لائق نہیں ضعیف ہے (ابن معین) قوی نہیں (نسائی) ☆ میزان

۱۴۲۶- طبرانی کبیر ص ۲۰۴ ج ۱۱ ح ۱۶۶۱، طبرانی اوسط ص ۲۲۳ ج ۶ ح ۵۴۷۰۔

۱۴۲۷- دارقطنی ص ۷۲ ج ۲، المستدرک ص ۳۸۶ ج ۱، کتاب الاعتبار ص ۱۲۴۔

۱۴۲۸- درایہ ص ۲۳۳ ج ۱، نصب الرایہ ص ۲۶۹ ج ۲ بحوالہ مسند حارثہ بن ابی اسامہ۔

۱۴۲۹- دارقطنی ص ۷۶ ج ۲، کتاب الاعتبار ص ۱۲۵، درایہ ص ۲۳۳ ج ۱۔

۱۴۳۰- دارقطنی ص ۷۱ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۷۲ ج ۳، کنز العمال ص ۵۸۳ ج ۱۰۔

۱۴۳۱- دارقطنی ص ۷۱ ج ۲، تفسیر قرطبی ص ۱۴۵ ج ۸، توبہ ص ۸۴، الکامل ص ۱۸۱ ج ۵۔

ص ۳۳۲ ج ۳)۔

(۱۴۳۲) کبر الملائکۃ علی آدم اربعاً و کبر ابو بکر علی نبی ﷺ اربعاً و کبر عمر علی ابی بکر اربعاً و کبر صہیب علی عمر اربعاً و کبر حسن علی علی اربعاً و کبر حسین علی حسن اربعاً (انس رضی اللہ عنہ)۔

فرشتوں نے حضرت آدم کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں ابو بکر نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں چار چار تکبیریں کہیں۔ حضرت عمر نے ابو بکر پر چار تکبیریں کہیں اور صہیب نے حضرت عمر پر چار تکبیریں کہیں اور حسن نے حضرت علی پر چار اور حسین رضی اللہ عنہ نے حسن پر چار تکبیریں کہیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن دلید قلاسی ضعیف ہے (دارقطنی ص ۷۲ ج ۲) اور اس کا استاد یثم بن جمیل متغیر ہے (تقریب ص ۳۶۷) اور اس کا استاد مبارک بن فضالہ اور پھر اس کا استاد حسن دونوں مدلس ہیں اس روایت میں دو چیزیں باطل مکر ہیں ایک تو ابو بکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھائی حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ فرداً فرداً پڑھی گئی تھی۔ اور دوسری یہ کہ حسن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حسین رضی اللہ عنہ نے پڑھائی غلط ہے بلکہ سعید بن عاص نے پڑھائی تھی (تخصیص ص ۱۲۱ ج ۳)۔

## رفع یدین اور ہاتھ باندھنا

(۱۴۳۳) کان یرفع یدیه علی جنازۃ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود (ابن عباس)۔

آپ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے بعد میں نہ کرتے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی حجاج بن نصیر اور اس کا استاد فضل بن سکن دونوں ضعیف ہیں (احادیث ضعاف ص ۲۰۲) حجاج ضعیف ہونے کے ساتھ تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص ۶۵) فضل حدیث کو ضبط نہیں کرتا

۱۴۳۲- المستدرک ص ۳۸۵ ج ۱، کشف الخفاء ص ۱۰۶ ج ۲، الکامل ص ۱۲۴ ج ۶۔

۱۴۳۳- دارقطنی ص ۷۵ ج ۲، عقیبی ص ۴۹۹ ج ۳، أحادیث ضعاف ص ۲۰۲۔

تھا مجہول ہے (عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳)۔

(۱۴۳۴) ☆ ان ابن عباس کان یرفع یدیه فی التکبیرۃ الاولی ثم لا یرفع بعد (ابن عباس)۔

ابن عباس پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد نہ اٹھاتے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند مجہول ہے (عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳)

(۱۴۳۵) اذا صلی علی الجنازۃ رفع یدیه فی اول تکبیرۃ ثم وضع یدہ الیمنی علی

الیسری (ابو ہریرہ)۔

جب آپ نماز جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے۔

نوٹ: نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی حدیث صحیح ہے۔ (تعلیق ابن باز بر فتح الباری ص ۱۹۱ ج ۳)

(۱۴۳۶) صلی علی جنازۃ فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری (ابو ہریرہ)۔

آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔ ☆

دونوں روایتیں ضعیف ہیں دونوں کا راوی ابو فروہ یزید بن سنان ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۲)۔

۱۴۳۴- عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳۔

۱۴۳۵- ترمذی باب رفع الیدین علی الجنازۃ ح ۱۰۷۷، دارقطنی ص ۷۵ ج ۲۔

۱۴۳۶- دارقطنی ص ۷۴ ج ۲۔

## نماز جنازہ کی دعائیں

(۱۴۳۷) امرنا ان نقرا علی میتنا بفاتحه الكتاب (ام عقیف)۔

ہم کو حکم دیا کہ ہم اپنے مردوں پر سورۃ الفاتحہ پڑھیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابوسعید عبدالمعتم ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۳)۔

(۱۴۳۸) قرأ علی الجنائز اربع مرات الحمد لله رب العالمین (ابو ہریرہ)۔

آپ نے نماز جنازہ میں چار مرتبہ الحمد للہ پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے ناھض بن قاسم نامعلوم ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۳)۔

(۱۴۳۹) کبر فقرأ بام القرآن فجهر بها ثم کبر الثانية فدعی للمیت (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر کہی اور سورۃ الفاتحہ کو بالجہر پڑھا پھر دوسری تکبیر کہی اور میت کے

لئے دعا کی۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحییٰ بن یزید بن عبد المالك نفلی منکر الحدیث ہے (میزان ص ۴۱۴ ج ۴) ضعیف ہے

(مجمع ص ۳۳ ج ۳)۔

نوٹ: نماز جنازہ، میں سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کی حدیث صحیح بخاری میں ابن عباس سے سنت کے لفظ کے ساتھ موجود

ہے جس کی صحت میں کوئی شک نہیں اسی طرح حضرت ابو امامہ سے بھی صحیح سند کے ساتھ موجود ہے اس

میں بھی سنت کا لفظ ہے مگر امر کے صیغہ کے ساتھ یعنی روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں ہاں نماز جنازہ کا

حکم بھی عام نماز کی طرح ہے جیسا کہ عام نماز سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس طرح نماز جنازہ بھی

سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

۱۴۳۷- طبرانی کبیر ص ۱۶۸ ج ۲۵ ح ۱۰۔

۱۴۳۸- طبرانی اوسط ص ۲۵۹ ج ۹ ح ۸۵۶۵۔

۱۴۳۹- طبرانی اوسط ص ۳۷۱ ج ۵ ح ۴۷۳۶۔

(۱۴۴۰) علمهم الصلوة على الميت اللهم اغفر لا حيائنا و امواتنا واصلح ذات بيننا والف بين قلوبنا اللهم هذا عبدك فلان بن فلان لا نعلم الا خيراً وانت اعلم به فاغفر لنا وله (حارث رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو میت پر نماز جنازہ کے لئے مذکورہ دعا اللہم اغفر سکھائی۔ ☆  
ضعیف ہے راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف اور مختلط ہے۔ (تقریب ص ۲۸۷)

(۱۴۴۱) صلینا مع رسول اللہ ﷺ علی جنازة فسلم عن یمینہ و عن شمالہ (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا۔ ☆  
ضعیف ہے راوی خالد بن نافع اشعری ضعیف ہے (ابوزرعہ نسائی) قوی نہیں (ابوحاتم ☆ میزان ص ۶۳۳ ج ۱)۔

(۱۴۴۲) ماتت ابنة عبد الله بن ابي اوفى فخرج في جنازتها على بغلة خلف الجنازة فجعل النساء يرثين فقال عبد الله لا ترثن فان رسول الله ﷺ نهى عن المراثي ولكن لتفضي احدئكن من عبرتها ما شئت قال ثم صلى عليها و كبر اربعاً فقام بعد التكبيرة الرابعة بقدر ما بين التكبيرتين يستغفر لها ويدعو ثم قال كان رسول الله ﷺ يصنع هكذا (عبد الله بن ابي عوفى رضی اللہ عنہ)۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کی بیٹی فوت ہو گئی تو وہ اس کے جنازہ کے لئے خچر پر سوار ہو کر میت کے پیچھے نکلے تو عورتیں مرثیہ کہہ رہی تھیں انہوں نے فرمایا تم مرثیہ نہ کہو رسول اللہ ﷺ نے مرثیہ سے منع فرمایا ہے ہاں تم جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو۔ پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جیسا کہ دو تکبیروں کا درمیانی وقفہ تھا اس کے لئے استغفار اور دعا کرتے پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی اس طرح کرتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن مسلم ہجری لین الحدیث ہے موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا۔ (تقریب ص ۲۳)۔

۱۴۴۰۔ طبرانی اوسط ص ۴۲۰ ج ۶ ص ۵۹۰، طبرانی کبیر ص ۲۳۸ ج ۳

۱۴۴۱۔ طبرانی اوسط ص ۱۷۱ ج ۵ ص ۴۳۴۔

۱۴۴۲۔ مسند احمد ص ۳۵۶ و ص ۳۸۳ ج ۴، بیہقی ص ۴۴۲ ج ۴۔



## ناقص اجساد پر نماز جنازہ

(۱۴۴۳) صلی ابو عبیدہ علی رؤس بالشام (خالد بن معدان)۔

☆ حضرت ابو عبیدہ نے شام میں سروں پر نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

منقطع ہے خالد کا ابو عبیدہ سے سماع نہیں ہے۔

(۱۴۴۴) صلی عمر بالشام علی عظام (عامر)۔

☆ حضرت عمر نے شام میں ہڈیوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

سخت ضعیف ہے اولاً عامر کا حضرت عمر سے انقطاع ہے ثانیاً جابر جعفی متہم ہے (ارواء ص ۱۶۹ ج ۳)۔

## غائبانہ نماز جنازہ

(۱۳۳۵) جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ معاویہ بن معاویہ لیشی فوت ہو گئے ہیں کیا آپ پسند

فرماتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں آپ نے فرمایا جی ہاں۔ جبریل نے اپنا پرزین پر مارا تو رستہ

کے تمام درخت اور ٹیلے ہٹ گئے اور جنازہ کی چارپائی سامنے آ گئی آپ نے اللہ اکبر کہا نماز میں آپ

کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے الحدیث (انس بن شبرا)۔ ☆

سخت ضعیف ہے اس روایت کو ابو یعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے ابو یعلیٰ کی سند میں محمد بن ابراہیم بن

علاء سخت ضعیف ہے طبرانی کی روایت میں محبوب بن ہلال راوی نامعلوم ہے اس کی حدیث منکر ہے (مجمع

ص ۳۸۳ و میزان ص ۴۴۲ ج ۳)۔

۱۴۴۳- ابن ابی شیبہ ص ۳۸ ج ۳ ح ۱۱۹۰۰۔

۱۴۴۴- ابن ابی شیبہ ص ۳۸ ج ۳ ح ۱۱۹۰۳۔

۱۴۴۵- طبرانی کبیر ص ۲۲۹ ج ۴ ح ۱۰۴۰، ابو یعلیٰ ص ۲۱۱ ج ۴ ح ۴۲۵۲، الاصابہ ص ۴۳۶ ج ۳،

الاستیعاب بر حاشیة الاصابہ باب معاویہ ص ۴۳۹۲۔

(۱۳۳۶) جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس جبکہ میں آئے اور کہا آپ معاویہ مرنے کی نماز جنازہ میں حاضر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نکلے اور جبریل بھی ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں نکلے جبریل نے دایاں پر پہاڑوں پر مارا تو وہ جھک گئے اور بایاں پر زمینوں پر مارا تو زمین بھی جھک گئی حتیٰ کہ آپ نے مکہ اور مدینہ کو دیکھا آپ نے جبریل اور فرشتوں سمیت اس کی نمازہ جنازہ پڑھی (ابو امامہ)۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ مدلس ہے (مجمع ص ۳۸ ج ۳) ضعیف بھی ہے کما مر۔

(۱۳۳۷) یہی روایت حضرت معاویہ سے بھی منقول ہے اس کی سند بھی ضعیف ہے راوی صدقہ بن ابی ہبل نا معلوم ہے (مجمع ص ۳۸ ج ۳)۔

(۱۴۴۸) صلی علی النجاشی فکبر علی خمساً (کثیر بن عبد اللہ بن جده عن ابيه)۔

آپ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور پانچ تکبیریں کہیں۔ ☆

منکر ہے راوی کثیر بن عبد اللہ سخت ضعیف ہے نا قابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶) نجاشی کی نماز جنازہ صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر پانچ تکبیروں کا ثبوت نہیں بلکہ چار کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۴۴۹) ان احاکم النجاشی قد مات قوموا فصلوا علیہ فقال رجل کیف نصلی علیہ وقد مات فی کفرہ الحدیث (و حشی بن حرب رضی اللہ عنہ)۔

تہہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے تم کھڑے ہو اس کی نماز جنازہ پڑھیں ایک آدمی کہنے لگا ہم اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں وہ تو کفر کی حالت میں مرا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی سلمان بن ابی داؤد حرانی ضعیف ہے (مجمع ص ۳۹ ج ۳) منکر الحدیث ہے (بخاری) حجت نہیں (ابن حبان ص ۲۰۶ ج ۳)۔

۱۴۴۶- طبرانی اوسط ص ۵۲۰ ج ۴، ۳۸۸۶، طبرانی کبیر ص ۱۱۶ ج ۸، ۷۰۳۷، دلائل النبوة ص ۲۴۵ ج ۵، مسند الشامیین ص ۸۳۱، میزان ص ۲۸۷ ج ۴، کتاب المجروحین ص ۱۶۱ ج ۲، الاستیعاب باب معاویہ ص ۳۹۲ ج ۳، الاصابة ص ۴۳۷ ج ۳۔

۱۴۴۷- معجم الصحابة ص ۳۹۴ ج ۵، ۲۲۱۵، طبرانی کبیر ص ۲۲۹ ج ۱۹، ۱۰۴۱، الاصابة ص ۴۳۷ ج ۳۔

۱۴۴۸- طبرانی اوسط ص ۶۴ ج ۱۰، ۹۱۲۹۔

۱۴۴۹- طبرانی کبیر ص ۱۳۶ ج ۲۲، ۳۶۱، درمنثور ص ۱۱۳ ج ۲، کنز العمال ص ۷۱۹ ج ۱۰۔

نوٹ: کوئی ایسی صحیح اور صریح روایت نہیں جس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور نجاشی کی میت کے درمیان سے پردے ہٹا لئے گئے تھے اور میت سامنے آ گئی تھی ہاں مسند احمد اور ابن حبان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے ایسے نماز جنازہ پڑھی تھی جیسا کہ حاضر میت کی پڑھی جاتی ہے اس حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کی کیفیت ہے نہ کہ میت کے سامنے آ جانے کی۔

## شہداء بدر و احد کی نماز جنازہ

(۱۴۵۰) صلی النبی ﷺ علی قتلی بدر (عطاء)

رسول اللہ ﷺ نے شہداء بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۴۵۱) صلی النبی ﷺ علی قتلی احد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

سخت ضعیف ہے یزید بن ابی الزیاد ضعیف ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی حسن بن عمارہ

کذاب ہے (شعبہ ☆ بیہقی ص ۱۳ ج ۳)

(۱۴۵۲) صلی النبی ﷺ علی حمزة ولم یصل علی احد من الشهداء غیرہ (انس)۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے علاوہ کسی شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسامہ بن زبیر پر امام بخاری نے انکار کیا ہے۔ (تلیخیص ص ۱۱۶ ج ۲)۔

(۱۴۵۳) جیئی بحمزة فصلی علیہ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

حضرت حمزہ کی میت کو لایا گیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو حماد حنفی متروک ہے (تلیخیص ص ۱۱۶ ج ۲)۔

۱۴۵۰ - مصنف عبد الرزاق ص ۵۴۲ ج ۳، درایۃ ص ۲۴۴ ج ۱۔

۱۴۵۱ - طبرانی کبیر ص ۱۳۹ ج ۱۱ ح ۱۱۴۰۳، طبرانی اوسط ص ۳۵۸ ج ۲ ح ۱۶۲۲۔

۱۴۵۲ - أبوداود باب فی الشہید یغسل ح ۳۱۳۷، المستدرک ص ۳۶۵ ج ۱، طحاوی ص ۵۰۲ ج ۱۔

۱۴۵۳ - المستدرک ص ۱۱۹ ج ۱۔

(۱۳۵۳) حضرت حمزہ پر احد کے دن ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی۔ (شعی) ☆  
مرسل ہے۔

(۱۳۵۵) یہی روایت حضرت ابن مسعود سے مرفوع متصل بھی مروی ہے جو ضعیف ہے راوی عطاء بن السائب غلط ہے (تقریب ص ۲۳۹)۔

(۱۴۵۶) صلی علی قتلی احد عشرة عشرة فی کل عشرة حمزه حتی صلی علیہ سبعین صلوٰۃ (غزو ان رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے اکٹھے دس دس احد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھی اور ہر دس کے گروپ میں ایک حمزہ رضی اللہ عنہ ہوتے تھے حتی کہ حمزہ پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔ ☆  
مرسل اور خلاف واقعہ ہے۔

(۱۴۵۷) صلی علی قتلی احد (عطاء بن ابی رباح)  
آپ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔ ☆  
مرسل ہے۔

(۱۴۵۹) صلی علی (حمزہ رضی اللہ عنہ) و کبر سبع تکبیرات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔  
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ ☆  
ضعیف ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے۔

۱۴۵۴- مصنف عبد الرزاق ص ۵۴۶ ج ۳۔

۱۴۵۵- مسند أحمد ص ۴۶۳ ج ۱، البداية والنهاية ص ۴۰ ج ۴، ابن کثیر ص ۶۱۸ ج ۱، آل عمران ۱۵۲، الدر منثور ص ۸۴ ج ۲۔

۱۴۵۶- دارقطنی ص ۷۸ ج ۲، بیہقی ص ۱۲ ج ۴، ابن أبی شیبہ ص ۴۹۷ ج ۲، ۱۱۴۶۲، مراسیل أبی داؤد ص ۱۸، طحاوی ص ۵۰۳ ج ۱۔

۱۴۵۷- مراسیل أبی داؤد ص ۱۸۔

۱۴۵۹- بیہقی ص ۱۳ ج ۴، طحاوی ص ۵۰۳ ج ۱۔

سہلی کہتے ہیں اگر اس مجہول راوی سے مراد حسن بن عمارہ ہے تو وہ ضعیف ہے ورنہ جو بھی مجہول ہے وہ قابل حجت نہیں (تلخیص ص ۱۱۷ ج ۳) اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۳۸۲)

## غیر مسلم کی نماز جنازہ

(۱۴۶۰) عارض رسول اللہ ﷺ جنازۃ ابی طالب ثم قال وصلتك رحم و جزیت خیر ایام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے جنازہ کے سامنے آئے اور فرمایا اے چچا تجھے صلہ جی پہنچے تو بہتر بدلہ دیا جائے۔ ☆ مکر ہے راوی ابراہیم بن عبد الرحمن الخوارزمی کے بارہ میں ذہبی کہتے ہیں ابراہیم بن بیطار ہے اس کی حدیث مستقیم نہیں (ابن عدی) اور یہ روایت مکر ہے (میزان ص ۴۵ ج ۱۲ والعلل المتناہیہ ص ۴۲۲ ج ۲)۔

(۱۴۶۱) ان امی توفیت وہی نصرانیۃ وانی احب ان احضرها فقال له أركب دابتك و سراما مها فانك اذا كنت امامها لم تكن معها (ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ)۔

میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ نصرانی تھی اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں آپ نے فرمایا تو سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چل جب تو اس کے آگے چلے گا تو تو اس کے ساتھ نہیں ہوگا۔ ☆ ضعیف ہے راوی ابو محضر ضعیف ہے اور یہ روایت ثابت نہیں (دارقطنی ص ۷۲ ج ۳ و تلخیص ص ۱۱۵ ج ۳)۔

## نومولود پر نماز جنازہ

(۱۴۶۲) الطفل لا یصلی علیہ ولا یرث ولا یورث حتی یستهل (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث بنے گا اور نہ وارث بنایا جائے حتیٰ کہ وہ پیدا ہوتے وقت روئے۔ ☆

۱۴۶۰- العلل المتناہیہ ص ۴۲۲ ج ۲، میزان ص ۴۵ ج ۱، لسان ص ۴۱ ج ۱۔

۱۴۶۱- دارقطنی ص ۷۵ ج ۲۔

۱۴۶۲- ترمذی کتاب الجنائز ح ۱۰۳۲، ابن ماجہ کتاب الجنائز ح ۱۵۰۸، بیہقی ص ۸ ج ۴۔

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے قابل حجت نہیں (نصب الراية ص ۲۷۷ ج ۲)۔  
 (۱۴۶۳) اذا استهل المولود صلی غلیہ وان لم يستهل لم یصل علیہ۔ (علی رضی اللہ عنہ)  
 بچہ جب پیدائش کے وقت رو پڑے (اس کے بعد فوت ہو جائے) تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔  
 (اگر روئے نہ) تو پھر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ ☆  
 ضعیف ہے راوی عمر بن خالد قرشی متروک ہے۔ (تقریب ص ۲۵۹) کذاب ہے (احمد ☆ اکمل ص ۷۷۶ ج ۵)۔

## عورتوں کی شمولیت

(۱۴۶۴) لیس للنساء فی اتباع الجنائزہ اجر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)  
 عورتوں کے لئے جنازہ میں جانے کا اجر نہیں۔ ☆  
 ضعیف ہے اس میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۲۸ ج ۳)  
 (۱۴۶۵) لیس للنساء فی الجنائزہ نصیب۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
 عورتوں کا جنازہ میں کوئی حصہ نہیں۔ ☆  
 ضعیف ہے راوی صباح ابو عبد اللہ نامعلوم ہے (فیض القدير ص ۳۷۸ ج ۵)  
 (۱۴۶۶) تبع جنازة فاذا هو بنسوة خلف الجنائزہ فنظر اليهن وهو يقول ارجعن ما  
 زورات غير مأجورات مفتتات الاحياء موزيات الاموات۔ (انس رضی اللہ عنہ)۔  
 آپ ایک جنازے کے پیچھے تھے تو دیکھا کہ چند عورتیں بھی جنازے کے پیچھے آرہی ہیں آپ نے ان کی  
 طرف دیکھا اور فرمایا لوٹ جائیں زیارت ہو گئی ہے اجر نہ پانے والیں زندوں کو فتنے میں ڈالنے والیں  
 اور مردوں کو تکلیف دینے والیں) ☆  
 من گھڑت ہے راوی ابو ہریرہ کے کذاب ہونے پر اجماع ہے (العلل المتناہیہ ص ۲۲۰ ج ۳)۔

۱۴۶۳- الکامل ص ۱۷۷۷ ج ۵۔

۱۴۶۴- طبرانی اوسط ص ۱۸۸ ج ۹، کنز العمال ص ۳۹۱ ج ۱۶۔

۱۴۶۵- طبرانی کبیر ص ۱۱۷ ج ۱۱، ۱۱۳۰ ج ۹، کشف الاستار ص ۷۹۳۔

۱۴۶۶- تاریخ بغداد ص ۲۰۱ ج ۶، العلل المتناہیہ ص ۴۲۰ ج ۲۔

(۱۴۶۷) خرج رسول الله ﷺ فاذا نسوة جلوس فقال ما يجلسكن قلن ننتظر الجنازة قال هل تغسلن قلن لا قال هل تحملن قلن لا قال تدلين فيمن يدلي قلن لا قال فارجعهن مازوزات غير ما جورات (على رضي الله عنه)۔

رسول اللہ ﷺ نے دیکھا چند عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں فرمایا تم کس لئے بیٹھی ہوئیں ہو کہنے لگیں ہم جنازے کا انتظار کر رہی ہیں فرمایا کیا تم نے اسے غسل دینا ہے وہ کہنے لگیں نہیں فرمایا کیا تم نے اس قبر میں اتارنا ہے اس کے ساتھ مل کر جو اسے قبر میں اتارے گا کہنے لگیں نہیں فرمایا ان کو واپس لوٹا دو کہ ان کی زیارت ہو گئی ہے اور ان کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن سلمان ضعیف ہے (العلل المتناہیہ ص ۳۲۰ ج ۲ و تقریب ص ۳۳)

(۱۳۶۸) حضرت فاطمہ رسول اللہ ﷺ کو ملیں تو آپ نے پوچھا کہاں سے آرہی ہو۔ فرمایا میں فلاں گھر والوں کے پاس تعزیت کے لئے گئی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تو کدواں جگہ تک (جنازے کے ساتھ) پہنچی تھی فرمانے لگیں معاذ اللہ میں وہاں تک کیسے جاسکتی تھی جبکہ اس بارہ میں آپ سے میں نے سنا ہے جو آپ نے فرمایا تھا (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی ربیعہ بن سیف معافری کے پاس منکر روایات ہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۴۳ ج ۲) اس کی دو سندیں ہیں دونوں میں ربیعہ راوی ہے پہلی سند میں ربیعہ کا شاگرد مفضل بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۳۶) دوسری سند میں ربیعہ کے علاوہ کئی راوی اس میں ایسے ہیں جو مجہول ہیں (العلل المتناہیہ ص ۴۷۱ ج ۱)۔

## مسجد میں نماز جنازہ

(۱۴۶۹) من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر لہ۔ ☆

- ۱۴۶۷- ابن ماجہ ح ۱۰۷۸، بیہقی ص ۷۷ ج ۴، العلل المتناہیہ ص ۴۲۱ ج ۱، المستدرک ص ۳۷۳ ج ۱،  
 أبو داؤد ح ۳۱۲۳، نسائی ح ۱۸۸۱، دلائل النبوة، میزان ص ۴۳ ج ۲۔
- ۱۴۶۸- مسند احمد ص ۱۶۹ ج ۲، المستدرک ص ۳۷۳، ۳۷۴ ج ۱، والبیہقی ص ۷۷ ج ۴
- ۱۴۶۹- نصب الراية ص ۲۷۵ ج ۲، درایة ص ۲۳۴ ج ۱۔

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ ☆

فلا اجر له كلفظ حديث كانهي بلکہ فحش خطا ہے۔

(۱۴۷۰) من صلى على ميت في المسجد فلا شئ له (ابو هريره رضي الله عنه)۔

جو میت پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھے اس کے لئے کوئی شئی نہیں۔ ☆

مکر ہے راوی صالح مولیٰ تو امتہ مختلط ہے بعض دفعہ اس نے فلا صلوة له (ابن ابی شیبہ) اور بعض دفعہ فلا شئی علیہ (ابن ماجہ) اور بعض دفعہ فلا شئی له (ابوداؤد) کے الفاظ بولے ہیں جو اختلاط کی واضح دلیل ہے ابن حبان فرماتے ہیں یہ خبر باطل ہے (کتاب المجرحین ص ۲۶۶ ج ۲) صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے بیضاء کے دو بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑی تھی (مسلم ص ۳۱۳ ج ۱)۔

(۱۴۷۱) والله ما صلى على ابی بکر الا في المسجد (عروہ شعیبہ)

تم خدا ابو بکر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ ☆

منقطع ہے عروہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا۔

(۱۴۷۲) حضرت ابو بکر متنگ کی رات کو دفن ہوئے اور آپ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن بلان غنوی متروک ہے (نصب ص ۳۷۷ ج ۳) ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے بخاری اور احمد نے اسے ترک کر دیا تھا ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا تھا (میزان ص ۲۸ ج ۱)۔

## جنازہ سے فراغت

(۱۴۷۳) اذا صلى الانسان على جنازة انقطع ذما مها الا ان يشاء ان يتبعها (عائشه رضي الله عنها)۔

۱۴۷۰- ابن ماجہ ح ۱۵۱۷، أوداؤد ح ۳۱۹۱، نصب الراية ص ۲۷۵ ج ۲، ابن أبي شيبة ص ۴۴ ج ۳، ح ۱۱۹۷۲، مسند أحمد ص ۴۴ ج ۲، طحاوی ص ۴۹۲ ج ۱، بیہقی ص ۵۱ ج ۴، زاد المعاد ص ۱۴۰ ج ۱۔

۱۴۷۱- مصنف عبد الرزاق ج ۳، ابن أبي شيبة ص ۴۴ ج ۳، ح ۱۱۹۶۷، المحلی ص ۱۶۶ ج ۳۔

۱۴۷۲- بیہقی ص ۵۲ ج ۴، نصب الزاوية ص ۲۷۷ ج ۲۔

۱۴۷۳- اللعل المتناهية ص ۴۲۲ ج ۲، كنز العمال ص ۵۸۵ ج ۱۰۔



جب آدمی نماز جنازہ پڑھ لے تو اس کی ذمہ داری پوری ہوگئی مگر یہ کہ وہ (دفن کے لئے) جنازہ کے پیچھے چلے۔ ☆  
غیر صحیح ہے راوی عبد اللہ بن عبد العزیز کوئی شی نہیں (ابن معین) حدیث رسول نہیں عروہ کا قول ہے  
(دارقطنی ☆ العلل ص ۲۳۲ ج ۲)۔

(۱۴۷۴) الرجل يتبع الجنازة فليس له ان يرجع حتى يستامر اهلها (جابر رضی اللہ عنہ)  
جو آدمی جنازہ کے ساتھ جائے اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ میت کے اہل کی اجازت کے بغیر واپس لوٹے ☆  
منکر ہے راوی عمرو بن عبد الغفار فقہی متہم بالوضع ہے (ابن عدی) منکر الحدیث ہے (عقیلی  
☆ میزان ص ۲۷۲ ج ۳)

## قبر پر نماز جنازہ

(۱۴۷۵) لا تصل علی قبر ولا الی قبر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
نہ قبر پر اور نہ قبر کی طرف نماز پڑھو۔ ☆  
منکر ہے راوی رشید بن کریم ضعیف ہے (ابن المدینی و جملہ)۔  
منکر الحدیث ہے احمد و بخاری ☆ میزان ص ۵۱ ج ۱)۔

## دفن

(۱۴۷۶) یدفن کل انسان فی تربة التی خلق منها (ابن عباس رضی اللہ عنہ)  
ہر انسان اسی مٹی میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے ☆  
ضعیف ہے راوی عمر بن عطاء بن وراز ضعیف ہے کوئی شی نہیں (ابن معین و نسائی) قوی نہیں (احمد) ☆  
میزان ص ۲۱۳ ج ۳)

۱۴۷۴- لسان ص ۳۶۹ ج ۴۔

۱۴۷۵- طبرانی کبیر ص ۲۹۷ ج ۱۱ ح ۱۲۰۵۱ ف ص ۳۲۵ ج ۱۱ ح ۱۲۱۶۸، الکامل ص ۱۰۰۷ ج ۳۔

۱۴۷۶- مصنف عبد الرزاق ص ۵۱۵ ج ۳، عقیلی ص ۱۸۰ ج ۳۔

(۱۴۷۷) خلقت انا و ابوبکر و عمر من تربة واحد و فيها ندفن (عبد الله رضی اللہ عنہ)۔

میں اور ابوبکر و عمر تینوں ایک مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں ہم دفن کیے جائیں گے۔ ☆

باطل ہے راوی موسیٰ بن سہل راہی مجہول ہے۔ اور یہ خبر باطل ہے (لسان ص ۱۳۵ ج ۳ و میزان ص ۲۰۶ ج ۴)  
(۱۴۷۸) آپ نے مدینہ میں چند لوگوں کی قبر کھودتے دیکھا تو پوچھا یہ کس کی قبر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ایک حبشی تاجر تھا مدینہ میں آیا اور یہیں فوت ہو گیا آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ یہ اپنی زمین اور آسمان سے اس مٹی کی طرف چلایا گیا جس سے یہ پیدا ہوا تھا (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔ ☆

ضعیف ہے راوی علی بن الدینی کے والد عبد اللہ ضعیف ہیں۔ (مجمع ص ۴۲ ج ۳ و تقریب ص ۱۶۰)  
(۱۴۷۹) مرتبنا رسول اللہ ﷺ و نحن نحفر قبراً فقال ما تصنعون فقلنا نحفر قبراً لهذا الاسود فقال جاء ت به منيته الى تربته فقال ابو اسامة اتدرون يا اهل الكوفة لم احدثكم بهذا الحديث لان ابا بکر و عمر خلقا من تربة رسول الله ﷺ (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم قبر کھود رہے تھے فرمایا کیا کر رہے ہو ہم نے کہا اس حبشی کی قبر کھود رہے ہیں فرمایا اس کی موت اس کی مٹی کی طرف لے آئی ہے ابو اسامہ راوی فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے کوفہ والو! میں یہ روایت بیان کیوں کر رہا ہوں اس لئے کہ ابوبکر اور عمر بھی رسول اللہ کی مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی احوص بن حکیم کو عجمی نے ثقہ اور جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے (مجمع ص ۴۲ ج ۳)  
ضعیف الحفظ ہے (تقریب ص ۲۵)۔

(۱۴۸۰) ان جیشا دفن بالمدينة فقال رسول الله ﷺ دفن بالطينة التي

۱۴۷۷- کتاب الموضوعات ص ۲۴۵ ج ۱، اللالی ص ۲۸۳ ج ۱، تنزیہ ص ۳۷۳ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۳۳۹، لسان ص ۱۲۰ ج ۶، میزان ص ۲۰۶ ج ۴، کنز العمال ص ۵۶۷ ج ۱۱۔

۱۴۷۸- کشف الاستار ح ۸۴۲ مجمع ص ۴۲ ج ۳۔

۱۴۷۹- طبرانی اوسط ص ۵۹ ج ۶ ح ۵۱۲۲۔

۱۴۸۰- تاریخ اصفہان ص ۳۰۴ ج ۲، مجمع ص ۴۲ ج ۳ بحوالہ طبرانی کبیر۔

خلق منها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

مدینہ میں ایک لشکر فتن ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یہ اس مٹی سے پیدا ہوئے تھے جس میں فتن ہوئے ہیں۔“ ☆  
ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن عیسیٰ الحراز ضعیف ہے (مجمع ص ۴۲ ج ۳) مکر الحدیث ہے (ابوزرعہ) ثقہ  
نہیں (نسائی ☆ میزان ص ۴۷۰ ج ۲)۔

(۱۴۸۱) حفر القبور من الجهاد و غسل الميت من الجهاد و دائق يجعله المومن  
فی حفر الميت خیر له من الف غزوة و الف رقبة يعتقها۔ (انس رضی اللہ عنہ)  
قبروں کا کھودنا جہاد ہے میت کو غسل دینا بھی جہاد ہے اور وہ ایک روپیہ جو کوئی مؤمن قبر کے کھودنے  
(مزدوری دینے) میں خرچ کرتا ہے اس کے لئے ہزار جہاد اور ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے ہے۔ ☆  
دیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۴۸۲) ان لكل بيت باباً و باب القبر من تلقاء رجليه (النعمان)

ہر گھر کا دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ میت کے پاؤں کی طرف ہے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند کے بہت سے راوی مجہول ہیں (مجمع ص ۴۳ ج ۳)۔

(۱۴۸۳) انه كره ان يلقي تحت الميت في القبر شئى (ابن عباس موقوفاً)۔

ابن عباس ناپسند کرتے تھے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی چیز ڈالی جائے۔ ☆

ضعیف ہے امام ترمذی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۴۸۴) اور اس روایت کو بیہقی نے ”كره ان يجعل تحت الميت ثوباً في القبر“ ”تم نے میرے اور

زمین ک درمیان کسی چیز کو نہ رکھنا“ کے الفاظ سے بصیغہ مجہول ذکر کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ

کیا ہے۔ (بیہقی ص ۴۰۸ ج ۳)

اس کی سند معلوم نہیں (ارواء ص ۱۹۷ ج ۳)۔

۱۴۸۱- دیلمی ص ۲۳۴ ج ۲ ح ۲۵۶۶۔

۱۴۸۲- کنز العمال ص ۶۰۰ ج ۱۵ مجمع ص ۴۳ ج ۳ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۱۴۸۳- ترمذی ما جاء فی الثواب الواحد يلقي تحت الميت في القبر ح ۱۰۴۸۔

۱۴۸۴ (أ) - بیہقی ص ۴۰۸ ج ۳۔

(۱۳۸۳ب) جب حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے آیت ”منہا خلقتنا کم و فیہا نعید کم و منہا نخرجکم تارۃً اخری“ پڑھی الحدیث۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ) ☆  
 سخت ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن زہر نے اس حدیث کو علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور یہ سند سخت مجروح ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۰) ذہبی فرماتے ہیں حدیث واہ ہے اس لئے کہ علی بن یزید متروک ہے۔ (تخصیص المستدرک ص ۳۷۹ ج ۲)

(۱۴۸۵) لا تطلعوا فی القبر فانہا لمانۃ فلعلسی تحل العقد فیتجلی لہ وجہ اسود الحلیث۔ (انس رضی اللہ عنہ)  
 رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ایک چادر منگوائی اور قبر کے اوپر پھیلا دی۔ اور فرمایا تم قبر میں نہ جھانکو یہ امانت ہے ہو سکتا ہے کہ کفن کی گرہ کھولی جائے تو میت کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہو یا اس کی قبر میں سانپ ہو جو اس کی گردن میں حائل بنا ہوا ہو بلاشبہ یہ امانت ہے ہو سکتا ہے کہ میت کو الٹ پلٹ کرنے سے اسے کے نیچے دھواں داخل ہو جائے ☆  
 من گھڑت ہے اس روایت کے اکثر راوی مجہول ہیں اور ایک راوی ابراہیم بن ہدبہ کذاب ہے (بحی و علی) دجال ہے (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۹ ج ۲)

(۱۴۸۶) من السنة ان یبدوا بدفن المیت وان یلقى التراب من قبل قبلتہ (انس)۔  
 سنت یہ ہے کہ میت کے دفن سے ابتدا کی جائے اور میت کے اوپر قبلہ کی جانب سے مٹی ڈالی جائے۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے راوی عبیدہ بن حسان غبری ضعیف ہے (مجمع ص ۴۳ ج ۳) منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) ضعیف ہے (دارقطنی) ثقہ راویوں کے نام سے موضوع حدیث روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۶ ج ۳)۔

(۱۴۸۷) حثافی قبر ثلاثا (ابی المنذر)۔

آپ نے تین بک مٹی ڈالی۔ ☆

۱۴۸۴ (ب)۔ المستدرک ص ۳۷۹ ج ۲۔

۱۴۸۵۔ کتاب الموضوعات ص ۴۰۹ ج ۲، اللالی ص ۳۶۳ ج ۲، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۷، تنزیہ

ص ۳۶۳ ج ۲، کنز العمال ص ۶۰۳ ج ۱۵۔

۱۴۸۶۔ طبرانی ص ۱۲۲ ج ۹ ح ۸۲۵۸۔

۱۴۸۷۔ بیہقی ص ۴۱۰ ج ۳، میزان ص ۹۷ ج ۲۔

راوی زیاد مجہول ہے اور یہ روایت مرسل ہے (میزان ص ۹۷ ج ۲)۔

(۱۴۸۸) حثا علی المیت ثلاثہ حتیات بیدیه جمیعاً (جعفر بن محمد عن ابیہ)۔

آپ نے دونوں ہاتھوں سے قبر پر تین بک مٹی ڈالی۔ ☆

مرسل ہے اور اس کا راوی ابراہیم بن محمد عن جعفر سخت ضعیف ہے (ارواء ص ۲۰۲ ج ۳)۔

(۱۴۸۹) رأیت النبی ﷺ حین دفن عثمان بن مظعون صلی علیہ و کبر علیہ اربعاً

و حثا علی قبرہ بیدہ ثلاث حتیات من التراب و هو قائم عند راسہ (ربیعہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کیا گیا آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور چار

تکبیریں فرمائیں اور قبر پر تین بک مٹی ڈالی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی قاسم بن عبد اللہ العری مڑوک ہے امام احمد نے کذاب کا الزام

لگایا ہے۔ (تقریب ص ۹۲۷)

(۱۴۹۰) یترو الغریق یوماً وليلة ثم یدفن۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

ڈوب کر مرنے والے کو ایک رات اور دن کے بعد دفن کیا جائے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی نوح بن ابی مریم کذاب ہے اس نے حدیثیں وضع کی ہیں۔ (میزان ص ۲۷۹ ج ۳) مزید

دیکھئے (نمبر ۱) اور اس کا شاگرد سلم بن سالم غیر ثقہ ہے (جو زبانی) ضعیف ہے (ابن معین) (میزان ص ۱۸۵ ج ۲)

(۱۴۹۱) ما المیت فی قبرہ الا شبه الغریق المتغوث ینتظر دعوة من اب او ام او

ولد و صديق ثقة الحديث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو مدد کے لئے پکار رہا ہو وہ باپ، ماں، اولاد اور قابل اعتماد دوست

سے دعا پہنچنے کا منتظر ہوتا ہے جب اس سے دعا پہنچ جاتی ہے تو یہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس

۱۴۸۸- ارواء الغلیل ص ۲۰۲ ج ۳ بحوالہ مسند الشافعی۔

۱۴۸۹- بیہقی ص ۴۱۰ ج ۳، دارقطنی ص ۸۶ ج ۲، مجمع ص ۳۵ ج ۳ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۱۴۹۰- الکامل ص ۲۵۰ ج ۷، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۴، تنزیہ ص ۳۷۴ ج ۲۔

۱۴۹۱- دیلمی ص ۳۹۱ ج ۴، کنز العمال ص ۶۹۴ ج ۱۵۔

سے زیادہ محبوب ہوتی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ قبروں والوں پر گھر والوں کی دعاء سے پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے زندوں کا تحفہ مردوں کے لئے ان کے لئے بخشش کی دعا اور ان کی طرف سے صدقہ ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہ) ☆  
من گھڑت ہے ☆ راوی حسن بن علی عبد الواحد متہم ہے اس نے پھول کی فضیلت میں ایک باطل اور بے اصل حدیث روایت کی ہے۔ (لسان ص ۲۳۱ ج ۲)

(۱۴۹۲) قبور الاموات بمنزلة الرباطات فلا تنسوا اهل القبور في قبورهم فانهم يرجونكم كما ترجون المرابطین فی سبیل اللہ (علی)  
فوت شدگان کی قبریں رباط کے منزلہ پر ہیں تم اہل قبور کو ان کی قبروں میں نہ بھولو۔ وہ تم سے اسی طرح امید رکھتے ہیں جیسا کہ تم مرابطین (مجاہدین) فی سبیل اللہ سے امید رکھتے ہو۔ ☆  
ویلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

## بچیوں کا دفن کرنا

(۱۴۹۳) دفن البنات من المکرمات (ابن عمر)

بچیوں کا دفن کرنا باعزت کاموں میں سے ہے ☆

منکر ہے راوی حمید بن حماد ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲)۔

(۱۴۹۴) لما عزی رسول اللہ بابنتہ رقیہ قال الحمد لله دفن البنات من المکرمات (ابن عباس)

حضرت رقیہ کی وفات پر جب رسول اللہ ﷺ سے تعزیت کی گئی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ بچیوں کا دفن کرنا مکرمات سے ہے ☆

۱۴۹۲- دیلمی ص ۲۷۴ ج ۳ ح ۴۶۸۸۔

۱۴۹۳- کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲، اللالی ص ۳۶۴ ج ۲، کنز العمال ص ۴۴۹ ج ۱۶، تاریخ بغداد ص ۲۹۱ ج ۷، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۷، الکامل ص ۶۹۳ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۲۶۶۔

۱۴۹۴- تاریخ بغداد ص ۶۷ ج ۵، تنزیہ ص ۷۲ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲، اللالی ص ۳۶۴ ج ۲، الکامل ص ۱۸۱۸ ج ۵۔

سخت ضعیف ہے ایک راوی عراق بن خالد مضطرب الحدیث قوی نہیں (ابو حاتم) دوسرا راوی محمد بن عبد الرحمن ضعیف حدیث چور تھا (ابن عدی) تیسرا راوی عثمان بن عطاء بھی ضعیف ہے (ابن معین)، قابل حجت نہیں (ابن حبان)، چوتھا راوی عثمان کا باپ روى الحفظ خطا کار ہے اس سے احتجاج باطل ہے عبد الوہاب انماطی فرماتے ہیں یہ حدیث فرمودہ رسول نہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲)

## نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا

(۱۴۹۵) ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین فان المیت یتاذی بجوار السوء کما یتاذی الحی بجوار السوء (ابو ہریرہ)

تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو میت برے پڑوس سے تکلیف محسوس کرتی ہے جیسا کہ زندہ برے پڑوس سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے اس کی سند میں داؤد بن حصین ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہ تھیں اس کی روایت سے پرہیز ضروری ہے اس روایت میں اصل مصیبت اس کی طرف سے ہے یہ روایت باطل ہے جس کا کلام رسول سے کچھ اصل نہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۱۲ ج ۲)۔

## پانی کا چھڑکاؤ

(۱۴۹۶) ان رش علی قبر ابنہ ابراہیم و وضع علیہ حصباء (محمد باقر)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنگریاں رکھیں۔ ☆

معطل ہونے کے باوجود سند کے لحاظ سے بے اصل ہے راوی ابراہیم بن محمد بن یحییٰ اسلمی متروک ہے (تقریب ص ۲۳)۔ غیر ثقہ ہے (مالک) کذاب ہے (قطان وابن معین و علی بن المدینی) ایسی حدیثیں

۱۴۹۵ - طبرانی اوسط ص ۱۳۸ ج ۵، ح ۲۲۸۴، طبرانی کبیر ص ۲۹۰ ج ۱۱، ح ۱۲۰۳، کتاب الموضوعات ص ۴۱۲ ج ۲، کتاب المجروحین ص ۲۶۱ ج ۱، اللالی ص ۳۶۴ ج ۲، حلیۃ الأولیاء ص ۳۰۴ ج ۶، کنز العمال ص ۵۹۹ ج ۱۵، کشف الخفاء ص ۷۲ ج ۱، ضعیفہ ص ۷۹ ج ۲۔

۱۴۹۶ - بیہقی ص ۴۱۱ ج ۳۔

روایت کرتا تھا جن کا کچھ اصل نہیں (میزان ص ۵۸ ج ۱)۔

(۱۴۹۷) رش علی قبر سعد (ابو رافع)۔

آپ نے سعد کی قبر پر پانی چھڑکا۔ ☆

نخت ضعیف ہے اولاً مندل بن علی ضعیف ہے (تقریب میں اور اس کا استاذ محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع بھی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۰۹) نخت منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ میزان ص ۶۳۵ ج ۳)۔

## تلقین بعد از دفن اور قرآن خوانی

(۱۴۹۸) جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ ایسے ہی کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے وہ یہ کہ جب کسی ایک کو دفن کر دیا جائے تو ایک آدمی سر کی طرف کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلاں بن فلاں میت اس کی آواز سن لیتی ہے لیکن جواب نہیں دیتی پھر وہ کہے فلاں بن فلاں تو میت سیدھی بیٹھ جاتی ہے پھر وہ تیسری مرتبہ آواز دے تو میت جواب میں کہتی ہے ارشدنا رحمک اللہ ہماری رہنمائی کیجئے اللہ تجھ پر رحم کرے لیکن تم نہیں سمجھتے اور آواز دینے والا (اشہدان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبده ورسوله انک رضیت باللہ رباً ومحمد نبیاً وبالقرآن نبیاً کہے تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے چلیے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا ہے اس کو تو لقمہ دیا گیا ہے الحدیث (ابو امامہ)۔ ☆

غیر ثابت ہے اس کی سند میں نامعلوم راویوں کی ایک جماعت ہے (مجمع ص ۴۳ ج ۲) ایک راوی محمد بن ابراہیم بن العلاء الحمصی منکر الحدیث ہے (تقریب ص ۲۹۹) کذاب ہے (دارقطنی) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۴۴۶ ج ۱)۔

(۱۴۹۹) اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره ویقرا عنه رأسه

۱۴۹۷- ابن ماجہ باب ادخال المیت القبر ح ۱۰۵۱، تہذیب المزی ص ۵۰۱ ج ۷۔

۱۴۹۸- طبرانی کبیر ص ۲۴۹ ج ۸، زاد المعاد ص ۱۴۵ ج ۱، کنز العمال ص ۶۰۵ ج ۱۰۔

۱۴۹۹- طبرانی کبیر ص ۴۴۰ ج ۱۲، کنز العمال ص ۶۰۱ ج ۱۰، در منثور ص ۲۸ ج ۱، شعب

الایمان ص ۱۶ ج ۹، ۹۲۹۳۔



فاتحة الكتاب و عند رجليه بفاتحة البقرة (ابن عمر)۔

جب کوئی تم میں سے فوت ہو جائے تو اسے ٹھہراؤ مت بلکہ جلدی قبر کی طرف لے چلو (ذہن کے بعد)

اسکے سر کے پاس سورۃ الفاتحہ اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات پڑھو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی یحییٰ بن عبد اللہ بن ضحاک باہتشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۷۷) اور اس کا استاذ ایوب

بن نہیک بھی ضعیف ہے (ابو حاتم) متروک ہے (ازدی ☆ میزان ص ۳۹۳ ج ۱) اس کی ایک سند اور بھی ہے جو

موقوف اور ضعیف ہے اس میں ایک راوی عبد الرحمن بن علاء بن الجراح مجہول ہے (مشکوۃ البانی ص ۵۳۸ ج ۱)۔

(۱۵۰۰) من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف عنهم يومئذ و كان له بعدد من

فيها حسنات۔ (انس رضی اللہ عنہ)

قبرستان میں جو داخل ہو کر سورۃ یس کی تلاوت کرے تو اس دن ان قبر والوں سے قبر کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے

اور پڑھنے والے کے لئے اتنی نیکیاں ہیں جتنے اس قبرستان میں مردے دفن ہیں۔ ☆

باطل ہے راوی ایوب بن مدک کوئی شے نہیں کذاب ہے۔ (ذہبی) متروک ہے ابو حاتم و نسائی ☆ میزان ص ۳۹۳ ج ۱

## قبر کا جھٹکا اور پکار

(۱۵۰۱) يَضْغَطُهُ فِيهِ الْمُؤْمِنُ ضَغْطَةً تَزُولُ مِنْهَا حِمَائِلُهُ وَيَمْلَأُ عَلَى الْكَافِرِ نَارًا (حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی قبر میں جھٹکا دیا جاتا ہے جس سے اس کے کندھے اور سینہ جدا جدا ہو جاتے ہیں اور کافر پر آگ

کو بھردیتا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن جابر ضعیف ہے (مجمع ص ۳۶ ج ۳)۔

(۱۵۰۲) جب ننب بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سخت پریشان پایا ہم آپ سے

۱۵۰۰۔ دیلمی ص ۱۰۸ ج ۴ ح ۵۸۳۴۔

۱۵۰۱۔ مسند أحمد ص ۴۰۷ ج ۵، تنزیہ ص ۳۷۱ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۴۰۶ ج ۲، اللالی

ص ۳۶۰ ج ۲، مجمع ص ۴۶ ج ۳۔

۱۵۰۲۔ طبرانی اوسط ص ۳۷۹ ج ۶ ح ۵۸۰۶، مختصر، کتاب الموضوعات ص ۴۰۶ ج ۲، اللالی

ص ۳۶۰ ج ۲، تنزیہ ص ۳۷۱ ج ۲۔

کلام نہیں کر رہے تھے حتیٰ کہ ہم قبر تک پہنچے قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی حتیٰ کہ قبر تیار ہو گئی رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے اور پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے پھر جب آپ فارغ ہو کر قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرے سے پریشانی دور ہو چکی تھی اور آپ مسکرا رہے تھے ہم نے پوچھا اللہ کے رسول آپ پہلے تو اس قدر پریشان تھے کہ ہم آپ سے کلام کرنے کی جرأت بھی نہیں کر رہے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کی پریشانی دور ہو گئی ہے فرمایا میں قبر کی تنگی کو اور نینب کی کمزوری کو یاد کر رہا تھا تو یہ مجھ پر سخت گراں تھی پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ نینب سے تخفیف کر دے اس نے دعا کو قبول فرمایا اور قبر نے بالکل ہلکا سا جھٹکا دیا ہے جس کو سوائے جنوں اور انسانوں کے ہر دو کناروں والوں نے سنا ہے (انس)۔ ☆

ضعیف ہے راوی حبیب بن خالد اسدی قوی نہیں (میزان ص ۴۵۳ ج ۱)

(۱۵۰۳) ابن شاہین و ابو بکر بن ابی داؤد نے یہی روایت عن الاعمش عن انس روایت کی ہے جو منقطع ہے کیونکہ اعمش کا حضرت انس سے سماع نہیں۔

(۱۵۰۴) جب حضرت سعد بن معاذ کو دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”قبر ہر شخص کو جھٹکا دیتی ہے اگر کسی نے اس جھٹکے سے محفوظ رہنا ہوتا تو سعد محفوظ رہتے پھر فرمایا قسم میں نے سعد کے رونے کی آواز سنی ہے اور قبر میں اس کی پسلیوں کو ایک دوسرے میں داخل ہوتے دیکھا ہے (ابن عباس)۔ ☆

مذکورہ متن سے غیر صحیح ہے راوی قاسم بن عبد الرحمن مکر الحدیث ہے (احمد) اصحاب رسول سے متصل حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۲)۔

(۱۵۰۵) رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کی قبر میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ سبحان اللہ فرمایا جب آپ قبر سے باہر آئے تو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ جو آپ نے آج کیا ہے پہلے ایسے نہیں کرتے تھے فرمایا قبر نے اسے اپنی طرف ملایا ہے میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ اس سے نرمی کرے یہ اس لیے کہ وہ پیشاب سے

۱۵۰۳- اللالی المصنوعہ ص ۳۶۰ ج ۲

۱۵۰۴- کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۲، اللالی ص ۳۶۱ ج ۲۔

۱۵۰۵- کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۲، اللالی ص ۳۶۲ ج ۲۔

پرہیز نہیں کرتے تھے ☆ (حسن بصری)۔

مذکورہ طریق اور متن سے بے اصل ہے اولاً حسن بصری کی مرسل ہے جو قابل حجت نہیں ٹانیا ان کا شاگرد ابوسفیان طریف بن شہاب صفدی کوئی شئی نہیں (احمد و ابن معین) متروک الحدیث ہے (نسائی) غفلت کا شکار تھا احادیث کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا جو ان کی حدیث کے مشابہ نہ ہوتیں (کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۲)۔

(۱۵۰۶) میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تجھ پر افسوس کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں رکھا کیا تجھے معلوم نہیں تھا میں فتنے اور تاریکی کا گھر ہوں الحدیث ☆ (ابو الحجاج یمانی)۔

ضعیف ہے راوی ابو بکر بن ابی مریم غلط ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳)۔  
(۱۵۰۷) قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ آواز دیتی ہے ابن آدم تو مجھے کیوں بھول گیا کیا تجھے پتہ نہیں میں تنہائی، غربت و حشت، تنگی، اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں مگر جس پر اللہ تعالیٰ مجھے کشادہ کر دے پھر فرمایا قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ ☆ (ابو ہریرہ)  
ضعیف ہے راوی محمد بن ایوب بن سوید ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳) متروک مہتم ہے اس نے اپنے باپ کی کتاب میں چند من گھڑت چیزیں شامل کر دی تھیں (کتاب البحر و چین ص ۲۰۰ ج ۲)۔

(۱۵۰۸) یہی روایت امام ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کی ہے وہ بھی ضعیف ہے اس کا راوی عبید اللہ بن ولید وصافی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۲۸) اور اس کا استاذ عطیہ عونی بھی ضعیف ہے (میزان ص ۸۰ ج ۳)۔

## عذاب قبر

(۱۵۰۹) عذاب القبر حق من لم یومن به عذب فیہ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۱۵۰۶۔ طبرانی ص ۳۷۷ ج ۲، ح ۹۴۲، أبو یعلیٰ ص ۲۲۹ ج ۶، ح ۶۸۳۵، أسد الغابۃ ص ۱۶۹ ج ۵۔

۱۵۰۷۔ طبرانی الأوسط ص ۲۷۴ ج ۷، ح ۸۶۰۸۔

۱۵۰۸۔ ترمذی کتاب صفة القيامة ح ۲۴۶۰، شعب الایمان ص ۴۹۸ ج ۱، ح ۸۲۸۔

۱۵۰۹۔ دیلمی ص ۸۴ ج ۳، ح ۳۹۷۳، کنز العمال ص ۶۴۰ ج ۱۵۔

قبر کا عذاب حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے اسے عذاب دیا جائے گا۔ ☆  
ذیلی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۵۱۰) عذاب القبر من اثر البول (میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا)

پیشاب کے اثر (چھینٹے وغیرہ) سے قبر کا عذاب ہے۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں کچھ ضعیف اور کچھ مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۲۰۹ ج ۱)

(۱۵۱۱) ان عامة عذاب القبر من البول (معاذ رضی اللہ عنہ)

قبر کا عذاب عموماً پیشاب سے ہے ☆

ضعیف ہے راوی رشدین بن سعد نیک تھا صالحین کی طرح غفلت کا شکار ہو گیا تھا اور حدیث میں غلط ہو گیا (ابن یونس) ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۳)

(۱۵۱۲) سالنا رسول اللہ ﷺ عن البول فقال اذا مسكم شئ فاغسلوه فانی اظن ان منه عذاب القبر (عبادہ رضی اللہ عنہ)

ہم نے رسول اللہ سے پیشاب کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا جب تمہیں پیشاب لگ جائے تو اسے دھو ڈالا کرو میرا خیال ہے کہ قبر کا عذاب اسی سے ہے۔ ☆

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی یوسف بن خالد سستی کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۳۶۳ ج ۳ دیکھئے نمبر ۱۰۲)

(۱۵۱۳) رسول اللہ ﷺ ایک روز سخت گرمی میں بقیع الغرقہ کی طرف جا رہے تھے اور لوگ بھی آپ کے پیچھے چل رہے تھے آپ نے جب ان کے پاؤں کی آہٹ سنی تو آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ لوگوں کو اپنے آگے کیا تاکہ آپ کے نفس میں کوئی تکبر پیدا نہ ہو جب آپ بقیع الغرقہ میں پہنچے تو دو قبریں دیکھیں جن میں دو مرد دفن تھے

۱۵۱۰- طبرانی کبیر ص ۳۹ ج ۲۵ ح ۶۸۔

۱۵۱۱- طبرانی کبیر ص ۱۲۴ ج ۲۰ ح ۲۴۸۔

۱۵۱۲- کشف الاستار ح ۹۹؟، مجمع ص ۲۰۸ ج ۱۔

۱۵۱۳- مسند أحمد ص ۲۶۶ ج ۵۔

آپ ان کے پاس ٹھہر گئے اور پوچھا تم نے ان قبروں میں کس کس کو دفن کیا ہے لوگ کہنے لگے فلاں اور فلاں کو پھر لوگوں نے آپ سے دریافت کیا، کیا معاملہ ہے (آپ اس بارہ میں کیوں پوچھ رہے ہیں) آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ الحدیث ☆ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ) اس متن کے ساتھ منکر ہے راوی علی بن یزید الہامی منکر الحدیث ہے۔ (بخاری) ثقہ نہیں (نسائی) قوی نہیں (ابوزرعہ) متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۱۶۱ ج ۳)

(۱۵۱۴) مر النبی بقبرین لبنی النجار یعذبان بالنمیمۃ والبول الحدیث۔ (انس رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کا بنی نجار کی دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا جن کو چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبید بن عبد الرحمن ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۰۸ ج ۱)  
(۱۵۱۵) فتنۃ القبر فی فاذا سئلتم عنی فلا تشکوا (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

میرے بارہ میں قبر کا فتنہ (سوال) ہے جب تم سے میرے بارہ میں پوچھا جائے تو شک نہ کرنا۔ ☆  
ضعیف ہے امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ذہبی فرماتے ہیں راوی محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمیر کے ضعف پر اجماع ہے (تخفیف المسند رک ص ۳۸۲ ج ۲)

(۱۵۱۶) لیسלט علی الکافر فی قبرہ تسعة و تسعون تنینا تلیدغہ حتی تقوم الساعة ولو ان تنینا منها نفخ فی الارض ما انبتت حضراء۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ) کافر پر اس کی قبر میں ننانوے (۹۹) سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہتے رہیں گے ان سانپوں میں اگر ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو سبزہ پیدا ہی نہ ہو۔ ☆  
ضعیف ہے راوی دراج اپنے شیخ ابو الہیثم سے روایت کرنے میں ضعیف ہے (تقریب ص ۹۷) مذکورہ

۱۵۱۴- المستدرک ص ۳۳۲ ج ۸ ح ۷۶۷۶۔

۱۵۱۵- المستدرک ص ۳۸۲ ج ۲، کنز العمال ص ۶۳۵ ج ۱۰۔

۱۵۱۶- مسند أحمد ص ۳۸ ج ۳، دارمی ص ۲۳۸ ج ۲، ترمذی ح ۲۴۶۰ نحوه مفصلاً، أبو یعلیٰ

ص ۱۱۲ ج ۲، ابن حبان ص ۴۹ ج ۶ ح ۳۱۱۱۔

حدیث بھی اس نے ابو الہیثم سے روایت کی ہے۔

(۱۵۱۷) یسلط علیہم تسعة و تسعون تنینا اتدرون ما التنین قال تسع و تسعون حية لكل حية سبعة رؤوس ینفخون فی جسمه ویلسعونہ ویخدشونہ۔  
(ابو سعید رضی اللہ عنہ)

کافروں پر ننانوے تین تسلط کر دیئے جاتے ہیں تمہیں معلوم ہے تین کیا ہے یہ ننانوے سانپ ہیں اور ہر ایک سانپ کے سات سات سر ہیں وہ کافر کے جسم میں پھونکتے ہیں اور اسے زخمی کرتے ہیں۔ ☆  
ضعیف ہے راوی دراج ضعیف ہے۔ (دیکھئے اوپر والی روایت)

(۱۵۱۸) میں بدر کے کھنڈرات میں چل رہا تھا تو دیکھا قبر سے اچانک ایک آدمی نکلا جس کے گلے میں زنجیر تھی اس نے مجھے عبد اللہ کہہ کر آواز دی مجھے معلوم نہیں کہ اسے میرے نام کا علم تھا یا عربوں کی عام عادت کے مطابق اس نے مجھے اے اللہ کے بندے کہا وہ کہنے لگا مجھے پانی پلاؤ معاً دیکھا کہ اسی قبر سے ایک آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا اس کو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے پھر اس نے پہلے آدمی کو کوڑا مارا حتیٰ کہ وہ دوبارہ اپنی قبر میں لوٹ گیا میں دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو تمام واقعہ سنا دیا آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ اللہ کا دشمن ابو جہل تھا اور یہ اس کا عذاب ہے جو اسے قیامت تک ہوتا رہے گا۔ ☆ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)  
ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ ضعیف ہے۔ (مجمع ص ۵۷ ج ۳)

(۱۵۱۹) اذا قبض العبد المؤمن صعد ملکاه الى السماء فقال الله لهما ارجعا الى قبره و احمدانی و هلاونی الى يوم القيامة الحديث (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔  
جب مؤمن بندہ فوت ہوتا ہے تو دو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو فرماتا ہے تم اس بندے کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ۔ اور تم قیامت تک میری حمد و تہلیل کرو میں نے اپنے اس بندے کے

۱۵۱۷- أبو یعلیٰ ص ۱۲۲ ج ۶، ح ۶۶۱۳، ابن حبان ص ۴۹ ج ۶، ح ۳۱۱۔

۱۵۱۸- طبرانی اوسط ص ۲۸۷ ج ۶، ح ۶۶۵۶۔

۱۵۱۹- کتاب الموضوعات ص ۴۰۳ ج ۲، اللالی ص ۳۵۹ ج ۲، تنزیہ ص ۳۷۰ ج ۲۔

لئے تمہاری تسبیح۔ جلیل اور تحمید کے برابر اجر لکھ دیا ہے۔ یہ میری طرف سے اسے ثواب اور بدلہ ہے۔ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو دو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے کہتے ہیں تمہیں کون لے آیا۔ فرشتے کہتے ہیں اللہ تو نے اپنے بندے کو فوت کیا ہم تیرے پاس آئے ہیں اللہ فرماتے ہیں تم اس کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ اور قیامت تک اس پر لعنتیں بھیجو۔ اس نے مجھے جھٹلایا اور میرا انکار کیا ہے میں اس لعنت پر جو تم اس پر بھیجو قیامت تک اسے عذاب دوں گا۔ ☆

(۱۵۲۰) یہ روایت حضرت ابوسعید خدری سے بھی قدرے مختلف الفاظ سے مروی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ جب بندے کی روح قبض کرتا ہے تو دو فرشتے اس کو آسمان کی طرف سے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تو نے ہماری اپنے بندے کے عمل لکھنے پر ڈیوٹی لگائی تھی تو نے اسے فوت کر لیا ہے رب ہمیں حکم کر کہ ہم آسمان پر ٹھہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آسمان تو میرے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے جو میری تسبیح کہتے ہیں وہ فرشتے کہتے ہیں پھر اجازت دیجئے کہ ہم زمین میں ٹھہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری زمین میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح کہتے ہیں۔ لیکن تم دونوں اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ۔ میری حمد تسبیح اور جلیل کہو اور اس کو میرے بندے کے نام لکھ دو ☆

دونوں روایتیں باطل ہیں دونوں کا راوی اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ بن طلحہ تھیں حدیث وضع کرتا تھا (صالح جزہ جھوٹ کا ایک رکن تھا اس سے روایت لینا حلال نہیں (ازدی) کذاب ہے (ابوعلیٰ نیشابوری۔ دارقطنی۔ حاکم)۔ اس کے ترک پر اجماع ہے (ذہبی) اس کی عام روایات باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

(۱۵۲۱) اور یہی روایت حضرت انس سے بھی روایت کی جاتی ہے اس میں ہے فرشتے کہتے ہیں ہم کہاں سکونت

اختیار کریں تو اللہ فرماتا ہے تم اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ ☆

یہ بھی باطل ہے راوی عثمان بن مطر کی تضعیف پر اجماع ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۰۳ ج ۲)۔

۱۵۲۰۔ کتاب الموضوعات ص ۴۰۳ ج ۲، اللالی ص ۳۵۹ ج ۲۔

۱۵۲۱۔ کتاب الموضوعات ص ۴۰۳ ج ۲، اللالی ص ۳۵۹ ج ۲، کنز العمال ص ۷۴۸ ج ۱۵، میزان ص ۳۱۹ ج ۴۔

اس روایت کو ذہبی نے میزان ص ۳۱۹ ج ۴ میں عثمان کے علاوہ یثیم بن حماد کے طریق سے روایت کیا ہے یثیم ضعیف ہے (ابن معین) متروک الحدیث ہے (نسائی) اس کی حدیث کو رد کر دیا گیا تھا (احمد میزان ص ۳۱۹ ج ۴) (۱۵۲۲) یا من الموت غایتہ و یا من القبر منزله و یا من الکفن ستره و یا من التراب و سادہ و یا من الدود جیرانہ و یا من المنکر والنکیر زوارہ۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) اے وہ شخص موت جس کی انتہا ہے، قبر اس کی منزل ہے، کفن اس کا پردہ ہے، مٹی اس کا نکیہ ہے، کیڑے مکوڑے اس کے پڑوسی ہیں، اور منکر و نکیر اس کی زیارت کرنے والے ہیں۔ ☆

منکر ہے راوی حسن بن احمد کو دارقطنی نے سخت ضعیف کہا ہے اور دوسرے راوی نوفل کو بھی ائمہ کرام نے ضعیف بلکہ معتم کیا ہے اس کی حدیث ضعیف پر دلالت کرتی ہیں اس حدیث میں الفاظ نبوی کی حلاوت اور چاشنی نہیں پائی جاتی اور یہ حدیث منکر ہے۔ (تعلیق بر فردوس الاخبار ص ۳۹۴ ج ۵)

(۱۵۲۳) اذا دخل المومن قبره وهو مختضب بالحناء اتاه منکر و نکیر فقالا له من ربک وما دینک فيقول منکر لنکیر ارفق بالمومن اما ترى نورا الايمان (انس رضی اللہ عنہ) مومن جب قبر میں داخل ہوتا ہے در انحالیکہ اس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا ہوتا ہے اس سے منکر اور نکیر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو منکر فرشتہ نکیر فرشتہ کو کہتا ہے مومن سے نرمی کرو کیا تم نور ایمان نہیں دیکھ رہے ☆

دلیلی نے بلا سند ذکر کی ہے اس کی مثل نیچے والی روایت ہے۔

(۱۵۲۴) امامات مخضوب ولا دخل القبر الا و منکر و نکیر لا یسأ لانه یقول منکر یا نکیر سائلہ قال کیف اسالہ و نور الاسلام علیہ (انس رضی اللہ عنہ)۔ خضاب لگا ہوا نہیں کوئی مرتا اور قبر میں داخل نہیں ہوتا مگر منکر اور نکیر اس سے سوال نہیں کرتے منکر نکیر سے کہتا ہے اس سے سوال کر نکیر کہتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں اس پر تو اسلام کا نور ہے۔ ☆

۱۵۲۲- دیلمی ص ۳۹۴ ج ۵ ح ۸۲۶۷، مسند الشہاب ص ۳۴۵ ج ۱۔

۱۵۲۳- دیلمی ص ۳۸۷ ج ۱ ح ۱۲۶۴، تنزیہ ص ۲۶۹ ج ۲۔

۱۵۲۴- کتاب الموضوعات ص ۲۵۱ ج ۲، اللالی ص ۲۲۸ ج ۲، تنزیہ ص ۲۶۹۔



(۱۵۲۵) اذا ما تدلى الرجل فى القبر يدخل عليه منكر و نكير يقول احدهما لصاحبه سله فيقول كيف اسئل و معه حجة الاسلام يعنى الخضاب (انس رضی اللہ عنہ)۔

خضاب والے آدمی کو جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس منکر اور نكير آتے ہیں دونوں میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے اس سے سوال کر دوسرا جواب دیتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں؟ اس کے پاس تو اسلام کی دلیل یعنی خضاب ہے ☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں ثابت نہیں ہیں پہلی روایت میں راوی داؤد بن صغیر منکر الحدیث ہے اور دوسری روایت کا راوی یحییٰ بن شبيب کذاب ہے اور یحییٰ کا استاذ دینار حضرت انس سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا جس کا بغیر قدح کے کتابوں میں ذکر حلال نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۵۲ ج ۲)۔

## امت محمدیہ ﷺ کے زمانہء قدیم کے مدفون

(۱۵۲۵ ب) طول قیام امتی فی قبورهم تمحيص لذنوبهم۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

میری امت کا لمبی دیر تک قبروں میں ٹھہرنا ان کا گناہوں سے صاف ہونا ہے۔ ☆

باطل ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں عبد اللہ بن ابی غسان اس روایت میں متفرد ہے اور یہ روایت باطل ہے۔

(لسان ص ۳۲۵ ج ۳)

## مصیبت کا چھپانا اور تعزیت

(۱۵۲۶) من اصيب بمصيبة فى ماله او جسده و كتمها ولم يشكها الى الناس

۱۵۲۵ ا۔ کتاب الموضوعات ص ۲۵۲ ج ۲، اللالی ص ۲۲۹ ج ۲، تنزیہ ص ۲۷۰ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۹۵۔

۱۵۲۵ ب۔ لسان ص ۳۲۵ ج ۳۔

۱۵۲۶ ا۔ طبرانی کبیر ص ۱۴۸ ج ۱۱، کنز العمال ص ۳۰۹ ج ۳، علل الحدیث ص ۱۲۶۔

و ص ۱۷۸ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۳۹۸ ج ۲، اللالی ص ۳۳۰ ج ۲۔

كان حق على الله ان يغفر له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس کو مال یا جان میں کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس کو چھپائے اور لوگوں سے شکوہ نہ کرے اللہ پر حق ہے کہ

اس کو بخش دے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور بدلس ہے۔

(۱۵۲۷) یہ روایت حضرت جابر سے بھی مروی ہے جس کا راوی محمد بن عبید اللہ عزری متروک الحدیث ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۹۹ ج ۲)۔

(۱۵۲۸) من عزى مصابا فله مثل اجره (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جو مصیبت زدہ کو تسلی دے اس کے لئے مصیبت زدہ کے برابر اجر ہے۔ ☆

غیر صحیح ہے اس کی چار سندیں ہیں پہلی سند میں حماد بن ولید حدیث چور اور ثقہ راویوں کے ذمے ایسی روایات لگاتا تھا جو ان کی حدیث میں سے نہیں کسی صورت بھی قابل احتجاج نہیں۔ دوسری سند میں نصر بن عاصم ہے جس کی شعبہ، ہارون اور ابن معین نے تکذیب کی ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۹۹ ج ۲)۔ تیسری سند میں علی بن عاصم ہے جو ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) کذاب ہے (ابن معین)

علی بن عاصم کے بارہ میں دو طرح کی اراء ہیں ایک رائے تو یہ ہے کہ بذات خود اچھا آدمی تھا مگر یہ کثیر الخطا تھا دوسری رائے یہ ہے کہ بذات خود اہل صدق سے تھا مگر اس میں ضعف ہے (فلاس) یزید بن ہارون کہتے ہیں ہم اس کو جھوٹ سے پہچانتے ہیں ابن معین کہتے ہیں متروک الحدیث ہے بخاری فرماتے ہیں قوی نہیں لوگ اس کے بارہ میں کلام کرتے ہیں (میزان ص ۱۳۷ ج ۳) یہ مذکورہ حدیث کی وجہ سے آزمائش میں گرفتار ہوا ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۱۶۳ ج ۲) چوتھی سند میں قیس بن ربیع صدوق تھا مگر جب بوڑھا ہو گیا تو متغیر ہو گیا تھا (تقریب ص ۲۷۳)۔

(۱۵۲۹) ما من مومن يعز اخاه بمصيبة الا كساه الله من حلل الكرامة يوم

۱۵۲۷- الکامل ص ۱۸۳۸ ج ۵، کتاب الموضوعات ص ۲۳۹۹، اللالی ص ۳۵۱ ج ۲، تنزیہ ص ۳۶۷ ج ۱۔

۱۵۲۸- ابن ماجہ باب ما جاء فی الثواب من غزی مصابا ح ۱۶۰۲، ترمذی من غزی مصابا ح ۱۰۷۳

۱۵۲۹- ابن ماجہ باب ما جاء فی الثواب من غزی مصابا ح ۱۶۰۱، تلخیص ص ۱۳۸ ج ۲

القیامة (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

جو ایماندار اپنے بھائی کو مصیبت پر تسلی دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عزت کا لباس پہنائے گا۔ ☆  
ضعیف ہے راوی ابو عمارہ قیس الفارسی میں نظر ہے (بخاری میزان ص ۳۹۸ ج ۳) اس میں  
زنی ہے (تقریب ص ۲۸۴)، عقیلی نے ضعفاء میں اس کی دو روایتیں ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے  
ان دونوں پر متابعت نہیں ہے ان میں ایک ابن ماجہ کی روایت کی ہے جو تعزیت کے بارہ میں  
ہے (تہذیب ص ۴۰۶ ج ۸)۔

(۱۵۳۰) یہی روایت حضرت انس سے کچھ زائد الفاظ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سبز لباس پہنائے گا۔ جس پر  
وہ خوشی کا اظہار کرے گا اس کا راوی قدامہ بن محمد نا معلوم ہے البتہ یہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ (ارواء  
الغلیل ص ۳۱۷ ج ۳)

(۱۵۳۱) من عزى حزيننا البسه الله التقوى و صلى على روحه فى الارواح ومن  
عزى مصابا كساه الله حلتين من حلال الجنة (جابر رضی اللہ عنہ)  
جو پریشان حال کو تسلی دے اللہ اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور جو مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اسے  
جنت کے دو لباس پہنائے گا۔ ضعیف ہے راوی خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے (میزان ص ۶۶۸ ج ۱)۔

(۱۵۳۲) (من عزى ثكلى كسى بردا فى الجنة) (ابو برزہ)  
جو مصیبت (بچے کو گم پانے والی) کو تسلی دے اسے جنت میں لباس پہنایا جائے گا۔ ضعیف ہے اس کی  
راویہ منیہ بنت عبید مجہولہ ہے اور یہ حدیث غریب ہے اس کی سند قوی نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۱۶۵ ج ۲)۔  
(۱۵۳۳) حضرت معاذ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ جس پر حضرت معاذ بہت افسردہ اور غمگین ہوئے۔ رسول اللہ  
ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے حضرت معاذ کی طرف خط لکھا جس کا متن یہ تھا۔

۱۵۳۰- تاریخ بغداد ص ۳۹۷ ج ۷۔

۱۵۳۱- طبرانی أوسط ص ۱۲۴ ج ۱۰، کنز العمال ص ۶۶۲ ج ۱۰۔

۱۵۳۲- ترمذی کتاب الجنائز ح ۱۰۷۶، اللالی ص ۳۵۳ ج ۲۔

۱۵۳۳- کتاب الموضوعات ص ۴۱۵ ج ۲، اللالی ص ۳۵۴ ج ۲، تنزیہ ص ۳۶۸ ج ۲، کنز العمال ص ۶۶۱ ج ۱۰۔

محمد رسول اللہ کی طرف معاذ بن جبل کی طرف - السلام علیک - میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الہ نہیں -

اما بعد اللہ تیرے اجر کو بڑا کرے - اور صبر کا الہام کرے - ہمیں اور آپ کو شکر کا رزق عطا کرے - ہمارے نفس - اہل اموال اور اولاد اللہ کی طرف سے ہبہ اور مستعار ہیں ہم ایک مقررہ مدت تک ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں - پھر اللہ تعالیٰ وقت مقرر پر واپس لے لیتا ہے جو وہ دیتا ہے اس پر اس نے ہم پر شکر واجب کیا ہے اور جب آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس پر صبر واجب کیا ہے آپ کا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہبہ اور ودیعت تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی وجہ سے سور اور خوشی عطا کی اور اس نے اسے آپ سے واپس لے لیا اور اگر صبر کریں تو آپ کے لیے اللہ اس بچے کو رحمت اور اجر بنائے گا اے معاذ! دو خصلتیں جمع نہیں ہو سکتیں - یہ کہ آپ کا رونا پیٹنا اجر کو ضائع کر دے تو اب جو ہاتھ سے نکل چکا ہے اس پر نادم ہوں اگر آپ مصیبت سے ثواب کے کم ہونے پر نادم ہوں اور اللہ کے وعدے کو پورا کریں تو مصیبت کم ہو جائے گی معاذ یاد رکھئے جزع فزع کسی شئی کو رد نہیں کرتا اور نہ پریشانی دور کرتا ہے آپ تسلی اچھی طرح رکھیں اور وعدہ کو پورا کریں تو آپ کا افسوس اس مصیبت کو دور کر دے گا جو آپ پر آنے والی ہے والسلام (عبدالرحمن بن غنم)

بلاشبہ من گھڑت ہے راوی محمد بن سعید مشہور کذاب اور وضاع ہے جس کو اس کی بے دینی اور زندیقہ کی وجہ سے سولی دی گئی تھی اس روایت کو مجاشع بن عمرو بن حسان نے بھی اپنی سند سے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے مجاشع بھی حدیث وضع کرتا تھا

(۱۵۳۲) یہ روایت مختصر ابن عباس سے مروی ہے جس کا راوی اسحاق بن نجیح کذاب اور وضع حدیث میں معروف تھا اور یہ تینوں روایات باطل ہیں حضرت معاذ کے لڑکے کی وفات طاعون کے سال ۱۸ھ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے سات سال بعد ہوئی ہے ہاں بعض صحابہ نے حضرت معاذ طرف تعزیت کا خط لکھا تھا (کتاب الموضوعات ص ۲۴۱۶ ج ۲)

## مصیبت پر خوش ہونا

(۱۵۳۵) لَا تَظْهَرُ الشَّمَاتَةَ لَا خَيْرَ فِي رَحِمِهِ اللَّهُ وَبِيتْلِيكَ (واٹلہ رضی اللہ عنہ)

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر اللہ اس پر رحم کرے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔  
من گھڑت ہے راوی عمر بن اسماعیل کوئی شئی نہیں جھوٹا خبیث ہے (ابن معین) متروک ہے (دارقطنی  
- کتاب الموضوعات ص ۳۹۹ ج ۲)۔

اس روایت کی اور ایک سند بھی ہے جس میں راوی قاسم بن امیہ حفص بن غیاث سے کثرت کے ساتھ  
منکر حدیثیں روایت کرتا تھا جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ حدیث اصلاً رسول اللہ ﷺ کی  
فرمودہ نہیں (کتاب البحر وحین ص ۲۱۴ ج ۲)

## ایصال ثواب

(۱۵۳۶) مَامِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مِيتٌ فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ إِلَّا أَهْدَاهَا لَهُ

جبریل علی طبق من نور (الحديث انس رضي الله عنه)

جس گھر والوں کی میت فوت ہو جائے وہ اس کی طرف صدقہ کریں تو جبریل اس میت کو نور کا ایک طبق  
بطور ہدیہ تحفہ دیتا ہے پھر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے اے قبر والے یہ ہدیہ ہے جو  
تیرے گھر والوں نے تجھے دیا ہے پھر جبریل اس کے پاس داخل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خوش ہوتا  
ہے اور اس کے پڑوسی جن کے پچھلے قریبی رشتہ دار ہدیہ نہیں بھیجتے پریشان ہو جاتے ہیں۔ من گھڑت ہے  
راوی ابو محمد شامی کذاب ہے (ازدی، میزان ص ۵۷۰ ج ۴ و مجمع ص ۱۳۹ ج ۳)، نیز امام طبرانی کا استاذ محمد  
بن داود مجہول ہے۔ آجکل اہل بدعت اس روایت کو مروجہ ختم کے جواز پر پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ  
اس جیسی من گھڑت روایت سے احتجاج اہل بدعت ہی پکڑ سکتے ہیں ورنہ ائمہ حدیث کے نزدیک تو اس  
جیسی من گھڑت روایت پر عمل کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

۱۵۳۵ - ترمذی کتاب صفة القيامة ح ۲۵۰۶، طبرانی کبیر ص ۵۳ ج ۲۲، ۱۴۷، کتاب المجروحین ص ۲۱۴ ج ۲،

مسند الشاميين ح ۳۸۴ و ۳۳۷۴، حلية الأولياء ص ۱۸۶ ج ۵، شرح السنة ص ۱۴۱ ج ۱۳۔

۱۵۳۶ - طبرانی اوسط ص ۲۶۰ ج ۷ ح ۶۵۰۰۔

(۱۵۳۷) مامن مؤمن ومؤمنة یقرأ آية الكرسي ويجعل ثوابها لاهل القبور الحديث (علی رضی اللہ عنہ)

جو مومن مرد یا عورت آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کے لیے کر دیتا ہے تو زمین پر کوئی قبر باقی نہیں رہتی مگر اللہ تعالیٰ اس قبر میں نور داخل کر دیتا ہے اور اس کی قبر کو مشرق سے لے کر مغرب تک کشادہ کر دیتا ہے اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں ان کے ہر ایک کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور پڑھنے والے کو ستر (۷۰) شہیدوں کا ثواب عطا کرتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے ایک راوی ابو محمد جعفر بن محمد ابھری کا دماغ چلہ کشی کی وجہ سے خشک ہو گیا تھا اور عقل میں فتور آ گیا تھا وہ (خشکی کی وجہ سے) ایسی باتیں سنتا جن کا وجود تک نہ ہوتا تھا (سیر اعلام النبلاء ص ۷۷۵ ج ۱) دوسرا راوی علی بن عثمان بن خطاب مغربی ہے اس کے کئی نام ہیں عام طور پر عثمان بن خطاب کے نام سے معروف تھا لوگ اسے علی بن عثمان سے پہچانتے تھے اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے تمام صحابہ کو پایا ہے یہ چوتھی صدی ہجری میں بھی حضرت علی سے براہ راست روایت کا دعویٰ کرتا تھا اس کا خیال تھا کہ حضرت علی نے میرے حق میں طوالت عمر کی دعا فرمائی تھی حالانکہ یہ ۳۵۱ھ کو زندہ تھا اور یہ خود کہتا تھا کہ میری عمر تین سو پانچ سال ہے اور میں نے حضرت علی سے سنا ہے۔ یہ مغرب سے مصر کو ۳۱۵ھ میں گیا اور اس نے حضرت علی اور معاویہ کی روایت کا دعویٰ کیا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کے بارہ میں روایات پر اگر آپ غور و فکر کریں تو اس آدمی کے نام، نسب، پیدائش اور عمر کے بارہ میں تخلیط ظاہر ہو جائے گی کیونکہ یہ خود ایک بات پر قائم نہیں رہا جن لوگوں نے اس پر حسن ظن کیا ہے آپ ان سے دھوکہ میں نہ آجائیں (کمل تفصیل لسان المیزان ص ۱۳۴ تا ۱۴۰ ج ۴) میں ملاحظہ فرمائیں (ذہبی فرماتے ہیں اس نے قلت حیا کی بناء پر تیسری صدی ہجری کے بعد حضرت علی سے روایتیں بیان کیں جس کی وجہ سے رسوا ہو گیا اور ائمہ نقاد نے اس کی تکذیب کی ہے خطیب فرماتے ہیں علماء نقل اس کے مذکورہ دعویٰ (حضرت علی سے روایت) کو ثابت نہیں جانتے (میزان ص ۳۳ ج ۳)۔

## قبرستان کی زیارت

(۱۵۳۸) (ان اطاء على جمرة احب الى من ان اطاء على قبر۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

میں کسی انگارے کو روندوں یہ میری طرف زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر کو روندوں۔ ☆

ضعیف ہے راوی عطاء بن سائب محتاط ہے (تقریب ص ۲۳۹) مرفوع روایت میں مسلمان کی قبر کا جملہ نہیں ہے۔

(۱۵۳۹) من زار قبر ابويه او احدهما كل جمعة غفر له و كتب برا (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور نیک

اور صالح لکھا جاتا ہے۔ ضعیف ہے راوی عبدالکریم ابو امیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۶۰ ج ۳)

اس کی طبرانی میں ایک اور سند بھی ہے جو معطل ہے اور اس کا ایک راوی یحییٰ بن علاء بجلی پر وضع کا الزام

ہے (تقریب ص ۳۷۸)

(۱۵۴۰) من زار قبر والديه او احدهما في يوم الجمعة فقرا يس

غفر الله له (ابو بکرہ رضی اللہ عنہ)

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین کی یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور سورۃ یس پڑھے تو اللہ تعالیٰ

اس کو بخش دیتا ہے۔ ☆

باطل ہے راوی عمرو بن زیاد بن عبدالرحمن الشوبانی حدیث چور باطل روایات کرتا تھا (ابن عدی) حدیث

وضع کرتا تھا (دارقطنی۔ میزان ص ۲۲۰ ج ۲)۔

۱۵۳۸۔ طبرانی کبیر ص ۱۹۷ ج ۹ ح ۸۴۶۶ و ص ۳۲۱ ج ۹ ح ۹۶۰۵۔

۱۵۳۹۔ طبرانی اوسط ص ۶۹ ج ۷ ح ۶۱۱۰، احیاء العلوم ص ۲۲۷ ج ۶، المغنی عن حمل الاسفار

ص ۱۲۲۸ ج ۲، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص ۱۶۰ ج ۲ ح ۹۵۰۵، تذکرۃ الموضوعات

ص ۲۱۹، اللالی ص ۳۶۶ ج ۲۔

۱۵۴۰۔ الکامل ص ۱۸۰ ج ۵، دیلمی ص ۱۴۰ ج ۴ ح ۵۹۴۵، کتاب الموضوعات ص ۴۱۳ ج ۲، اللالی

ص ۳۶۵ ج ۲، تنزیہ ص ۳۷۳ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۲۷۱، میزان ص ۲۶۱ ج ۳، تاریخ

اصفہان ص ۲۵۰ ج ۱۔

(۱۵۴۱) من زار قبر ابیه او قبر امه او قبر احد من قرابته کتب له کحجة مبرورة ومن کان زوار الهم حتی یموت زارت الملائكة قبره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)  
جو اپنے باپ یا ماں یا کسی قریبی رشتے دار کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کے لیے مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو تاحیات ان کی قبروں کی زیارت کرتا رہے تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے ☆ باطل ہے۔

(۱۵۴۲) من زار قبر ابیه او امه او عمتہ او خالنه او احد من قراباته کانت له حجة مبرورة الحدیث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)  
جو اپنے باپ یا ماں یا پھوپھی یا خالہ یا کسی بھی قریبی رشتے دار کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو اس کے لیے مقبول حج کا ثواب ہوتا ہے اور اگر وہ تاحیات ان کی قبروں کی زیارت کرتا رہے تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے ☆ باطل ہے۔

(۱۵۴۳) من زار قبر امه کان کعمرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

”جس نے ماں کی قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے عمرہ کیا۔“ باطل ہے۔ ☆  
تینوں روایتوں کا راوی ابو مقاتل حفص بن سلم سر قندی سخت ضعیف ہے (تقیہ) حدیث وضع کرتا تھا (سلیمانی) ابن مہدی نے اس کی تکذیب کی ہے (میزان ص ۲۵۶ ج ۱) اس حدیث کا اصل کچھ نہیں (کتاب الحجر وچین ص ۲۵۶ ج ۱)

(۱۵۴۴) ان الرجل یموت والداه وهو عاق لهما فیدعوا الله لهما من بعدهما فیکتبه الله من البارین (انس رضی اللہ عنہ)

آدی کے والدین فوت ہو جاتے ہیں اور وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے پھر وہ ان کے حق میں دعا کرتا رہتا ہے تو

۱۵۴۱- الکامل ص ۸۰۱ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۴۱۳ ج ۲، اللالی ص ۳۶۶ ج ۲، تنزیہ ص ۳۷۳ ج ۲۔

۱۵۴۲- کتاب الموضوعات ص ۴۱۴ ج ۲، اللالی ص ۳۶۶ ج ۲۔

۱۵۴۳- کتاب المجروحین ص ۲۵۷ ج ۱، تذکرة الموضوعات قیسرانی ص ۱۲۰۔

۱۵۴۴- احياء العلوم ص ۱۲۷ ج ۶، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۸ ج ۲، کنز العمال ص ۴۷۷ ج ۱۶،

مجمع الجوامع ح ۵۵۰۰، اتحاف ص ۳۶۰ ج ۱۰۔



اللہ تعالیٰ اس کو نیکوں کا روم میں سے لکھ دیتا ہے۔ اس کی تین سندیں ہیں ایک سند صحیح ہے مگر وہ مرسل ہے باقی دوسندوں میں صلت بن حجاج اور یحییٰ بن عقبہ دونوں ضعیف ہیں۔ (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۸ ج ۲)۔  
(۱۵۴۵) (ما المیت فی قبره الا کالغریق المغوث ینتظر دعوة تلحقه من ابیه او من اخیه او صديق له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میت قبر میں ایسے ہوتی ہے جیسا کہ پانی میں ڈوبنے والا ہوتا ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہوتا ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ میرے باپ، بھائی، یا دوست کی دعا میرے تک پہنچے۔ ☆

باطل ہے راوی حسن بن علی بن عبد الواحد نے ہشام بن عمار سے باطل خبر روایت کی ہے (میزان ص ۵۰۹ ج ۱ والمغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۹ ج ۲) ابن ناصر فرماتے ہیں متہم ہے اس نے ورد میں بے اصل حدیث روایت کی ہے (لسان ص ۲۳۱ ج ۲)

(۱۵۴۶) زار رسول اللہ ﷺ فبر امه فی الف مقنع فلم یربا کیا اکثر من یومئذ (بریرہ)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی ایک ہزار مسلح آدمیوں کے ساتھ کی جتنا آپ کو روتے ہوئے اس دن دیکھا گیا کسی اور دن نہیں دیکھا گیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی احمد بن عمران اُضلی متروک ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۷ ج ۲) محدثین نے اس بارہ میں کلام کیا ہے (بخاری) اس کو محدثین نے چھوڑ دیا ہے (ابوزرہ۔ میزان ص ۱۲۳ ج ۱)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ متن غیر صحیح ہے (واللہ اعلم)  
(۱۵۴۷) ما من رجل یزور قبر اخیه ویجلس عنده الا استانس به ورد

۱۵۴۵ - شعب الایمان ص ۱۶ ج ۷، دیلمی ص ۳۹۱ ج ۴، کنز العمال ص ۲۸۳ ج ۶، لسان ص ۹۹ ج ۵، اتحاف ص ۳۶۷ ج ۱۰، ضعیفہ ص ۴۷۶ ج ۴، احیاء العلوم ص ۱۲۸ ج ۶، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۹ ج ۲۔

۱۵۴۶ - التمهید ص ۲۳۰ ج ۳، احیاء العلوم ص ۱۲۶ ج ۶، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۷ ج ۲۔  
۱۵۴۷ - احیاء العلوم ص ۱۲۷ ج ۶، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۹ ج ۲، اتحاف ص ۳۶۵ ج ۱۰۔

علیہ حتی يقوم (عائشہ رضی اللہ عنہا)

جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے مگر وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کی بات کا جواب لوٹاتا ہے حتی کہ وہ وہاں سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ☆  
ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن سماعن نامعلوم ہے۔

## سلام کہنا

(۱۵۴۸) لا یسلم علیہم احد الا ردوا الیہ یوم القيامة (عمر رضی اللہ عنہ)

مردوں پر جو بھی سلام کہتا ہے قیامت کے روز مردے اس کا جواب لوٹائیں گے۔ ☆  
(ضعیف ہے راوی ابو بلال اشعری ضعیف ہے۔ دارقطنی۔ مجمع ص ۶۰ ج ۳)

(۱۵۴۹) دخلت علی جابر وهو يموت فقلت اقرا علی رسول الله ﷺ السلام  
(محمد بن المنصور رضی اللہ عنہ)

میں حضرت جابر پر ان کی موت کے وقت داخل ہوا اور عرض کیا آپ رسول اللہ کو میرا سلام پہنچا دیں۔ ☆  
ضعیف ہے راوی احمد بن ازہر ثقہ ہے مگر ابن حبان فرماتے ہیں خطا کر جاتا تھا احمد حاکم فرماتے ہیں جب بوڑھا ہو گیا تو بسا اوقات تلقین قبول کر لیتا تھا (مشکوۃ البانی ص ۵۱۶ ج ۱)

## انبیاء علیہم السلام کی ارواح

(۱۵۵۰) ما من نبی يموت فيقيم في قبره الا أربعين صباحا حی ترد الیہ روحه (انس)

۱۵۴۸- مجمع الزوائد ص ۶۰ ج ۳ بحوالہ طبرانی کبیر۔

۱۵۴۹- ابن ماجہ باب فیما یقال عند المریض اذا حضر ح ۱۴۵۰۔

۱۵۵۰- کتاب المجروحین ص ۲۳۵ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۴۱۳ ج ۲، اللالی ص ۲۶۰ ج ۱، تنزیہ ص ۳۳۰ ج ۱، الفوائد ۳۲۵، میزان ص ۵۲۵ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۳۳۳ ج ۸، کنز العمال ص ۴۷۵ ج ۱۱، ضعیفۃ ۲۳۵ ج ۱۔

نبی فوت ہونے کے بعد صرف چالیس دن تک اپنی قبر میں ٹھہرتا ہے پھر اس کی طرف اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے۔ ☆  
من گھڑت ہے راوی حسن بن یحییٰ الحسنی ثقہ راویوں سے ایسی روایات کرتا تھا جن کا اصل کوئی نہیں ہوتا  
تھا (ابن معین) متروک ہے (دارقطنی - کتاب الموضوعات ص ۴۱۳ ج ۲)۔

## قبر رسول ﷺ کی زیارت

(۱۵۵۱) انه كان ياتي القبر يسلم على النبي ﷺ و على ابي بكر و عمر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ابن عمر قبر رسول ﷺ پر آتے تو رسول اللہ ﷺ ابو بکر اور عمر پر سلام کہتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحییٰ بالقی نے ابن عمر کا عمل بنادیا ہے دست یہ ہے کہ یہ ابن دینار کا عمل ہے (میزان ص ۳۹۹ ج ۴)۔

(۱۵۵۲) من زار قبري و جبت له شفاعتي (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ ☆

منکر ہے اولاد راوی موسیٰ بن حلال عبیدی مجہول ہے (ابو حاتم) اس کی حدیث پر متابعت نہیں (عقيلي)

اس کی مذکورہ حدیث جو اس نے عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر سے روایت کی ہے کا انکار کیا گیا ہے

(میزان ص ۲۲۶ ج ۴) اس کے استاذ عبد اللہ بن عمر العمری پر عبادت اور صلاح غالب آگئی تھی حتیٰ کہ یہ

اخبار کے ضبط کرنے سے غافل ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی روایت میں منکر روایتیں داخل ہو گئی

تھیں جب ان کی کثرت ہو گئی تو یہ ترک کے مستحق ہو گئے (کتاب البحر وجہن ص ۷۷ ج ۲) بیہقی فرماتے

ہیں یہ حدیث منکر ہے (الصارم المنکی ص ۳۱)۔

۱۵۵۱- میزان ص ۳۹۱ ج ۴، بیہقی ص ۲۴۵ ج ۵۔

۱۵۵۲- دارقطنی ص ۲۷۸ ج ۲، الکامل ص ۲۳۵ ج ۶، شعب الایمان ص ۴۹۰ ج ۳ ح ۴۱۵۹، درمنثور

ص ۲۳۷ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۷۵، المقاصد الحسنۃ ص ۴۱۳، کشف الخفاء

ص ۲۵۰ ج ۲، الفوائد المجموعۃ ص ۱۱۷، الصارم المنکی ص ۷۸، فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۵

و ص ۲۹ ج ۲۷، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۸ ج ۲، احیاء العلوم ص ۱۲۷ ج ۶، کنز العمال

ص ۶۵۰ ج ۱۵، عقيلي ص ۱۷۰ ج ۴۔

نوٹ: بعض اسناد میں عبداللہ کی بجائے عبید اللہ ہے جو غلط ہے صحیح عبداللہ ہے (اکامل ص ۶۳۵ ج ۶)۔

(۱۵۵۳) من زار قبری حلت له شفاعتی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ ☆

بے اصل ہے راوی عبداللہ بن ابراہیم بن عمرو غفاری موضوع روایات روایت کرتا تھا (حاکم) حدیث وضع

کرتا تھا (ابن حبان) اس کی حدیث منکر ہے (دارقطنی - میزان ص ۳۸۹ ج ۲) اس کا استاذ عبد الرحمن بن

زید متروک تا قابل حجت بلکہ موضوع روایات روایت کرتا تھا (المدخل للحاکم ص ۱۵۴)

(۱۵۵۴) من زار قبری کنت له شفيعا او شهيدا يوم القيامة (عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی قیامت دن میں اس کے لیے سفارشی یا گواہ ہوں گا۔ ☆

ضعیف ہے سند میں ایک نامعلوم راوی ہے امام بیہقی فرماتے یہ سند مجہول ہے۔ (بیہقی ص ۲۴۵ ج ۵)

(۱۵۵۵) من حج الى مكة ثم قصدني في مسجدی كتبت له حجتان

مبرورتان (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے مکہ کا حج کیا پھر میری ملاقات کے لیے میری مسجد کا قصد کیا اس کے لیے دو قبول شدہ حج لکھے جائیں گے۔ ☆

بے اصل ہے راوی اسید بن زید الجمال متروک ہے (نسائی) کذاب ہے (ابن معین - میزان

ص ۲۵۷ ج ۱) دوسرا راوی مسلمہ یا مسلم بن سالم جھنٹی ثقہ نہیں (ابو داؤد - میزان ص ۱۰۴ ج ۴)

(۱۵۵۶) من جاءني زائراً لا تعمله حاجة الا زيارتي كان حقاً على ان اكون له

شفيعاً يوم القيامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۱۵۵۳ - كشف الاستار ۱۱۹۸ مجمع ص ۴۲۔

۱۵۵۴ - بیہقی ص ۲۴۵ ج ۵، درمنثور ص ۲۳۷ ج ۱، اللالی ص ۱۰۹ ج ۲، المقاصد الحسنة ص ۴۱۳،

شعب الایمان ص ۴۸۸ ج ۳، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۸ ج ۲، احیاء العلوم

ص ۱۲۷ ج ۶، فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۹ ج ۲۷۔

۱۵۵۵ - دیلمی ص ۴۷۰ ج ۵، کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۵، شعب الایمان ص ۴۸۸ ج ۳، ح ۴۱۵۲۔

۱۵۵۶ - طبرانی کبیر ص ۲۲۵ ج ۱۲، ح ۱۳۱۴۹، طبرانی أوسط ص ۲۷۵ ج ۵، ح ۴۵۴۳، کنز العمال

ص ۲۵۶ ج ۱۲، درمنثور ص ۲۳۷ ج ۱، عقیلی ص ۳۶۲ ج ۴۔

جو میری زیارت کے لیے آیا اسے صرف میری زیارت ہی درکار تھی مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے روز اس کا سفارشی یا گواہ بنوں۔ ☆

سخت ضعیف ہے سند میں حدیثی رجل نامعلوم ہے اور دوسرا راوی سوار بن میمون بھی مجہول ہے۔

(۱۵۵۷) من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی (حاطب)

جس نے میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی ہے۔ ☆  
منقطع اور ضعیف ہے راوی وکیع نے اپنے استاذ ابن عون کو نہیں پایا نیز سند میں ایک مجہول راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا (ارواء ص ۳۳۵ ج ۳)۔

(۱۵۵۸) من زارنی فی مماتی کمن زارنی فی حیاتی (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے میری زیارت میری موت کے بعد کی گویا کہ اس نے زیارت میری زندگی میں کی ہے۔ ☆  
غیر محفوظ ہے راوی فضالہ بن سعید بن زمیل کی حدیث غیر محفوظ ہے اور یہ صرف اسی روایت سے پہچانا جاتا ہے (عقیلی ص ۳۵۷ ج ۳) من گھڑت ہے (میزان ص ۳۳۹ ج ۳)۔

(۱۵۵۹) من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما وارنی فی حیاتی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے حج کیا اور اس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے زیارت میری زندگی میں کی ہے۔ ☆

غیر محفوظ ہے راوی حفص بن ابی داؤد اور اس کا استاذ لیث بن ابی سلیم دونوں ضعیف ہیں (ارواء ص ۳۳۶ ج ۳)

۱۵۵۷- دارقطنی ص ۲۷۸ ج ۲، کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۵، الفوائد المجموعة ص ۱۱۷، كشف الخفاء

ص ۲۵۳ ج ۲، شعب الایمان ص ۲۷۸ ج ۲، کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۵، الفوائد المجموعة ص ۱۱۷،

كشف الخفاء ص ۲۵۳ ج ۲، الدرر المنتهرة ص ۱۵۹، المغنی عن حمل الاسفار ص ۲۰۶ ج ۱،

احیاء العلوم ص ۳۴۳ ج ۱۔

۱۵۵۸- عقیلی ص ۴۵۷ ج ۳، میزان ص ۳۴۸ ج ۳، لسان ص ۴۳۶ ج ۴۔

۱۵۵۹- دارقطنی ص ۲۷۸ ج ۲، شعب الایمان ص ۴۸۹ ج ۳، طرانی کبیر ص ۳۱۰ ج ۱۲،

ح ۱۳۴۹۷، دیلمی ص ۷۱ ج ۴، کنز العمال ص ۱۵۹ ج ۵، در منثور ص ۲۳۷ ج ۱،

الکامل ص ۷۹۰ ج ۲، بیہقی ص ۲۴۶ ج ۵۔

حفص بن ابی داؤد یہ حفص بن سلیمان غاضری ہے اور اس کو حفیص بھی کہتے ہیں متروک ہے (تقریب ص ۷۷) کذاب ہے (ابن معین) حدیث وضع کرتا تھا اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی - سلسلہ احادیث ضعیفہ ص ۶۲ ج ۱) اس کی روایت کی طبرانی میں ایک اور بھی سند ہے جس کے راوی سوائے مجاہد کے باقی تمام مجروح اور متکلم فیہ ہیں (۱) طبرانی کے استاذ احمد بن رشدین کی محدثین نے تکذیب کی ہے اور اس پر چند اشیاء کا انکار کیا ہے اس کا استاذ علی بن حسن بن ہارون قابل حجت نہیں لیث بن بنت الیث اس کی استاذ اور اس کی راوی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں مجہول ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص ۶۳ ج ۱) اور اس کا استاذ لیث بن ابی سلیم مخطئ متروک ہے - (تقریب ص ۲۸۷)

(۱۵۶۰) (من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني) (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

جو بیت اللہ کاج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ☆

من گھڑت ہے راوی نعمان بن شبل ثقہ راویوں سے طامات لاتا تھا (ابن حبان) اس روایت کے وضع میں طعن محمد بن محمد بن نعمان پر ہے (دارقطنی - کتاب الموضوعات ص ۱۲۸ ج ۲)

(۱۵۶۱) (من زارني وابي ابراهيم في عام واحد دخل الجنة -

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیم کی ایک ہی سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ☆

من گھڑت ہے اس کی کوئی سند معلوم نہیں امام نووی ابن تیمیہ - سیوطی اور البانی نے اسے بے اصل اور من گھڑت قرار دیا ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۶۱ ج ۱)۔

۱۵۶۰ - کتاب الموضوعات ص ۱۲۸ ج ۲، تنزیہ ص ۱۷۲ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۱۸، کتاب المجروحین ص ۷۳ ج ۳، کنز العمال ص ۱۳۵ ج ۵، الکامل ص ۲۴۸ ج ۷، كشف الخفاء ص ۲۴۵ ج ۲، دیلمی ص ۷۱ ج ۴، المغنی عن حمل الاسفار ص ۲۰۷ ج ۱، فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۵ ج ۲۷۔

۱۵۶۱ - موضوعات کبیر ص ۱۱۹، تذکرة الموضوعات ص ۷۵، الدرر المنتشرة ص ۱۵۰، الأحادیث القصاص ص ۲۰، فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۹ ج ۲۷۔

(۱۵۶۲) من زارنی محتسبا الى المدينة كان فى جوارى يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے ثواب سمجھ کر میری مدینہ میں زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا۔ ☆  
 سخت ضعیف ہے اولاً راوی ابوالہشبی سلیمان بن یزید الکعبی الخزاعی منکر الحدیث ہے قوی نہیں (ابو  
 حاتم) قابل حجت نہیں (میزان ص ۲۸۵ ج ۱) ضعیف ہے (تقریب ص ۴۲۳) ثانیاً ایوب بن حسن  
 بھی منکر الحدیث ہے (میزان ص ۲۸۵ ج ۱)۔

زیارت قبر نبوی علیہ التحیۃ والسلام کے بارے میں جتنی روایات ہمارے علم میں ہے ہم نے ان تمام پر  
 بحث کر دی ہے ان روایات میں بعض روایات تو ایسی ہیں جن کا قبر مبارک کی زیارت کے ساتھ تعلق نہیں  
 بلکہ مطلق زیارت کے بارے میں ہیں ان کو بھی ہم زیارت قبر کے تحت ذکر کر رہے ہیں کیونکہ اہل بدعت ان  
 روایات کو بھی اپنے غلط موقف کی دلیل بناتے ہیں اور جو زیارت قبر مبارک کے بارہ میں ہیں ان کی  
 حقیقت آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ بحمد اللہ کتاب ضعیف اور موضوع روایات کی پہلی جلد ختم ہوئی دوسری  
 جلد کتاب الزکوۃ (حدیث نمبر ۱۵۶۳) سے شروع ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

کتبہ ابوالانس محمد یحییٰ گوندلوی

۲۳-۷-۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۸-۱۱-۱۴ء

TRUEMASLAK@INBOX.COM



# جریدہ مصادر

اعداد

فاطمہ سعدیہ گوندلوی



## جریدہ مصادر

- ۱ آثار السنن علامہ محمد بن علی النہوی الحنفی تحقیق مولانا فیض احمد ملتانی ط کراچی
- ۲ الآثار المرفوعہ علامہ عبدالحی بن عبدالحلیم الکھنوی ط گرجا کھ گوجرانوالہ
- ۳ احادیث ضعاف (تخریج احادیث ضعاف دارقطنی) ابو محمد عبد اللہ بن یحیی الجزار ی تحقیق کمال یوسف الحوت ط بیروت
- ۴ الاحکام فی اصول الاحکام ابو محمد ابن حزم تحقیق احمد بن محمد بن شاکر ط بیروت
- ۵ احیاء العلوم الدین علامہ محمد حامد الغزالی مع تخریج حافظ عراقی ط بیروت
- ۶ الادب المفرد امام الحدیث محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ بخاری تعلیق محمد فواد عبدالباقی ط سانگلہ ہل
- ۷ الاذکار ابو زکریا یحیی بن شرف النووی ط بیروت
- ۸ ارواء الغلیل محدث جلیل محمد ناصر البانی باشراف زہیر الشاولیش ط المکتب الاسلامی
- ۹ الاسماء والصفات امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی تحقیق عماد الدین احمد حیدر ط سانگلہ ہل
- ۱۰ اسد الغابہ علامہ عز الدین ابوالحسن علی بن ابی الکریم المعروف ابن اثیر ط بیروت
- ۱۱ الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ امام ابو عمر ابن عبد البر الاندلسی
- ۱۲ الاصابہ حافظ ابو الفضل ابن حجر عسقلانی ط دار الفکر ط بیروت
- ۱۳ اعلام اہل العصر محدث جلیل ابوالطیب محمد شمس الحق اعظم آبادی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد
- ۱۴ اقتضاء صراط المستقیم شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق محمد حامد القفنی ط بیروت
- ۱۵ الامارۃ الی معرفۃ اصول روایۃ وتقیید السماع قاضی عیاض البیہقی تحقیق محمد عبدالغنی ط کراچی
- ۱۶ انجیل مترجم اردو ط کاثولیکیہ
- ۱۷ ایضاح الادلۃ مولانا محمود حسن دیوبندی ط پاکستان
- ۱۸ الباعث الخفیث شرح اختصار علوم الحدیث حافظ عماد الدین بن کثیر عقیق احمد محمد شاکر
- ۱۹ البحر الرائق شرح کنز الدقائق زین الدین ابن نجیم الحنفی ط کوئٹہ

۲۰	بدائع الصنائع	علامہ الکاسانی الحنفی ط پاکستان
۲۱	المبداہ وانہایہ	حافظ عماد الدین ابن کثیر صاحب تفسیر ط بیروت
۲۲	تاریخ اصفہان	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی ط لندن
۲۳	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی دار الفکر بیروت
۲۴	تاریخ الخلفاء	حافظ جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطی ط کراچی
۲۵	التاریخ الصغیر	امام المحمد ثین محمد بن اسماعیل بخاری ط سائنگھ بل
۲۶	تاریخ طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری ط مطبعة الاستقامة القاہرہ
۲۷	تحفۃ الاغوذی شرح ترمذی	تحقیق علی محمد معوض و عادل احمد الموجود ط بیروت ۲۰۰۱
۲۸	تحفۃ الاغوذی شرح ترمذی	الامام عبد الرحمان مبارکفوری ط فیصل آباد
۲۹	تحقیق مسئلہ آئین	ابو معاویہ صفدر جالندھری ط اول
۳۰	تدریب الراوی	حافظ جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطی ط قدیمی کراچی
۳۱	تذکرۃ الحفاظ	امام ابو عبد اللہ محمد بن حمد بن عثمان الذہبی ط بیروت
۳۲	تذکرۃ الموضوعات	علامہ محمد طاہر بن علی الہندی ط بیروت ۱۹۹۵ء
۳۳	تذکرۃ الموضوعات	بر حاشیہ الموضوعات الکبیر ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی ط کراچی
۳۴	الترغیب والترہیب	امام ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری تحقیق محقق محمد عمارہ ط بیروت
۳۵	تعلیق بر تعریف اہل التقدیس	دکتر عبد الغفار سلیمان البغدادی مومحمد احمد الغزیز ط بیروت ۱۹۸۳ء
۳۶	تعلیق بر مسند فردوس	فواز احمد الزہری والمصمم باللہ البغدادی ط بیروت
۳۷	تعلیق بر معجم کبیر	حمادی عبد الحمید سلفی ط ثالثہ
۳۸	تعلیق المغنی	بر حاشیہ سنن دارقطنی محدث الحلیل ابو الطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی ط ملتان
۳۹	تفسیر ابن کثیر	امام ابو القداء حافظ ابن کثیر دمشقی خزرج حسین بن ابراہیم زہران ط پشاور
۴۰	تفسیر قرطبی	امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی تحقیق صدیقی محمد جمیل و شیخ عرفان العساء ط بیروت
۴۱	تقریب الجہذیب	حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط گوجرانوالہ

- ۴۲ تقریب مع التدریب ابو زکریا یحییٰ بن شرف النوادی ط قدیمی کراچی
- ۴۳ تلخیص الحبر حافظ ابو الفضل حمد بن علی بن حجر العسقلانی تحقیق سید عبداللہ ہاشم یحییٰ مدنی ط سانگلہ ہل
- ۴۴ تلخیص المستدرک حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی ط دار الفکر ط بیروت
- ۴۵ التہذیب لما فی المواطن من معانی والا سائید ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمری الاندلسی تحقیق مصطفیٰ بن محمد العلوی و محمد عبدکبیر کبری ط لاہور ۱۹۸۳ء
- ۴۶ تنزیہ الشریعہ حافظ ابو الحسن علی بن محمد بن عراق الکنتانی مراجعت عبد الوہاب عبد الطیف و عبداللہ محمد الصدی ط بیروت
- ۴۷ التوصل الی حقیقۃ الوسل المشرع والممنوع الشیخ محمد سیب الرفاعی ط بیروت ۱۹۷۴ء
- ۴۸ توضیح الکلام الاستاذ الحق ارشاد الحق الاثری ط فیصل آباد
- ۴۹ تہذیب الاسماء ابو زکریا یحییٰ بن شرف النوادی ط بیروت
- ۵۰ تہذیب التہذیب حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط حیدر آباد دکن
- ۵۱ جزء رفع الیدین مع تنویر العینین امام الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری تحقیق ابو بدیع المدین سندھی ط فیصل آباد
- ۵۲ جامع بیان العلم حافظ ابو عمر عبدالبر الاندلسی ط بیروت
- ۵۳ الجامع الصغیر مع فیض القدر حافظ جلال الدین السیوطی ط بیروت
- ۵۴ جامع المسائید ابو الموائد محمد بن محمود الاخوانی ط سمندری فیصل آباد
- ۵۵ الحاوی فی تخریج الطحاوی حافظ محی الدین ابو محمد عبدالقادر القرشی الحنفی تحقیق سید یوسف احمد ط بیروت ۱۹۹۹
- ۵۶ الحاوی للفتاویٰ حافظ جلال الدین ابن عبدالرحمان السیوطی ط لاکل پور (فیصل آباد)
- ۵۷ حلیۃ الاولیاء حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی ط بیروت
- ۵۸ حملۃ الرسالة الاسلام الاولون السید محبت الدین الخطیب (پاکٹ سائز) ط کویت
- ۵۹ خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط گوجرانوالہ
- ۶۰ خیر البراہین ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط جامعہ رحمانیہ فاروق آباد
- ۶۱ داستان حنفیہ ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

- ۶۲ دراسات فی الجرح والتعديل دکتور ضیاء الرحمان اعظمی ط جامعہ سلفیہ ہند
- ۶۳ الدار المختار مع رد المختار محمد علاء الدین الحسکفی الخمی ط بیروت
- ۶۴ الدر المنشر فی الاحادیث المشترکہ حافظ جلال الدین ابن عبد الرحمان السیوطی ط بیروت
- ۶۵ دلائل النبوة حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیہقی تحقیق عبد اللہ المعطی قلجی ط بیروت
- ۶۶ دلائل النبوة حافظ احمد بن عبد اللہ ابو نعیم اصفہانی تحقیق محمد رواس قلجی و عبد البر عباس ط دار الفکر
- ۶۷ دین تصوف ابوانس محمد یحیی بن محمد یعقوب گوندلوی ط قلعہ دیدار سنگھ و ساہووالہ
- ۶۸ ذم الکلام و اھلہ ابواسامیل عبد اللہ بن محمد الانصاری تحقیق ابو جابر انصاری ط مکتبہ الغرباء
- ۶۹ زاد المعاد حافظ ابو عبد اللہ بن القیم الجوزی ط بیروت ۱۹۷۳ھ
- ۷۰ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ علامہ ناصر الدین البانی ط الرياض
- ۷۱ سنن امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ ط سرگودھا
- ۷۲ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث البجستانی ط کراچی
- ۷۳ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث البجستانی ط دار السلام الرياض
- ۷۴ سنن ترمذی امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ط کراچی
- ۷۵ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی امام الکبیر امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ط بیروت
- ۷۶ سنن ترمذی مترجم ابوانس محمد یحیی بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ
- ۷۷ سنن حافظ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی تحقیق سید عبد اللہ ہاشم بیانی مدنی ط ملتان
- ۷۸ سنن دارقطنی مع تعلیق المغنی امام علی بن عمر الدارقطنی ط ملتان
- ۷۹ سنن الکبریٰ حافظ ابو بکر احمد بن حسین البیہقی مع الجوہر القتی ط ملتان
- ۸۰ السنۃ الابن ابی عاصم
- ۸۱ سیر اعلام النبلاء حافظ ابو عبد اللہ شمس الدین الذہبی تحقیق شعیب الارنؤط و حسین الاساط موسسۃ الرسالہ ۱۹۹۰ء
- ۸۲ شرح السنۃ امام حسین بن مسعود البغوی تحقیق شعیب الارنؤط و محمد زہیر شاولیش ط المکتب الاسلامی ۱۹۸۳ء
- ۸۳ شرح علل الترمذی زین الدین ابو الفراج عبد الرحمان بن احمد البغدادی المعروف ابن رجب الحسنبلی

- ۸۴ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید الشیبی ط بیروت
- ۸۵ شرح معنی الآثار طحاوی امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی تحقیق محمد الزہری النجار ط بیروت ۱۹۷۸ء
- ۸۶ شرف اصحاب الحدیث حافظ ابوبک الخطیب لبغدادی ط گرجا گھر انوالہ
- ۸۷ شعب الایمان حافظ ابوبکر بیہقی تحقیق ابوباکر محمد سعید بسیم فی زعلول ط بیروت ۱۹۹۰
- ۸۸ شمائل ترمذی مع شرح خصائل محمدی اردو امام محمد بن عیسیٰ الترمذی ط گوجرانوالہ
- ۸۹ الصارم المنکفی فی الرد علی السبکی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد اللہ ط فیصل آباد
- ۹۰ صحیح امام ابوبکر بن اسحاق بن خزیمہ اسلمی تحقیق مصطفیٰ الاعظمی المکتب الاسلامی
- ۹۱ صحیح ابوحاتم محمد بن حبان البستی ترتیب امیر علماء الدین الفارسی تخریج شعیب الارنؤط وحسین اسد
- ۹۲ صحیح امام الحدیث محمد بن اسماعیل بخاری ط کراچی
- ۹۳ صحیح امام الحدیث محمد بن اسماعیل بخاری ط دار السلام
- ۹۴ صحیح امام ابوالحسن مسلم بن الحجاج نیشاپوری ط دار السلام
- ۹۵ صحیح مسلم مع شرح النوادی امام ابوالحسن مسلم بن الحجاج نیشاپوری ط کراچی
- ۹۶ ضعیف الجامع الصغیر محدث ناصر الدین البانی ط المکتب الاسلامی ۱۹۹۰
- ۹۷ الطبقات الکبیر محمد بن سعید القنادی کاتب الواقدی ط بیروت
- ۹۸ طبقات المدلسین حافظ ابن حجر عسقلانی تحقیق عبدالغفار سلیمان لبغدادی و محمد احمد عبدالعزیز ط بیروت ۱۹۸۴
- ۹۹ عقیدہ الجہدیت ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساهودالہ سیالکوٹ
- ۱۰۰ علل المتناہیہ ابوالفراج عبدالرحمن بن علی الجوزی تخریج ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد ۱۹۸۱ء
- ۱۰۱ علل الحدیث امام ابو محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی ط سائنگھ ہل
- ۱۰۲ عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی ط بیروت
- ۱۰۳ عمل الیوم واللیلہ حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری معروف ابن اسنی تحقیق ابو محمد کوثر ط جدہ
- ۱۰۴ عون المعبود شرح ابی داؤد محدث جلیل ابوالطیب محمد شمس الحق اعظمی آبادی ط ملتان
- ۱۰۵ فتح الباری شیخ الاسلام احمد بن علی بن حجر عسقلانی تحقیق ابن باز ط بیروت

- ۱۰۶ الفوائد النہیہ علامہ محمد الحی الکنہوی ط کراچی
- ۱۰۷ الفوائد مجموعہ شیخ السلام محمد بن علی الشوکانی تحقیق عبدالرحمن بن محیی المعظمی ط السنۃ الحمدیہ
- ۱۰۸ القاعدۃ الجلیۃ فی التوسل والوسیلہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق سید جمیل ط بیروت
- ۱۰۹ قواعد التحدیث علامہ محمد جمال الدین قاسمی ط دارالاحیاء السنۃ النبویہ
- ۱۱۰ قیام اللیل امام ابو عبد اللہ محمد بن نصر مروزی لخصہ المقریزی تعلیق علامہ عبد الوہاب ملتانی تخریج سید عبدالشکور شاہ ط سانگلہ بل ۱۹۶۹
- ۱۱۱ الکاشف لامام ابو عبد اللہ شمس الدین الذہبی ط بیروت ۱۹۸۳
- ۱۱۲ الکفایہ حافظ ابو بکر خطیب البغدادی ط بیروت
- ۱۱۳ اکامل فی ضعفاء الرجال امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی ط بیروت
- ۱۱۴ کتاب الآثار محمد بن حسن الشیبانی ط کراچی
- ۱۱۵ کتاب الاعتبار فی بیان النسخ والمنسوخ من الآثار حافظ محمد بن موسی الحازنی فی الصمدانی ط ثانیہ جیدر آباد دکن
- ۱۱۶ کتاب الضعفاء الکبیر حافظ ابو جعفر محمد بن عمرو عقیلی تحقیق امین قلجی
- ۱۱۷ کتاب القصص والہذکرین امام ابو الفراج عبد الرحمن بن الجوزی تحقیق مارلین سوارتر ط ثانیہ لاہور ۱۹۷۶
- ۱۱۸ کتاب القراءة امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی ط گرجا کھ گوجرانوالہ
- ۱۱۹ کتاب البحر وحین امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی تحقیق محمود ابراہیم زائد ط حلب ۱۳۹۶ھ
- ۱۲۰ کتاب المرائیل امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث البجستانی ط کراچی
- ۱۲۱ کتاب المرائیل ابو عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی ط سانگلہ بل
- ۱۲۲ کتاب الموضوعات امام ابو الفراج عبد الرحمن بن الجوزی تحقیق توفیق حمدان ط دارالباز مکہ مکرمہ
- ۱۲۳ کشف الاستار عن زوائد مسند المیزار امام ابو نور الدین الہیثمی تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی
- ۱۲۴ کشف الخفاء ومزیل الالباس علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی ط دمشق و بیروت
- ۱۲۵ کنز العمال علامہ علاء الدین علی المتقی الہندی ط موسسۃ الرسالہ ۱۹۸۹ء
- ۱۲۶ الملای المصنوعہ علامہ جلال الدین عبد الرحمن السیوطی تخریج ابو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عویضہ ط بیروت ۱۹۹۶

- ۱۲۷ لسان المیزان امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی ط موسسه العالمی بیروت
- ۱۲۸ امتقی من السنن المستندة امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود نیشاپوری ط سائلگہ بل
- ۱۲۹ مجمع البحرین فی زوائد المعجمین امام نور الدین الہیثمی تحقیق شعب الانوط تحقیق عبدالقدوس بن محمد نذیر مکتبہ ارشد لریاض
- ۱۳۰ مجمع الزوائد امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی ط بیروت ۱۹۸۸ء
- ۱۳۱ مجموع الفتاوی ابن تیمیہ جمع و ترتیب عبدالرحمن بن محمد بن قاسم وابنه محمد ط الریاض
- ۱۳۲ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی امام حسن بن عبدالرحمان بن خلاد الفارسی الراهر مزی
- ۱۳۳ المحلی امام ابو محمد علی بن حزم الاندلسی تحقیق محمد خلیل هراس ط مصر
- ۱۳۴ مختصر ابی داؤد مع معالم السنن حافظ عبد العظیم بن عبد القوی ابو محمد منذری ط سائلگہ بل ۱۹۷۹ء
- ۱۳۵ المدخل الی السنن الکبری امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی تحقیق ضیاء الرحمن الاعظمی ط ثانی
- ۱۳۶ المدخل الی الصحیح امام ابو حاکم النیشاپوری تحقیق ابیغ بن ہادی ط موسسه الرسالہ
- ۱۳۷ مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الشیخ ابوالحسن عبداللہ بن عبدالسلام مبارکپوری ط مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۶۱ء
- ۱۳۸ مرقاة شرح مشکوٰۃ علی بن سلطان الہروی معروف ملا علی قاری ط مکتبہ المدادیہ ملتان ۱۹۷۲ء
- ۱۳۹ مسند امام الفقہاء احمد بن حنبل الشیبانی ط دار الصادر بیروت
- ۱۴۰ مسند امام ابو بکر عبداللہ بن زبیر حمیدی تحقیق خالد سلفی گر جاکھی ط کراچی
- ۱۴۱ مسند ابی یعلی امام ابو یعلی احمد بن علی الموصلی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط جدہ ۱۹۸۸ء
- ۱۴۲ مسند الشامیین حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی
- ۱۴۳ المستدرک علی الحسنین امام ابو حاکم نیشاپوری ط دار المعرفۃ بیروت
- ۱۴۵ مشکاة المصابیح محمد بن عبداللہ الخطیب اتیریزی تحقیق ناصر الدین البانی ط الکتب الاسلامی ۱۹۸۵ء
- ۱۴۶ المصنف امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی تحقیق حبیب الرحمن اعظمی ط المجلس العلمی
- ۱۴۷ المصنف امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی تحقیق کمال یوسف الحوت ط ۱۹۸۹ء
- ۱۴۸ المعجم الاوسط حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق محمود الطحان ط الریاض ۱۹۸۶ء
- ۱۴۹ المعجم الصغیر مع الریاض الدانی امام ابو القاسم طبرانی تحقیق شکور محمود الحاج ط دار عمار عمان ۱۹۸۵ء

- ۱۵۰ المعجم الکبیر حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق حمی عبد الحمید السلفی ط ثانیہ بیروت
- ۱۵۱ المغنی عن حمل الاسفار حافظ ابو الفضل زین الدین عبد الرحیم العراقي تحقیق ابو محمد اشرف بن عبد المقصود ط بیروت ۹۹۵ء
- ۱۵۲ المغنی من الضعفاء حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی تحقیق نور الدین عمر ط اولی
- ۱۵۳ مفتاح الجنہ حافظ جلال الدین عبد الرحمان السیوطی ط کویت
- ۱۵۴ المقاصد الحسنۃ امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمان السخاوی ط دار العجۃ بیروت ۱۹۸۶ھ
- ۱۵۵ المنار المنیف امام محمد بن ابی بکر المعروف ابن الیم الجوزیہ تحقیق ابو الفتاح عدہ ط بیروت ۱۹۸۲ء
- ۱۵۶ منہاج السنۃ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ط بیروت
- ۱۵۷ موارد النعمان الی زوائد ابن حبان حافظ نور الدین الشیخی تحقیق شعیب الانوط و محمد رضوان العرقوسی
- ۱۵۸ موسوعة الاطراف الحديث ابو ہاجر السعید بن بستونی زغلول ط بیروت ۱۹۹۲
- ۱۵۹ الموضح لاحكام الجمع والتفريق امام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی تحقیق عبد الرحمان بن سحی المعلمی ط ثانیہ ۱۹۸۵
- ۱۶۰ الموضوعات الکبیر علامہ نور الدین علی بن سلطان الہروی معروف ملا علی قاری ط نور محمد کراچی
- ۱۶۱ موطا مع تعلیق المجد محمد بن حسن الشیبانی ط قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۶۱ء
- ۱۶۲ موطا مع ضوء السالك امام الائمہ مالک بن انس الاصمعی المحدثی ط ملتان
- ۱۶۳ میزان الاعتدال امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی تحقیق علی محمد بجاوی ط سانگلہ ہل
- ۱۶۴ نصب الراية فی تخریج احادیث الہدایہ حافظ جمال الدین عبد اللہ بن یوسف الزلیعی ط لاہور ۱۹۳۸
- ۱۶۵ نہایہ الاعتباط علاء الدین علی رضا دار الحدیث القاہرہ ۱۳۸۸ھ
- ۱۶۷ ہدایہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر المرعیتی ط ملتان
- ۱۶۸ ہدی الساری ابو الفضل ابن حجر عسقلانی ابن باز ط بیروت والریاض



TRUEMASLAK@INBOX.COM



# جامعہ تعلیم القرآن والحديث رجسٹرڈ ساہووالہ۔ سیالکوٹ

- ✽ جامعہ ہذا کی بنیاد 1980ء کو بدست الحاج ملک محمد یوسف رحمہ اللہ رکھی گئی اس وقت سے لے کر آج تک جامعہ بھرا اللہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے تعلیمی و تربیتی منازل طے کر رہا ہے۔
- ✽ جامعہ میں درس نظامی، تحفیز القرآن اور ناظرہ قرآن کا مکمل انتظام ہے۔
- ✽ جامعہ میں 1992ء سے ہر سال رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن الکریم کرایا جاتا ہے۔
- ✽ جامعہ میں وفاق المدارس السلفیہ کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا ہے۔
- ✽ جامعہ بیرونی طلباء کی رہائش، خوراک، علاج اور دیگر ضروریات کا کفیل ہے۔
- ✽ جامعہ میں بھرا اللہ دارالافتاء موجود ہے جس سے سائلین کے لئے فتوے جاری کئے جاتے ہیں۔
- ✽ جامعہ میں شعبہ تصنیف قائم ہے جس سے ابھی تک درجن بھر مختلف موضوعات پر کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں عقیدہ الہمدیث، داستان حنفیہ اور مقلدین ائمہ کی عدالت میں وغیرہ شامل ہیں۔

## علم حدیث کا شعبہ

- ✽ جامعہ کی خصوصیت ہے کہ اس میں علم حدیث پر بھرپور طریقے سے کام ہو رہا ہے جس کے تحت بھرا اللہ صحیح سنن ترمذی کی شرح اور خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی شائع ہو چکی ہیں اور سنن ابن ماجہ پر کام مکمل ہو چکا ہے جو بہت جلد شائع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ
- ✽ علاوہ ازیں منکرین حدیث کے رد میں متعدد رسالے شائع ہو چکے ہیں۔
- ✽ جامعہ ساہووالہ کی مرکزی جامعہ مسجد الہمدیث میں قائم ہے جگہ کی کمی کے باعث آئندہ منصوبہ میں جامعہ کے لئے الگ جگہ درکار ہے۔
- ✽ جامعہ کے تحت فری ڈپنری بھی زیر غور ہے۔
- ✽ احباب سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے۔

منجانب:- الحاج ملک محمد فیاض مہتمم۔ الحاج محمد یعقوب روپڑی ناظم

جامعہ تعلیم القرآن والحديث رجسٹرڈ ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

P.C 51060\* Mob:0300-6126421\* Ph:052-3510090

TRUEMASLAK@INBOX.COM